وزیراعظم، وزرائے اعلیٰ، قومی اسمبلی، سینٹ، صوبائی اسمبلیوں
کے اراکین، عدلیہ، انتظامیہ کو پیش کی جانے والی

تحقیقی دستاویز

الاحق العباد
حسن گری

مرکز مطالعات اسلامی پاکستان

پیش لفظ

علامہ اقبالؒ کے خواب کی تعبیر، قائداعظم کی محنت شاقہ، اکابرین ہند کی جدوجہد اور ہزاروں مسلمان شہداء کے خون کا ثمر وطن عزیز پاکستان کی فضا دیگر گونان گوں مسائل کے ساتھ ساتھ فرقہ واریت کے زہر سے اس قدر مسموم و آلود ہو چکی ہے کہ سانس لینا دشوار ہے۔ ایسا ملک جسے دنیا بھر میں ایک ممتاز و منفرد اسلامی ریاست کا نمونہ ہونا تھا اور جہاں ہر اسلام محمدی کے زریں اصولوں کا نفاذ کرکے دنیا بھر کے مصنوعی اور خود ساختہ نجات دھندہ نظاموں کو یہ باور کرایا جانا تھا کہ ایک مثالی ریاست کا قیام اسلامی نظام کے نفاذ سے ہی ممکن ہے۔ اس ریاست میں مسلمانوں کا آپس میں متصادم ہونا ایسا افسوس ناک امر تھا کہ جس نے ہر درد مند مسلمان اور محب وطن پاکستانی کو تشویش و اضطراب میں مبتلا کر دیا۔ اس سے بھی زیادہ اندوہناک یہ بات تھی کہ یہ تمام تصادم اسلام کے نام پر ہو رہا تھا۔ اسلام میں مختلف مکاتب فکر کی موجودگی اور اختلاف رائے کی تاریخ صدیوں پرانی ہے اور ایک زندہ جاوید و متحرک مذہب ہونے کے ناطے یہ کوئی بعید از امکان بات نہیں ہے کہ کچھ امور پر آراء میں اختلاف وجود میں آتا۔ ان اختلافات کے حوالے سے مذہبی مباحث اور علمی مذاکرات بھی اسلام کی تاریخ کا حصہ ہیں۔ لیکن جس قدر غلیظ اور شر انگیز مہم اس مرتبہ شروع کی گئی اس کی تاریخ میں کوئی نظیر نہیں ملتی۔ پہلی مرتبہ ایسا ہوا کہ فقہی و فروعی اختلافات کو بنیاد بنا کر گلی کوچوں میں تکفیر کی مہم کا آغاز کیا گیا۔ دیواریں مکروہ و غلیظ عبارتوں سے بھر دی گئیں۔ فضائیں "کافر کافر" اور "مارو" جلاء، پکڑو کی صداؤں سے گونجنے لگیں۔ مسلمانوں کے جانو مال اور عزت سے کھیلنا حلال بلکہ ثواب قرار دے دیا گیا۔ قتل و غارت کا سلسلہ شروع ہو گیا اور نوبت مذہبی جلسے جلوسوں اور مساجد و امام بارگاہوں پر فائرنگ، دھماکوں اور بے گناہ معصوم انسانوں کے قتل تک جا پہنچی۔

قریب تھا کہ وطن عزیز ایک بھیانک خانہ جنگی کا شکار ہو جاتا اور فرقہ واریت کی آگ سب کو اپنی لپیٹ میں لے لیتی کہ عظیم ملت جعفریہ نے اس فرقہ واریت کے پس پردہ ہونے والی سازش کو بھانپ لیا۔ در حقیقت ایران میں اسلامی انقلاب کی کامیابی اور عالمی سامراج کی شکست نے سامراج کو بوکھلا دیا تھا اور استعمار، انقلاب اسلامی کے ثمرات کو محدود کرنے اور پاکستان سمیت دیگر ممالک میں انقلاب کے اثرات اور ممکنہ اسلامی انقلاب کو روکنے کے لئے ملت السامیہ کو کمزور کرنا چاہتا تھا جو ایک طرف جہاں عرب ریاستوں کی پشت پناہی سے عراق کو ایران پر چڑھ دوڑنے کی شہ دی گئی وہاں پاکستان میں مختلف اسلامی مکاتب فکر کی موجودگی اور ان میں کچھ موجود فقہی و فروعی اختلافات کا فائدہ اٹھاتے ہوئے فرقہ وارانہ فسادات کی سازش تیار کی گئی۔ چنانچہ ملت جعفریہ نے

اس بھیانک سازش کو ناکام بنانے کے لئے اتحاد بین المسلمین کا نعرہ بلند کیا اور اپنے شہید قائد علامہ عارف حسین الحسینیؒ، ڈاکٹر محمد علی نقوی شہید اور دیگر سینکڑوں مومنین کی مقدس جانوں کا نذرانہ پیش کرنے کے باوجود ملت کے پائے ثبات میں لرزش نہ آئی۔ ملت کی اس عظیم قربانی کا نتیجہ "ملی یکجہتی کونسل" کے قیام کی صورت میں سامنے آیا کہ جس میں اسلام کے تمام مکاتب فکر کے جید علماء اور دینی جماعتوں کے سربراہوں نے متحد ہو کر دنیا بھر پر ثابت کر دیا کہ اس قتل و غارت اور دہشت گردی کا معمولی فقہی اختلافات سے کوئی تعلق نہیں بلکہ یہ ایک قابل مذمت سازش ہے۔

ملی یکجہتی کونسل کے قیام کے بعد پاکستان بھر میں ایک خوشگوار تبدیلی آئی ملکی فضاء سے بے یقینی اور شکوک و شبہات کے بادل چھٹنے لگے لیکن استعمار بھی چین سے نہ بیٹھا اور اس کی سازشیں جاری رہیں۔ چنانچہ کچھ عرصہ خاموشی کے بعد ایک مرتبہ پھر فرقہ واریت کے لبادے میں ملبوس ہو کر دہشت گردوں نے قتل و غارت کے نئے سلسلے کا آغاز کیا۔ اور ایک بار پھر فرقہ واریت کے نام پر بے گناہوں کا لہو بہایا جانے لگا۔ ہمیشہ کی طرح اس بار بھی ملت اسلامیہ کا موقف یہ تھا کہ یہ دہشت گردی ہے اور اس کا اسلام کے کسی فرقے سے کوئی تعلق نہیں۔ جبکہ ایک ٹولے کا اصرار تھا کہ یہ قتل و غارت اس وجہ سے ہے کہ شیعہ اصحاب رسول کو برا بھلا کہتے ہیں اور اصحاب و امہات المومنین کی توہین کرتے ہیں اپنے اس دعوے کے ثبوت کے طور پر "تاریخی دستاویز" کے نام پر ایک عکسی مجموعہ بھی پیش کیا گیا کہ جس میں مختلف شیعہ مصنفین کی کتب کے قابل اعتراض صفحات کے عکس دیئے گئے اور اس کے ساتھ ساتھ ہی کچھ فتویٰ ساز ملاؤں اور ایک مخصوص گروہ کے افراد نے زر و قلم کے ذریعے سارا زور یہ ثابت کرنے میں صرف کر دیا کہ یہ شیعہ مصنفین کی تحریر کردہ کتب ہی ہیں کہ جن سے معاشرے میں بے چینی، اضطراب اور فرقہ واریت پائی جاتی ہے۔

اسلام کی تاریخ مختلف مکاتب فکر کے درمیان ہونے والے مناظروں اور کتب، جواب الجواب کتب سے بھری پڑی ہے لیکن اس کے باوجود مختلف مکاتب فکر کا وجود ایک دوسرے میں ضم نہ ہو سکا چنانچہ واضح ہے کہ اب بھی مناظروں اور کتب و جواب کتب قسم کے سلسلوں سے کچھ حاصل ہونے کا امکان کم ہی ہے۔ علاوہ ازیں استعمار کا فائدہ بھی بقول اقبالؒ اسی میں ہے کہ مسلمان "کتاب اللہ کی تاویلات" میں اور اپنا ایمان اور دوسروں کا کفر ثابت کرنے میں مصروف رہیں کیونکہ استعمار کسی صورت نہیں چاہتا کہ "مدینۃ العلم" اور "باب العلم" جیسی مقدس ہستیوں کے پیروکار علوم جدید سائنس و ٹیکنالوجی اور عصر حاضر کے تقاضوں کے مطابق اسلام کی ترویج و اشاعت کی طرف متوجہ ہوں۔ یہی وجہ تھی کہ ملت جعفریہ نے یہ مناظروں، مباحثوں اور جواب آن غزل قسم کے سلسلوں سے حتی المقدور اجتناب کیا ہے اور ہمارا اب بھی یہی موقف ہے لیکن جب نوبت بہ ایں

جار سید کہ اپنی کتب میں موجود اور اپنے اکابرین کے کارنامے ملت تشیع سے منسوب کئے جا رہے ہوں اور پھر ان کی بناء پر تکفیر سازی کے کارخانے کھول دیئے گئے ہوں تو پھر ضروری سمجھا گیا کہ نادان دوستوں کو آئینہ دکھا دیا جائے۔

ہم نے "ملی یکجہتی کونسل" کے اجلاسوں اور حکومت و انتظامیہ کے ساتھ مختلف میٹنگز میں بار ہا یہ بات واضح کی کہ جن باتوں کے لئے ملت تشیع کو مطعون قرار دیا جاتا ہے یہ سب کچھ اس ٹولے کے اپنے اکابرین و علماء کی کتب بشمول صحاح ستہ میں موجود ہیں اور بیشتر شیعہ مصنفین محض ناقلین روایت کی حیثیت رکھتے ہیں لیکن ہماری اس بات کو در خود اعتنا سمجھا گیا۔

تاریخ کا بے رحم عمل کسی کو معاف نہیں کرتا اور اب اگر بات تاریخی حوالوں اور "تاریخی دستاویز" کی آ ہی گئی ہے تو پھر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ملت اہل تشیع پر الزام دھرنے والوں کو ان کے اپنے اکابرین و علمائے سلف کے "کارناموں" کی طرف متوجہ کیا جائے۔ چنانچہ اس سلسلہ میں "تحقیقی دستاویز" پیش خدمت ہے۔

ہم امید رکھتے ہیں کہ اس تشیع کے خلاف جاری ہنگام اور طوفان بدتمیزی میں کمی آئے گی اور طالبان و متلاشیان حق کے لئے تحقیق کی راہیں کھلیں گی۔

ہم ایک مرتبہ پھر ارباب اقتدار اور قارئین گرامی قدر کی خدمت میں عرض کرنا چاہیں گے کہ وطن عزیز میں جاری قتل و غارت اور دہشت گردی کا اسلام کے کسی مکتب فکر سے کوئی تعلق نہیں اور نہ ہی یہ کوئی فرقہ وارانہ مسئلہ ہے بلکہ یہ صرف دہشت گردی اور لاء اینڈ آرڈر یعنی قانون کے نفاذ اور حصول انصاف کا مسئلہ ہے اور ہم خواہش کرتے ہیں کہ اب قتل و غارت کے ہر واقع کے بعد دینی جماعتوں پر پابندی اور فرقہ واریت کو کچل دینے کے رٹے رٹائے جملوں کی بجائے دہشت گردی کے خاتمے کے لئے عملی اقدامات کئے جائیں۔

خداوند متعال کے حضور دعا گو ہیں کہ خدا ہمیں عصر حاضر کی تاریکیوں اور مہر دستیوں سے محفوظ رکھے اور ہمیں حق کو سمجھنے پہچاننے اور حق کی پیروی کرنے کی توفیق عنایت فرمائے اور مسلمانان عالم کو متحد و متفق ہو کر عالمی استعمار و سامراج کا مقابلہ کرنے اور عصر حاضر میں اسلام کو استعماری نظاموں کے مد مقابل بہترین متبادل نظام کے طور پر پیش کرنے کی سعادت عنایت فرمائے۔ آمین یا رب العالمین

و ماتو فیقی الا باللّٰہ علیہ توکلت و الیہ انیب

ناچیز

ابو مصعب جوادی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انتساب

ان شہداء اسلام کے نام جنہوں نے اپنے سرخ خون سے شجر اسلام کی آبیاری کی اور جو دشمنان اسلام کے خلاف سیسہ پلائی دیوار بن کر نبرد آزما ہوئے اور یہ حقیقت ہے کہ دنیا مرجاتی ہے مگر خون شہادت کے ان مقدس قطروں کے لئے جو اپنے اندر حیات ابیہ کی روح رکھتے ہیں کبھی بھی فنا نہیں ہے۔

ع۔ خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

انا الاحقر

ابو مصعب جوادی

ایک وضاحت

اس مجموعہ تحقیقی دستاویز میں اکابرین سپاہ صحابہ کی بنیادی کتب صحاح ستہ (صحیح بخاری، صحیح مسلم، جامع ترمذی، سنن نسائی، سنن ابن ماجہ، سنن ابی داؤد) کے علاوہ معتبر کتابوں البدایہ و النہایہ، منہاج السنہ، فتح الباری، مسند امام احمد بن حنبل، شرح فقہ اکبر اور کتب تفاسیر، تفسیر ابن کثیر، تفسیر مظہری وغیرہ، دیوبندی مکتب فکر کے جید علماء سید انور شاہ کشمیری، مولانا حسین احمد مدنی، مولانا رشید احمد گنگوھی، مولانا اشرف علی تھانوی، بانی دیوبند حضرت قاسم نانوتوی اور عصر حاضر کے دیگر علما کی مستند تصانیف کے سرورق اور متعلقہ صفحات کے عکس دیئے گئے ہیں ان معتبر علما اور کتب کہ جن پر دیوبند مکتب فکر کی عمارت کا انحصار ہے، سے انکار ان کے لئے ممکن ہی نہیں ہے۔

لہٰذا بہتر ہوگا کہ مذہب شیعہ خیر البریہ پر الزام تراشی اور اتہامات کو ترک کرکے سپاہ صحابہ والے اس حقیقت کا اعتراف کرلے کہ توہین آمیز اور کفریہ کلمات دراصل ان کی اپنی کتب میں موجود ہیں اور سپاہ صحابہ کے اکابرین کو جرات اور فراخ دلی سے تسلیم کرلینا چاہیے کہ "جو کفریہ عبارات وہ اہل تشیع کی طرف منسوب کرتے ہیں حقیقت میں وہ انہی کے اپنے ہی عقائد ہیں"

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

ہمارا چیلنج

اگر اس مجموعہ "تحقیقی دستاویز" میں کوئی صاحب بھی کسی ایک حوالہ، کسی اقتباس یا کسی عبارت کو جعلی، من گھڑت یا حوالہ کے [redacted] خلاف ثابت کرے تو ہم پچاس ہزار روپے نقد اس کی خدمت میں پیش کریں گے۔ علاوہ ازیں ہماری اس پیشکش کو پاکستان یا دنیا کی کسی بھی عدالت میں کوئی چیلنج کرنا چاہے تو اس کے لئے بھی ہمیں تیار پائیں گے۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

سپاہ صحابہ کی تاریخی دستاویز اور اس میں دیئے گئے چیلنج کی حقیقت

سپاہ صحابہ کے سربراہ نے اپنی جماعت کی طرف سے جو تاریخی دستاویز پیش کی ہے اس میں انہوں نے چیلنج کیا ہے کہ

" زیر نظر مجموعہ (تاریخی دستاویز) میں اگر ایک کتاب بھی جعلی ہو یا ایک عبارت بھی من گھڑت ہو یا ایک اشاعت بھی غیر حقیقی ہو یا حوالہ مندرجہ اصلی نہ ہو تو ایک ایک حوالے پر دس دس ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا۔"

لیجئے ہم یہاں پر صرف چند حوالے درج کررہے ہیں کہ جن سے اس تاریخی دستاویز اور سپاہ صحابہ کے چیلنج کی حقیقت طشت از بام ہوجاتی ہے اور فاروقی صاحب کا دجل و فریب اور فراڈ آشکار ہوجاتا ہے۔

(۱) تاریخی دستاویز کے صفحہ ۲۹ پر ۲۸ ستمبر ۱۹۹۱ء کے تاریخ ساز اجلاس کی مکمل کاروائی کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ " جب سے سپاہ صحابہ قائم ہوئی ہے اس وقت سے لے کر آج تک سپاہ صحابہ کے کسی ایک چھوٹے سے چھوٹے کارکن نے زبان و قلم سے یزید کی تعریف نہیں کی" جبکہ حقیقت یہ ہے کہ متعدد ایسی کتب و رسائل موجود ہیں کہ جن میں سپاہ صحابہ اور دیوبند کے اکابرین نے یزید ملعون کی مدح و ستائش کی ہے یقین نہ آئے تو کتاب "رشید ابن رشید امیر المومنین سیدنا یزید" اٹھا کر دیکھیں کہ جس کے آخر میں عبد الستار تونسوی سمیت ۲۶ دیوبندی مولویوں کے نام موجود ہیں کہ جو یزید کو امیر المومنین سمجھتے ہیں باقی رہا سپاہ صحابہ کے کسی رہنما یا کارکن کی طرف سے یزید کی تعریف کا مسئلہ تو دیوبندی مولوی محمد عظیم الدین صدیقی کی کتاب "حیات سیدنا یزید" کے ابتدائی صفحات کا مطالعہ ہی آنکھیں کھول دینے کے لئے کافی ہے کہ جس میں ۱۱ دیگر علمائے دیوبند کے ساتھ ساتھ سپاہ صحابہ کا مرکزی رہنما اور مرکزی جامع مسجد (لال مسجد) اسلام آباد کا خطیب محمد عبداللہ اپنے اور شیخ القرآن (مولوی غلام خان دارالعلوم تعلیم القرآن راجہ بازار راولپنڈی) کے بارے میں لکھتا ہے کہ " آج ہی شیخ القرآن سے بات کی' کتاب "حیات سیدنا یزیدؒ" ان کو ابھی تک نہیں ملی۔ تبصرہ اور رائے کی درخواست بھی کی' انہوں نے قبول فرمالیا۔ ویسے وہ بھی حضرت امیر یزید کے بارے میں وہی عقیدہ رکھتے ہیں جو ہمارا ہے"

واضح رہے کہ یہ شیخ القرآن جن کا ذکر کیا گیا ہے وہی ہیں جن کی مدح و ستائش میں سپاہ صحابہ کی سپریم کونسل کے چیئرمین مولوی ضیاء القاسمی نے کتاب "میرے شیخ القرآن" لکھی ہے اور یہ مولوی محمد عبد اللہ وہ ہے جس کے

بارے میں تاریخی دستاویز میں اسی " ۲۸ ستمبر کے تاریخ ساز اجلاس کی مکمل کاروائی" کے عنوان کے تحت صفحہ ۳۱ پر لکھا ہے کہ " علماء دیوبند اور سپاہ صحابہ کی طرف سے مولانا محمد عبداللہ اسلام آباد' حضرت مولانا عبدالقادر آزاد' مولانا عبد الرؤف ملک' مولانا محمد ضیاء القاسمی' خادم سپاہ صحابہ مولانا ضیا الرحمان فاروقی'....." اور جس مسجد میں مولوی عبداللہ خطیب ہے اس کے بارے میں ستمبر ۱۹۹۱ء کے خلافت راشدہ میں لکھا ہے کہ " بالآخر یکم جون کو جماعت کا ایک اہم وفد وزیر داخلہ چوہدری شجاعت حسین اور میاں شہباز شریف کو ملا۔ کافی بحث و تمحیص کے بعد جامع مسجد لال (اسلام آباد) کے متعلق کانفرنس کرنے کی اجازت مل گئی"۔ علاوہ ازیں سپاہ صحابہ کے پیشتر پروگرام اسی لال مسجد میں ہی منعقد ہوتے ہیں۔

اب آیا اس کے بعد بھی " تاریخی دستاویز" کے مولفین کے کذب و افترا اور فتنہ پردازی میں کوئی شک و شبہ باقی رہ جاتا ہے؟

(۲) تاریخی دستاویز کے صفحہ ۱۷۷ پر یہ سرخی جمائی گئی ہے کہ " شیعہ کے نزدیک موطا امام مالک' صحیح البخاری اور صحیح مسلم جھوٹ کا پلندہ ہیں" جبکہ اس عنوان کے تحت کتاب " حقیقت فقہ حنفیہ در جواب حقیقت فقہ جعفریہ" کے جس صفحہ (۱۲۶) کا عکس دیا گیا ہے اس میں درج بالا تینوں کتب کا نام تک نہیں اور نہ ہی بین السطور ان کتب کا حوالہ موجود ہے۔

(۳) تاریخی دستاویز کے صفحہ ۲۴۷ پر ساتویں باب میں " مرد کا مرد سے نکاح جائز ہے" کے عنوان کے تحت کتاب " فرق الشیعہ" کے ایک صفحہ کا عکس دیا گیا ہے اور ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ یہ فقہ جعفریہ کا عقیدہ ہے۔

مگر حقیقت یہ ہے کہ کتاب " فرق الشیعہ" کے مولف نے مختلف فرقوں اور اجمالی طور پر ان کے عقائد کا تذکرہ کیا ہے اور اس کے جس صفحہ کا عکس " تاریخی دستاویز" میں شائع کیا گیا ہے اس میں مولف نے ایک فرقہ نمیریہ یا " نصیریہ" اور ان کے عقائد کا مختصراً ذکر کیا ہے (اور اس فرقہ کا بانی محمد بن نصیر النمیری تھا جو نبوت کا دعویٰ کرتا تھا) یہ فرقہ حضرت علی مرتضیٰ اور حضرت امام علی نقیؑ کو رب مانتا تھا اور ان کا عقیدہ یہ تھا کہ ہر چیز حلال ہے اللہ تعالیٰ نے کسی چیز کو حرام قرار نہیں دیا (العیاذ باللہ) اسی طرح مرد کا مرد سے نکاح حلال ہے وغیرہ۔

لہٰذا فقہ جعفری (شیعہ اثنا عشریہ) کا ان سے کوئی تعلق نہیں ہے اور شیعہ اثنا عشریہ اس مذکورہ فرقے کو کافر خیال کرتے ہیں اور پھر اسی کتاب کے " مقدمہ" میں ہی یہ واضح کیا گیا ہے کہ یہ گمراہ فرقہ عرصہ ہوا ختم ہوچکا ہے لیکن " تاریخی دستاویز" کے مولفین نے اپنی بدنیتی سے اسے ملت جعفریہ کے سر تھوپ دیا جو ان کی بدباطنی کا بین ثبوت ہے۔

(۴) تاریخی دستاویز کے صفحہ ۳۸۳ کے چوتھے باب " شیعہ کی طرف سے اہل بیت اور خاندان نبوت کی

توہین" میں "حضرت عائشہ اور حضرت معاویہ رضی ا... عنہ کی توہین" کے عنوان سے کتاب " تحفہ حنفیہ در جواب تحفہ جعفریہ" کے جس صفحہ ۶۵ کا عکس دیا گیا ہے اس میں مصنف نے اپنی طرف سے ایک لفظ بھی نہیں لکھا بلکہ دیوبندیوں کی معتبر کتاب تاریخ " حبیب السیر جزو سیوم جلد اول صفحہ ۶۸ سے ایک روایت (بزبان فارسی) نقل کی ہے اور اس کا لفظ بلفظ ترجمہ کردیا ہے اب اولا" تو اس میں حضرت معاویہ اور حضرت عائشہ کی توہین کا کوئی پہلو ہی نہیں بلکہ ایک روایت نقل کی گئی ہے کہ اور پھر اگر توہین کا کوئی پہلو بھی ہے تو اس کے ذمہ دار اہل تشیع نہیں بلکہ خود " حبیب السیر" کا مولف ہے اور کتاب " تحفہ حنفیہ در جواب تحفہ جعفریہ" کا مولف تو محض ناقل ہے۔

(۵) تاریخی دستاویز کے چوتھے باب میں ہی صفحہ ۳۹۶ پر عنوان دیا گیا ہے ؟ ازواج مطہرات کی توہین" جبکہ اس عنوان کے تحت کتاب " سیاست راشدہ" کے جس صفحہ ۶۲ کا عکس دیا گیا ہے اس میں ایک بھی جملہ ایسا نہیں ہے کہ جس سے ازواج مطہرات کی توہین کا کوئی پہلو نکلتا ہو اور نہ ہی بین السطور کوئی ایسی بات ہے

(۶) اسی دستاویز کے چھٹے باب " شیعہ اور صحابہ کرام و خلفاء راشدین" میں صفحات ۵۷۰ اور ۵۷۱ پر " حضرت ابوبکر صدیق کے بارے میں خود ساختہ سخن طرازی" اور "حضرت ابو بکر صدیق گالیاں دینے والے تھے" کے عنوانات کے تحت کتاب " شیخ سقیفہ" کے جن دو صفحات (۱۴۷ اور ۱۴۸) کے عکس دیئے گئے ہیں ان میں مولف نے مکتب دیوبند کی معتبر ترین کتب "صحیح بخاری" "کنز العمال" اور " تاریخ الخلفاء" کے حوالے دیئے ہیں اور یہ حوالے بعینہ ان کتب میں موجود ہیں گویا کہ اگر کوئی گستاخی، سخن طرازی یا توہین سرزد ہوئی ہے تو دیوبند کی درج بالا معتبر کتب کے مولفین و مصنفین امام بخاری، علی متقی الھندی اور علامہ جلال الدین سیوطی وغیرہ سے ہوئی ہے۔

(۷) اسی تاریخی دستاویز کے صفحہ ۵۸۶ پر " جناب عمر نبیؐ کے گستاخ تھے" کے تحت کتاب " سہم مسموم فی جواب نکاح ام کلثوم" کے صفحہ ۴۳۵ کا جو عکس دیا گیا ہے اس میں روایت کے ساتھ ہی دیوبندیوں کی صحاح ستہ میں سے ایک " صحیح بخاری" کا حوالہ دیا گیا ہے جو کتاب میں لفظ بلفظ موجود ہے اسی طرح صفحہ ۵۸۷ پر " جناب عمر بے وضو نماز پڑھ لیا کرتے تھے" کے تحت کتاب " سہم مسموم...." کے جس صفحہ ۴۳۶ کا عکس دیا گیا ہے اس میں بھی روایت کے ساتھ ہی مکتب دیوبند کی ایک مستند کتاب " کنز العمال" کا حوالہ دیا گیا ہے جو کہ اصل کتاب میں انہی الفاظ کے ساتھ موجود ہے۔

علاوہ ازیں صفحات ۵۸۸ اور ۵۸۹ پر " خود ساختہ الزامات ہی الزامات" "اہل تشیع کی طرف سے کذب و افترا پر مبنی حضرت عمر کے لئے قرطاس ابیض" اور "حضرت عمر بے ہودہ کلام کرتے تھے" کے عناوین کے تحت " سہم مسموم...." نامی کتاب کے جن صفحات کے عکس دیئے گئے ہیں ان میں بھی ہر روایت کے ساتھ اہل سنت کی

معتبر ترین کتب کے حوالے بمعہ جلد نمبر، صفحہ نمبر اور باب درج ہیں
یہی کیفیت اسی تاریخی دستاویز کے صفحات ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۴، ۶۱۵، ۶۳۲، ۷۱۵ اور دیگر کئی صفحات میں نظر آتی ہے کہ جہاں پر نا قلین روایت نے ہر روایت کے ساتھ صحاح ستہ سمیت مکتب دیوبند کی مستند ترین کتب اور جید علماء کی تصانیف کے حوالے دیئے ہیں اور وہ تمام حوالے مذکورہ کتب میں موجود ہیں لیکن تاریخی دستاویز کے مرتبین ان کتب اور اپنے ہی اکابرین کے کارناموں کو فقہ جعفریہ کے سر منڈھنے اور محض ان روایات کو نقل کرنے کے جرم میں اہل تشیع کے خلاف زہریلے پراپیگنڈے سے ان کو قابل گردن زدنی قرار دینے کے لئے بے تاب و بے چین نظر آتے ہیں اور پھر اس پر دعوی یہ کہ " اگر ایک کتاب بھی جعلی ہو یا ایک بھی عبارت من گھڑت ہو یا ایک اشاعت بھی غیر حقیقی ہو یا حوالہ مندرجہ اصل نہ ہو....."
یہ تو ایسا ہی ہے کہ جیسے ہم اسی تاریخی دستاویز کو لوگوں کو دکھائیں اور کہیں کہ دیکھیں جی سپاہ صحابہ نے اپنی کتاب میں صحابہ و اہل بیت کو کافر کہا ہے اور ان کی توہین کی ہے۔
عالی قدر قارئین!
ہم نے حقیقت کھول کر آپ کے سامنے رکھ دی ہے آپ محض انہی چند مثالوں سے ہی "تاریخی دستاویز" نامی کتاب کے پیش کنندگان و مولفین کی عیاری و فریب کاری اور دجل و مکاری کا اندازہ لگا سکتے ہیں

نوٹ

دیانت داری کا تقاضا تو یہ ہے کہ تاریخی دستاویز کے مولفین اپنے چیلنج کے مطابق فی حوالہ دس ہزار روپے کے حساب سے درج بالا تمام حوالوں کا ہرجانہ اپنی پہلی فرصت میں ارسال فرمائیں تاکہ ہم دیگر غلط حوالہ جات کی دوسری قسط بھی پیش کردیں۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

تشیع کا تعارف

شیعہ مذہب زمانہ پیغمبر اسلام میں موجود تھا جس نے پیغمبر اکرم ﷺ کی تعلیمات کو ان کے اہل بیتؑ سے حاصل کیا جو کہ حصہ ہائے رسالت اور اجزائے نبوت ہیں جو علوم نبوی کے وارث اور شہر علم نبی کے در ہیں۔ لہٰذا ان کی تعلیمات و ہدایت اور ان کے اقوال و افعال عین تعلیمات رسول اسلام ہیں۔

اہل تشیع کے متعلق غلط گمراہ کن اور باطل خیالات پھیلائے گئے۔ بنی امیہ اور بنی عباس کے ظالم اور متشدد حکمرانوں نے شیعان حیدر کرار کو اپنے مظالم کا نشانہ بنائے رکھا ان کی تبلیغ اور مذہبی احکام کی ادائیگی پر پابندی عائد رکھی۔ محبت اہل بیتؑ کا اظہار ناقابل عفو جرم اور ذکر آل رسول ﷺ گردن زنی گناہ تھا لیکن اہل تشیع نے تعلیمات اہل بیتؑ کی مقدس امانت کو اپنے سینوں میں محفوظ رکھا تلواروں کی باڑھوں پر گردنیں رکھ دیں نیزوں کی انیوں کے آگے جسم پیش کر دیئے اور تیروں کی نوکوں کے سامنے اپنے سینے حاضر کر دیئے مگر مذہب اہل بیتؑ کی تبلیغ سے باز نہ آئے بغداد کی دیواریں' بصرہ کوفہ کے تاریک زندان' گہرے اور اندھیرے کنوؤں کے قید خانے اس قوم کے جذبہ قربانی اور ان کے استقلال و ایثار کی کہانی کے گواہ ہیں۔

شیعہ خیرالبریہ تلواروں کے سائے اور قید و بند کے ماحول میں پروان چڑھے استقلال کی ان چٹانوں کو ظلم کے ریلے اپنے مقام سے ہٹا نہ سکے نصب العین کی پختگی مذہب کی صداقت اور اصول و فروع کی حقانیت ہر آنے والے مقابل سے مزاحمت کرتی رہی اور رکاوٹوں سے ٹکرا کر آگے بڑھتی رہی اس قوم کے متعلق غلط خیالات پروپیگنڈہ کے ذریعے پھلائے گئے۔ عبداللہ بن سبا (ایک فرضی شخصیت) کے پیرو کار بتلائے گئے فتنہ و فساد پھیلانے کے الزامات لگائے گئے' جابر حکومتوں کے مظالم کے علاوہ ہوا خواہان حکومت اور تعصب و عناد میں مبتلا افراد حق و صداقت پر پردہ ڈالنے' اہل بیتؑ رسولؐ کے فضائل چھپانے اور مذہب آلؑ محمدؐ کو مٹانے کی کوششیں کرتے رہے مگر گلشن صداقت کا یہ پھول کانٹوں کے زندان میں مہکتا اور دنیا کو معطر کرتا رہا اور حقانیت کا یہ چراغ تیز و تند آندھیوں سے لڑ کر عالم امکان کو منور کرتا رہا۔

شیعہ قرآن حکیم کی روشنی میں

قرآن مجید میں خدا کے ایک عظیم اور اولی العزم پیغمبر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو شیعہ کہا گیا ہے چنانچہ ارشاد رب العباد ہے۔

وان من شیعتہ لا برابیم

(سورہ الصافات آیت ۸۳)

ہمارے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ملت ابراہیمی کے پابند ہیں جیسا کہ قرآن مجید میں ہے۔

قل بل ملۃ ابراھیم حنیفا

اے رسول ان سے کہہ دو کہ ہم ابراہیم کے طریقہ پر ہیں۔

(سورہ البقرہ آیت ۱۳۴)

شریعت اسلامی کے بانی حضرت نوح علیہ السلام تھے اور اس شریعت کے متبع کو اللہ تعالیٰ نے شیعہ کہا ہے۔ لہٰذا حضرت ابراہیم علیہ السلام شریعت جناب نوح علیہ السلام اپنا شیعہ نوح کہلائے۔

علامہ شوکانی لکھتے ہیں کہ۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کا ذکر اور قصہ بیان کیا ہے کہ بے شک حضرت ابراہیمؑ ان لوگوں میں سے ہیں جو حضرت نوح علیہ السلام کے مذہب پر چلے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے "ان من شیعتہ لا براھیم" فرمایا یعنی ان کے اہل دین سے تھے اور ان لوگوں سے تھے جنہوں نے اللہ کی طرف توحید کی طرف اس پر ایمان لانے کی طرف بلانے میں پیروی کی ہے۔

فتح القدر جلد ۴ صفحہ ۳۳۸۹ طبع مطبع مصطفیٰ مصر)

ھذا من شیعتہ و ھذا من عدوہ فاستغاثہ الذی من شیعتہ

ایک حضرت موسیٰ کا شیعہ تھا اور ایک شیعہ کا دشمن جو موسیٰ کا شیعہ تھا۔ اس نے جناب موسیٰ سے مدد مانگی۔

(سورہ قصص آیت ۱۵)

اس آیت مبارک میں حضرت موسیٰ کے گروہ کو شیعہ کہا گیا ہے کیونکہ حضرت موسیٰ شیعہ تھے اور ان کے ماننے والے بحکم قرآن شیعہ تھے۔ یہی معنی مفسرین اہل سنت نے کیے ہیں چنانچہ تفسیر بیضاوی جلد ۴ صفحہ ۱۲۵ طبع مصر میں لکھا ہے۔

من شیعتہ ای شایعہ علی دینہ ۔ ایک ان کا شیعہ تھا یعنی ان کے دین پر تھا۔

علامہ فراء بغوی نے تحریر کیا ہے کہ۔

ھذا مومن و ھذا کافر ۔ یعنی لڑنے والوں میں ایک شیعہ یعنی مومن اور دوسرا کافر تھا۔

(معالم التنزیل جلد ۳ صفحہ ۱۷۵ طبع بمبئی)

شیعہ احادیث رسولؐ کی روشنی میں

حضرت علی اور ان کے شیعہ تمام مخلوق سے بہتر ہیں۔

ارشاد رب العزت ہے۔

ان الذین آمنوا و عملوا الصالحات اولئک ھم خیر البریۃ

بے شک جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے وہی تمام مخلوق سے بہتر ہیں۔

(سورہ البینہ آیت ۷)

محمد بن علی سے روایت ہے کہ

اولئک ھم خیر البریۃ فقال النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم انت یا علی و شیعتک

"وہ لوگ جو تمام مخلوق سے بہتر ہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اے علی وہ تو اور تیرے شیعہ ہیں"

(تفسیر ابن جریر جلد ۳۳ صفحہ ۱۴۶ طبع المطبعہ المیمنیہ قاھرہ)

حضرت علیؑ اور شیعہ بروز قیامت کامیاب ہوں گے

حضرت جابر ابن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ۔

قال کنا عند النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم فا قبل علی فقال النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم والذی نفسی بیدہ ان ھذا و شیعتہ ھم الفائزون یوم القیامۃ و نزلت ان الذین آمنوا و عملوا

الصالحات اولئک هم خیر البریة فکان اصحاب النبیؐ اذا اقبل علیؑ قالو جاء خیر البریة

"ہم رسول اکرم ﷺ کے پاس بیٹھے تھے کہ حضرت علی تشریف لائے حضورؐ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے تحقیق یہ علیؑ اور اس کے شیعہ قیامت کے دن کامیاب ہوں گے تو یہ آیت نازل ہوئی۔ ان الذین آمنوا..... الخ اس دن سے جب بھی حضرت علیؑ آتے تو اصحاب رسولؐ ان کو خیر البریہ کے لقب سے یاد کرتے یعنی کہتے کہ تمام مخلوق سے بہتر آیا ہے۔

(۱) تفسیر الدر المنثور جلد ۶ صفحہ ۳۷۹ طبع مطبعہ میمنیہ قاھرہ

(۲) تفسیر فتح البیان جلد ۱۰ صفحہ ۳۳۳ طبع مطبع العاصمۃ مصر

(۳) تفسیر فتح القدیر جلد ۵ صفحہ ۴۷۷ مطبع مصطفیٰ البابی الحلبی مصر

حضرت علیؑ اور ان کے شیعہ بروز محشر خوش و خرم ہوں گے

ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ۔

قال لما نزلت ان الذین آمنوا و عملوا الصالحات اولائک هم خیر البریة قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم لعلی هو انت و شیعتکؑ یوم القیامة راضین و مرضین

"جب آیت مبارکہ کہ ان الذین آمنوا و عملوا الصالحات اولئکؑ هم خیر البریة" نازل ہوئی تو رسالتماب ﷺ نے حضرت علیؑ کو فرمایا۔ اے علی وہ تو اور تیرے شیعہ ہیں جو بروز قیامت خوش و خرم ہوں گے۔

(۱) تفسیر الدر المنثور جلد ۶ صفحہ ۳۷۹ طبع مصر

(۲) تفسیر فتح القدیر جلد ۵ صفحہ ۴۷۷ طبع مصر

حضرت علیؑ اور ان کے شیعہ ہی جنت میں جائیں گے

امام دار قطنیؒ نے اس حدیث کو نقل کیا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت علی مرتضیٰؑ کو فرمایا۔

یا ابا الحسن اما انت و شیعتکؑ فی الجنة

اے ابو الحسن! تو اور تیرے شیعہ ہی داخل جنت ہوں گے۔

(الصواعق المحرقہ صفحہ ۱۵۹ طبع مکتبہ القاھرہ مصر)

شیعہ رسول اکرمؐ، علی مرتضیٰؑ اور ائمہ طاہرینؑ کے ساتھ داخل جنت ہوں گے

امام طبرانی نے روایت بیان کی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت علیؑ کو فرمایا۔

قال لعلی اول اربعة یدخلون الجنة انا و انت والحسن و الحسین و ذریتنا خلف ظهور نا و ازواجنا خلف ذریاتنا و شیعتنا عن ایماننا و شمائلنا

"اے علیؑ چار ہستیاں سب سے پہلے جنت میں داخل ہوں گی۔ میں" آپ" حسن اور حسین اور ہماری ذریت ہمارے پیچھے پیچھے ہو گی اور ہماری ازواج ہماری ذریت کے پیچھے اور ہمارے شیعہ دائیں بائیں ہوں گے"۔

(الصواعق المحرقہ صفحہ ۱۵۹ طبع مکتبہ القاھرہ مصر)

حضرت علیؑ اور ان کے شیعوں سے حوض کوثر پر ملاقات کا وعدہ

حضرت علیؑ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ۔

الم تسمع قول اللّٰہ ان الذین آمنوا وعملوا الصالحات اولائک هم خیر البریة انت و شیعتک و موعدی و موعدکم الحوض

"کیا آپ نے فرمان خدا نہیں سنا ان الذین آمنوا و عملوا الصالحات ... الخ (اے علی) وہ تو اور تیرے شیعہ ہیں اور حسب وعدہ میری اور تمہاری ملاقات حوض کوثر پر ہوگی"۔

(تفسیر الدر المنثور جلد ۶ صفحہ ۳۷۹ طبع مصر)

صحابہ مہاجرین و انصار شیعہ تھے

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رقمطراز ہیں۔

اول کسے شیعہ ملقب شد جماعته از مہاجرین و انصار و تابعین ایشاں اند کہ شایعت و متابع حضرت مرتضیٰ نمودند در وقتیکہ جناب ایشاں خلیفہ شدند و ملازمت صحبت ایشاں اختیار کردند و محاربین ایشاں جنگ نمودند و مطیع اوامر و نواہی ایشاں ماندند و بنہار شیعہ مخلصین گوئیند

"سب سے پہلے جس جماعت کو شیعہ کہا گیا ہے وہ جماعت صحابہ مہاجرین و انصار اور تابعین ہیں جب حضرت علی مرتضیٰ خلیفہ بنے تو صحابہ و مہاجرین و انصار نے حضرت علی کو خلیفہ مانا۔ آپ کی پیروی کی اور اوامر و

شیعان علیؑ کا تاریخ ساز کردار

تاریخ اسلام شاہد ہے کہ ہر دور میں شیعان حیدر کرار نے اپنی گفتار کی بجائے اپنے کردار سے خود کو منوایا اور ہمیشہ تاریخ ساز انقلابی کردار ادا کیا۔ خلافت کے نام پر قائم ہونے والی ملوکیتیں ہوں' خاندانی شہنشاہیاں اور بادشاہتیں ہوں یا شخصی آمریتیں' تشیع نے ہر دور میں ان کے وجود کو چیلنج کیا اور دین اسلام کی عظمت و سربلندی کے لئے اپنے آئمہ ھدیٰ اور علمائے صالحین کی قیادت میں ظالم و جابر حکمرانوں سے نبرد آزما رہے' ان اموی اور عباسی ادوار جبکہ اشاعت دین اسلام محمدی دشوار اور اس کی حقیقی روح پر عمل درآمد ناممکن بنایا جا رہا تھا تو ایسے میں حق پرست شیعان علیؑ ہی تھے کہ جنہوں نے سروں پر کفن باندھ کر اور اپنی جانوں کو ہتھیلیوں پر رکھ کر اعلائے کلمہ الحق اور تبلیغ اسلام حقیقی کا عظیم دینی فریضہ سرانجام دیا۔

بادشاہی درباروں اور آمروں کے زیر سایہ پروان چڑھنے والی شریعتوں کے برعکس مذہب تشیع سے کبھی دربار اور اہل دربار کی خوشنودی کو مدنظر نہیں رکھا بلکہ ہمیشہ رضائے خدا اور خوشنودی محمدؐ و آل محمدؐ کو اپنا شعار بنایا اور یہی وجہ ہے کہ آمروں اور شہنشاہوں نے کبھی تشیع اور شیعان علیؑ کو دل سے قبول نہ کیا بلکہ ان کے ادوار میں ہمیشہ شیعان علیؑ دار و رسن کی آزمائشوں سے گذرتے رہے لیکن کبھی باطل کے ساتھ اصولوں پر سمجھوتہ نہ کیا۔ تاریخ اسلام میں رونما ہونے والے ہر انقلاب میں شیعان حیدر کرار کا عظیم انقلابی کردار رہا ہے اور یہی وجہ ہے کہ کبھی باغی اور کبھی رافضی جیسے الفاظ سے بطور طنز یاد کئے جاتے رہے لیکن ہر دور میں شیعان علیؑ نے ان الزامات کو سر کا تاج سمجھ کر قبول کیا یہ اور بات ہے کہ ہر آنے والے مورخ نے (اپنے ہم تر تعصب کے باوجود) اعتراف کیا کہ اگر ملت تشیع اپنی جانوں کے نذرانے پیش نہ کرتی تو آج دین اسلام بادشاہوں کے در کی لونڈی بن چکا ہوتا اور شاید آنے والی نسلوں کو اسلام حقیقی کے خدوخال کا ہی علم نہ ہوتا۔

برصغیر پاک و ہند میں اسلام کی آمد و اشاعت مسلمانوں کی بیداری اور تحریک پاکستان کا لحہ لحہ گواہ ہے کہ شیعان حیدر کرار ہی تھے کہ جنہوں نے برصغیر پاک و ہند میں ایک عظیم نظریاتی اسلامی مملکت کے قیام کو ممکن بنایا۔ سر محمد علی خان مہاراجہ صاحب آف محمود آباد' راجہ امیر احمد خان راجہ صاحب آف محمود آباد راجہ صاحب آف سلیم پور' نواب سر فتح علی خان قزلباش' جسٹس سید امیر علی' سعید محمد مہدی' خان بہادر سید ال بنی' راجہ انضنفر علی خان' سید محمد محسن آف ڈھاکہ' نواب محمد اسماعیل خان پسر سید علی امام' سید رضا علی' ابوالحسن اصفہانی آف ڈھاکہ سمیت لاکھوں شیعہ زعماء راہنماء اور کارکنان نے مسلم لیگ اور تحریک پاکستان میں اپنی زندگیاں وقف کردیں اور مسلمانان برصغیر کے دیرینہ خواب کو عملی تعبیر بخشی۔

ایران میں اسلامی انقلاب سمیت بیسویں صدی کے دیگر تمام انقلابات میں بھی ملت تشیع اور ان کے انقلابی نظریات نے اہم ترین کردار ادا کیا اور ہر اسلامی انقلاب کے قائد نے تسلیم کیا کہ اس نے کربلا اور مکتب کربلا سے درس انقلاب لیا ہے۔ سماجی، معاشرتی اور اسلامی کردار کے ساتھ ساتھ دیگر میدانوں میں بھی اہل تشیع نے اپنی عظمت کے جھنڈے گاڑ دیئے۔ سائنسی اور علمی حوالوں سے دیکھیں تو ایک سرسری سا مطالعہ ہی یہ حقیقت عیاں کرنے کے لئے کافی ہو گا کہ سائنس اور علوم فقہ کی عظیم عمارتیں آج جن بنیادوں پر قائم ہیں وہ مکتب تشیع کے چھٹے امام حضرت جعفرالصادقؑ اور ان کے شاگردوں کے پیش کردہ تجربات و مشاہدات اور نظریات پر رکھی گئی ہیں۔ سائنسی حوالوں سے آج بھی یورپ میں امام جعفرالصادقؑ، جابر بن الحیان، ابن الہشیم اور کئی دیگر شیعہ سائنسدانوں کی کتابیں پڑھائی جاتی ہیں اور ان کے نظریات کو بنیاد بنا کر ہر تحقیقات، تجربات و ایجادات کا سلسلہ جاری ہے علوم فقہ میں بھی صادق آل محمدؐ کا عظیم کردار کسی سے مخفی نہیں اجتہاد کے زیور سے آراستہ شیعہ مسلمانوں نے روایتی قدامت پرست مولویوں کے برعکس ہمیشہ اسلام کو عصر حاضر کے تقاضوں کے ساتھ ہم آہنگ کرنے کے اقدامات کئے۔ حکومت، سیاست، صنعت، حرفت، تجارت، ثقافت، معاشرت، بینکنگ غرضیکہ ہر شعبے میں اسلامی نظریات کو متعارف کرایا اور اسلام کو چودہ سو سال پرانا اور عصر حاضر سے مطابقت نہ رکھنے والا دین کہنے والوں کی زبانیں گنگ کر دیں اور یہی وجہ ہے کہ آج تشیع کے علاوہ اسلام کے دیگر فقہوں کے پیروکار بھی اجتہاد کی ضرورت و اہمیت پر زور دے رہے ہیں۔

الغرض تاریخ کا ہر ورق، ہر سطر، ایک ایک لفظ شیعان علیؑ کے باعظمت کردار کی شہادت بن کر سامنے آتی ہے اور ہر دور کا مورخ بھی عظمت تشیع کے ترانے گانے پر مجبور نظر آتا ہے اور اگرچہ ہر دور کے ظالم اور استعماری حکمرانوں نے شیعان حیدر کرار کو مٹانے اور ان کے کردار کو مسخ کرنے کی کوشش کی لیکن پھر بھی ہر دور میں تاریخ اسلام پر نظر رکھنے والا ہر شخص یہ کہنے پر مجبور نظر آیا کہ "ہم دیکھتے ہیں کہ تاریخ میں جب بھی کہیں اسلامی انقلاب برپا ہوا تو ملت تشیع کی طرف سے برپا ہوا"۔

آج ایک بار پھر استعمار کے کچھ ایجنٹ اپنے آقاؤں کو خوش کرنے کے لئے اور اسلام و پاکستان کو خدا نخواستہ نقصان پہنچانے کے لئے تشیع کے خلاف غلیظ مہم شروع کیے ہوئے ہیں اور تشیع کے عقائد و کردار کو دھندلانے کی مکروہ سازش اور سعی لاحاصل میں مصروف عمل ہیں لیکن اس مرتبہ بھی اسلام دشمن استعمار کی یہ خواہش شرمندہ تعبیر نہ ہو سکے گی۔ استکبار کو اب بھی ہزیمت و شکست کا سامنا کرنا پڑے گا اور ہمیشہ کی طرح آج بھی اور آنے والے کل میں بھی مذہب شیعہ اسلام کے ماتھے کا جوہر بن کر جگمگاتا اور اپنے انقلابی کردار سے دنیا کو منور کرتا رہے گا انشاء اللہ العظیم بجاہ محمد و آلہ الاطہارؑ

ملت تشیع پاکستان کی اتحاد اور وحدت کے لئے کوششیں

یہ حقیقت کسی سے پوشیدہ نہیں کہ اتحاد و وحدت ہی کسی ملک و ملت کا اثاثہ ہوتے ہیں اور زندہ قومیں اپنی یکجہتی کو برقرار رکھنے کی ضرورت کو کبھی فراموش نہیں کرتیں۔ پاکستان جیسی عظیم اسلامی ریاست کا قیام بھی مسلم امہ کے اتحاد کا نتیجہ تھا کہ جب برصغیر پاک و ہند کے مسلمانوں نے اپنے عظیم قائدؒ کی قیادت میں متحد ہو کر جدوجہد کی اور یہود و ہنود کی غلامی سے نجات حاصل کی۔ یہی وجہ ہے کہ دشمن جس کی نظروں میں پاکستان کانٹے کی طرح چبھتا ہے۔ ہمیشہ مسلمانوں کی وحدت کو ختم کرنے کی کوششوں میں مصروف رہتا ہے اور اس نے کئی مرتبہ مسلمانان پاکستان کے اتحاد کو نقصان پہنچانے کی کوششیں کیں لیکن ہر مرتبہ باشعور اور بیدار ملت پاکستان نے اپنی کوششوں کو ناکام بنایا۔

فکری اجتہاد اور فروعی اختلافات کے باوجود متحدہ برصغیر میں اور قیام پاکستان کے بعد بھی اسلام کے تمام مسالک اسلام کی عظمت و سربلندی کے لئے مل جل کر رہتے چلے آئے ہیں اور جب بھی دشمن نے مسلمانوں کو آپس میں برسرپیکار کرنا چاہا شعور و ادراک سے مالا مال علمائے حق نے اپنے اتحاد سے ایسی سازشوں کی بیخ کنی کی اور اتحاد کی ان کوششوں میں ملت تشیع کا کردار سنہری حروف سے لکھا جائے گا۔

۲۳ جنوری ۱۹۵۱ء میں تمام مکاتب فکر کے ۳۱ جید و سرکردہ علمائے کرام نے باہم مل کر ان ۲۲ متفقہ نکات کی منظوری دی کہ جو آج بھی اتحاد و وحدت کی کوششوں کے لئے مشعل راہ ہیں۔ اس اجلاس میں ملت تشیع کی نمائندگی مفتی کفایت حسین مرحومؒ اور مفتی جعفر حسین مرحومؒ نے کی۔ یہ پاکستان کے قیام کے بعد ایک ایسا دشمن سنگ میل تھا کہ جس نے آئندہ آنے والے برسوں میں بھی مسلمانان پاکستان کے اتحاد میں مثالی کردار ادا کیا اور سالہا سال تک دشمن کو امت مسلمہ کی یکجہتی میں دراڑیں ڈالنے کی کوشش کرنے کی بھی جسارت نہ ہوئی۔

مذکورہ ۲۲ نکات کی منظوری کے ایک عرصہ بعد جب دشمن نے شاید یہ سوچ کر کہ اب تو ان نکات کی منظوری دینے والے بیشتر علماء بھی خالق حقیقی سے جا ملے ہیں اور اس نے ایک بار پھر اپنے کچھ ایجنٹوں کے ذریعے عوام میں وسوسے اور شکوک و شبہات پیدا کرنے کی کوششیں کرنا چاہیں تو ایسے میں ایک بار پھر غیور اور

اتحاد و وحدت کی ضرورت سے آگاہ ملت اسلامیہ کے دو انقلابی رہنماؤں ملت تشیع کے قائد و تحریک نفاذ فقہ جعفریہ کے سربراہ علامہ سید ساجد علی نقوی اور اہل سنت کے ممتاز عالم دین و پاکستان عوامی تحریک کے سربراہ علامہ ڈاکٹر پروفیسر طاہر القادری نے دس نکاتی متفقہ اعلامیہ وحدت جاری کیا اور دشمن کی سازشوں کو دفن کر دیا۔ اس اعلامیہ وحدت کا پاکستان کے عوام' سیاسی رہنماؤں اور علمائے اسلام کی اکثریت نے پرجوش خیرمقدم کیا اور اس مشترکہ اعلامئے سے ایک بار پھر اتحاد و وحدت کی کوششوں کو تقویت حاصل ہوئی۔

ملت جعفریہ کی انہی کوششوں کا تسلسل ۱۹۹۰ء میں حکومتی سطح پر اتحاد بین المسلمین کمیٹی کی صورت میں سامنے آیا کہ جب (اس وقت کے) وفاقی وزیر مذہبی مولانا عبدالستار نیازی کی سربراہی میں ایک ۳۰ رکنی کمیٹی قائم کی گئی جس میں اہل تشیع کی نمائندگی تحریک نفاذ فقہ جعفریہ کے مرکزی نائب صدر علامہ سید محمد تقی النقوی' علامہ مرزا یوسف حسین' علامہ ریاض حسین نقوی اور علامہ علی غضنفر (ع - غ) کراروی نے کی۔ کمیٹی کے مختلف اجلاسوں کے بعد ۲۸ ستمبر ۱۹۹۱ء کو گورنر پنجاب ہاؤس لاہور میں ایک متفقہ "ضابطہ اخلاق" کی منظوری دی جس پر تمام مکاتب فکر کے ۴۱ علماء نے اپنی مہر تصدیق ثبت کی جن میں تحریک جعفریہ کے سیکرٹری جنرل علامہ سید افتخار حسین نقوی اور علامہ یعقوب علی توسلی بھی شامل تھے۔ یہ سرکاری سطح پر ایک اچھی کوشش تھی کہ جس سے ملک کے اندر وحدت و یکجہتی کے فروغ کی راہ ہموار ہوئی تھی تاہم بعد ازاں یہ کمیٹی زیادہ فعال کردار ادا نہ کر سکی۔ حتی کہ ۱۹۹۳ء میں خود حکومت ہی رخصت ہو گئی۔

بعد ازاں ایک بار پھر جب دشمن نے اپنے کچھ ایجنٹوں کے ذریعے تکفیر کا پرانا کھیل دوبارہ کھیلنا چاہا اور گلی کوچوں میں کافر کافر کی غلیظ مہم بازی کے ذریعے بھائی کو بھائی سے لڑانا چاہا اور مذہب کے نام پر تشدد اور قتل وغارت کی بھیانک مہم شروع ہوئی تو ایک بار تحریک جعفریہ پاکستان کے پلیٹ فارم پر متحد ملت جعفریہ نے دشمن کی اس سازش کو ناکام بنانے کے لئے پوری قوت سے اتحاد کا نعرہ بلند کیا اور وحدت کے علم کو تھام کر دشمن کے عزائم کے سامنے آہنی دیوار بن گئی۔ ۱۹۹۵ء میں تحریک جعفریہ پاکستان کے زیر اہتمام ملی یکجہتی کانفرنس منعقد ہوئی جس میں ملک کے قریباً" تمام مکاتب فکر کے علماء اور سیاسی و مذہبی راہنماؤں نے شرکت کی۔ یہ کانفرنس بعد ازاں ملت کے اتحاد کا زینہ ثابت ہوئی کہ اس کے بعد ملک کی قابل ذکر اور دینی جماعتوں کے سربراہوں نے اسلام دشمن قوتوں کی ملت اسلامیہ کے اتحاد کو پارہ پارہ کرنے کی سازشوں کے خاتمہ کے لئے مل بیٹھنے کی ضرورت کو محسوس کیا۔ ان علماء کی کئی میٹنگز ہوئیں اور بالاخر ۲۴ مارچ کو اسلام آباد میں "ملی و قومی یکجہتی کانفرنس" کا انعقاد عمل میں آیا۔ اس کانفرنس میں تحریک جعفریہ' جماعت اسلامی' جمعیت علمائے اسلام (فضل الرحمٰن گروپ)'

جمعیت علمائے اسلام (سمیع الحق گروپ)'جمعیت علمائے پاکستان (نیازی گروپ)' تحریک منہاج القرآن اور جمعیت اہل حدیث پاکستان سمیت ملک کی ۱۱ دینی جماعتوں کے سربراہوں نے شرکت کی۔ کانفرنس میں ایک مشترکہ اعلامیہ جاری کیا گیا جس میں اسلامی انقلاب برپا کرنے اور شریعت محمدی کے عملی نفاذ کے لئے مشترکہ جدوجہد کرنے کا عزم کیا گیا تھا۔ علاوہ ازیں انہی ۱۱ دینی جماعتوں کے سربراہوں پر مشتمل ایک کونسل بھی قائم کی گئی جسے ملی یکجہتی کونسل (اولاً اس کا نام اسلامی یکجہتی کونسل تجویز کیا گیا تھا) کا نام دیا گیا۔

ملی یکجہتی کونسل کا قیام علماء کے ۲۲ متفقہ نکات کی منظوری کے بعد ایک انتہائی تابناک اقدام تھا کیونکہ ۱۹۵۱ء کے بعد یہ دوسرا موقع تھا کہ جب تمام مسالک کے جید علماء اور قابل ذکر دینی جماعتوں کے سربراہوں نے ایک بار پھر مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنے کی استعماری سازش کا قلع قمع کر دیا تھا اور مسلمانوں کے اتحاد کے ایک نئے دور کا آغاز ہوا تھا۔ کونسل کے قیام سے واضح ہو گیا کہ اسلام و فرقہ واریت کے نام پر جاری دہشت گردی کا اسلام و مذہب سے کوئی تعلق نہیں کیونکہ اگر مسئلہ فرقہ وارانہ ہوتا تو پھر یہ علماء اس طرح مل کر نہ بیٹھ سکتے۔ ملی یکجہتی کونسل کے قیام اور بعد ازاں ملی یکجہتی کونسل کی ذیلی کمیٹیوں میں تحریک جعفریہ نے انتہائی ٹھوس اور قابل تعریف کردار ادا کیا اور مسلمانان پاکستان کی وحدت و یکجہتی میں اضافے کے لئے مثبت کاوشیں کیں۔

ملت تشیع آج بھی اتحاد و وحدت کی تمام کوششوں کا ہراول دستہ بننے کو تیار ہے اور آج بھی مسلمانان پاکستان کی یکجہتی کے لئے کسی قسم کی قربانیوں سے دریغ نہیں کرے گی اور ملت اسلامیہ میں جدائی ڈالنے کی استعماری سازشوں کو ناکام بناتی رہے گی کیونکہ جب تک ملت اسلامیہ متحد ہے استعمار کبھی بھی اپنے گھناؤنے عزائم میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔

تمام مکاتب فکر کے ۳۱ سرکردہ علما کرام
کے مرتب کردہ ۲۲ متفقہ دستوری نکات

درج ذیل نکات وہ ہیں جنہیں ۱۹۵۱ء میں پاکستان کے جید علماء اور تمام مسلم فرقوں کے نمائندگان نے مرتب کرکے دستور پاکستان کی اساس بنانے کے لئے پیش کیا تھا۔

۱۔ اصل حاکم تشریعی و تکوینی حیثیت سے اللہ رب العالمین ہے۔

۲۔ ملک کا قانون کتاب و سنت پر مبنی ہوگا۔ اور کوئی ایسا قانون نہ بنایا جا سکے گا۔ نہ کوئی ایسا حکم دیا جا سکے گا جو کتاب و سنت کے خلاف ہو۔

تشریحی نوٹ۔ اگر ملک میں پہلے سے کچھ ایسے قوانین جاری ہوں جو کتاب و سنت کے خلاف ہوں تو اس کی تصریح بھی ضروری ہے کہ بتدریج ایک معینہ مدت کے اندر ممنوع یا شریعت کے مطابق تبدیل کر دیئے جائیں گے۔

۳۔ مملکت کسی جغرافیا کی نسلی' لسانی یا کسی اور تصور پر نہیں بلکہ ان اصول اور مقاصد پر مبنی ہوگی جن کی اساس اسلام کا پیش کیا ہوا ضابطہ حیات ہے۔

۴۔ اسلامی مملکت کا یہ فرض ہوگا کہ کتاب و سنت کے بتائے ہوئے معروفات کو قائم کرے' منکرات کو مٹائے اور شعائر اسلام کے احیاء و اعلاء اور متعلقہ اسلامی فرقوں کے لئے ان کے اپنے مذہب کے مطابق ضروری اسلامی تعلیم کا انتظام کرے۔

۵۔ اسلامی مملکت کا یہ فرض ہوگا کہ وہ مسلمانان عالم کے رشتہ اتحاد و اخوت کو قوی سے قوی تر کرنے اور ریاست کے مسلم باشندوں کے درمیان عصبیت جاہلیتہ کی بنیادوں پر نسلی ' لسانی علاقائی یا دیگر مادری امتیازات کے ابھرنے کی راہیں مسدود کرکے ملت اسلامیہ کی وحدت کے تحفظ و استحکام کا انتظام کرے۔

۶۔ مملکت بلا امتیاز مذہب و نسل وغیرہ تمام ایسے لوگوں کی ابدی انسانی ضروریات یعنی غذا' لباس' مسکن' معالجہ اور قیام کی کفیل ہوگی' جو اکتساب رزق کے قابل نہ ہوں یا نہ رہے ہوں۔ یا عارضی طور پر بے روزگار ہوں' بیماری یا دوسرے وجوہ سے فی الحال سعی اکتساب پر قادر نہ ہوں۔

۷۔ باشندگان ملک کو وہ تمام حقوق حاصل ہوں گے جو شریعت اسلامیہ نے ان کو عطا کئے ہیں یعنی حدود قانون کے اندر تحفظ جان و مال و آبرو' آزادی مذہب و مسلک' آزادی عبادت' آزادی ذات' آزادی اظہار رائے' آزادی نقل و حرکت' آزادی اجتماع آزادی اکتساب رزق' ترقی کے مواقع میں یکسانی اور رفاہی ادارت سے استفادہ کا حق۔

۸۔ مذکورہ بالا حقوق میں سے کسی شہری کا کوئی حق اسلامی قانون کی سند جواز کے بغیر کسی وقت سلب نہ کیا جائے گا' اور کسی جرم کے الزام میں کسی کو بغیر فراہمی موقع صفائی و فیصلہ عدالت کوئی سزا نہ دی جائے گی۔

۹۔ مسلمہ اسلامی فرقوں کو حدود قانون کے اندر پوری مذہبی آزادی حاصل ہوگی۔ انہیں اپنے پیروؤں کو اپنے مذہب کی تعلیم دینے کا حق حاصل ہوگا۔ وہ اپنے خیالات کی آزادی کے ساتھ اشاعت کر سکیں گے ۔ ان کے شخصی معاملات کے فیصلے ان کے اپنے فقہی مذہب کے مطابق ہوں گے اور ایسا انتظام کرنا مناسب ہوگا کہ ان کے قاضی یہ فیصلے کریں گے کہ ۔

۱۰۔ غیر مسلم باشندگان مملکت کو حدود قانون کے اندر مذہب و عبادت' تہذیب و ثقافت اور مذہبی تعلیم کی پوری آزادی حاصل ہوگی اور انہیں اپنے شخصی معاملات کا فیصلہ اپنے مذہبی قانون یا رسم و رواج کے مطابق کرانے کا حق حاصل ہوگا۔

۱۱۔ غیر مسلم باشندگان مملکت کو حدود شریعت کے اندر جو معاہدات کئے گئے ہیں ان کی پابندی لازمی ہوگی اور جن حقوق شہری کا ذکر دفعہ نمبر ۷ میں کیا گیا ہے ان میں غیر مسلم باشندگان ملک برابر کے شریک ہوں گے۔

۱۲۔ رئیس مملکت کا مسلمان مرد ہونا ضروری ہے جس کے تدین' صلاحیت اور اصابت رائے پر جمہور یا ان کے مختلف نمائندوں کو اعتماد ہو۔

۱۳۔ رئیس مملکت ہی نظم مملکت کا اصل ذمہ دار ہوگا۔ البتہ وہ اپنے اختیارات کا کوئی جزو کسی فرد یا جماعت کو تفویض کر سکتا ہے۔

۱۴۔ رئیس مملکت کی حکومت مستبدانہ نہیں بلکہ شورائی ہوگی یعنی وہ ارکان حکومت اور منتخب نمائندگان جمہور سے مشورہ لے کر اپنے فرائض انجام دے سکتا ہے۔

۱۵ ۔ رئیس مملکت کو یہ حق حاصل نہ ہو گا کہ وہ دستور کو کلا" یا جزوا" معطل کرکے شوری کے بغیر حکومت کرنے لگے۔

۱۶۔ جو جماعت رئیس مملکت کے انتخابات کی مجاز ہوگی وہ کثرت آراء سے اسے معزول کرنے کی بھی مجاز

ہوگی۔

۱۸۔ رئیس مملکت شہری حقوق میں عامتہ المسلمین کے برابر ہوگا اور قانونی مواخذہ سے بالاتر نہیں ہوگا۔

۱۹۔ ارکان و عمال حکومت اور عام شہریوں کے لئے ایسا ہی قانون و ضابطہ ہوگا اور دونوں پر عام عدالتیں ہی اس کو نافذ کریں گی۔

۲۰۔ محکمہ عدلیہ، محکمہ انتظامیہ سے علیحدہ اور ازاد ہوگا۔ تاکہ عدلیہ اپنے فرائض کی انجام دہی میں ہیت انتظامیہ سے اثر پذیر نہ ہو۔

۲۱۔ ایسے افکار و نظریات کی تبلیغ و اشاعت ممنوع ہوگی جو مملکت اسلامی کے اساسی اصول و مبادی کے انہدام کا باعث ہوں۔

۲۲۔ ملک کے مختلف ولایات و اقطاع مملکت واحدہ کے اجزاء انتظامی متصور ہوں گے۔ ان کی حیثیت نسلی، لسانی یا قبائلی وحدہ جات کی نہیں بلکہ محض انتظامی علاقوں کی ہوگی۔ جنہیں انتظامی اختیارات کے پیش نظر مرکز سے علیحدگی کا حق حاصل نہ ہوگا۔

۲۳۔ دستور کی کوئی ایسی تعبیر معتبر نہیں ہوگی جو کتاب و سنت کے خلاف ہو۔

نوٹ۔ مندرجہ بالا ۲۲ اسلامی نکات کی ترتیب کے لئے ۱۲، ۱۳، ۱۴ اور ۱۵ ربیع الثانی ۱۳۷۰ھ مطابق ۲۱، ۲۲، ۲۳ اور ۲۴ جنوری ۱۹۵۱ء کو کراچی میں زیر صدارت مولانا محمد سلیمان ندوی مرحوم، درج ذیل علماء و دیگر حضرات کا اجتماع منعقد ہوا تھا۔ اور بالاتفاق مذکورہ بالا ۲۲ نکات طے ہوئے۔

ان ۲۲ نکات پر دستخط کرنے والوں کے اسمائے گرامی ذیل میں درج ہیں۔

۱۔ سید سلیمان ندوی مرحوم
۲۔ مولانا شمس الحق صاحب عثمانیؒ
۳۔ مولانا محمد بدر عالم صاحب مرحوم
۴۔ مولانا احتشام الحق صاحب تھانویؒ
۵۔ مولانا محمد عبدالحامد صاحب قادری بدایونیؒ
۶۔ مولانا مفتی محمد شفیع صاحب کراچی
۷۔ مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلویؒ
۸۔ مولانا خیر محمد صاحب مہتمم خیر المدارس ملتان
۹۔ مولانا مفتی محمد حسن صاحب مرحوم (جامعہ اشرفیہ لاہور) ۱۰۔ پیر محمد امین الحسنات صاحب مرحوم (مانکی شریف)
۱۱۔ مولانا محمد یوسف صاحب بنوریؒ (کراچی)
۱۲۔ حاجی خادم الاسلام صاحب (خلیفہ حاجی صاحب استونگ زئی)
۱۳۔ قاضی عبدالصمد صاحب سربازی (بلوچستان)
۱۴۔ مولانا اطہر علی صاحب (مشرقی پاکستان)
۱۵۔ مولانا ابو جعفر محمد صالح صاحب (مشرقی پاکستان)
۱۶۔ مولانا راغب احسن صاحب (ڈھاکہ)

۱۷۔ مولانا محمد حبیب الرحمان صاحب مشرقی پاکستان ۱۸۔ مولانا محمد علی صاحب جالندھر (ملتان)

۱۹۔ مولانا داؤد غزنوی صاحب مرحوم ۲۰۔ مفتی جعفر حسین صاحب مجتہد شیعہ حضرات میں سے۔

۲۱۔ مفتی کفایت حسین مجتہد مرحوم (شیعہ حضرات میں سے)

۲۲۔ مولانا محمد اسماعیل صاحب مرحوم (گوجرانوالہ اہلحدیث)

۲۳۔ مولانا حبیب اللہ صاحب (ٹھیری خیرپور)

۲۴۔ مولانا احمد علی صاحب (امیر انجمن خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور

۲۵۔ مولانا محمد صادق صاحب مرحوم (مدرسہ مظہرالعلوم کھنڈہ کراچی

۲۶۔ پروفیسر عبدالخالق صاحب ۲۷۔ مولانا شمس الدین صاحب فرید پوری (مشرقی پاکستان)

۲۸۔ مفتی محمد صاحبدار صاحب (کراچی) ۲۹۔ پیر محمد ہاشم صاحب مجددی (سندھ)

۳۰۔ مولانا ابوالاعلیٰ صاحب مودودی ۳۱۔ مولانا محمد ظفر احمد صاحب انصاری

اس کنونشن ۲۱ تا ۲۴ جنوری ۱۹۵۱ء بمقام کراچی کے بعد مولانا احتشام الحق صاحب تھانوی جو قرار داد مقاصد کنونشن میں بھی شریک تھے نے اپنا وضاحتی بیان یوں دیا کہ۔

" ہر اسلامی فرقہ کتاب و سنت کی اس تشریح پر عمل کا پابند ہے جو اس فرقہ کے نزدیک مستند اور معتبر ہے"۔

(روزنامہ مساوات لاہور ۲۶ فروری ۱۹۸۷ء)

☼ ☼ ☼

ضابطہ اخلاق

اتحاد بین المسلمین کمیٹی

مقرر کردہ

وزیراعظم اسلامی جمہوریہ پاکستان

جناب محمد نواز شریف صاحب

زیر صدارت

مولانا محمد عبدالستار خان نیازی

وفاقی وزیر مذہبی امور حکومت پاکستان

2 جولائی 1992ء اسلام آباد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

"ضابطہ اخلاق"

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ دنیا کا کوئی بھی ملک جس کے عمال' افراد' معززین' دانشور اور مذہبی اور سیاسی شخصیات فرقہ واریت تعصب اور طبقہ واریت کاشکار ہو جائیں کسی شعبہ میں ترقی نہیں کر سکتا۔ ہم دیکھتے ہیں کہ دنیا میں اس وقت گوناگوں سیاسی' ثقافتی' معاشی اور سماجی تبدیلیاں آ رہی ہیں اور ہر ملت اپنے حریف کو ذاتی مقاصد کے حصول کی خاطر نیچا دکھانے کے لئے گھات میں بیٹھی ہے اور اس مقصد براری کے لئے مختلف ہتھکنڈوں سے کام لے رہی ہے۔

اندریں حالات کسی قوم کو تباہ و برباد کرنے کے لئے سب سے خطرناک اور کارگر حربہ فرقہ واریت ہے فرقہ واریت اور طبقاتیت دو حقیقی جڑواں خطرے ہیں جن سے کسی قوم کا استحکام اور اجتماعیت تباہ ہو سکتی ہے۔ ان دونوں سے قومی یکجہتی' نظم و ضبط' یگانگت اور برادرانہ تعلقات بگڑ جاتے ہیں۔ اس لئے اس بات کی شدید ضرورت ہے کہ ان ہر دو سماجی برائیوں کے قلع قمع کے لئے موثر کئے جائیں اور مسلمانان عالم میں بالعموم اور ملت پاکستان میں بالخصوص اخوت و مودت اور رواداری کے احساسات پیدا کئے جائیں۔

جو قومیں فرقہ واریت کے عفریت کا پامردی' اعلیٰ حکمتی عملی اور مخلصانہ تدبر سے مقابلہ نہیں کر پاتیں وہ بالاخر انتشار و افتراق کا شکار ہو جاتی ہیں۔

فرقہ واریت کے حملے سے بچنے کے لئے ضروری ہے کہ حکومت اور ملک کے تمام شہری' بالخصوص علماء دانشور تمام حضرات سوچ و بچار سے مربوط کوششیں کریں۔

پاکستان میں فرقہ وارانہ مسائل نے عمومی امن و امان کو تباہ کرکے رکھ دیا ہے اور فرقہ واریت کا حربہ خاص مقاصد کے حصول کے لئے خاص جماعتیں استعمال کرتی ہیں اور اپنے مقاصد کے حصول کے لئے انہیں انسانی جانوں اور ملکی املاک کے اتلاف کی بھی پرواہ نہیں ہوتی۔

پچھلے دنوں ملک میں مقتدر شخصیتوں کے سیاسی قتل ہوئے اور خون مسلم کی ارزانی جس پر موجودہ حکومت کو سخت قلق اور ملال ہے۔ حکومت اس ضمن میں اخلاص مندی اور ایمانداری سے کوشش کر رہی ہے کہ اصل مجرموں کو پکڑ کر کیفر کردار تک پہنچایا جائے۔ لیکن یہ بات قابل افسوس ہے کہ مجرموں کی حامی جماعتیں ان کی

مجاہد لعنت اور رہائی کے لئے سیاسی اور غیر قانونی حربے استعمال کرتی ہیں۔اس لئے ہمیں اس صورتحال سے نجات حاصل کرنے کے لئے کوئی لائحہ عمل طے کرنا ہوگا۔

اگرچہ فرقہ واریت ایک متعدی مرض کی طرح ہمارے پورے معاشرے کو چاٹ رہا ہے تاہم یہ ایسا مرض لاعلاج بھی نہیں۔ اس کے لئے البتہ اجتماعی کوششوں کی ضرورت ہوگی فرقہ واریت اور دینی عصبیت کو ختم کرنے کے لئے جہاں اسلام کی زریں تعلیمات کو اجاگر کرنا ہے وہاں ضرورت اس امر کی بھی ہے کہ ایک واضح قومی پالیسی اختیار کی جائے جس میں ان تمام اقدامات کا احاطہ جو فرقہ واریت کو نیست و نابود کرنے کے لئے لابدی اور ضروری ہے۔ چنانچہ اس ضرورت کو مدنظر رکھتے ہوئے وزیراعظم اسلامی جمہوریہ پاکستان جناب محمد نواز شریف کی ہدایت کی روشنی میں ملک کی تمام مذہبی' سیاسی جماعتوں کے نمائندوں اور نامور علماء مشائخ کا ایک اہم اجلاس ۱۷ جنوری ۱۹۹۱ء کو وفاقی وزیر جناب محمد عبدالستار خان نیازی کی زیر صدارت اسلام آباد میں منعقد ہوا۔

اجلاس میں جمعیت علمائے اسلام' جمعیت علمائے پاکستان' جمعیت اہل حدیث' جماعت اسلامی' جمعیت مشائخ پاکستان' انجمن سپاہ صحابہ' تحریک نفاذ فقہ جعفریہ حامد موسوی گروپ و ساجد نقوی گروپ' متحدہ علماء کونسل' جماعت اہل سنت' حزب جہاد اسلامی اور تحریک اخوت اسلامی کے علاوہ نامور علماء و مشائخ نے شرکت کی۔

اجلاس میں ملک میں فرقہ واریت کو ختم کرنے اور مذہبی ہم آہنگی و بھائی چارے کی فضا قائم کرنے کے مختلف پہلوؤں کا جائزہ لیا گیا اور بہ اتفاق رائے ایک ضابطہ اخلاق بھی مرتب کیا گیا۔

بعد ازاں مسئلہ کی اہمیت کے پیش نظر وزیراعظم پاکستان نے وزارت مذہبی امور کو دوبارہ ہدایت فرمائی کہ گورنر ہاؤس پنجاب لاہور میں ۲۸ ستمبر ۱۹۹۱ء' بروز ہفتہ علماء و مشائخ کے ایک اجتماع کا اہتمام کیا جائے جہاں پر اس میں پورے ملک سے علماء و مشائخ شامل ہوں۔

چنانچہ تعمیل ارشاد میں تمام مکاتب فکر کے جید علمائے کرام' مشائخ عظام اور دینی جماعتوں کے رہنماؤں کا مشترکہ اجلاس حسب پروگرام گورنر ہاؤس پنجاب لاہور میں منعقد ہوا جس کی صدارت وزیراعظم پاکستان نے فرمائی۔ جبکہ اجلاس کی کاروائی وفاقی وزیر مذہبی امور جناب مولانا عبدالستار خان نیازی کی نگرانی میں ہوئی۔

شرکاء اجلاس نے فرقہ واریت کے خاتمہ اور اتحاد بین المسلمین پر اپنے خیالات کا اظہار فرمایا اور اتحاد بین المسلمین کو عملی جامہ پہنانے کے لئے متعدد تجاویز پیش کیں۔

منجملہ دیگر امور کے اس اجلاس کی خاص بات یہ تھی کہ اس میں متفقہ طور پر ایک "ضابطہ اخلاق" کی تائید و تصدیق کی گئی اور علمائے کرام اور مشائخ عظام نے اس عزم کا اظہار کیا کہ وہ تہہ دل سے اس ضابطہ میں

مندرج نکات پر پورا پورا عمل کریں گے۔

ضابطہ اخلاق کے چیدہ چیدہ نکات یہ ہیں۔

۱۔ مسلمانوں کے درمیان اتحاد و اتفاق قائم کرنا۔

۲۔ مختلف مکاتب فکر کے درمیان صلح، محبت، رواداری اور افہام و تفہیم کی فضا قائم کرنا اور خلوص نیت سے اس پر عمل کرنا۔

۳۔ دوسرے مسالک کے اکابرین کا احترام کرنا۔

۴۔ علماء اور خطباء اور مصنفین کی تقریروں اور تحریروں میں توازن و اعتدال پیدا کرنے کے لئے کوشش کرنا۔

۵۔ ایسے بیانات سے احتراز کرنا جن سے دوسروں کی دل آزاری ہوتی ہو۔

۶۔ قول و فعل میں ہم آہنگی اور مطابقت پیدا کرنے کے لئے مل جل کر کام کرنا۔

۷۔ ذرائع ابلاغ کو استعمال کرکے لوگوں کے درمیان اخوت و بھائی چارے کے لئے سعی کرنا۔

۸۔ مسلمانوں کے مقامات مقدسہ کے احترام اور تحفظ کو یقینی بنانا۔ نیز اقلیتی فرقوں کے تحفظ اور ان کے مقامات مقدسہ کی حفاظت کرنے کے انتظامات کرنا۔

۹۔ نوجوان اور جدید رجحانات رکھنے والے طبقے اور طلباء و طالبات کے مسائل معلوم کر کے ان کے اسلامی نقطہ نظر سے حل کے لئے تحقیقی بنیادوں پر ایسا لٹریچر مرتب کرنا جس سے وہ مستفید ہو سکیں۔

۱۰۔ وقتاً فوقتاً وزارت مذہبی امور میں تمام مکاتب فکر کے علماء کا مجتمع ہو کر اپنی کارکردگی کا جائزہ لینا اور آئندہ کے لئے نئے اقدامات تجویز کرنا۔

۱۱۔ ایسی مساعی جمیلہ کو عمل میں لانا جس سے عوام الناس میں علماء و مشائخ کا اعتماد بحال ہو۔

۱۲۔ جذباتی نعروں اور دل آزار خطبوں سے پرہیز کرنا۔

۱۳۔ جمعتہ المبارک کے خطبوں میں ایسی تقریریں کرنا جن سے مسلمانوں میں اتحاد واتفاق میں مدد ملے۔

۱۴۔ مسلکی تنازعات کو باہمی مشوروں اور افہام و تفہیم کے اصولوں کی روشنی میں طے کرنا۔

۱۵۔ حکومت کو وقتاً فوقتاً ایسے مشورے دینا جن سے مسلمانوں کے درمیان محبت و یکجہتی پیدا ہو۔

۱۶۔ پبلک پلیٹ فارم سے اپنے مخالفین کے خلاف طعن و تشنیع سے مکمل اجتناب کرنا۔

۱۷۔ امہات المومنین، صحابہ کرام، اہل بیت اطہار، اولیائے امت، تابعین، تبع تابعین اور تمام مسلمانوں کا ادب

و احترام کرنا۔

۸۔ دوسروں کے حقوق کی پاسداری اور اپنے فرائض کی بجاآوری میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا۔

۹۔ قومی و ملکی معاملات و حالات میں تمام مکاتب فکر کے علماء کا کماحقہ' متحد رہنا۔

۱۰۔ پاکستان کی سالمیت و تحفظ اور اس کی ترقی کے لئے خلوص نیت سے کام کرنا۔

وطن عزیز میں موجودہ فرقہ واریت کشیدگی و افتراق و انتشار کا عفریت اپنے مضرت رساں پنجے گاڑنے میں مصروف عمل ہے' جس سے اسلامیہ کی وحدت و اتحاد کو زبردست خطرہ لاحق ہے اور پاکستان دشمن قوتیں اپنے مذموم مقاصد کے حصول کے لئے وطن عزیز کی سالمیت اور آزادی کو داؤ پر لگانا چاہتی ہیں جبکہ دوسری طرف وزیراعظم اسلامی جمہوری پاکستان جناب محمد نواز شریف کی ولولہ انگیز قیادت ملک کو مختلف النوع بحرانوں سے نکال کر ایک حقیقی اسلامی فلاحی مملکت بنا کر اسے اقوام عالم میں ایک ترقی یافتہ ممالک کی صفوں میں کھڑا کرنا چاہتی ہے۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ تقاضائے وقت بھی کہ ملک میں امن وسلامتی' صلح و آشتی اور اسلامی رواداری کی فضا پیدا ہو اور ملک بھر سے فرقہ واریت' طبقاتی اور گروہی جنگ و جدل کا خاتمہ ہو تاکہ نہ صرف اندرون ملک بلکہ بیرون ملک بھی قوم و ملک کا وقار بحال ہو اور ملک ترقی و خوشحالی کی شاہراہ پر گامزن ہو سکے۔

"یہ ضابطہ اخلاق آپ سب کے لئے ایک رہنما کا کام دے گا"۔ اس پر عمل کرنا اور دوسروں کو اس پر عمل کرنے کی ترغیب دینا آپ کا اور ہم سب کا قومی اور دینی فریضہ ہے۔

ضابطہ اخلاق کی توثیق جن شرکاء نے اجلاس اور علمائے کرام نے فرمائی ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔

۱۔ پیر سید برکات احمد صاحب' سینیٹر' سینئر نائب صدر جمعیت علمائے پاکستان اسلام آباد

۲۔ پروفیسر خورشید احمد صاحب' سینیٹر جماعت اسلامی منصورہ لاہور

۳۔ جناب لیاقت بلوچ صاحب' ایم این اے جماعت اسلامی منصورہ لاہور

۴۔ مولانا معین الدین لکھوی صاحب' ایم این اے ' متحدہ جمعیت اہل حدیث پاکستان' اوکاڑہ

۵۔ مولانا محمد اعظم طارق صاحب' ایم این اے' نائب سرپرست اعلیٰ سپاہ صحابہ جھنگ

۶۔ حاجی محمد حنیف طیب صاحب' سابق وفاقی وزیر جمعیت علمائے پاکستان کراچی

۷۔ میاں مسعود احمد صاحب' جمعیت علمائے پاکستان لاہور

۸۔ انجینئر محمد سلیم اللہ خان صاحب' سیکرٹری جمعیت علمائے پاکستان لاہور

۹۔ مولانا محمد اجمل خان صاحب، جمعیت علمائے اسلام صوبہ پنجاب

۱۰۔ مولانا سید محمد عبدالقادر آزاد صاحب، چیئرمین مجلس علمائے پاکستان لاہور

۱۱۔ مولانا عبدالرحمان اشرفی صاحب، مہتمم جامعہ اشرفیہ لاہور

۱۲۔ مولانا ملک عبدالروؤف صاحب، متحدہ علماء کونسل پاکستان

۱۳۔ مولانا حافظ عبدالمالک صاحب، جمعیت علمائے پاکستان بلوچستان

۱۴۔ صاحبزادہ حاجی محمد فضل کریم صاحب، جمعیت علمائے پاکستان فیصل آباد

۱۵۔ مفتی محمد حسین نعیمی صاحب، جامعہ نعیمیہ لاہور

۱۶۔ مولانا امین الحسنات خلیل احمد قادری صاحب، جامع مسجد وزیر خان لاہور

۱۷۔ مفتی غلام سرور قادری صاحب، جامعہ رضویہ ماڈل ٹاؤن لاہور

۱۸۔ صاحبزادہ قاضی محمد اسرارالحق حقانی صاحب، جامعہ اسلامیہ اسرار العلوم راولپنڈی

۱۹۔ مولانا حکیم عبدالرحیم اشرف صاحب، جامعہ تعلیمات اسلامیہ فیصل آباد

۲۰۔ جسٹس مولانا محمد تقی عثمانی صاحب، دارالعلوم کورنگی کراچی

۲۱۔ علامہ سید شاہ تراب الحق قادری صاحب، دارالعلوم امجدیہ کراچی

۲۲۔ مفتی محمد ظفر علی نعمانی صاحب، دارالعلوم امجدیہ کراچی

۲۳۔ مولانا غلام محمد سیالوی صاحب، جامعہ رضویہ ناظم آباد کراچی

۲۴۔ پروفیسر مولانا منیب الرحمان صاحب، دارالعلوم نعیمیہ کراچی

۲۵۔ ابوالخیر سید حسین الدین شاہ جامعہ رضویہ سیٹلائٹ ٹاؤن راولپنڈی

۲۶۔ مولانا محمد شریف رضوی صاحب، جامعہ رضویہ جھنگ روڈ بھکر

۲۷۔ مولانا سید محمد زبیر شاہ صاحب، جامعہ اسلامیہ غوثیہ چکوال

۲۸۔ مولانا فتح محمد خان باروزئی صاحب، جامعہ فیض العلوم غریب آباد سبی بلوچستان

۲۹۔ جناب مولانا نورالحق صاحب، خیبر ایجنسی پشاور سرحد

۳۰۔ مولانا ضیاء الرحمان فاروقی صاحب، سرپرست اعلیٰ انجمن سپاہ صحابہ جھنگ

۳۱۔ مولانا عبدالمجید ہزاروی صاحب، مرکزی سیکرٹری اطلاعات انجمن سپاہ صحابہ راولپنڈی

۳۲۔ میاں فضل حق صاحب، متحدہ جمعیت اہلحدیث پاکستان لاہور

۳۳۔ پروفیسر ساجد میر صاحب، متحدہ جمعیت اہل حدیث لاہور

۳۴۔ مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی صاحب، جامعہ نظامیہ رضویہ اندرون لوہاری گیٹ لاہور

۳۵۔ مولانا فضل سبحان صاحب، دارالعلوم قادریہ بغدادہ مردان

۳۶۔ علامہ سید ریاض حسین نقوی صاحب، مرکزی جامع مسجد اثنا عشری اسلام آباد

۳۷۔ علامہ سید افتخار حسین نقوی صاحب، تحریک نفاذ فقہ جعفریہ سیٹلائٹ ٹاؤن راولپنڈی

۳۸۔ علامہ یعقوب علی صاحب، تحریک نفاذ فقہ جعفریہ کوئٹہ

۳۹۔ علامہ علی غضنفر کراروی صاحب لیک روڈ لاہور

۴۰۔ میجر (ریٹائرڈ) محمد امین منہاس صاحب، تحریک فہم القرآن اسلام آباد

۴۱۔ مولانا محمد وزیر القادری صاحب، جامعہ غوثیہ سلطانیہ ڈھاڈر بلوچستان

اتحاد امت کے لئے پاکستان عوامی تحریک اور تحریک نفاذ فقہ جعفریہ کا اعلامیہ وحدت

مملکت خداداد پاکستان' برصغیر کے مسلمانوں کی نبی اکرم ﷺ اور اسلام سے والہانہ محبت و عقیدت کی مظہر ہے۔ حصول پاکستان کی جدوجہد میں سب مسلمانوں کے اہداف مشترکہ تھے اور ان کی بے لوث قربانیاں بلا تفریق اور بلا امتیاز مسلک تھیں۔ تحریک پاکستان کے جہاد میں تمام مسلمانوں کا حصہ ان کا سرمایہ افتخار ہے۔ اب اس کی سلامتی تحفظ' بقا اور اس میں اسلام کی بالادستی اور قرآن و سنت کی آئینی و قانونی حکمرانی کے نفاذ کے لئے اتحاد بین المسلمین اور قومی وحدت و یگانگت کی اہمیت محتاج بیان نہیں۔

اسی طرح عالمی سطح پر امت مسلمہ کے عزت و وقار کی بحالی اور سامراجی قوتوں کے مادی فکری' سیاسی اور عسکری اثر و نفوذ اور غلبے کے خاتمے کے لئے ملت اسلامیہ کا اتحاد وقت کی اہم ترین ضرورت ہے۔ وقت کی اس اہم ضرورت کی تکمیل کے لئے پاکستان عوامی تحریک اور تحریک نفاذ فقہ جعفریہ مشترکہ دینی جدوجہد کا آغاز کر رہی ہے۔ اس مرحلہ پر واضح امکانات ہیں کہ اس مثبت انقلابی اقدام اور وسیع تر اتحاد کو نقصان پہنچانے کے لئے مفاد پرست' سامراجی اور معاند قوتیں طرح طرح کے فتنے اٹھائیں گی اور اس ابھرتی ہوئی اہم انقلابی قوت کو سبوتاژ کرنے کے لئے اپنے وسائل اور ایجنٹوں کے ذریعے عوام میں طرح طرح کے وسوسے اور شکوک و شبہات پیدا کرنے کی سرتوڑ کوششیں کریں گی۔ ایسے تمام متعصبانہ ہتھکنڈوں' مذموم سازشوں اور فتنہ پردازیوں کو ناکام بنانے' امت مسلمہ کی وسیع تر وحدت و یکجہتی اور اسلام کی عالمگیر سربلندی کے لئے پاکستان عوامی تحریک اور تحریک نفاذ فقہ جعفریہ کے باہمی اتفاق رائے سے درج ذیل دس نکاتی "اعلامیہ وحدت" جاری کرتی ہیں۔ ہم امید کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور حضور نبی اکرم ﷺ کی رحمت کے تصدق سے اتحاد کا یہ اعلامیہ پوری امت مسلمہ کے لئے نیک فال ثابت ہوگا۔ اس سے (انشاء اللہ) اہل سنت اور اہل تشیع کے مابین باہمی رواداری اور محبت کے جذبات کو فروغ حاصل ہوگا اور نہ صرف سرزمین پاکستان پر بلکہ عالمی سطح پر مصطفوی انقلاب کی تحریک جدوجہد کے لئے مستحکم اتحاد اور کامل یگانگت کی بنیادیں استوار ہوں گی۔ اس متحدہ جدوجہد کے نتیجے میں یزیدی سیاست کا خاتمہ اور مصطفوی و حسینی سیاست کے عظیم دور کا آغاز ہوگا اور بالآخر دنیا کی تمام

استعماری اور طاغوتی طاقتیں اسلام کی عظمت کے سامنے ہمیشہ کے لئے سرنگوں ہو جائیں گی۔

۱۔ توحید ملت اسلامیہ کے عقائد کا مرکزی نقطہ اور فکر و عمل کی اولیں اساس ہے۔ یہ نقطہ تمام اسلامی عقائد و اعمال اور جملہ اسلامی تعلیمات کے لئے اصل الاصول کا درجہ رکھتا ہے۔ یہی عقیدہ عالم کفر و طاغوت کے مقابلے میں ہماری ایمانی طاقت کا سرچشمہ ہے جبکہ اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات میں کسی طور پر بھی شرک کا ارتکاب ظلم عظیم ہے۔

۲۔ خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی رسالت پر ایمان اور آپؐ کی ذات اقدس سے محبت و اطاعت کی نسبت ہمارے دینی تشخص، اجتماعی بقا اور ملی استحکام کی بنیاد ہے۔ آپ ﷺ کی ختم نبوت پر غیر متزلزل یقین ہمارے ایمان کا ناگزیر جز ہے۔ تحفظ ناموس رسالت ہمارا ایمانی فریضہ ہے۔ حضور ﷺ کی بالواسطہ یا بلا واسطہ ادنیٰ گستاخی کا مرتکب بھی کافر، مرتد اور واجب القتل ہے۔

۳۔ ملت اسلامیہ کا متفقہ اور اجماعی عقیدہ ہے کہ قرآن کریم قیامت تک کے تمام انسانوں کے لئے آخری اور مکمل ضابطہ حیات، سرچشمہ ہدایت اور واجب الاطاعت ہے۔ اس پر کامل یقین ایمان کا بنیادی تقاضا ہے۔ یہ رسول اکرم ﷺ کا جاودانی معجزہ ہے۔ اس کتاب الٰہی پر دین و ملت کی اساس قائم ہے۔ یہ سورہ فاتحہ سے والناس تک ہر قسم کی کمی بیشی اور تحریف سے ہمیشہ محفوظ رہا ہے اور رہے گا کیونکہ باری تعالیٰ نے انا نحن نزلنا الذکر و انا له لحفظون فرما کر خود اس کی حفاظت کا ذمہ لیا ہے۔ اس کے خلاف عقیدہ رکھنے والا شخص خارج از اسلام ہے۔

۴۔ حب اہل بیت کرام و آئمہ اطہار تسلیمات علیہم اجمعین اساس ایمان اور حضور ﷺ کی محبت کا جزو لاینفک ہے۔ ان ذوات مقدسہ کا ادب و احترام واجب ہے۔ اہل بیت نبوی ﷺ سے بغض و عناد رکھنے والا ایمان سے محروم اور خارج از اسلام ہے۔ ہر ایسا قول و فعل جس سے ان کی بالواسطہ یا بلاواسطہ تنقیص و اہانت کا پہلو نکلتا ہے صریحاً ضلالت و گمراہی ہے۔

۵۔ حضور اکرم ﷺ کے برگزیدہ صحابہ کرام اور امہات المومنین رضوان اللہ علیہم اجمعین کا ادب و احترام اور تعظیم و تکریم پوری امت مسلمہ کے لئے واجب ہے اور ہر ایسا قول و عمل جس سے ان کی بالواسطہ یا بلا واسطہ تنقیص و اہانت کا پہلو نکلتا ہے حرام ہے۔

۶۔ جملہ ائمہ و مجتہدین امت، اولیاء کرام، صلحاء عظام اور بزرگان دین جن کی مساعی جمیلہ اور توسل سے ہم تک ایمان و اسلام پہنچا ہے۔ ان کا ادب و احترام واجب ہے۔

۷۔ شعائر دین اور علماء اسلام واجب الاحترام ہیں۔ وہ ہمارے ایمان و عمل میں اخلاص اور ملی استحکام کا ذریعہ ہیں۔ ان کی عزت سے دین کی عزت ہے۔ ان کے وقار کا تحفظ اور ادب و احترام کا فروغ ہمارے بنیادی مقاصد میں شامل ہے۔

۸۔ جملہ اسلامی مکاتب فکر کی مذہبی رسوم اور خصوصی ایام و مواقع (مثلاً عید میلاد النبی ﷺ اور عشرہ محرم الحرام وغیرہ) پر باہمی احترام اور رواداری تقاضائے دین ہے۔ ایسے مواقع پر بین المسالک کشیدگی اور تفرقہ و انتشار کو ہوا دینا اور منفی طرز عمل اختیار کرنا دین، ملت اور ملک دشمنی کے مترادف ہے۔

۹۔ ملکی آئین اور تمام قوانین پر قرآن و سنت کی بالادستی مسلم ہوگی۔ کتاب و سنت کی مکمل آئینی حکمرانی، شریعت محمدی ﷺ کا عملی نفاذ اور قومی سطح پر مصطفوی انقلاب برپا کرنا ہمارا مطلوب و مقصود ہے۔ اس کے لئے مشترک اور بھرپور انقلابی جدوجہد تمام مسلمانوں کا اہم ترین دینی فریضہ ہے۔ (قرآن و سنت کی تعبیر ہر مکتب فکر کے لئے اس کے اپنے مسلک کے مطابق ہوگی)

۱۰۔ معاشرے سے لادینیت، مادیت فحاشی، عریانی اور غیر اسلامی ثقافت کو ختم کرکے اسلام کی اخلاقی، روحانی، سماجی اور ثقافتی اقدار کے احیاء و فروغ اور تنقید و ترویج کے لئے ہر ممکن جدوجہد ہمارا دینی فریضہ ہے۔ تاکہ پاکستان صحیح معنوں میں قرآنی تعلیمات کا آئینہ دار اور سنت نبوی ﷺ کا ترجمان قرار پائے اور مسلمان انفرادی اور اجتماعی طور پر اسلامی طرز زندگی کو اپنا کر سکیں۔ نتیجتاً پاکستان ایک جدید اسلامی فلاحی ریاست بن سکے۔

ہم مذکورہ بالا "اعلامیہ وحدت" کی روشنی میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں یہ عہد کرتے ہیں کہ امت مسلمہ کی [illegible] اور اتحاد کو فروغ دینے کے لئے ہر ممکن جدوجہد کریں گے۔ داخلی اور خارجی سطح پر لادینی، طاغوتی، استحصالی [illegible] سامراجی قوتوں کے خلاف حق کی آخری فتح تک جہاد جاری رکھیں گے تاکہ پاکستان میں مصطفوی انقلاب کی [illegible] اور مسلم کامن ویلتھ کے قیام کی شکل میں اسلام کی عالمگیر بالادستی کا خواب شرمندہ تعبیر ہو سکے۔

☼ ☼ ☼ ☼ ☼

۲۴ مارچ ۱۹۹۵ء اسلام آباد میں ہونے والی ملی و قومی یکجہتی کانفرس کا مشترکہ اعلامیہ

وطن عزیز پاکستان اس وقت اندرونی اور بیرونی خطرات میں گھرا ہوا ہے۔ امریکی نیو ورلڈ آرڈر کے تحت اسلام دشمن قوتیں ملت اسلامیہ کے اتحاد کو پارہ پارہ کر رہی ہیں اور فرقہ واریت کو ہوا دے رہی ہیں۔ حکمرانوں کی نااہلیت غلطیوں کی وجہ سے پورے ملک میں عموماً اور کراچی میں بالخصوص دہشت گردی اور قتل و غارت گری کا بازار گرم ہے یہاں تک کہ عبادت گاہیں قتل گاہیں بن گئی ہیں۔ ان حالات میں ملک بھر کی دینی جماعتوں کا یہ نمائندہ سربراہی اجلاس ان خطرات کا متحد ہو کر مقابلہ کرنے کے لئے درج ذیل متفقہ فیصلوں کا اعلان کرتا ہے۔

- ہم پاکستان کے آئین اور تمام ملکی قوانین پر قرآن وسنت کی بالادستی سے کتاب و سنت کی مکمل آئینی تعمیل اور شریعت محمدی کے عملی نفاذ اور ایک مکمل اسلامی انقلاب برپا کرنے کو اپنا دینی اور ملی فریضہ سمجھتے ہیں اور اس کے حصول کے لئے مشترکہ جدوجہد کریں گے۔
- غیر ملکی اور ملکی سطح پر اسلام اور دینی قوتوں کے خلاف بین الاقوامی سازشوں کے تحت جو مہم جاری ہے اس کا سب مل کر مقابلہ کرنے کا عہد کرتے ہیں۔
- یہ اجلاس اسلام کے بنیادی عقائد اور اقدار پر قائم رہنے کو باعث فخر سمجھتا ہے اور وزیراعظم پاکستان کی طرف سے اسلامی بنیاد پرستی کے خلاف امریکی امداد طلب کرنے کو اسلام اور پاکستان کی حاکمیت کے خلاف سمجھتا ہے اور غیرت اسلامی کے منافی اقدام کی بھرپور مذمت کرتا ہے۔
- ہم ملک کے اندر مذہب کے نام پر دہشت گردی اور قتل و غارت گری کو اسلام کے خلاف گردانتے ہوئے اس کی پرزور مذمت کرتے ہیں۔
- یہ اجلاس عظمت رسول اکرم ﷺ، عظمت اہل بیت اطہارؓ، عظمت ازواج مطہرات اور عظمت صحابہ کرامؓ کو ایمان کا جزو سمجھتا ہے اور ان کی تکفیر کرنے والے کو اسلام سے خارج سمجھتا ہے اور ان کی توہین اور تنقیص کرنے کو حرام سمجھتے ہوئے قابل تعزیر جرم سمجھتا ہے۔
- یہ اجلاس کسی بھی اسلامی فرقہ کو کافر قرار دینے کو غیر اسلامی اور قابل نفرت فعل سمجھتا ہے۔

○ یہ اجلاس جمعیت علماء اسلام پاکستان کی طرف سے تحفظ ناموس رسالت کے سلسلہ میں منعقدہ اجلاسوں میں ہونے والے فیصلوں کی توثیق کرتے ہوئے حکومت پاکستان سے مطالبہ کرتا ہے کہ توہین رسالت کی ہمت افزائی کی پالیسی ترک کرکے تحفظ ناموس رسالت کی پالیسی کا واضح اعلان کرے اور یہ اجلاس واضح کرتا ہے کہ اگر توہین رسالت کے قانون میں ترمیم کرنے کی ناپاک جسارت کی گئی تو دینی جماعتیں ایسے مذموم اقدام کے خلاف بھرپور اقدام کریں گی۔

○ ملک کے اندر امت مسلمہ کے درمیان اتحاد کی فضاء قائم کرنے کی کشیدگی کو دور کرنے اور یکجہتی پیدا کرنے کے لئے دینی سربراہوں پر مشتمل ایک "اسلامی یکجہتی کونسل" کے قیام کا اعلان کرتا ہے اور یہی کونسل دل آزار اور توہین آمیز مواد پر مشتمل لٹریچر کا جائزہ لے کر ضروری اقدام کرے گی اور کونسل اپنے کئے گئے فیصلوں کے عملی نفاذ کی بھی ذمہ دار ہوگی۔ واضح رہے کہ فی الحال یہ کونسل گیارہ دینی جماعتوں کے سربراہوں پر مشتمل ہے جن کے نام درج ذیل ہیں۔

اس کونسل کے صدر شاہ احمد نورانی اور سیکرٹری جنرل سینیٹر مولانا سمیع الحق ہوں گے۔

○ مولانا شاہ احمد نورانی صاحب	جمعیت علماء پاکستان "نورانی گروپ"
○ مولانا سمیع الحق صاحب	جمعیت علمائے اسلام "س"
○ قاضی حسین احمد صاحب	امیر جماعت اسلامی
○ علامہ سید ساجد علی نقوی صاحب	قائد تحریک جعفریہ پاکستان
○ مولانا عبدالستار خان نیازی صاحب	جمعیت علمائے پاکستان "نیازی گروپ"
○ پروفیسر ساجد میر صاحب	جمعیت اہلحدیث پاکستان
○ مولانا اسفند یار صاحب	سربراہ سواد اعظم
○ مولانا ضیاء القاسمی صاحب	سپاہ صحابہ پاکستان
○ آغا مرتضیٰ پویا صاحب	سربراہ حزب جہاد پاکستان
○ پروفیسر محمد طاہر القادری صاحب	تحریک منہاج القرآن
○ مولانا محمد اجمل خان صاحب	جمعیت علمائے اسلام (ف)

☼ ☼ ☼ ☼ ☼

اہل تشیع پر اعتراضات اور ان کا علمی جائزہ

پہلا اعتراض :-

شیعہ کے نزدیک یہ قرآن کریم مکمل نہیں بلکہ ان کے بقول اس میں ردوبدل ہوا ہے اور اصل قرآن کریم امام غائب کے پاس ہے۔

"یہ شیعان حیدر کرار پر سراسر بہتان ہے اور اصل حقائق سے چشم پوشی ہے شیعہ کے گھروں میں اسی قرآن کی تلاوت کی جاتی ہے اور ان کے مدارس میں بھی یہی قرآن پڑھایا جاتا ہے اور شیعہ علماء و فضلاء نے اسی قرآن کی بیسیوں عربی' فارسی' اردو اور دیگر مختلف زبانوں میں تفسیریں لکھی ہیں اور پوری دنیا میں کوئی ایک بھی ایسا شخص نظر نہیں آتا جس نے شیعہ کے کسی گھر یا مدرسہ سے اس قرآن کے علاوہ کوئی دوسرا قرآن دیکھا ہو۔ شیعہ قرآن مجید کی ہر سورۃ کو قطعی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جاودانی معجزہ سمجھتے ہیں جس میں کسی قسم کا شک و شبہ نہیں کیا جاسکتا۔ مگر فتویٰ فروش ملاؤں نے خواہ مخواہ شیعوں پر تحریف قرآن کا الزام تھوپ دیا ہے جس کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ہم عدم تحریف قرآن کے اثبات میں فرامین ائمہ اہل بیت' علماء شیعہ کی تصریحات آخر میں علماء اہل سنت کے فیصلہ کن اقوال ذکر کریں گے۔"

قرآن کریم کے بارے میں ائمہ اہل بیت کے فرامین

بہت سی روایات ائمہ اہل بیت سے وارد ہوئی ہیں جو واضح طور پر دلالت کرتی ہیں کہ موجودہ قرآن وہی ہے جو اللہ تعالیٰ نے پیغمبر اسلام پر نازل فرمایا تھا احادیث بہت زیادہ ہیں ہم یہاں صرف دو تین کا تذکرہ کرتے ہیں۔

(۱) حضرت امیرالمومنین علیؑ فرماتے ہیں۔

انا لم نحکم الرجال و انما حکمنا القرآن و ھذا القرآن انما ھو خط مسطور بین الدفتین لا ینطق بلسان ولا بدلہ من ترجمان

ہم نے لوگوں کو حاکم نہیں بنایا بلکہ قرآن کو حاکم بنایا ہے اور یہ قرآن وہی ہے جو بین الدفتین مسطور ہے۔ وہ زبان سے نہیں بولتا بلکہ اس کے لئے ترجمان کی ضرورت ہے۔

(نہج البلاغہ جلد ۲ صفحہ ۷ طبع مطبعہ رحمانیہ مصر)

(۲) فضیل بن یسار اپنے باپ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے امام جعفر الصادق سے عرض کیا یابن رسول اللہ

قرآن کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں؟
تو امام نے فرمایا
قرآن کلام خدا، قول خدا، کتاب خدا اور وحی و تنزیل خدا ہے یہ وہ کتاب ہے کہ جس کے قریب سے بھی باطل کا گذر نہیں ہے نہ اب، کوئی اس کو باطل قرار دینے والا ہے اور نہ ہی پہلے تھا یہ حکیم و حمید خدا کا نازل شدہ ہے۔

(امالی للشیخ الصدوق صفحہ ۵۴۵ طبع ایران)

(۳) حضرت امام علی نقیؑ ارشاد فرماتے ہیں۔
اجتمعت الامه قاطبه لا اختلاف بينهم فی ذالک ان القران حق لا ريب فيه عند جميع فرقها فهم فی حالة الاجماع عليه مصيبون و علی تصديق ما انزل اللّٰه مهتدون
تمام امت اس بات پر مجتمع ہو گئی ہے اور ان میں کوئی اختلاف نہیں کہ تحقیق یہ قرآن مجید حق ہے اور امت کے تمام فرقوں کے نزدیک اس میں کوئی شک نہیں اور اس بات پر اجماع کرنے میں بے شک مصیب اور درست ہیں اور ما انزل اللہ کی تصدیق کرنے میں ہدایت یافتہ ہیں۔

(احتجاج طبرسی صفحہ ۲۳۴ طبع نجف)

آج قرآن مجید کے متعدد قلمی نسخے حضرت امیرالمومنین علی مرتضیٰ، حضرت امام حسنؑ، حضرت امام حسینؑ اور حضرت امام زین العابدینؑ کے قلم مبارک سے لکھے ہوئے ابھی تک کتابخانہ امام رضا مشہد مقدس ایران میں محفوظ ہیں جن کی ترتیب بعینہ موجودہ متداول قرآن کے عین مطابق ہے اس کے باوجود شیعہ پر تحریف قرآن کا الزام لگانا پرلے درجے کی حماقت ہے۔

تحریف قرآن کی نفی میں علماء شیعہ کی تصریحات

علماء شیعہ نے واضح تصریح فرمائی ہے کہ قرآن حکیم میں کسی قسم کی کمی و بیشی واقع نہیں ہوئی اور انہوں نے عدم تحریف کے اثبات کے لئے مستقل کتابیں لکھیں ہم بطور نمونہ چند اقوال نقل کرتے ہیں۔

(۱) جلیل القدر شیعہ عالم دین شیخ صدوقؒ فرماتے ہیں۔
اعتقاد نافی القرآن الذی انزله اللّٰه تعالٰی علی نبيه محمد صلی اللّٰه عليه و آله وسلم هو ما بين الدفتين و هو ما فی ايدی الناس ليس باكثر من ذالك (الی ان قال) و من نسب الينا انا نقول انه اكثر من ذلك فهو كاذب
ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ جتنا قرآن خدا نے اپنے رسول حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل کیا

[illegible] دفتیوں کے درمیان ہے اور وہ امت کے پاس موجود ہے اس سے زیادہ نازل نہیں ہوا اور جو شخص [illegible] ہماری طرف اس بات کی کہ ہم کہتے ہیں کہ قرآن اس سے زائد تھا وہ جھوٹا ہے۔

(۱) اعتقادات شیخ صدوق ۹۳ طبع ایران

(۲) اوائل المقالات صفحہ ۵۵ - ۵۶ طبع نجف

(۳) عقائد الامامیہ صفحہ ۵۴ مطبوعہ ایران

[illegible] سید مرتضیٰ علم الھدیٰ فرماتے ہیں

[illegible] قرآن کے صحیح المتن ہونے میں ہمارا یقین ایسے ہی ہے جیسے کوفہ و بصرہ یا دیگر شہروں کی موجودگی کا یقین' یا [illegible] تاریخی واقعات' مشہور و معروف کتابوں اور عرب شعراء کے کلام کا یقین اور ہمارے اس یقین کا سبب [illegible] سے مسلمانوں کا گہرا لگاؤ اور دوسرے وہ بہت سے محرکات ہیں جو خدا کی اس مقدس کتاب کو ہر قسم کی [illegible] سے محفوظ رکھ کر صحیح طور پر ہماری طرف منتقل کرنے کے متقاضی تھے بلکہ مذکورہ بالا چیزوں کی نسبت [illegible] کو محفوظ رکھنے کے عوامل کہیں زیادہ تھے۔ کیونکہ قرآن حکیم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی [illegible] ہونے کے ساتھ ساتھ دینی احکام اور شرعی علوم کا ماخذ بھی تھا یہی وجہ ہے کہ علماء اسلام نے اس کی [illegible] حفاظت فرمائی یہاں تک کہ قرآن حکیم کے اعراب' قرائت' حروف اور آیات جن میں قدرے اختلاف پایا [illegible] ان کی مکمل جان پہچان کی۔ صحت نقل کے بارے میں ہمارا یقین ایسے ہی ہے جیسے اس کے کلام خدا [illegible] کا یقین قرآن جس صورت میں اب ہے اسی صورت میں رسول خداؐ کے زمانہ ہی میں جمع اور تالیف ہو چکا [illegible]

(تفسیر مجمع البیان جلد ۱ صفحہ ۱۵ طبع ایران)

[illegible] شیخ الطائفہ ابو جعفر طوسیؒ اپنی تفسیر کے مقدمہ میں فرماتے ہیں۔

[illegible] کتاب کا مقصد قرآن کے معانی اور اس کے اغراض و مقاصد سے آگاہی حاصل کرنا ہے اور جہاں تک قرآن [illegible] کمی و زیادتی کے واقع ہونے کا تعلق ہے تو یہ بحث نہ ہوگی کیونکہ قرآن حکیم میں زیادتی کے عدم وقوع پر [illegible] قائم ہے اور قرآن میں کمی و زیادتی واقع نہیں ہوئی نیز جو کچھ سید مرتضیٰ علم الھدیٰ نے فرمایا ہے۔ روایات [illegible] اسی بات پر دلالت کرتی ہیں۔

[illegible] نے شیعہ اور اہل سنت کی کتب میں ایسی روایات دیکھی ہیں جو قرآن میں کمی کے واقع ہونے یا آیات کی [illegible] جگہ سے دوسری جگہ منتقلی پر دلالت کرتی ہیں مگر یہ تمام روایات خبر واحد ہیں جو نہ ہی موجب علم ہیں اور نہ [illegible] عمل۔ لہٰذا بہتر یہ ہے کہ ان میں وقت ضائع کیئے بغیر ان سے روگردانی کر لی جائے اور پھر ان روایات [illegible] بھی ہو سکتی ہے اگر فرض کر بھی لیں کہ یہ اخبار صحیح ہیں تو بھی یہ موجودہ قرآن پر کسی طعن کا موجب

نہیں بنتیں کیونکہ قرآن کے صحیح ہونے کا علم اور یقین ہے نیز امت نے نہ ہی قرآن پر کوئی اعتراض کیا ہے اور نہ ہی اسکا انکار کیا ہے۔

(البتیان فی تفسیر القرآن جلد ۱ صفحہ ۳ طبع نجف)

(۴) علامہ شیخ محمد حسین کاشف الغطاء فرماتے ہیں۔

لوگوں کے ہاں اس وقت موجود قرآن بعینہ وہی قرآن ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے بطور معجزہ لوگوں کو ڈرانے' احکام کی تعلیم دینے اور حلال و حرام میں تمیز پیدا کرنے کے لئے نازل کیا تھا اس میں نہ تحریف واقع ہوئی اور نہ ہی کمی و زیادتی۔ اس نظریے اور رائے پر عام علماء کا اجماع ہے نیز وہ علماء یا فرقے جو تحریف یا قرآن میں کمی و زیادتی کے قائل ہیں وہ غلطی پر ہیں اور ان کے اس نظریے کو یہ نص قرآنی مسترد کرتی ہے انا نحن نزلنا الذکر و انا له لحفظون نیز وہ روایات جو تحریف پر دلالت کرتی ہیں چاہے اہل تشیع نے نقل کی ہوں یا اہل سنت نے وہ تمام ضعیف اور شاذ ہیں اور خبر واحد ہیں جو نہ ہی علم کا فائدہ دیتی ہیں اور نہ ہی عمل کا اور یا ان روایات کی معتبر طریقوں پر تاویل کی جائے وگرنہ انہیں دیوار پر مار دیا جائے۔

(اصل الشیعہ و اصولها صفحہ ۱۰۱ - ۱۰۲ طبع نجف)

(۵) علامہ شیخ جعفر کاشف الغطاء فرماتے ہیں

اس میں کوئی شک نہیں کہ دین کے مالک خدا کی حفاظت کے سبب قرآن ہر قسم کے نقصان اور کمی سے محفوظ ہے اور اس مطلب پر آیات قرآنیہ واضح طور پر دلالت کرتی ہیں اور تمام زبانوں میں اس مطلب پر علماء کرام کا اجماع رہا ہے اور اگر کوئی نادر نظریہ قرآن کی کمی کے بارے میں ہے تو وہ معتبر نہیں ہے نیز بدایتہ معلوم ہے کہ وہ روایات جو تحریف قرآن کے بارے میں ہیں ان کے ظواہر اور ظاری معانی پر عمل نہیں کیا جائے گا۔

(کشف الغطا فی الفقہ صفحہ ۳۱۵ طبع ایران)

(۶) مفسر قرآن سرکار علامہ محمد حسین طباطبائیؒ اپنی شہرہ آفاق تفسیر المیزان جلد ۱۲ صفحہ ۱۰۹ مطبوعہ ایران میں رقمطراز ہیں۔

ان القرآن الذی انزله الله علی نبیه صلی الله علیه واله وسلم و صفه بانه ذکر محفوظ علی ما انزل مصون بصیانة الٰهیة عن الزیادة و النقصیة والتغیر

وہ قرآن جو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیؐ پر نازل فرمایا اور جسے ذکر سے موصوف فرمایا وہ اللہ تعالیٰ کی حفاظت کی وجہ سے زیادتی و کمی سے محفوظ ہے۔

سرکار علامہ موصوف ایک اور جگہ یوں رقمطراز ہیں۔

فالحق ان روایات التحریف المروية من طرق الفریقین و کذا الرویات المروية نسخ تلاوته

بعض الآيات القرانية مخالفة للكتاب مخالفة قطعية

یعنی یہ ہے کہ روایات تحریف جو سنی و شیعہ علماء نے وارد کی ہیں اور اسی طرح وہ روایات جو بعض آیات قرآنی کے منسوخ ہونے کے بارے میں مروی ہیں قرآن حکیم کے قطعی خلاف ہیں۔

(تفسیر المیزان جلد ۱۲ صفحہ ۱۱۵ مطبوعہ ایران)

ان کے علاوہ بہت سے علماء شیعہ نے اپنی اپنی تفاسیر میں بڑے شدومد سے آیات قرآن کریم ' احادیث رسولؐ اور روایات ائمہ علیہم السلام کی روشنی میں اس حقیقت کا اظہار کیا ہے کہ موجودہ قرآن مکمل ہے اس میں کسی قسم کی کوئی تحریف اور تغیر واقع نہیں ہوا۔ سے تحریف قرآن کی نفی فرمائی ہے۔

علماء اہل سنت کا اعتراف حقیقت

شیعیان علی کا ایمان بالقرآن ایک ایسی ناقابل انکار حقیقت ہے جس کا اہل سنت کے منصف مزاج علماء نے بھی اقرار کیا ہے چنانچہ مصر کے جلیل القدر اہل سنت کے محقق علامہ شیخ محمد غزالی شافعی مصری اپنی کتاب میں شیعوں پر تحریف قرآن کی جھوٹی تہمت لگانے والوں کے متعلق فرماتے ہیں۔

انی آسف لان بعض من یرسلون الکلام علی عواهنه لا بل بعض من یسوقون التهم جزافا غیر مبالین بعواقبها دخلوا فی میدان الفکر الاسلامی بهذه الاخلاق المعلولة فاساء والی الاسلام ولمته شراساة سمعت واحدا من هو لاء من یقول فی مجلس علم ان للشیعة قرانا آخر یزید و ینقص عن قراننا المعروف فقلت له این هذا القران؟ ان العالم السلامی الذی استقبل رقعته فی ثلاث قارات ظل من بعثة محمد صلی اللّٰه علیه وسلم الی یومنا هذا بعد ان سبع من عمر الزمن اربعة عشر قرنا لایعرف الا مصحفا واحدا" مضبوط البدایة والنهایة بعدد السور والایات والالفاظ فاین هذا القرآن الاخر؟ ولما ذالم یطلع الانس والجن علی نسخة منه خلال هذا الدهر الطویل؟ لماذ ایساق هذا الافتراء؟ ولحساب من تفتعل هذه الاشاعات و تلقی بین الاغرار لیسوء ظنهم باخوانهم و قد یسوء ظنهم بکتابهم؟ ان المصحف واحد یطبع فی القاهرة فیقدسه الشیعة فی النجف او فی طهران ویتداولون نسخه بین ایدیهم و فی بیوتهم دون ان یخطر ببالهم شی ء بتة الا توقیر الکتاب و منزله جل شانه و مبلغه صلی اللّٰه علیه وسلم فلم الکذب علی الناس و علی الوحی؟

میں نے ایک محفل میں ایک شخص کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ شیعوں کا ایک اور قرآن ہے' جو ہمارے موجودہ قرآن سے کم و بیش ہے میں نے اس سے کہا' وہ قرآن کہاں ہے؟ عالم اسلام تین براعظموں پر پھیلا ہوا

ہے اور رسول اللہ ﷺ کی بعثت سے لے کر آج تک چودہ صدیاں گذر چکی ہیں اور لوگوں کو صرف ایک ہی قرآن کا علم ہے جس کا آغاز و اختتام اور سور و آیات کی تعداد معلوم ہے۔ یہ دوسرا قرآن کہاں ہے؟ اس طویل عرصے میں کسی انسان اور جن کو اس کے کسی ایک نسخے پر بھی اطلاع یا آگاہی کیوں نہیں ہوئی؟ اس سے اپنے بھائیوں اور اپنی کتاب کے بارے میں بدگمانیاں پھیلتی ہیں۔ قرآن ایک ہی ہے جو اگر قاہرہ میں چھپتا ہے تو اسے نجف اشرف اور تہران میں بھی مقدس سمجھا جاتا ہے اور اس کے نسخے ان کے ہاتھوں اور گھروں میں ہوتے ہیں۔ اس کتاب کو نازل کرنے والے اور اس کے مبلغ کے بارے میں سوائے عزت و توقیر کے کوئی اور بات ان کے ذہن میں نہیں آتی پھر ایسے بہتان کیوں لوگوں اور وحی پر باندھے جاتے ہیں۔

(دفاع عن العقیدۃ والشریعہ صفحہ ۲۶۶ تا صفحہ ۲۶۵ طبع دارالکتب الحدیثہ مصر ۱۹۷۵ء)

علامہ رحمت اللہ ہندی دہلوی عثمانی کا فیصلہ

(۲) اہل سنت کے عالم محقق علامہ رحمت اللہ ہندی دہلوی عثمانی شیعہ کے بارے میں رقمطراز ہیں۔

ان القرآن المجید عند جمهور علماء الشیعة الامامیة الاثنی عشریة محفوظ عن التغیر والتبدیل و من قال منهم بوقوع النقصان فیه فقوله مردود غیر مقبول عندهم

قرآن مجید جمہور علماء شیعہ امامیہ اثنا عشریہ کے نزدیک تغیر اور تبدیلی سے محفوظ ہے۔ جو شخص شیعوں کی طرف تحریف قرآن کی نسبت دیتا ہے اس کی بات علماء امامیہ کے نزدیک مردود اور ناقابل قبول ہے۔

اس کے بعد عدم تحریف کے سلسلہ میں شیعہ کے جلیل القدر اور نامور علماء کے اقوال نقل کرنے کے بعد بطور نتیجہ کلام لکھتے ہیں۔

فظهر ان المذهب المحقق عندعلماء الفرقة الامامیة الاثنا عشریة ان القرآن الذی انزله اللّٰه علی نبیه هو ما بین الدفتین و هو ما فی ایدی الناس لیس باکثر من ذلك وانه کان مجموعا مولفا فی عهد رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم و حفظه و نقله الوف من الصحابة و جماعة من الصحابة کعبد اللّٰه بن مسعود و ابی بن کعب و غیرهما ختموا القرآن علی النبی عده ختمات و یظهر القرآن و یشهر بهذا الترتیب عند ظهور الامام الثانی عشر رضی اللّٰه عنه والشرذمة القلیلة التی قالت بوقوع التغیر فقولهم مردود الی ان قال و قد قال اللّٰه تعالٰی انا نحن نزلنا الذکر و انا له لحافظون فی تفسیر الصراط المستقیم الذین هو تفسیر معتبر عند علماء الشیعة ای و انا لحافظون له من التحریف والتبدیل والزیادة والنقصان

"اس سے معلوم ہوا کہ وہ مسلک جو علماء شیعہ امامیہ اثنا عشری کے نزدیک ثابت ہے وہ یہی ہے کہ قرآن

اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولؐ پر نازل کیا تھا وہ یہی ہے جو لوگوں کے ہاتھ میں ہے اور وہ اس سے زیادہ نہیں ہے اور یہ رسول خداؐ کے زمانے میں خود ان اہتمام سے جمع کیا جاچکا تھا اور مرتب ہو گیا تھا اسے عبداللہ بن مسعود اور [illegible] کے علاوہ لا تعداد صحابہ جنہوں نے رسول اللہؐ کے سامنے کئی مرتبہ ختم قرآن کیا' حفظ اور نقل کیا۔ [illegible] ترتیب کے ساتھ بارہویں امام کے ظہور کے وقت نمایاں اور مشہور ہو گا وہ (شیعہ) اس پر زور دیتے ہیں کہ اللہ نے فرمایا ہم نے قرآن اتارا ہے اور ہم اس کی حفاظت کرنے والے ہیں تفسیر صراط المستقیم میں جو [illegible] کے ہاں معتبر تفسیر ہے لکھا ہے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ ہم قرآن کو تحریف و تغیر اور کمی و بیشی سے محفوظ رکھنے والے ہیں"۔

(اظہار الحق جلد ۲ صفحہ ۸۹ تا صفحہ ۹۰ طبع مطبعہ عامرہ استنبول)

علامہ شیخ محمد المدنی کا موقف

[illegible] یونیورسٹی کے شعبہ کلیتہ شریعۃ کے پرنسپل علامہ شیخ محمد المدنی لکھتے ہیں

[illegible] الامامیۃ یعتقدون نقص القرآن فمعاذ اللّٰہ وانما ھی روایات رویت فی کتبھم کماروی [illegible] فی کتبنا و اھل التحقیق من الفریقین قد زیفوھا و بینوا بطلانھا و لیس فی الشیعۃ الامامیۃ والزیدیۃ من یعتقد ذلکٔ کما انہ لیس فی السنۃ من یعتقدہ و یستطیع من شاء ان یرجع الی مثل کتاب "الاتقان" للسیوطی السنی لیری فیہ امثال ھذہ الروایات التی ضرب عنھا صفحا و قد الف احد المصریین فی سنۃ ۱۹۴۸ء کتابا اسمہ "الفرقان" حشاہ بکثیر من امثال ھذہ الرویات السقیمۃ المدخولۃ المرفوضۃ ناقلا لھا عن الکتب المصادر عند اھل السنۃ الی ان قال افیقال ان اھل السنۃ ینکرون قداسۃ القرآن او یعتقدون نقص [illegible] القرآن لروایۃ رواھا فلان او لکتاب الفہ فلان ؟ فکذلکٔ الشیعۃ الامامیۃ انما ھی روایات فی بعض کتبھم کالروایات التی فی بعض کتبنا

شیعہ امامیہ کے بارے میں یہ کہنا کہ معاذ اللہ شیعہ قرآن میں کمی کے قائل ہیں تو ان روایتوں کی بناء پر ہے جو [illegible] کی کتابوں میں موجود ہیں جیسا کہ ہماری کتابوں میں بھی موجود ہیں لیکن شیعہ سنی دونوں محققین نے ان [illegible] کو رد اور ان کے بطلان کو واضح کیا ہے شیعہ امامیہ اور زیدیہ میں سے کوئی ایسا نہیں ہے جو یہ عقیدہ [illegible] جیسا کہ اہل سنت میں بھی کوئی ایسا نہیں جس کا عقیدہ قرآن میں تحریف کا ہو۔ شیعہ پر تحریف کی [illegible] لگانے والوں کو علامہ سیوطی کی تفسیر اتقان جیسی کتاب کو پڑھنا چاہئے کہ اس میں تحریف پر دلالت کرنے [illegible] روایت کو دیکھیں اگرچہ ہم اس قسم کی روایات کو تسلیم نہیں کرتے۔ ایک مصری عالم نے ۱۹۴۸ء میں

"الفرقان" نام کی کتاب لکھی ہے جس میں اس قسم کی بہت سی روایات کو اہل سنت کی کتابوں سے نقل کیا ہے.... تو کیا اس بنا پر یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ اہل سنت قرآن کے تقدس کے منکر ہیں؟ یا ان روایات کی بنا پر جسے فلاں نے نقل کیا ہے یا فلاں کتاب جسے فلاں نے لکھا ہے۔ اہل سنت نقص قرآن کے قائل ہو گئے؟ یہی بات شیعوں کے بارے میں بھی کہی جاسکتی ہے اس لئے جیسے ہماری بعض کتابوں میں ایسی روایتیں موجود ہیں اسی طرح شیعوں کی بھی بعض کتابوں میں ایسی روایتیں موجود ہیں"۔

(رسالتہ الاسلام جلد ۱۱ صفحہ ۳۸۲ و صفحہ ۳۸۳ شمارہ نمبر۴)

علامہ نجم الغنی کی رائے

(۴) علامہ نجم الغنی خان رامپوری لکھتے ہیں

"اثنا عشریہ کمی و بیشی کے قائل نہیں اور یہ جو مشہور ہے کہ شیعہ اثنا عشریہ کہتے ہیں کہ صحابہ نے دس پارے قرآن مجید کے گم کر دیئے اور بعض شیعہ سورہ حسنین اور سورہ فاطمہ' سورہ علی پڑھا کرتے ہیں یہ جھلاکی گپ ہے آج تک سلف خلف تک کوئی محقق اثنا عشری یہ عقیدہ نہیں رکھتا"۔

چنانچہ علمائے اثنا عشری اس خیال کی برات اپنی کتابوں میں بڑے شد و مد سے کرتے ہیں شیخ صدوق ابو جعفر محمد بن علی بابویہ اپنے رسالہ عقائد میں کہتے ہیں کہ جو قرآن اللہ نے حضرت کو دیا تھا وہی ہے کہ اب لوگوں کے پاس موجود ہے نہ اس میں کچھ کم ہوا ہے نہ زیادہ تفسیر مجمع البیان میں کہ جو اثنا عشریوں کے نزدیک معتبر تفسیر ہے سید مرتضیٰ کہتے ہیں کہ جو قرآن عہد پیغمبر علیہ اسلام میں تھا وہی اب بھی ہے بلا تفاوت قاضی نور اللہ شوستری اپنی کتاب مصائب النواصب میں کہتے ہیں کہ یہ بات جو شیعہ کی طرف منسوب کی جاتی ہے کہ وہ قرآن میں تغیر و تبدل کے قائل ہیں سو یہ غلطی ہے محققین شیعہ میں سے کوئی بھی اس کا قائل نہیں اور جو کوئی کہے تو اس کا کیا اعتبار ہے علامہ صادق شرح کافی کلینی میں لکھتے ہیں کہ یہ قرآن اسی طرح امام مہدی تک سالم رہے گا محمد بن الحسن آملی کہتے ہیں کہ جو روایات پر ذرا بھی نظر کرے گا یقینی طور پر جان جائے گا کہ قرآن میں پچند وجوہات کمی' زیادتی ناممکن ہے"۔

(۱) (مذاہب الاسلام صفحہ ۴۴۸ مطبع نو لکشور لکھنؤ)

(۲) (منزل الغواشی شرح اصول الشاشی صفحہ ۹ طبع کراچی)

علامہ حافظ محمد اسلم جیراجپوری کا فیصلہ

(۵) جامعہ ملیہ اسلامیہ علی گڑھ کے تاریخ اور دیگر علوم اسلامیہ کے استاد علامہ محمد اسلم جیراجپوری عدم تحریف قرآن کے سلسلہ میں علماء شیعہ کے اقوال نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔

یہ ان علماء امامیہ کے اقوال ہیں جو اہل تشیع میں مقبول اور مستند ہیں اور ان اقوال میں نہ کسی تاویل کی گنجائش ہے نہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ ان لوگوں نے تقیہ سے کہا ہے کیونکہ ان میں سے بعض ایسے ہیں جنہوں نے علماء اہل سنت کی تردید میں رسائل لکھے ہیں ان کی نسبت تقیہ کا گمان نہیں۔ کیا جاسکتا اور ابو جعفر قمی کی کتاب "الاعتقاد" اور ملا محسن کی "تفسیر صافی" یہ دونوں کتابیں شیعہ کے نصاب درس میں داخل ہیں اس لئے یہ خیال نہیں ہو سکتا کہ وہ اپنے عقیدہ کے خلاف اپنے فرقہ کو تعلیم دیں گے"۔

(تاریخ القرآن صفحہ ۶۲ تا صفحہ ۶۷ طبع کراچی)

علامہ شمس الحق افغانی کا موقف

شیخ التفسیر دارالعلوم دیوبند و شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ ڈابھیل حضرت علامہ شمس الحق افغانی اپنی کتاب میں "شیعہ اور تحریف قرآن" کے تحت رقمطراز ہیں۔

"محققین جب ہر طرح قرآن کی تحریف ثابت کرنے سے عاجز آ گئے تو برے زور شور سے یہ لکھ دیا کہ اسلاف کا یہ فرقہ تحریف قرآن کا قائل ہے اور وہ شیعہ ہے اور اس انداز سے لکھا کہ گویا تحریف قرآن شیعوں کا مسلم عقیدہ ہے حالانکہ یہ بالکل غلط ہے شیعوں کا مذہب وہی ہے جو سنیوں کا ہے کہ قرآن مکمل طور پر محفوظ ہے اس میں ایک کی کمی بیشی نہیں ہوئی جس کے لئے شیعوں کی متعدد کتابوں کے حوالہ جات پیش کرتا ہوں۔

اس کے بعد علماء شیعہ کے اقوال نقل کئے اور پھر تحریر کیا کہ

"ان مستند حوالہ جات شیعہ کے بعد یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ شیعہ میں چند ناقابل اعتبار افراد کے سوا کوئی بھی تحریف یا قرآن میں کمی و بیشی ہونے کا قائل نہیں مزید تفصیل نعمان آلوسی کی کتاب "الجواب النسیح لما نفقہ الشیعہ" میں ملاحظہ کی جائے۔ قرآن حکیم تحریری اور دماغی دونوں طرح محفوظ ہے اور الفاظ قرآن اور مطالب قرآنی دونوں محفوظ ہیں"۔

(علوم القرآن صفحہ ۱۳۴ تا صفحہ ۱۳۶ طبع لاہور)

علامہ عبدالحق حقانی دہلوی کی رائے

علامہ عبدالحق حقانی دہلوی لکھتے ہیں

"آج تک سے لے کر خلف تک کوئی محقق شیعہ بلکہ کوئی اہل اسلام بھی یہ عقیدہ (کہ قرآن میں کمی و زیادتی و تحریف ہوئی) نہیں رکھتا چنانچہ علماء شیعہ اس خیال کی برات اپنی کتابوں میں بڑی شدومد سے کرتے ہیں۔

(تفسیر حقانی جلد ۱ صفحہ ۶۳ طبع لاہور)

علامہ سالم البہانی مصری کا بیان

(۸) عالم اہل سنت اخوان المسلمین کے عظیم مفکر علامہ استاد سالم البہانی مصری تحریر کرتے ہیں۔

ان المصحف الموجود بین اهل السنة هو نفسه الموجود فی مساجد و بیوت الشیعة

جو قرآن ہم اہل سنت کے پاس موجود ہے بالکل وہی شیعہ مساجد اور گھروں میں موجود ہے۔

(الستہ المفتری علیھا صفحہ ۶۰ طبع مصر)

پھر صفحہ ۲۶۳ پر لکھتے ہیں۔

ان الشیعة الجعفریة (الاثنی عشریة) یرون کفر من حرف القرآن الذی اجمعت علیه الامة منذ صدر الاسلام

"فقہ جعفریہ اثنا عشریہ اس قرآن مجید میں تحریف کے قائل کو کافر سمجھتے ہیں جن کے بارے میں صدر اسلام سے لے کر آج تک امت کا اجماع ہے"۔

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کا فیصلہ

(۹) شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی شیعہ کی عدم تحریف کو ثابت کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

پس در جمیع روایات امامیه موجود است که همه اہل بیت همیں قرآن رامی خوانند و بعام و خاص و دیگر وجوه نظم و تمسک می کردند و بطریق اشتهاد می آوردند و آیات اورا تفسیر می کردند تفسیرے که منسوب است به امام حسن عسکری رضی اللّٰه عنه که همین قرآن است لفظ به لفظ و صبیان و جواری و خدم و اہل و عیال خودرا همیں قرآن می فرمودند بخواندن در نماز امری کردند و بنا برین امور شیخ ابن بابویه در اعتقادات خود ازین عقیده کاذبه دست بردار شده و فارغ خطی داده ازین جهت اگر او را صدوق نامند بجااست

پس تمام روایات امامیہ میں موجود ہے کہ تمام اہل بیت اسی قرآن کو پڑھتے تھے اسی کے عام و خاص اور وجوہ نظم سے تمسک فرماتے اور اسی قرآن مجید سے اشتہاد لاتے اور اسی قرآن مجید کی تفسیر فرماتے اور جو تفسیر شیعہ امام حسن عسکریؑ کی جانب منسوب ہے وہ فقط اسی قرآن کی تفسیر ہے اور اپنے بچے اور بچیوں، غلاموں اور اہل و عیال کو اسی قرآن کی تعلیم فرماتے۔ نماز میں اسی کے پڑھنے کا حکم دیا ہے انہیں امور کی بناء پر شیخ ابن بابویہؒ اپنی کتاب "الاعتقادات" میں تحریف قرآن کے عقیدہ کاذبہ سے دستبردار ہوئے اور اسے فارغ خطی دے دی اسی بناء پر اگر انہیں صدوق کہا جائے تو درست اور بجا ہے۔" (تحفہ اثنا عشریہ، صفحہ ۲۸۱ طبع استنبول)

علامہ شبلی نعمانی کی رائے

علامہ شبلی نعمانی اخبار الضیاء لاہور ۹ اکتوبر ۱۹۱۴ء میں اپنے ایک مضمون "قرآن کا خدا حافظ ہے ترتیب قرآنی" کے [illegible] میں لکھتے ہیں۔

[illegible] ہے [illegible] کی [illegible] ہے کی سب سے بڑی دلیل ہے۔

علامہ طبرسی جو مشہور اور مستند شیعی مفسر ہیں تفسیر مجمع البیاں میں لکھتے ہیں.... اور متعدد موقعوں پر لکھا ہے کہ قرآن کی صحت کا علم ایسا ہی ہے جیسا کہ شہروں کا علم بڑے بڑے واقعات اور مشہور کتابوں اور عرب کے مدون [illegible] کا علم کیونکہ قرآن کی نقل و حفاظت کے اسباب غایت کثرت سے تھے اور اس حد تک پہنچے تھے کہ اور کسی [illegible] کے نہیں گئے اس لئے کہ قرآن نبوت کا معجزہ اور علوم شرعیہ اور احکام دینیہ کا ماخذ ہے اور علماء اسلام نے اس کی حفاظت اور جماعت میں انتہا درجہ کی کوشش کی یہاں تک کہ قرآن کے اعراب قرات حروف آیات [illegible] حرکات تک انہوں نے محفوظ رکھے اس لئے کیونکر قیاس ہو سکتا ہے کہ اس احتیاط شدید کے ہوتے اس میں نقصان یا تغیر آنے پائے۔ سید مرتضیٰ نے یہ بھی کہا ہے کہ قرآن مجید آنحضرت کے زمانہ میں ایسا ہی مکتوب اور مرتب تھا جیسا اب ہے اور اس پر دلیل یہ ہے کہ قرآن اس زمانہ میں پڑھا جاتا تھا اور لوگ اس کو حفظ کرتے تھے اور آنحضرت ﷺ کو سناتے تھے"۔

[illegible] کے اخبار الضیاء لاہور کے صفحہ ۶ کالم نمبر ۱ میں لکھتے ہیں۔

"قرآن کے محفوظ چلے آنے کے متعلق تمام اہل اسلام کی روایتیں پہلے نقل ہو چکی ہیں اہل تشیع کے [illegible] کی تشریح بھی گذشتہ نمبر میں ان کی سب سے مشہور تفسیر (مجمع البیان علامہ طبرسی) کے حوالہ سے ہو چکی [illegible]

[illegible] علاوہ درج ذیل علماء نے بھی اس حقیقت کا اعتراف کیا ہے کہ شیعہ تحریف قرآن کے قطعی طور پر قائل [illegible]

(۱) احمد ابراہیم بیگ استاد شیخ شلتوت در "علم اصول الفقہ" صفحہ ۲۱ طبع مصر
(۲) علامہ سمیع عاطف الدین در "المسلمون من ھم" صفحہ ۹۸ طبع مصر
(۳) علامہ محمد علی ایم اے لاہور در "جامع القرآن" صفحہ ۱۱۱ طبع لاہور
(۴) مولانا غلام دستگیر آنجہانی در "امامتہ البرھان" صفحہ ۵ طبع لاہور
(۵) غلام احمد پرویز در "مذاہب عالم کی آسمانی کتابیں" صفحہ ۱۴۴ طبع لاہور
(۶) امام ابو زہرہ مصری در "الامام الصادق" صفحہ ۲۰۶ طبع مصر

ایک نظر ادھر بھی

آخر میں ہم اس نکتہ کی وضاحت بھی کرتے چلیں کہ وہ لوگ جو خود تحریف قرآن کے قائل تھے یا جن کے اسلاف سے یہ غلطی شعوری یا غیر شعوری طور پر سرزد ہوئی تھی انہوں نے اپنے آپ کو الزام سے محفوظ رکھنے کے لئے اس کا الزام شیعہ مکتب پر تھونپ دیا کاش وہ لوگ اہل تشیع پر تحریف قرآن کا بے بنیاد الزام عائد کرنے سے پہلے اپنے اکابر و اسلاف کی کتب کا مطالعہ فرما لیتے تو انہیں معلوم ہو جاتا کہ تحریف قرآن کا قائل کون ہے؟ اس ضمن میں سینکڑوں روایات کو نظر انداز کرتے ہوئے ہم صرف چند حوالہ جات نقل کر رہے ہیں تاکہ بات واضح ہو سکے۔

(۱) امام بخاری ابن عباس سے نقل روایت کرتے ہیں

لما نزلت و انذر عشیر تک الا قربین ورھطک منھم المخلصین

لیکن جمہور نے اس آیت کو نہیں پڑھا مصحف عثمانی میں نہیں لکھی گئی۔

(صحیح بخاری کتاب التفسیر باب تبت یدا صفحہ ۱۴)

(۲) ابراہیم ابن علقمہ کہتے ہیں کہ

جب میں عبداللہ کے اصحاب کے پاس شام پہنچا اور ابو درداء کو خبر ہوئی تو وہ ہمارے پاس آئے اور کہا کیا تم میں کوئی قرآن پڑھنے والا ہے؟ ہم نے کہا "ہاں" تو ابو درداء نے کہا "وہ کون ہے" تو لوگوں نے میری طرف اشارہ کر دیا۔ ابودردا نے کہا "پڑھو" میں نے پڑھا "واللیل اذا یغشی و النھار اذا تجلی والذکر والانثی" ابو درداء نے کہا کیا تم نے پیغمبرؐ کے دہن مبارک سے اسے سنا ہے؟ میں نے کہا "جی ہاں" تو ابو درداء نے کہا میں نے بھی آنحضرتؐ کے دہن اقدس سے اس کو سنا ہے لیکن یہ لوگ میری بات کا انکار کرتے ہیں۔

(صحیح بخاری جلد ۳ صفحہ ۱۳۹، جلد ۶ صفحہ ۲۱۱ جلد ۵ صفحہ ۳۵)

(۳) حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ

آیت "رجم" اور آیت " رضاع کبیر" نازل ہوئی تھیں میرے تکیہ کے نیچے ایک کاغذ میں لکھی ہوئی رکھی تھیں۔ آنحضرتؐ کی وفات کے بعد جب ہم لوگ اس مصیبت میں مبتلا ہوئے تو ایک بکری آئی اور ان کو کھا گئی۔

(۱) سنن ابن ماجہ جلد ۲ صفحہ ۳۹ طبع کراچی

(۲) مسند امام احمد جلد ۶ صفحہ ۲۶۹ طبع بیروت

(۳) تاویل مختلف الحدیث صفحہ ۳۱۰ طبع بیروت

(۴) انور شاہ کشمیری دیوبندی تحریف قرآن کے بارے میں اپنا عقیدہ یوں بیان کرتے ہیں۔

ذی تحقق عندی ان التحریف فیه لفظی ایضاً اما انه عن عمد او لمغلطته

رے نزدیک یہ چیز تحقیق سے ثابت ہے کہ قرآن میں لفظی تحریف بھی ہے اور یہ یا تو (اصحاب) نے جان بوجھ کی ہے یا غلطی سے۔

(فیض الباری علی صحیح البخاری جلد ۳ صفحہ ۳۹۵ طبع ڈابھیل)

) عبداللہ بن عمر کا بیان ہے کہ

یقولن احدکم قد اخذت القرآن کله وما یدریه ما کله قد ذهب منه قران کثیرا

میں سے کوئی شخص یہ دعویٰ نہ کرے کہ میں نے تمام قرآن کو حاصل کیا ہے ہرگز تمام قرآن حاصل نہیں کیا ونکہ زیادہ قرآن تو ضائع ہو گیا ہے۔

(۱) تفسیر در منثور جلد ۱ صفحہ ۱۰۴ طبع میمنیہ مصر

(۲) اتقان فی علوم القرآن جلد ۲ صفحہ ۲۵ طبع لاہور

) ابی بن کعب سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنے مصحف میں "سورۃ الخلع" اور سورۃ الحفد" بھی درج کی ں اس کی آیتیں یہ ہیں اللهم انا نستعینک و نستغفرک و نثنی علیک ولا نکفرک و نخلع و رک من یفجرک اللهم ایاک نعبد ولک نصلی و نسجد والیک نسعی و نحفد نرجو حمتک و نخشی عذابک ان عذابک بالکفرین ملحق

(۱) (مجمع الزوائد جلد ۷ صفحہ ۱۵۷ طبع مصر)

(۲) (اتقان فی علوم القرآن جلد ۲ صفحہ ۶۶ طبع لاہور)

(۳) (روح المعانی آلوسی بغدادی جلد ۱ صفحہ ۲۵ مصر)

) علامہ جلال الدین سیوطی تحریر کرتے ہیں کہ۔

ہ بن زبیر کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ سے قرآن کی موجودہ غلطیوں کے متعلق سوال کیا جو ان آیات ں ہیں۔

هذا الساحران والمقیمین الصلواة والموتون الزکواة ان الذین امنو والذین هادو اوا الصائبون

حضرت عائشہ نے فرمایا اے فرزند خواہر یہ کاتبوں کی غلطیاں ہیں انہوں نے کتابت میں غلطیاں کیں۔

(اتقان فی علوم القرآن جلد ۱ صفحہ ۱۸۳- ۱۸۴ طبع مصر لاہور)

(الفرقان لابن الخطیب صفحہ ۴۱ باب لحن الکتاب فی المصحف)

) حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ قرآن مجید کے تین حروف کاتبوں کی غلطیوں کا نشانہ بنے۔

ان هذان لساحران

(۲) ان الذین امنوا والذین ھادو الصائبون
(۳) والمقیمین الصلواۃ والموتون الزکاۃ
(تاویل مشکل القرآن صفحہ ۳۷ طبع دار احیاء الکتب العربیہ مصر)

(۹) ابن مسعودؓ سے راویت ہے کہ
"نبی اکرم ﷺ کے زمانے میں ہم صحابہ ایت یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک کے بعد "ان علیا مولی المومنین" پڑھا کرتے تھے"
(۱) تفسیر فتح القدیر جلد ۲ صفحہ ۵۷ طبع مصطفیٰ البابی مصر
(۲) تفسیر در منثور جلد ۲ صفحہ ۲۹۸ طبع المطبعہ المیمنیہ قاھرہ

دوسرا اعتراض :۔

اہل تشیع کے نزدیک اہل بیت کے سوا باقی لوگ (صحابہ کرامؓ) لائق اعتبار نہیں بلکہ انہیں اہل ایمان میں شامل کرنا بھی درست نہیں۔

صحابہ کرام کا احترام کوئی ایسا مسئلہ نہیں ہے کہ مسلمانوں کو خواہ مخواہ اس میں الجھایا جائے اور امت مسلمہ میں اختلافات کا بیج بویا جائے اصحاب رسول کے متعلق تشیع اور اہل سنت کے درمیان بعض امور میں اختلافات کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ شیعہ اصحاب رسول کے قائل نہیں۔ بلکہ شیعہ کتب اصحاب رسول کے فضائل و مناقب سے بھری پڑی ہیں البتہ شیعہ کے نزدیک یہ بات مسلم ہے کہ یونہی آنکھیں بند کرکے کسی کی اقتداء و تاسی نہ کی جائے بلکہ کتاب و سنت کو مدنظر رکھ کر کسی کی پیروی کی جائے۔ شیعہ اصحاب رسول کی قربانیوں کا اعتراف کرتے ہیں۔ ہاں شیعہ صحابیت کی کسوٹی کو پرکھنے کے لئے قرآن و سنت کو معیار قرار دیتے ہیں۔ تشیع اور اہل سنت دونوں کا صحابہ کرام کے بارے میں ایک ہی مسلک ہے فرق صرف اتنا ہے کہ ایک فریق علمی اور اخلاقی پہلو کو ترجیح دیتا ہے جبکہ دوسرا فریق اس کے برعکس بعض دوسرے پہلوؤں کو برتری دیتا ہے۔ مشہور عالم علامہ وحید الزمان حیدر آبادی نہایت اچھے انداز میں اس بات کی یوں وضاحت کرتے ہیں۔

"یحسن صحابتی میری صحبت کا حق اچھی طرح سے ادا کرے وہی در حقیقت آنحضرت کا صحابی ہے جو آپ سے اور آپ کے اہل بیت کرام سے سچی محبت اور الفت رکھتا ہو ورنہ صرف نام کی صحبت کافی نہیں ہے اس کی مثال یہ ہے کہ ایک بادشاہ کے چند غلام ہوں جو بادشاہ کی محبت کی وجہ سے آپس میں بھی ایک دوسرے

ے محبت رکھتے ہوں پھر ایک غلام ان میں سے اپنے بادشاہ سے باغی ہو جاوے اس کی آل اولاد عزیز و اقرباء دستوں کو قتل کرے ان کا دشمن بن جائے تو کیا اس کے بعد بھی اس غلام سے محبت رکھیں گے صرف اس وجہ سے ہے کہ وہ اس بادشاہ کا غلام تھا؟

(انوار للغتہ پارہ ۱۴ صفحہ ۲۰ طبع بنگلور)

ایک دوسرے مقام پر لکھتے ہیں۔

جو آیتیں یا حدیثیں صحابہ کی فضیلت میں وارد ہیں ان سے مراد وہی صحابہ ہیں جنہوں نے آنحضرت صلعم کے حقوق صحبت کو ادا کیا آپ کے اقربہ اور اہل بیت سے محبت رکھی ان کی حمایت اور امداد کی"۔

(انوار اللغتہ پارہ ۱۴ صفحہ ۱۰)

علامہ سید اسد حیدر اصحاب رسول کے متعلق شیعہ عقیدہ ان الفاظ میں تحریر فرماتے ہیں۔

شیعہ اہل بیت حضور نبی کریمؐ کے اصحاب کا احترام کرتے ہیں اور ان کی عزت میں کوئی کمی نہیں کرتے لیکن وہ صحابہ کے متعلق آنحضرتؐ کی سیرت مبارک کی پیروی کرتے ہوئے یہ کہتے ہیں کہ شرعی احکام صحابہ اور غیر صحابہ سب کے لئے یکساں ہیں ہر صحابی کا مرتبہ اور مقام اس کے اعمال اور کردار کے مطابق ہے"۔

(الصحابتہ فی نظر الشیعہ صفحہ ۳۲ طبع مصر)

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اصحاب رسولؐ کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں۔

"اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولؐ کے اصحاب میں سے ایک گروہ کو منتخب فرمایا ان کو بہت عزت عطا کی اور تائید و نصرت سے آراستہ کیا اور آنحضرتؐ کی زبان مبارک پر ان کے فضائل و مناقب اور کرامات جاری فرمائے تم ان سے محبت کے ساتھ اعتقاد رکھو اور ان کی فضیلت کا ذکر کرو اور اہل بدعت سے اجتناب کرو کیونکہ ان کی صحبت دلوں میں کفر و ضلالت پیدا کرتی ہے"۔

(مصباح الشریعہ صفحہ ۶۷ طبع ایران)

تاریخ شاہد ہے کہ صحابہ کرام کی کثیر تعداد جنگ صفین میں حضرت علی مرتضیٰ کی معیت میں معاویہ سے جنگ لڑ رہی تھی حضرت علی مرتضیٰ کے لشکر میں اڑھائی سو وہ اصحاب رسول موجود تھے جنہوں نے بیعت شجرہ کا شرف حاصل کیا تھا جبکہ آپ کے ہمراہ کل صحابہ کی تعداد اٹھ سو تھی جو معاویہ کے خلاف برسرپیکار رہی۔ تاریخ شاہد ہے کہ حضرت علی کی ہمراہی میں تین سو ساٹھ صحابہ کرام نے جام شہادت نوش فرمایا جن میں ۸۰ بدری صحابہ بھی تھے۔

شیعہ پر بے جا الزام

اصحاب رسولؐ کے بارے میں شیعہ موقف سابقہ اوراق پر بیاں کیا جا چکا ہے مگر اس کے باوجود شیعوں پر

تہمت لگائی جاتی ہے کہ وہ صحابہ کو مرتد اور منافق سمجھتے ہیں۔

گذشتہ اوراق پر صحابہ کرام کے متعلق شیعہ موقف کی وضاحت کے بعد اس مفروضہ کی کوئی حیثیت نہیں۔ یہ صرف مسلمانوں کے مابین باہمی تصادم اور جھگڑا برپا کرنے کا استعماری نسخہ ہے جو بنی امیہ اور بنی عباس کی ظالم وجابر حکومتوں کے تاریک اور متعصب دور میں بھی استعمال کیا جاتا رہا۔ چنانچہ علامہ سید اسد حیدر رقمطراز ہیں۔

کانت الحکومة اذا ارادت ان تعاقب شیعیا لمذهبه لم تذکر اسم علی بل یجعل سبب العقوبة انه شتم ابابکر و عمر

"حکومت جب کسی شیعہ مسلمان کو اس کے مذہب کی وجہ سے تعاقب کرتی تو حضرت علیؑ کا نام لینے کی بجائے سزا دینے کا سبب یہ بیان کیا جاتا تھا کہ یہ شخص حضرت ابوبکر و عمر کی توہین کرتا ہے"۔

(الصحابۃ فی نظر الشیعہ صفحہ ۶۲ طبع مصر)

لہٰذا شیعیان حیدر کرار کے خلاف اس قسم کے الزامات سے عوام الناس کے دلوں میں نفرت اور اشتعال کی آگ بھڑکانے کے علاوہ اور کوئی مقصد نہیں ہے۔

ایک شبہ کا علمی ازالہ

بعض نافہم حضرات کی جانب سے عام طور پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ روضہ کافی کی روایت میں ہے کہ تین صحابہ کے سوا باقی سب مرتد ہو گئے تھے۔

یہ اعتراض چند وجوہ کی بناء پر ناقابل اعتبار ہے۔

اولاً۔ یہ مسلمہ امر ہے کہ آنکھیں بند کر کے ہر روایت کو تسلیم کر لینا اہل علم کے لئے شایان شان نہیں ہے چونکہ مذکورہ روایت اصول روایت کے معیار پر پوری نہیں اترتی کیونکہ اس کا ایک راوی حنان بن سدید واقفی المذہب ہے۔

ملاحظہ فرمائیں ..... (رجال کشی صفحہ ۴۶۵ مطبوعہ کربلا معلیٰ)

واقفی مذہب کے متعلق امام رضا علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ۔

واقفی المذہب لوگ زندیق ہو کر مرتے ہیں اور یہ لوگ کافر، مشرک اور زندیق ہیں۔

دوسری روایت میں امام رضاؑ فرماتے ہیں۔

الواقف عاند عن الحق و مقیم علی سیئة ان مات بها کانت جهنم مثواه

واقفی مذہب والا شخص حق کا مخالف ہے اور ایسی بدکاری پر قائم ہے اگر اس کو اسی پر موت آ جائے تو اس کا

جہنم ہوگا۔

(مقیاس الدرایہ فی علم الروایہ صفحہ ۸۳ طبع ایران)

ایسی ایک دو روایات پر پورے مذہب کی بنیاد استوار نہیں کی جاسکتی۔

۔ اگر اس روایت کو تسلیم کر ہی لیا جائے تو اس سے کوئی سقم نہیں پیدا ہوتا کیونکہ یہی مفہوم احادیث
میں موجود ہے چنانچہ احادیث رسول سے یہ واضح طور پر ثابت ہے کہ آنحضرت کی وفات کے بعد بہت سے
ب جادۂ حق سے ہٹ گئے تھے۔

احادیث رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(۱)

ی امت کے کچھ لوگوں کو اس حالت میں پکڑ کر لایا جائے گا کہ نامہ ہائے اعمال ان کے بائیں ہاتھوں میں
گے میں کہوں گا یہ تو میرے اصحاب ہیں۔ مجھے کہا جائے گا تم نہیں جانتے ہو انہوں نے تمہارے بعد کیا کیا؟
وہی بات کہوں گا جو بندہ صالح (حضرت عیسیٰؑ) نے کہی تھی کہ میں تو اس وقت تک ان پر نگران تھا جب تک
کے درمیان موجود تھا تب مجھ سے کہا جائے گا کہ تمہاری وفات کے بعد یہ لوگ مرتد ہو گئے تھے دین سے پھر
تھے"۔

۱۔ صحیح بخاری جل ۱ صفحہ ۷۹ طبع مصر
۲۔ صحیح مسلم جلد ۲ صفحہ ۳۸۴ طبع دہلی

(۲)

روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام کو فرمایا۔

تم سے پہلے حوض کوثر پر موجود ہوں گا جو وہاں آئے گا اس سے پیئے گا وہ کبھی پیاسا نہ ہوگا اس اثناء میں
ے پاس کچھ ایسے لوگ آئیں گے جن کو میں پہچانتا ہوں گا اور وہ مجھے پہنچانتے ہوں گے کہ اچانک میرے اور
کے درمیان پردہ حائل ہو جائے گا میں کہوں گا یہ تو میری جماعت میں سے ہیں۔ کہا جائے گا۔ تم نہیں جانتے
ں نے تمہارے بعد کیا عمل کئے اس وقت میں کہوں گا دوری ہو دوری ہو اس کے لئے جس نے میرے بعد
حالت بدل لی"۔

(صحیح مسلم جلد ۲ صفحہ ۲۴۹ طبع دہلی)

(۳)

انس بن مالک سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

میرے اصحاب میں سے کچھ لوگ حوض کوثر پر وارد ہوں گے لیکن میرے قریب آئیں گے تو پیچھے دھکیل دیئے جائیں گے میں کہوں گا۔ اے میرے رب یہ تو میرے اصحاب ہیں۔ آواز آئے گی۔ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ ان لوگوں نے آپ کے بعد کیا بدعات کیں۔

(صحیح بخاری جلد ۲ صفحہ ۹۷۴ کتاب الرقاق)

(۴)

کچھ اصحاب ایسے بھی ہیں جنہیں حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دیکھنا بھی گوارا نہیں کرتے تھے چنانچہ ام المومنین حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ

"حضورؐ نے فرمایا کہ میرے اصحاب کچھ ایسے بھی ہیں کہ میں انہیں دیکھنا نہیں چاہتا اور میری وفات کے بعد وہ مجھے نہ دیکھ پائیں گے"۔

۱۔ (استیعاب جلد ۳ صفحہ ۳۹۰ طبع حیدر آباد دکن)

۲۔ (کنزالعمال کتاب الفتن جلد ۶ صفحہ ۶۷ طبع حیدر آباد)

شیخ الحدیث مولانا سرفراز خان صفدر فاضل دیوبند مندرجہ احادیث رسول کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں

یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے آپ کے سامنے کلمہ پڑھا اور بعد کو مرتد ہو گئے یا بعد کو قیامت تک آنے والے برائے نام امتی ہوں جو مرتد ہو گئے ہوں یا ان کے علاوہ کوئی اور اہل بدعت ہوں۔ الفاظ ان سب کو شامل ہیں۔ (تفصیل کے لئے ملاحظہ فرمائیں نووی شرح مسلم جلد ۱ صفحہ ۱۲۹ مطبوعہ لکھنؤ)

(ازالۃ الرائب صفحہ ۳۹۸ طبع گوجرانوالہ)

مزید حوالہ جات

(۱) سنن نسائی جلد ۴ صفحہ ۱۱۴ طبع مجتبائی دہلی (۲) مشکوٰۃ المصابیح صفحہ ۴۸۷ - ۴۸۸ طبع اصح المطابع دہلی (۳) تفسیر خازن جلد ۷ صفحہ ۲۵۱ طبع بیروت (۴) تفسیر فتح القدیر جلد ۶ صفحہ ۴۹۰ طبع مصر (۵) تفسیر در منثور جلد ۶ صفحہ ۴۰۰ طبع مصر (۶) تفسیر روح المعانی جلد ۳ صفحہ ۲۴۴ طبع مصر۔

ان مندرجہ بالا احادیث رسولؐ کو امام بخاری نے اپنی کتاب صحیح بخاری میں تقریباً سات مقامات پر درج کیا ہے۔

مرتد کا مفہوم

واضح رہے کہ مرتد کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) مرتد عن الاسلام سے مراد وہ لوگ ہیں جو اسلام سے مرتد ہو جائیں اور صاف طور پر اسلام کا انکار کردیں۔

رتد عن الاستقامتہ سے مراد وہ لوگ ہیں کہ جو اسلام سے مرتد نہ ہوں بلکہ صراط مستقیم سے دور اور اعمال سے محروم ہو جائیں۔

م نووی فرماتے ہیں کہ یہ احادیث مرتد کی دونوں قسموں کو شامل ہیں۔ اور علامہ بدرالدین عینی فرماتے ہیں کہ بل بدعت اور ظالم لوگ ان احادیث کے معنی میں داخل ہیں۔

علامہ سعد الدین تفتازانی کا فیصلہ

سعد الدین تفتازانی فرماتے ہیں۔

نگ و جدال اور فتنہ و فسادات صحابہ کے درمیان واقع ہوئے جیسا کہ تاریخ کی کتابوں میں معتبر راویوں کی کردہ مستند اسناد کے ساتھ مذکور ہے بظاہر اس امر پر دلالت کرتے ہیں کہ بعض صحابہ جادۂ حق سے ہٹ کر ظلم کی حد تک پہنچ گئے تھے اس کا سبب یہ ہے کہ ان کے دلوں میں بغض و عناد اور کینہ بھر گیا تھا۔ انہیں ت اور ریاست کی لالچ تھی اور لذات و خواہشات کی طرف ان کا دھیان تھا کیونکہ ہر صحابی گناہوں سے نہیں اور ہر وہ شخص جس نے آنحضرت صلعم سے ملاقات کی نیکی و بھلائی سے مزین نہیں۔

(شرح مقاصد مبحث ۶ جلد ۲ صفحہ ۳۰۶ طبع استنبول)

علامہ شبلی نعمانی کا اعتراف

حقیقت کا اعتراف علامہ شبلی نعمانی نے بھی ان الفاظ میں کیا ہے کہ

ضرتؐ نے جب وفات پائی تو مدینہ منافقوں سے بھرا پڑا تھا۔ جو مدت سے اس بات کے منتظر تھے کہ رسول کا سایہ اٹھ جائے تو اسلام کو پامال کر دیں"۔

(الفاروق حصہ اول صفحہ ۳۴ مطبع قدیمی دہلی)

اکثر روایات سے واضح ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کے سانحہ رحلت کے بعد منافقون کی حالت بد سے ہو گئی تھی چنانچہ حضرت حذیفہ یمانیؓ فرماتے ہیں کہ۔

منافقین الیوم شر منھم علی عھد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کانوا یومئذ یسرون والیوم رون

منافقوں کی حالت عہد نبوی سے بدتر ہے کیونکہ اس وقت یہ لوگ خفیہ ریشہ دوانیاں کرتے تھے مگر آج کھلم اظہار کر رہے ہیں۔

(صحیح بخاری جلد ۴ صفحہ ۱۴۱ طبع دارالکتب العربیہ مصر)

مقام صحابہ کے متعلق سنی شیعہ موقف پر محاکمانہ نظر

اس مقام پر مناسب ہو گا کہ ہم مقام صحابہ کے موضوع پر اہل سنت کے ممتاز سکالر' علامہ ڈاکٹر حامد داؤد حفنی سابق پروفیسر جامعہ عین الشمس مصر و حال پروفیسر الجزائر یونیورسٹی الجزائر کے ایک مقالے "مقام صحابہ کے متعلق سنی شیعہ موقف پر محاکمانہ نظر" پر بھی ایک نگاہ ڈالیں۔

علوم عقیدہ و شریعت کے موضوعات میں عدالت صحابہ کا موضوع ایک نہایت ہی نازک اور مشکل موضوع ہے' بلکہ یہ مسائل کی ایک ایسی پرخار وادی ہے' جس میں علماء کوئی فیصلہ صادر کرنے سے ہمیشہ گریزاں رہے۔

مجھے اس نازک موضوع پر لکھنے کی جسارت اس وقت ہوئی جب میرے ایک عراقی شیعہ دوست نے اس موضوع پر کتاب لکھ کر مجھ سے دیباچہ لکھنے کی استدعا کی اور چونکہ ہمیشہ میری یہی کوشش رہی کہ "اہل قبلہ واحدہ" اہل السنتہ و شیعہ' برادران کے مابین باہمی غلط فہمیاں دور کروں اور ان کو آپس میں قریب تر لاؤں اور یہ ایکد وسرے کے موقف کو جذبات سے بالا تر ہو کر سمجھیں۔ کیونکہ استعماری قوتیں ہی ان دونوں کے درمیان تفریقات پیدا کرکے اپنے سیاسی مقاصد کی برآوری کے لئے کوشاں ہیں۔

اہل السنت کا عقیدہ یہ ہے کہ صحابہ کرام کل کے کل عادل ہیں اور عدالت میں سب برابر کے حصہ دار ہیں' اگرچہ درجات عدالت میں ان کے مابین باہمی تفاوت موجود ہے' صحابی کو کافر قرار دینے والا خود کافر ہے' اور صحابی کو فاسق کہنے والا خود فاسق ہے' صحابی پر طعن و تشنیع کرنے والا خود رسول پر تشنیع کرنے والا ہے' جو کہ کفر و زندیقی کے مترادف ہے۔

اکابر علماء اہل السنتہ کی رائے ہے کہ حضرت علیؑ اور معاویہ کے مابین مشہور تاریخی معرکوں کے متعلق بھی لب کشائی نہ کی جائے' کیونکہ کچھ صحابہ ایسے ہیں' جنہوں نے اجتہاد کیا اور درست کارنامے انجام دیئے' مثلاً حضرت علیؑ اور ان کے انصار و تابعین اور کچھ ایسے تھے' جنہوں نے اجتہاد کیا اور خطا کی مثلاً معاویہ اور حضرت عائشہ۔ اہل سنت کی نظر میں ان واقعات اور ان شخصیات پر کوئی حکم لگانے کی بجائے توقف اختیار کیا جائے اور کسی کی برائی نہ کی جائے' اسی وجہ سے ان کے نزدیک معاویہ پر سب کرنا بھی منع ہے' محض اس لئے کہ وہ صحابی تھے' اور اس سے بھی زیادہ حضرت عائشہ کے خلاف لب کشائی کرنا منع ہے' کیونکہ وہ حضرت خدیجہؑ کے بعد دوسری ام المومنین اور آنحضرتؐ کی اہلیہ تھیں' اور ایسے تمام واقعات میں کوئی فیصلہ کرنے کی بجائے ان کا معاملہ اللہ کے سپرد کیا جائے۔

اس سلسلہ میں حسن بصری کا قول مشہور ہے "یہ ایسے خون تھے جن سے اللہ نے تمہارے ہاتھوں کو ملوث ہونے سے محفوظ رکھا' تو ہمیں اپنی زبانوں کو بھی ملوث کرنے سے گریز کرنا چاہئے۔

شیعہ حضرات کی رائے یہ ہے کہ صحابہ کرام اور ان کے بعد قیامت تک آنے والے مسلمانوں میں کوئی

یاز نہیں ہے' کیونکہ سب کے لئے عدالت کا ترازو برابر ہے' جہاں جہاں عدالت پائی جائے گی' وہاں مدح گی' کیونکہ صحابیت بذات خود کوئی منقبت نہیں ہے' جب تک کہ صاحب صحابیت میں اس منقبت کی اہلیت اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیغام شریعت کی تبلیغ کی استعداد بھی نہ رکھتا ہو۔

اس لئے کچھ ان میں معصوم بھی تھے جیسے حضرت علیؑ اور حسنین شریفینؑ اور کچھ عدول بھی تھے' جیسے وہ کرام جو آنحضرتؐ کے وصال کے بعد حضرت علیؑ سے وابستہ رہے اور کچھ درست کار مجتہد تھے تو کچھ خطا ے فاسق بھی تھے اور کچھ زندیق اور کچھ وہ بھی تھے جنہوں نے اپنے نفاق سے توبہ نہ کی اور اسلام کے بعد و گئے۔

اہل تشیع جو اہل قبلہ کا ایک عظیم حصہ ہیں' عدالت کے اعتبار سے ان کے نزدیک صحابی' تابعی اور متاخر قی طور پر کوئی فرق نہیں ہے' جو عدالت کا ملکہ و صفت رکھے گا' وہی عادل ہو گا' چاہے صحابی ہو یا تابعی۔

گویا ان کے نزدیک صحابیت خود کوئی ایسا قلعہ نہیں ہے' جو کسی غلطی سے تحفظ کا ذریعہ ہو' اسی مضبوط بنیاد ہ سے ان کے نزدیک صحابہ اور ان کی عدالت وغیرہ پر تنقید کرنا مباح ہے۔ خصوصاً" وہ ایسے صحابہ کی ت نہیں کرتے جنہوں نے بعد میں صحابیت کے شرف کی رعایت نہیں کی' اور آلؑ محمدؐ کی محبت سے منحرف اور ایسا کیوں نہ ہو جبکہ رسول اعظمؐ کا ارشاد ہے کہ میں تم میں دو گرانقدر' چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں اگر ے ان دونوں سے تمسک کیا تو ہرگز گمراہ نہ ہوں گے اللہ کی کتاب اور میری عترت و اہل بیت اور یہ آپس ز جدا نہ ہوں گے حتی کہ میرے پاس حوض کوثر کے مقام پر وارد ہوں۔

اس حدیث کی اساس پر ان کا خیال ہے' کہ بہت سے صحابہ نے آلؑ محمدؐ پر ظلم کرکے ارشاد رسولؐ کی ت کی اور کچھ نے آلؑ رسولؐ پر (معاذ اللہ) لعنت کی' لہٰذا ایسی صورت میں ان کے لئے شرف صحابیت کیونکر ت رہ سکتا ہے؟ یہ صحابہ کے بارے میں شیعہ عقیدہ کا خلاصہ ہے۔

بالبصیت شخص پر یہ حقیقت واضح ہے کہ صحابہ کے بارے میں سنی شیعہ موقف میں اگر کوئی فرق ہے تو ے علمی اور اخلاقی نہج پر ہے۔ اہلسنّت بھی صحابہ کے بارے میں عصمت کے قائل نہیں ہیں' بلکہ عدالت کا مطلب صرف اخلاقی منہج ہے' اسی وجہ سے وہ ان کے معاملات اللہ کے سپرد کرنے کے قائل ہیں' اور صحابی کے متعلق تنقیص کے قائل نہیں ہیں اور میرے خیال میں ان کے اس عقیدہ کی بنیاد خود آنحضرتؐ کا ہ طریق ہے' جب عبداللہ بن سلول منافق کو قتل کرنے کے لئے اس کے بیٹے نے آنحضرتؐ سے اجازت ی کی تو حضور اکرمؐ راضی نہ ہوئے اور فرمایا ایسا مت کرو کیونکہ کہا جائے گا کہ محمدؐ اپنے اصحاب کو قتل کرا ے ہیں اور میرے خیال میں شیعہ مسلک مضبوط علمی منہج پر قائم ہے' وہ صحابہ کا معاملہ اللہ کے سپرد کرنے پر ں اثبات عدالت کو مقدم سمجھتے ہیں' اور میرے خیال میں ان کے موقف پر خود کلام رسولؐ بطور حجت موجود

ہے' کہ آنحضرتؐ نے حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام سے فرمایا۔

"اے فاطمہ بنت محمدؐ تم عمل کرو میں بغیر عمل کے تمہیں اللہ سے کوئی فائدہ نہیں دلا سکتا"۔ دیکھئے یہاں آنحضرتؐ نے عمل کو حضرت فاطمہؑ کے لئے صحبت و قرابت سے مقدم قرار دیا' اور آنحضرتؐ کا یہ کلام بھی عمومی حیثیت رکھتا ہے' ورنہ حضرت فاطمہؑ کی جلالت و منزلت آنحضرتؐ سے ان کی قربت و شدت تمسک میں کس کو شک ہو سکتا ہے؟

اسی طرح جب ایک بنی مخزوم کی خاتون چوری کرتی ہے اور اسامہ بن زید اس کی سفارش کرتے ہیں' تو وہاں بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا' بخدا اگر میری دختر فاطمہ طاہرہؑ ایسا کرتی تو میں فاطمتہ الزہراؑ پر بھی قانون الٰہی نافذ کرتا۔

گویا آنحضرتؐ نے یہاں بھی اپنی دختر کی مثال دے کر جہاں ان کی جلالت و منزلت کو اجاگر کیا وہاں یہ بھی ثابت کر دیا کہ صحابیت ہو یا قرابت اس کی آڑ میں کسی کو بھی غیر شرعی جرم کرنے کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔

یہ تو تلمیح ہے' جب کہ احادیث و قرآنی آیات تصریح کے طور پر یہ ثابت کرتی ہیں کہ بعض صحابہ صحبت کے معنی سے نکل گئے۔ سورہ توبہ منافقین کے ذکر سے پر ہے اور بہت سے منافقین تھے' جو دعوت اسلامیہ کے مرکز میں آنحضرتؐ کے ساتھ مدینہ میں زندگی بسر کر رہے تھے' قرآن نے خود کہا ہے۔

و ممن حولکم من الاعراب منافقون و من اھل المدینۃ مردوا علی النفاق لا تعلمھم نحن نعلمھم

"اور تمہارے ارد گرد اعراب میں منافق لوگ ہیں اور اہل مدینہ میں بھی جو منافقت میں سرکشی رکھتے ہیں ان کو تم نہیں جانتے' ہم جانتے ہیں"۔

بعض کو قرآن نے کفر کی صفت سے بھی روشناس کرایا ہے 'اور فرمایا ہے کہ

"اللہ نے منافقین و منافقات اور کافروں سے جہنم کی آتش کا وعدہ کیا ہے' جو ان کے لئے کافی ہے اور ان پر اللہ نے لعنت کی ہے اور ان کے لئے نہ ختم ہونے والا عذاب ہے"۔

اگر اللہ اپنی مخلوق پر رحیم نہ ہوتا اور ستار نہ ہوتا تو قرآن کریم میں ایک ایک منافق کا نام لے کر بتا دیتا' اور ان کے دلوں میں جو کفر اور مخفی گناہ تھے ان سے پردہ اٹھا دیتا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قرآن ہی کا مسلک اختیار فرمایا اور منافقین کی صفات بیان کرنے پر اکتفا فرمایا' کیونکہ وہ بھی اللہ کے اخلاق سے آراستہ رؤف و رحیم نبی تھے' جنہوں نے اس دین کے استحکام کے لئے حلم ' شفقت ' مہربانی اور صبر کی صفات کا مظاہرہ فرمایا' بہت ہی کم ایسا ہوا ہے کہ آنحضرتؐ نے کسی منافق کا

لے کر رسوا کیا ہو' جیسا کہ مروان بن حکم کے بارے میں آپ نے فرمایا۔
ہم ایسے نامزد اور نام بردہ منافقین کو مفہوم صحابیت سے نکال سکتے ہیں' اور مزید برآں اہل سنت و شیعہ سب
بات پر متفق بھی ہیں کہ منافقین صحابہ میں شامل نہیں ہیں۔

باوجود اس کے کہ میں سنی العقیدہ مسلمان ہوں میں اس لحاظ سے صحابہ کے متعلق علمی منہج کو اخلاقی منہج
ترجیح دے سکتا ہوں' کیونکہ ہماری کتب سنن میں ایسے عجیب و غریب احادیث بھی صحابہ کے حوالے سے آ گئی
جو خلاف عقل و ذوق ہیں اور وہ نور نبوت سے محروم ہیں' بلکہ دشمنان اسلام کے سامنے ہمارے لئے باعث
رف نہیں ہیں' مثلاً نبات لبید کے آنحضرتؐ پر جادو کرنے کی حدیث جو حضرت ابو ہریرہ سے منقول ہے۔

میں حدیث کا ہر پہلو ماننے پر تیار ہوں' مگر یہ ہرگز نہیں مان سکتا کہ جادو نے آنحضرتؐ کی عقل پر اثر کیا
' بلکہ میں تو اس پر عقیدہ رکھنے والے کو کافر سمجھتا ہوں کیونکہ انبیاء و مرسلین پر سحر شیطانی کا اثر کرنا مقام وحی
ے ہرگز مناسبت نہیں رکھتا' حالانکہ یہ حدیث حضرت ابوہریرہ سے منقول ہے اور صحیحین میں موجو دہے اس
ح اس کی اور بھی مثالیں موجود ہیں۔

یہ منہج علمی جس پر شیعہ گامزن ہیں یہ صدر اول اسلام سے بھی جاری ہے اور آئمہ اہل بیتؑ کا مسلک
ی ہے۔

شیعہ ہمیشہ مظلوم رہے ہیں اور بے بنیاد تہمتوں کا شکار رہے ہیں۔ میرے عقیدہ کے مطابق معتدل شیعوں
دفاع کرنا چاہئے' جو کہ شیعہ امامیہ کے سواد اعظم ہیں' کیونکہ میرے نزدیک معتدل شیعہ اور معتدل سنی میں
وئی فرق نہیں ہے' بلکہ یہ فرق ایسے ہی ہے جیسے آنکھ کی سفیدی اور سیاہی کا فرق ہے' بحیثیت اتصال کے اگر
ل محمدؐ کی محبت پر شیعہ فخر و مباہات کرتا ہے تو سنی بھی اس محبت کو باعث فخر سمجھتا ہے' در حقیقت سنی و شیعہ
خلافات کی تشہیر عباسی حکمرانوں کی سیاسی ضرورت تھی' اس لئے امت اسلامیہ علماء شیعہ اور مذہب شیعہ کی
دیوں سے بے خبر رہی' اور ان پر تکفیر شیخین کی تہمت لگا کر اس کو ہوا دی گئی ورنہ میں بھی جانتا ہوں کہ معتدل
شیعہ امامیہ اس کے قائل نہیں اگرچہ وہ حضرت علیؑ کی افضلیت کے قائل ہیں ہاں تنقید کرنا تکفیر کرنے کے
ترادف نہیں ہے۔

مذہب جعفری کے پیروکار جو معتدل شیعہ ہیں' وہ صحابہ کی تکفیر نہیں کرتے' اور نہ ہی اہل بیتؑ کی
ربوبیت کے قائل ہیں نہ ہی وہ تحریف کلام اللہ کے معتقد ہیں اور نہ ہی انہوں نے اسلام کے مفاہیم سے جدا کسی
مفہوم کو ایجاد کیا ہے' کیونکہ ان کے فقہی اصول و عبادات ان کی احادیث امام جعفر بن محمد الصادقؑ سے ماخوذ ہیں
ور آخر میں یہ کہوں گا کہ اے اہل قبلہ ایسے کلمہ کی طرف آجاؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان برابر مسلم
ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو دشمن پر فتح دے گا اور تفرقہ و استعمار کے مقاصد کا تحفظ کرنے والوں کی مکاریوں سے

محفوظ رکھے گا۔

اے علماء اہل قبلہ:۔

آپ ہی کا حق ہے کہ مسلمانوں کو صف بہ صف کریں، عقائد کی تصحیح کریں کیونکہ اسلام اس بات کی ہرگز اجازت نہیں دیتا کہ ہم دین کے حساب پر سیاست کی تجارت کریں اور قرون گذشتہ کی طرح ہمارے مابین تفرقہ پیدا ہو دین کا مقام و مرتبہ سیاست سے بلند و بلا تر ہے۔

سیاست دین کی طرف بلندی کی محتاج ہے، مگر دین سیاست کی طرف پستی اختیار کرنے کا محتاج نہیں ہے۔

وہ دن دور نہیں جس دن تمام اسلامی مذاہب خمسہ، جعفری، حنفی، مالکی شافعی اور حنبلی یک زبان ہوں گے، سب کی صفوں میں وحدت ہوگی، سب کے نظریاتی مقاصد یکساں ہوں گے، سب کے ضمیر پاکیزہ ہوں گے اور اللہ کا دین ہی غالب ہوگا۔

اللہ تعالیٰ امت مسلمہ کے دلوں سے پرانے زنگ صاف کر دے گا اور نفرت و بغض مٹ جائیں گے وہ دن قریب ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

(فخر اہل سنت) علامہ ڈاکٹر حامد حفنی داؤد
سابق پروفیسر جامعہ عین الشمس مصر
حال پروفیسر الجزائر یونیورسٹی الجزائر

تیسرا اعتراض :۔

شیعہ لفظی طور پر ختم نبوت کے قائل ہیں اور آنحضرتؐ کو خاتم النبیین مانتے ہیں لیکن انہوں نے نبوت محمدیہ کے مقابل میں متوازی نظام عقیدہ امامت کے نام سے وضع کیا ہوا ہے۔

یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ شیعان حیدر کرار آنحضرت صلعم کے بعد دعویٰ نبوت کرنے والے کو صرف کافر ہی نہیں کہتے بلکہ ایسے شخص کو واجب القتل سمجھتے ہیں چنانچہ امام علی رضاؑ ارشاد فرماتے ہیں

شریعه محمد الی یوم القیامه ولا نبی بعده الی یوم القیامه فمن ادعی بعده نبوة اواتی بعد القران بکتاب فدمه مباح لکل من سمع منه

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت قیامت تک باقی ہے اور ان کے بعد تا قیامت کوئی نبی نہیں آئے گا جو ان کے بعد نبوت کا دعوی کرے یا قرآن کے بعد کوئی کتاب کو الہامی طور پر پیش کرے تو ہر اس شخص کے لئے

محفوظ رکھے گا۔

اے علماء اہل قبلہ:۔

آپ ہی کا حق ہے کہ مسلمانوں کو صف بہ صف کریں' عقائد کی تصحیح کریں کیونکہ اسلام اس بات کی ہرگز اجازت نہیں دیتا کہ ہم دین کے حساب پر سیاست کی تجارت کریں اور قرون گذشتہ کی طرح ہمارے مابین تفرقہ پیدا ہو دین کا مقام و مرتبہ سیاست سے بلند و بلا تر ہے۔

سیاست دین کی طرف بلندی کی محتاج ہے' مگر دین سیاست کی طرف پستی اختیار کرنے کا محتاج نہیں ہے۔

وہ دن دور نہیں جس دن تمام اسلامی مذاہب خمسہ' جعفری' حنفی' مالکی شافعی اور حنبلی یک زبان ہوں گے' سب کی صفوں میں وحدت ہوگی' سب کے نظریاتی مقاصد یکساں ہوں گے' سب کے ضمیر پاکیزہ ہوں گے اور اللہ کا دین ہی غالب ہوگا۔

اللہ تعالیٰ امت مسلمہ کے دلوں سے پرانے زنگ صاف کر دے گا اور نفرت و بغض مٹ جائیں گے اور وہ دن قریب ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

(فخر اہل سنت) علامہ ڈاکٹر حامد حفنی داؤد
سابق پروفیسر جامعہ عین الشمس مصر
حال پروفیسر الجزائر یونیورسٹی الجزائر

تیسرا اعتراض :۔

شیعہ لفظی طور پر ختم نبوت کے قائل ہیں اور آنحضرتؐ کو خاتم النبین مانتے ہیں لیکن انہوں نے نبوت محمدیہ کے مقابل میں متوازی نظام عقیدہ امامت کے نام سے وضع کیا ہوا ہے۔

یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ شیعان حیدر کرار آنحضرت صلعم کے بعد دعویٰ نبوت کرنے والے کو صرف کافر ہی نہیں کہتے بلکہ ایسے شخص کو واجب القتل سمجھتے ہیں چنانچہ امام علی رضاؑ ارشاد فرماتے ہیں

شریعه محمد الی یوم القیامه ولا نبی بعده الی یوم القیامه فمن ادعی بعده نبوة اواتی بعد القران بکتاب فدمه مباح لکل من سمع منه

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت قیامت تک باقی ہے اور ان کے بعد تا قیامت کوئی نبی نہیں آئے گا جو ان کے بعد نبوت کا دعوی کرے یا قرآن کے بعد کوئی کتاب کو الہامی طور پر پیش کرے تو ہر اس شخص کے لئے

ں کا خون حلال ہے جو اس سے سن لے۔

(تفسیر برہان جلد ۳ صفحہ ۱۰۱ طبع ایران)

حضرت امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں

ن اللہ ختم نبیکم النبیین فلا نبی بعدہ ابداً و ختم بکتابکم الکتب فلا کتاب بعدہ ابدا

اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی پر انبیاء کو ختم کر دیا اور ان کے بعد ہمیشہ کے لئے کوئی الہامی کتاب نہ ہوگی۔

(اصول کافی جلد ۱ صفحہ ۲۱۱ طبع ایران)

یعہ کسی امام کو نبی نہیں کہتے بلکہ اسے ختم نبوت کے منافی سمجھتے ہیں اور جو شخص کسی امام کو انبیاء میں سے سمجھے خود ائمہ اطہار نے ایسے شخص پر کفر اور قتل کا حکم لگایا ہے۔

(بحار سابع صفحہ ۲۶۴ طبع کمپانی)

ذا عقیدہ امامت کو کسی طرح بھی نبوت سے تعبیر نہیں کیا جاسکتا۔ اہل تشیع کا عقیدہ ہے کہ نبوت آنحضرتؐ پر وحی الٰہی کا سلسلہ بھی منقطع ہو چکا ہے۔

جہاں تک ائمہ اہل بیت کو انبیاء کرام سے زیادہ درجہ دینے کی بات ہے تو خود آپ کے اکابر علماء تو اس سے بھی بڑھ کر حضرت ابوبکر (جو کہ تمام اسلامی مسالک کے نزدیک غیر معصوم ہیں کیونکہ کوئی مسلک بھی صحابہ کی عصمت کا قائل نہیں) کو حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام جیسے اولوالعزم انبیاء سے افضل و اعلیٰ قرار دیتے ہیں جیسا کہ سپاہ صحابہ کے ممدوح اور صحیح بخاری کے مترجم مرزا حیرت دہلوی نے لکھا ہے کہ

"ایک ابوبکر کل انبیاء کا خلاصہ موجود ہے نہ موسیٰ اس کی برابری کر سکتے ہیں نہ عیسیٰ' خداوند قدوس نے خود اس سے باتیں کیں اور مصیبت و تکلیف میں اس کی تسکین فرمائی' اور جب صحابہ کی طرف سے اصرار ہو تو چند باتوں پر قناعت کرنا' غرض دنیا نے یا تو آنکھ کھول کر محمد بن عبداللہ کو کامل اور عظیم الشان انسان دیکھا' یا ابوبکر کو' اگرچہ جلوہ فاروقی اپنی جگہ خوب چمکا اور اس نے بھی بنی اسرائیل کے انبیاء کی بہت سی روشنیوں کو ماند کر دیا"

(کتاب الشہادت صفحہ ۱۴' ۱۵' طبع مکتبہ جاء الحق کراچی)

اسی طرح علامہ شہاب الدین قسطلانی حضرت ابوبکر کو رسول اللہ ﷺ سے بھی پہلے معراج پر جانے کا اقرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ۔

"نبی کریمؐ نے فرمایا کہ جب میں شب معراج مقام " قاب قوسین" تک پہنچا تو مجھ کو وہاں وحشت محسوس ہوئی اس وقت میں نے ابوبکر کی آواز سنی کہ اے محمد ٹھہرا جاؤ آپ کے رب نماز پڑھ رہے ہیں۔

(مواھب اللدنیہ صفحہ ۲۲۱ طبع مصر)

مقام "قاب قوسین" جہاں آنحضرت ﷺ کے علاوہ کوئی فرشتہ مقرب اور نبی مرسل نہ پہنچ سکے وہاں حضرت

ابوبکر پہلے پہنچ گئے مگر اس کے باوجود عقیدہ ختم نبوت محفوظ رہا اور اس پر کوئی حرف نہ آیا لیکن شیعہ جب ائمہ اہل بیت کے مرتبہ و مقام کو بیان کریں تو یہ ختم نبوت کے منافی کیسے ہو سکتا ہے؟۔

☆☆☆☆☆

انجمن سپاہ صحابہ (A.S.S) کے سرپرست اعلیٰ ضیاء الرحمن فاروقی اپنی تصنیف "گستاخ صحابہ کی شرعی سزا" صفحہ ۱۱ پر امام کسائی کی کتاب "قصص الانبیاء" کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ۔

"حضرت نوح علیہ السلام جب کشتی کا کچھ حصہ بناتے تو رات کو اسے زمین کا کیڑا کھا جاتا۔ حضرت نوح علیہ السلام نے اللہ کی جناب میں اس کا شکوہ کیا۔ اللہ نے فرمایا اس پر میری مخلوق کے اکابر کے نام لکھ دو۔ جناب نوحؑ نے عرض کیا وہ کون ہیں؟تو اللہ نے فرمایا وہ میرے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ نے اصحاب ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ اور علیؓ ہیں"۔

واضح رہے کہ اللہ تعالیٰ نے جدالانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام کو یوں مخاطب کیا۔

وان من شیعتہ لابراھیم

"اور بے شک یقیناً نوح کے پیروکاروں میں سے ابراہیم بھی تھے"۔

(سورۃ الصفت آیت نمبر ۸۳)

گویا مقام اور مرتبہ میں حضرت نوح علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام سے بھی برتر اور اعلیٰ تھے۔ اب منصف ملاحظہ فرمایئے کہ حضرت نوح علیہ السلام جیسا الوالعزم پیغمبر ایک مصیبت سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لئے اللہ سے مدد طلب کرتا ہے اور جواب میں اللہ (اپنی عاجزی کا اظہار کرتے ہوئے) انہیں رسول اکرم ﷺ اور حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی کے نام لکھنے کا مشورہ دیتا ہے۔

بات اگر خاتم النبین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک محدود رہتی تو قابل فہم اور قابل قبول ہوتی کہ ان کا افضل الانبیاء ہونا ہر شک و شبہ سے بالا تر ہے۔ لیکن نوحؑ جیسے الوالعزم پیغمبر کو خلفائے راشدین کے تعویذ کا محتاج بنا دینا کیا انبیاء علیہم السلام کی توہین نہیں؟

چوتھا اعتراض

"شیعہ تقیہ کے قائل ہیں جس کے معنی جھوٹ بولنا اور دھوکہ دینا کے ہیں؟"

تقیہ کا معنی "جھوٹ" اور "دھوکہ" کرنا جہالت مرکبہ ہے اور قرآن و سنت سے ناواقفی پر مبنی ہے بلکہ

سے مراد یہ ہے کہ خوف کی وجہ سے اظہار کفر پر مجبور کیا جائے مگر اس کا دل ایمان سے مطمئن ہو۔ بالفاظ
تقیہ دراصل حفاظت خود اختیاری کو کہا جاتا ہے جس میں حفاظت جان' حفظ مال' حفظ آبرو اور حفظ ایمان
شامل ہیں اور شرعی نقطہ نظر سے یہ بات قطعی طور پر ثابت ہے کہ جب انسان کے لئے دو ضرر موجود ہوں
ن میں سے ایک کا برداشت کرنا ناگزیر ہو تو بڑے ضرر سے بچنے کے لئے تھوڑے ضرر کو برداشت کر لینا بہتر
نانچہ علامہ فخر الدین رازی بڑی صراحت سے لکھتے ہیں کہ۔

ند تعارض الضررين يجب تحتمل الاولٰى لدفع الاعلٰى فهذا هو الاصل المعتبر

دو ضرروں کا سامنا ہو تو بڑے ضرر سے تحفظ کی خاطر چھوٹے ضرر کا برداشت کرنا واجب ہے۔ یہ معتبر
ہے۔

(تفسیر کبیر جلد ۵ صفحہ ۷۵۰ - ۷۴۶ طبع استنبول)

ف اپنی اسی تفسیر جلد ۲ صفحہ ۶۴۶ طبع دار الطباعہ استنبول میں رقمطراز ہیں۔

عوف عن الحسن انه قال التقيه جائزة للمومنين الى يوم القيامة و هذا القول اولى لان
الضرر عن النفس واجب بقدر الامكان

تقیہ مومنین کے لئے قیامت تک جائز ہے اور یہ قول بہتر ہے۔ چونکہ نفس سے بقدر امکان ضرر کا دفع
واجب ہے۔ یہی روایت لباب التاویل جلد اول صفحہ ۲۸۳ مطبع التقدیم قاہرہ میں بھی موجود ہے۔

بعض جب راست گوئی سے عزت و آبرو یا جان عزیز ضائع ہوتی ہو یا ناقابل تلافی مالی نقصان ہوتا ہو تو
ی قدرت کا تقاضا یہ ہے کہ ان کے تحفظ کے لئے خلاف واقع بات کا اظہار نہ صرف جائز بلکہ بعض اوقات
ہو جاتا ہے۔ دین اسلام' دین فطرت ہونے کا علمبردار ہے جو انسانی اقدار کی بلندی کے پیش نظر جان بچانے
خاطر مردار اور خنزیر کے گوشت کو بقدر ضرورت کھانا جائز قرار دیتا ہے تاکہ انسانی جان بچ جائے۔ فمن
غير باغ ولا عاد فلا اثم عليه ان اللّٰه غفور رحيم جو ناچار ہو جائے (اور) حد سے بڑھ جانے
ہو تو اس پر (ان چیزوں میں سے کسی چیز کے کھا لینے کا) گناہ نہیں بے شک اللہ بخشنے والا اور مہربان ہے۔

(سورۃ بقرہ آیت ۱۷۳)

تقیہ کا جواز قرآن و سنت کی روشنی میں

یہ حقیقت ہر شک و شبہ سے بالا تر ہے کہ تقیہ کا جواز قرآن حکیم' احادیث سید المرسلینؐ میں ناقابل انکار
تصریحات سے ثابت ہے۔ انبیاء مرسلین' سلف صالحین اور دیگر جلیل القدر آئمہ دین کا بعض موارد میں

تقیہ کرنا مذکور ہے۔ ذیل میں چند آیات پیش کی جاتی ہیں۔

پہلی آیت۔ من کفر باللّٰہ من بعد ایمانہ الا من اکرہ و قلبہ مطمئن بالایمان ولکن من شرح بالکفر صدرا" فعلیھم غضب من اللّٰہ ولھم عذاب عظیم

جو شخص (کفر پر) مجبور کیا جائے مگر اس کا دل ایمان کی طرف مطمئن ہو (اس سے کچھ مواخذہ نہیں) لیکن جو شخص ایمان لائے اور کفر بھی کرے تو دل کھول کر تو ایسے لوگوں پر خدا کا غضب اور ان کے لئے بڑا (سخت) عذاب ہے۔

(سورۃ نحل آیت ۱۰۶)

مفسرین اسلام کا اتفاق ہے کہ یہ آیت جناب عمارؓ بن یاسر کے واقعہ کے متعلق نازل ہوئی ہے۔ چنانچہ لکھا ہے۔

اخذ المشرکون عمار بن الیاسر فلم یترکوہ حتی سب النبی صلی اللّٰہ علیہ و آلہ وسلم و ذکر الھتھم بخیر ثم ترکوہ فلما اتی رسول اللّٰہؐ قال ذکرت الھتم بخیر قال کیف تجد قلبک؟ قال مطمئن بالایمان قال ان عادوا فعد قنزلت الامن اکرہ و قلبہ مطمئن بالایمان

ایک بار مشرکین نے جناب عمار بن یاسر کو پکڑ لیا اور ان کو اپنے معبود ان باطل کی تعریف اور پیغمبرؐ اسلام پر سب و شتم کرنے پر مجبور کیا حتی کہ وہ ایسا کر گذرے۔ اس کے بعد جب وہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے تو تمام ماجرا بیان کیا۔ نبی اکرمؐ نے فرمایا اپنے دل کو کیسے پاتے ہو؟ عرض کیا وہ تو پوری طرح ایمان پر مطمئن ہے فرمایا اگر کفار دوبارہ یہی کلمات کہلوائیں تو کہہ دینا اس وقت یہ آیت نازل ہوئی الا من اکرہ و قلبہ مطمئن بالایمان

(تفسیر در منثور جلد ۴ صفحہ ۱۳۲ طبع المطبعۃ المیمنیہ قاھرہ)

بلکہ بعض کتب تفاسیر میں یوں لکھا ہے کہ

جب جناب عمارؓ کے ساتھ یہ واقعہ پیش آیا تو بارگاہ نبوی میں عرض کیا گیا۔ یا رسول اللّٰہ ان عمار اکفر فقال کلا ان عمار ملئی ایمانا من قرنہ الی قدمہ واختلط الایمان بالحمہ و دمہ فاتی عمار رسول اللّٰہ و ھو یبکی فجعل رسول اللّٰہؐ یمسح عینیہ و قال مالکؐ ان عادوا لک فعدلھم بما قلت

یا رسول اللہ ! عمار کافر ہو گیا ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا عمار تو سر سے پاؤں تک ایمان سے لبریز ہے اور اس کے گوشت و پوست میں ایمان مخلوط ہے بعد ازاں جناب عمارؓ روتے ہوئے بزم رسالت میں حاضر ہوئے۔ نبی اکرم ﷺ نے ان کے آنسو صاف کرتے ہوئے فرمایا تجھے کیا ہے؟ اگر کفار

ں کلمات دوبارہ کہلوانا چاہیں تو بے شک کہہ دینا"۔

یہ واقعہ لکھنے کے بعد قاضی بیضاوی اس طرح رقمطراز ہیں۔

ھو دلیل جواز التکلم بالکفر عند الاکراہ یعنی یہ آیت مبارکہ جبر و اکراہ کے وقت کلمہ کفر کہنے کے واز کی قطعی دلیل ہے۔

(تفسیر بیضاوی جلد ۱ صفحہ ۴۵۳ طبع نو لکشور لکھنؤ)

اس آیت کے ذیل میں علامہ ابو حسین فراء البغوی نے یہاں تک تحریر کیا ہے کہ واجمع العلماء علی ن من اکرہ علی کلمۃ الکفر یجوزلہ ان یقول بلسانہ

یعنی جبر و اکراہ کے وقت زبان سے کلمہ کفر کہنے کے جواز پر پوری امت مسلمہ کے علماء کا اجماع ہے"

(تفسیر معالم التنزیل جلد ۲ صفحہ ۲۱۴ طبع بمبئی)

علامہ رازی تفسیر کبیر جلد پنجم صفحہ ۵۲۴ مطبوعہ استنبول میں فرماتے ہیں۔

جمعوا علی انہ عند ذکر کلمۃ الکفر یجب علیہ ان یبری قلبہ من الرضاء بہ و ان یقتصر لی التعریضات مثل ان یقول ان محمدا کذاب و یعنی عندالکفار او یعنی بہ محمدا" آخر ذکر علی نیۃ الاستفہام بمعنی الانکار

اس پر اجماع قائم ہے کہ کلمہ کفر کہنے کے وقت اس پر واجب ہے کہ دل سے اس پر راضی نہ ہو اور یہ کہ تعریضات کہنے پر اکتفاء کرے مثلاً ایسا کہ (معاذ اللہ) محمد جھوٹا ہے اور مراد یہ ہو کہ کافروں کے نزدیک یا کوئی اور محمد نام دل میں ٹھان لے اور یا استفہام انکاری کے طور پر ایسا کہے"

علامہ خازن نے لباب التاویل جلد ۳ صفحہ ۱۳۶ مطبوعہ مصر میں اس آیت کی تفسیر میں ان روایتوں کو جو کتاب عمارؓ وغیرہ کے متعلق ہیں نقل کرنے کے بعد لکھا ہے۔

ن الایۃ عامۃ فی کل من اکرہ علی الکفر و قلبہ مطمئن بالایمان و ان کان السبب خاصا

یہ آیت عام ہے ہر اس شخص کے متعلق جو کفر بولنے یا قبول کرنے پر مجبور کر دیا جائے مگر اس کا دل ایمان کی طرف سے پورا پورا مطمئن ہو اگرچہ اس کا سبب کوئی خاص بات ہی ہو۔

دوسری آیت۔ ارشاد قدرت ہے۔

لا یتخذ المومنون الکافرین اولیآء من دون المومنین و من یفعل ذلک فلیس من اللّٰہ فی شی الا ان تتقوا منھم تقاۃ و یحذر کم اللّٰہ نفسہ و الی اللّٰہ المصیر

"مومنوں کو چاہئے کہ مومنین کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا دوست نہ بنائیں اور جو ایسا کرے گا تو اس سے اللہ سے کچھ سروکار نہیں مگر (اس تدبیر سے) کسی طرح ان کی شرارت سے بچنا چاہو (تو خیر) اور اللہ تم کو اپنے (جلال) سے ڈراتا ہے اور (آخرکار) اللہ کی طرف جانا ہے"۔

(سورہ آل عمران آیت ۲۸)

علامہ جار اللہ زمخشری تفسیر کشاف جلد ۱ صفحہ ۱۹۷ مطبوعہ کلکتہ میں اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔

رخص لهم فی موالا تهم اذا خاف هم والمراد بتلك المولاة مخالفة و معاشرة ظاهرة و القلب مطمئن بالعداوة والبغضاء۔

ان مومنون کو اجازت دی ہے کہ دشمنان دین سے دوستی اور محبت کریں جبکہ ان سے ڈرتے ہوں اور اس موالات سے مراد مخالفت بھی ہے اور معاشرت ظاہری بھی اس حال میں کہ ان سے بغض اور عداوت پر دل مطمئن ہو۔

تفسیر بیضاوی جلد ۱ صفحہ ۱۳۴ مطبوعہ نو لکشور میں مندرجہ بالا آیت کے ذیل میں یوں تحریر ہے۔

و قراء یعقوب تقیة منع عن موالتهم ظاهرا و باطنا فی الاوقات کلها الاوقت المخافة فان اظهار الموالاة حنیئذ جائز۔

یعقوب قاری نے تقاۃ کو تقیہ پڑھا ہے اللہ تعالیٰ نے اس آیت مبارکہ میں اہل ایمان کو کفار کے ساتھ ہر قسم کی ظاہری و باطنی دوستی کرنے سے سوائے حالت خوف کے باقی تمام اوقات و حالات میں ممانعت فرمائی ہے البتہ بوقت خوف ان سے دوستی ظاہر کرنا جائز ہے۔

ان التقیة انما تجوز اذا کان الرجل فی قوم کفار و یخاف منهم علی نفسه و ماله فید اریهم باللسان و ذلك بان لا یظهر العداوة باللسان بل یجوز ایضا" ان یظهر الکلام الموهم للحبة و الموالاة و لکن بشرط ان یضمر خلافه و ان یعرض فی کل ما یقول فان التقیة تاثیر ها فی الظاهره فی احوال القلوب۔

بے شک تقیہ کرنا جائز ہے جبکہ کوئی مومن کافروں کے درمیان پھنس جائے اور اپنے جان اور مال کا خوف ان سے رکھتا ہو ان کی دشمنی کو زبان سے ظاہر نہ کرے بلکہ ایسی حالت میں کافروں کے ساتھ تقیہ سے بات چیت کرے جس سے محبت کی بو آتی ہو بشرطیکہ ضمیر اور دل میں ان کی مخالفت ہو اور جو بات کہے اس سے اعراض کرتا جائے کیونکہ تقیہ کا اثر ظاہر میں ہوتا ہے نہ دلوں کے اندر۔ (تفسیر کبیر جلد ۲ صفحہ ۶۴۶ طبع استنبول)

سری آیت

راوند عالم نے ارشاد فرمایا۔

قال رجل مومن من آل فرعون یکتم ایمانه اتقتلون رجلا ان یقول ربی اللّٰه

عون کے لوگوں میں سے ایک شخص جو ایماندار تھا اور اپنے ایمان کو چھپاتا تھا بولا کیا تم صرف اتنی بات پر کہ وہ تا ہے کہ میرا پروردگار اللہ ہے اس کو قتل کرنا چاہتے ہو۔

(سورہ المومن آیت ۲۸)

اور ظاہر ہے کہ وہ شخص اپنے ایمان کو اسی وجہ سے چھپاتا تھا کہ فرعون کو معلوم ہو جائے گا تو اس کو قتل دے گا غرضیکہ اپنی جان کی حفاظت کے لئے اور فرعون کے قتل کے ڈر ہی سے وہ شخص اپنا ایمان پوشیدہ رکھتا اور یہی تقیہ ہے۔

اس آیت میں مومن آل فرعون کے اخفا ایمان کا ذکر کیا ہے جن کا شمار صدیقین میں تھا جیسا کہ علامہ فخر ین الرازی نے تحریر کیا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے الصدیقون ثلاثة حبیب النجار و ومن آل فرعون حیث قال اتقتلون رجلا ان یقول ربی اللّٰه والثالث علی ابن ابی طالب و وافضلهم

ی صدیق تو بس تین ہی شخص ہیں ایک حبیب نجار - دوسرے آل فرعون کا مومن جس نے فرعون سے کہا تھا کیا تم لوگ ایسے شخص کو قتل کرتے ہو جو کہتا ہے کہ میرا پروردگار اللہ ہے۔ تیسرے علی بن ابی طالب اور یہ ں میں افضل ہیں۔

(تفسیر کبیر جلد ۷ صفحہ ۳۱۷ طبع استنبول)

تاریخ اسلام کا سرسری مطالعہ کرنے سے پیغمبر اسلامؐ کے قول اور ان کے عمل و فعل سے تقیہ کا جواز ثابت تا ہے چنانچہ عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے۔

ما زال النبی صلی اللّٰه علیه وسلم مستخفیا سنین لا یظهر شیئا مما انزل اللّٰه علیه حتی زلت فاصدع بما تومر

کئی برس (۳ سال) تک نبی اکرم ﷺ نے اپنے امر نبوت کو پوشیدہ رکھا جو کچھ خدا ان پر نازل کرتا ا اسے ظاہر نہیں کرتے تھے یہاں تک کہ آیت مبارکہ فاصدع بما تومر نازل ہوئی۔

(۱) تفسیر کبیر جلد ۵ صفحہ ۴۱۹ طبع دارالطباعہ استنبول

(۲) تفسیر معالم التنزیل جلد ۲ صفحہ ۲۰۰ طبع بمبئی

تیسری آیت

خداوند عالم نے ارشاد فرمایا۔

و قال رجل مومن من آل فرعون یکتم ایمانه اتقتلون رجلا ان یقول ربی اللّٰه

فرعون کے لوگوں میں سے ایک شخص جو ایماندار تھا اور اپنے ایمان کو چھپاتا تھا بولا کیا تم صرف اتنی بات پر کہ وہ کہتا ہے کہ میرا پروردگار اللہ ہے اس کو قتل کرنا چاہتے ہو۔

(سورہ المومن آیت ۲۸)

اور ظاہر ہے کہ وہ شخص اپنے ایمان کو اسی وجہ سے چھپاتا تھا کہ فرعون کو معلوم ہو جائے گا تو اس کو قتل کردے گا غرضیکہ اپنی جان کی حفاظت کے لئے اور فرعون کے قتل کے ڈر ہی سے وہ شخص اپنا ایمان پوشیدہ رکھتا تھا اور یہی تقیہ ہے۔

اس آیت میں مومن آل فرعون کے اخفا ایمان کا ذکر کیا ہے جن کا شمار صدیقین میں تھا جیسا کہ علامہ فخر الدین الرازی نے تحریر کیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے الصدیقون ثلاثة حبیب النجار و مومن آل فرعون حیث قال اتقتلون رجلا ان یقول ربی اللّٰه والثالث علی ابن ابی طالب و هو افضلهم

یعنی صدیق تو بس تین ہی شخص ہیں ایک حبیب نجار - دوسرے آل فرعون کا مومن جس نے فرعون سے کہا تھا کہ کیا تم لوگ ایسے شخص کو قتل کرتے ہو جو کہتا ہے کہ میرا پروردگار اللہ ہے۔ تیسرے علی بن ابی طالب اور یہ تینوں میں افضل ہیں۔

(تفسیر کبیر جلد ۷ صفحہ ۳۱۷ طبع استنبول)

تاریخ اسلام کا سرسری مطالعہ کرنے سے پیغمبر اسلامؐ کے قول اور ان کے عمل و فعل سے تقیہ کا جواز ثابت ہوتا ہے چنانچہ عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے۔

صلی النبی صلی اللّٰه علیه وسلم مستخفیا سنین لا یظهر شیئا مما انزل اللّٰه علیه حتی نزلت فاصدع بما تومر

نبی ۷ برس (۳ سال) تک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے امر نبوت کو پوشیدہ رکھا جو کچھ خدا ان پر نازل کرتا تھا اسے ظاہر نہیں کرتے تھے یہاں تک کہ آیت مبارکہ فاصدع بما تومر نازل ہوئی۔

(۱) تفسیر کبیر جلد ۵ صفحہ ۴۱۹ طبع دار الطباعہ استنبول

(۲) تفسیر معالم التنزیل جلد ۲ صفحہ ۲۰۰ طبع بمبئی

(۳) تفسیر در منثور جلد ۴ صفحہ ۱۰۶، ۱۰۷ طبع میمنیہ قاہرہ

حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے صحابی جناب ابوذرؓ کو کتمان دین کا حکم صادر فرمایا تھا۔ چنانچہ صحیح بخاری جلد ۲ صفحہ ۱۶۶ مطبوعہ مصر میں موجود ہے کہ جب جناب ابوذرؓ اوائل اسلام میں اسلام لائے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے ارشاد فرمایا۔

یا ابا ذرؓ اکتم ھذا الامر وارجع الی بلدک فاذا بلغک ظھورنا ... فاقبل الخ

اے ابو ذرؓ ابھی اس امر اسلام کو چھپائے رکھو اور اپنے شہر پلٹ جاؤ ہاں جب ہمارے غلبہ و ظہور کی اطلاع ملے تو ہمارے پاس چلے آنا۔

انہی حالات کے مد نظر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب معاذؓ کو اظہار حدیث سے منع فرمایا جیسا کہ خود حضرت معاذ سے منقول ہے کہ نبی اکرمؐ نے فرمایا۔

ما من احد یشھد ان لا الہ الا اللّٰہ و ان محمدا رسول اللّٰہ صدقا من قلبہ الا حرمہ اللّٰہ علی النار قال فان اخبرت بہ الناس فیستبشرون قال اذا یتکلون و اخبر بھا معاذ عند موتہ تاثما

"کہ جو شخص صدق دل سے کلمہ شہادتین پڑھ لے تو خدا اس کے جسم کو آتش جہنم پر حرام قرار دے دیتا ہے۔ معاذؓ بیان کرتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آیا میں لوگوں کو یہ حدیث سنا دوں تاکہ وہ خوش ہو جائیں؟ آنحضرتؐ نے فرمایا وہ اسی پر بھروسہ کر لیں گے۔ جناب معاذؓ نے اپنی موت کے وقت محض اس خیال کے پیش نظر کہ کتمان حدیث کر کے گنہگار نہ ہوں۔ یہ حدیث بیان کی"

آج وہی لوگ جو تقیہ کو جھوٹ کا نام دے کر اہل حق پر زبان درازی کرتے ہیں ان کے اپنے مذہب میں ضرورت کے وقت جھوٹ بولنا نہ صرف جائز بلکہ واجب ہے۔ چنانچہ امام نووی لکھتے ہیں۔

قد اتفق الفقہاء علی انہ لو جاء ظالم یطلب انسانا مختفیا لیقتلہ او یطلب ودیعۃ لانسان لیاخذھا غصبا و سئل عن ذلک و جب علی من علم ذلک اخفائہ و انکارہ العلم بہ و ھنا کذب جائز بل واجب لکونہ فی دفع الظلم .... الخ

تمام فقہاء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اگر کوئی ظالم کسی چھپے ہوئے آدمی کو قتل کرنے آئے یا کسی کے پاس محفوظ امامت کو غصب کرنا چاہے اور آ کر دریافت کرے تو جن لوگوں کو اس کا علم ہے ان پر اس کا پوشیدہ رکھنا اور اپنے علم کا انکار کرنا واجب ہے اور یہ جھوٹ نہ صرف جائز بلکہ واجب ہے کیونکہ یہ ایک مظلوم کو ظالم کے پنجہ ظلم سے بچانے کے لئے ہے۔ شرح مسلم نووی۔ ج ۲۔ ص۔ ۱۰۶۔۲۶۶۔ طبع۔ لکھنؤ

انہی حقائق کی بناء پر بعض انصاف پسند علماء اہل سنت نے واشگاف الفاظ میں تقیہ کے جواز کا اعتراف کر لیا ہے۔

چنانچہ علامہ فاضل عقیلی لکھتے ہیں۔

قلت اتفق اصحابنا علی جواز الکذب عند الضرورۃ بل و للمصلحۃ و ھو عین التقیۃ لکن ان عبرت بلفظ التقیۃ منعہ کثیر منھم لکونہ من تعبیرات الشیعۃ فالخلاف فیما یظھر لفظی واللہ اعلم

میں کہتا ہوں ہمارے علماء (اہل سنت) کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ضرورت بلکہ مصلحت کے وقت جھوٹ بولنا جائز ہے اور یہ بعینہ تقیہ ہی ہے البتہ اگر اس بات کو لفظ "تقیہ" سے تعبیر کیا جائے تو بہت سے علماء نے اس کی ممانعت کی ہے کیونکہ یہ تعبیر اہل تشیع کی ہے بنابریں یہ (شیعہ سنی اختلاف) صرف لفظی اختلاف ہے"

النصائح الکافیہ۔ص۔۱۰۹۔ طبع۔بمبئی

شیخ احمد فہمی مصری حاشیہ الملل والنحل جلد اول صفحہ ۱۹۵ طبع قاہرہ میں رقمطراز ہیں

التقیۃ جائزۃ فی الدین عند الخوف علی النفس و قال الطبری قال اصحابنا انھا جائزۃ فی الاحوال کلھا عند الضرورۃ و ربما و جبت فیھا بصرب من الطلیف والاستصلاح و ظاھر النصوص تدل علی انھا واجبۃ

"تقیہ دین میں خوف نفس کے وقت واجب ہے اور طبری نے کہا ہے کہ ہمارے اصحاب کہتے ہیں کہ تقیہ ضرورت کے وقت تمام حالات میں جائز ہے بلکہ بعض حالات میں از روئے لطف و صلاح واجب ہو جاتا ہے اور ظاہر نصوص روایات وجوب پر دلالت کرتی ہیں"۔

پانچواں اعتراض

"متعہ ایک خلاف شرعی فعل ہے"

کہتے ہیں کہ اس اعتراض کی حقیقت کیا ہے؟ دراصل یہ اعتراض اس بات سے عدم آگاہی کی بدولت کیا جاتا ہے کہ اسلام میں نکاح دو قسمیں ہیں۔ (۱) نکاح دائمی (۲) نکاح منقطع جو نکاح متعہ کے نام سے موسوم ہے۔ تمام شرائط اور احکام جو نکاح دائمی کیلئے ضروری ہیں وہ سب نکاح متعہ میں بھی ضروری ہیں۔ فرق صرف یہ ہے کہ اس میں مرد و عورت کی باہمی رضامندی سے مدت

معین کی جاتی ہے اگر مدت نہ ہوگی تو وہ نکاح دائمی متصور ہوگا اور یہ نکاح متعہ قرآن حکیم' حدیث رسول ؐ کے علاوہ عمل صحابہ کرام ؓ سے بھی ثابت ہے پہلے قرآن حکیم سے اس کا اثبات پیش کیا جاتا ہے ارشاد باری ہے۔

فما استمتعتم به منهن فاتوهن اجورهن فريضه ولا جناح عليكم فيما تراضيتم به من بعد الفريضه ان الله كان عليما حكيما

"جن عورتوں سے تم متعہ کرلو تو انہیں جو مہر معین کیا ہے دے دو اور مہر کے مقرر ہونے کے بعد اگر آپس میں (کم و بیش پر) راضی ہو جاؤ تو اس میں کچھ گناہ نہیں ہے بیشک اللہ تعالیٰ (ہر چیز سے) واقف اور مصلحتوں کا جاننے والا ہے"

(سورۃ النساء آیت ۲۴)

مفسرین اہل سنت نے تسلیم کیا ہے کہ یہ آیت تصریحاً جواز متعہ پر دلالت کرتی ہے جیسا کہ علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی بھی اس آیت کے ذیل میں فرماتے ہیں۔

المراد بالاستمتاع عقد المتعته وهي عقد يراد بها ملك البضعته الى مدة معينته بمهر معين بانت المواة بعد انقضاء تلك المدة بالاطلاق

"مراد اس استمتاع سے نکاح متعہ ہے اور یہ ایسا نکاح ہے کہ جس کے سبب انسان زن ممتوعہ کی شرمگاہ کا ایک مدت معینہ تک مہر معین کے معاوضہ میں مالک ہو جاتا ہے اور وہ عورت مدت (معینہ) پوری ہو جانے پر بغیر طلاق کے خود بخود بائنہ ہو جاتی ہے"

(تفسیر مظہری ج ۲ صفحہ ۷ ۴ طبع دہلی)

علامہ بیضاوی بھی اسی طرح تحریر کرتے ہیں کہ

نزلت الايت فى المتعته "کہ یہ آیت متعہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے"۔

(تفسیر بیضاوی ج ۱ صفحہ ۱۸۲۔ طبع مصر)

حلت نکاح متعہ پر احادیث رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

اس بارے میں نبی اکرم ؐ سے بکثرت احادیث موجود ہیں چنانچہ جابر بن عبداللہ اور سلمہ بن اکوع دونوں صحابیوں کا بیان ہے کہ

☆۔ **كنا فى جيش فاتانا رسول الله صلى الله عليه وسلم انه قد اذن لكم ان تستمتعوا فاستمتعوا**

"ہم ایک لشکر میں جنگ کے محاذ پر تھے کہ حضور اکرم ؐ کا فرستادہ شخص ہمارے پاس آیا اور اس نے کہا کہ تمہیں اجازت دی گئی ہے کہ تم متعہ کرو پس تم متعہ کر سکتے ہو"

(صحیح البخاری ج ۲ صفحہ ۷۲۷ طبع دہلی)

☆ **قال عبدالله كنا نغزو مع رسول الله صلى الله عليه وسلم وليس لنا شئى فقلنا الا نستخصى فنهانا عن ذلك ثم رخص لنا ان ننكح المراة بالثوب**

"عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ ہم جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگوں پر جایا کرتے تھے اور ہمارے لئے کوئی سامان نہ ہوتا تھا تو ہم نے کہا کہ ہم اپنے اعضائے شہوانی کو قطع نہ کرا دیں تو آنحضرت ؐ نے ہم کو اس کی ممانعت فرمائی پھر ہم کو اجازت دی کہ عورت سے کچھ لباس وغیرہ کے عوض متعہ کر لیا کریں"

(صحیح البخاری ج ۲ صفحہ ۷۵۹ طبع دہلی)

یہی حدیث جمع الفوائد للشیخ محمد سوسی مغربی مالکی نزیل حرمین ج ۱ صفحہ ۲۲۲ مطبع میرٹھ' مسند امام ابی عبداللہ محمد بن ادریس شافعی ص ۱۳۵ مطبوعہ مصر' کنز العمال علی متقی الہندی ج ۸ صفحہ ۲۹۵ مطبوعہ حیدر آباد میں بھی موجود ہے۔ علاوہ ازیں صحیح مسلم ج ۱ صفحہ ۴۵۰

مطبوعہ حیدر آباد دکن میں چھ عدد احادیث، سلمہ بن اکوعؓ سبرہ جہنیؓ اور سبرہ بن معبدؓ سے موجود ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نکاح متعہ کا حکم صادر فرمایا بلکہ امام احمد بن حنبل نے تو اس طرح لکھا ہے کہ

ابن عباس کہتے ہیں کہ نبی اکرمؐ نے خود متعہ کیا تھا

(مسند الامام احمد ج ۱ صفحہ ۳۳۷ طبع مصر)

نکاح متعہ اور صحابہؓ وتابعین کا عمل

تاریخ اسلام پر سرسری نظر ڈالی جائے تو یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ نکاح متعہ نبی اکرمؐ کی زندگی میں اور بعد میں بھی صحابہ کرامؓ تابعین اور دیگر فقہاء کرتے رہے ہیں چنانچہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی عثمانی رقم طراز ہیں۔

وروی تحلیلها عن جماعته من الصحابته

اس (نکاح متعہ) کا حلال ہونا صحابہ کی ایک بڑی جماعت سے مروی ہے۔ عبداللہ بن عباسؓ جابر بن عبداللہؓ سلمہ بن اکوعؓ عبداللہ بن مسعودؓ معاویہ بن ابی سفیانؓ سلمہ بن امیہؓ سعید بن امیہؓ ان صحابہ کے بیانات نقل کرنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں

قال الحافظ انه روی بها من التابعین ابن جریج و طاؤس و عطاء و اصحاب ابن عباس و سعید بن جبیر و فقهاء مکته

"حافظ ابن حجر عسقلانی نے کہا کہ متعہ کے حلال ہونے پر فتویٰ تابعین میں سے ابن جریجؒ طاؤسؒ عطاءؒ ابن عباسؓ کے شاگردوں اور سعید بن جبیرؒ اور فقہائے مکہ معظمہ نے بھی دیا ہے۔

(تفسیر مظہری ج ۲ صفحہ ۷۵-۷۴ طبع دہلی)

بعض صحابہ کرامؓ ہمیشہ نکاح متعہ کے جواز کے قائل رہے جیسے جابر بن عبداللہؓ عبداللہ بن مسعودؓ ابو سعیدؓ معاویہؓ اسماء بنتؓ عبداللہ بن عباسؓ عمرو بن حویرثؓ اور سلمہ بن اکوع اور ایک جماعت تابعین میں سے بھی جواز کی قائل ہوئی ہے ملاحظہ

(موطا امام مالک مترجم ج ۲ صفحہ ۳۴ طبع کراچی)

واختلف اصحاب ابن عباس من اهل مکه والیمن علی اباحتها قال (ابن حزم) و من التابعین طاؤس و سعید بن جبیر و عطاء و سائر فقهاء مکه

ابن حجر نے کہا ہے کہ ابن عباس کے تمام اصحاب جو اہل مکہ ویمن سے تھے جواز متعہ کے قائل تھے ابن حزم نے کہا کہ تابعین میں سے طاؤس اور سعید بن جبیر اور عطاء اور تمام فقہائے مکہ اس کو جائز سمجھتے تھے"

(فتح الباری ج ۹ صفحہ ۱۳۸ طبع بولاق مصر)

نیل الاوطار شوکانی جلد چہارم صفحہ ۴۴ میں بھی مندرجہ بالا کے علاوہ ابن جریج فقیہ مکہ کا اسم گرامی بھی درج ہے۔

حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ کا متعہ

اگر نکاح متعہ شریعت کی رو سے جائز نہ ہوتا تو صحابہ کرامؓ کی اتنی بڑی جماعت اور حضرت ابوبکرؓ کی صاحبزادی اسماء اس فعل کا

حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ فرماتی ہیں

عن اسماء بنت ابی بکرؓ قالت فعلناها علی عهد رسول الله صلی الله علیه وسلم

"ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں خود میں نے متعہ کیا ہے" (تفسیر مظہری ج ۲ صفحہ ۷۴ طبع دہلی)

(مسند ابوداؤد الطیالسی ج ۱ صفحہ ۳۰۹ طبع حیدر آباد دکن)

عبداللہ بن زبیر کے ساتھ نکاح متعہ کے موضوع پر ابن عباسؓ کی گفتگو مشہور ہے کہ ایک دفعہ عبداللہ بن عباس کو حضرت عروہ بن زبیر نے سرزنش کے انداز میں کہا کہ

افاتتقی اللہ تو رخص فی المتعہ

"اے عبداللہ بن عباس تجھے خدا کا خوف نہیں کہ متعہ کے جواز کا فتویٰ دیتے ہو"

تو اس کا جواب حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے عروہ کو یوں دیا

سل امک یا عروۃ

"اے عروہ متعہ کی رخصت کا یہ مسئلہ میری بجائے اپنی ماں سے جاکر پوچھ"

(زاد المعاد ابن قیم ج ۱ صفحہ ۲۱۹ طبع مصر)

ابن عباسؓ فرماتے ہیں۔

ما کانت المتعہ الا رحمہ رحم اللہ بھا ھذہ الامہ ولو لا نھی عمر بن الخطاب عنھا ما زنا الا شقی

نکاح متعہ خدا کی رحمت ہے جو اللہ تعالیٰ نے اس امت پر رحمت کیا ہے اور اگر عمر بن خطاب متعہ سے ممانعت نہ کرتے تو سوائے بدبخت کے کوئی بھی زنا نہ کرتا۔

(شرح معانی الآثار ج ۲ صفحہ ۲۱ طبع مصطفائی لاہور)

مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی کی وضاحت

"متعہ کو مطلقاً حرام قرار دینے یا مطلقاً مباح ٹھہرانے میں سنیوں اور شیعوں کے درمیان جو اختلاف پایا جاتا ہے اس میں بحث اور مناظرے نے بے جا شدت پیدا کر دی ہے ورنہ امر حق معلوم کرنا کچھ مشکل نہیں ہے۔ انسان کو بسا اوقات ایسے حالات سے سابقہ پیش آتا ہے جس میں نکاح ممکن نہیں ہوتا اور وہ زنا یا متعہ میں سے کسی ایک کو اختیار کرنے پر مجبور ہوتا ہے۔ ایسے حالات میں زنا کی بہ نسبت متعہ کر لینا بہتر ہے۔ مثلاً فرض کیجئے کہ ایک جہاز سمندر میں ٹوٹ جاتا ہے اور ایک مرد و عورت کسی تختے پر بہتے ہوئے ایک ایسے سنسان جزیرہ میں جا پہنچتے ہیں جہاں کوئی آبادی نہ ہو وہ ایک ساتھ رہنے پر بھی مجبور ہیں اور شرعی شرائط کے مطابق ان کے درمیان نکاح بھی ممکن نہیں ہے ایسی حالت میں ان کیلئے اس کے سوا چارہ نہیں کہ باہم خود ہی ایجاب و قبول کر کے اس وقت تک کیلئے عارضی نکاح کر لیں جب تک وہ آبادی میں پہنچ جائیں یا آبادی ان تک پہنچ جائے کم و بیش ایسی ہی اضطراری صورتیں اور بھی ہو سکتی ہیں متعہ اسی قسم کی اضطراری حالتوں کیلئے ہے"

(ترجمہ القرآن اگست ۱۹۵۴ء جلد ۴)

ثابت ہوا کہ شرعی نقطہ نظر سے متعہ ایک نکاح ہے جس کی شارع علیہ السلام نے زنا سے بچنے کیلئے اجازت مرحمت فرمائی ہے۔

چند اشتباہات اور ان کا ازالہ

اس امر میں کوئی شک نہیں کہ صحابہ کرامؓ و امہات المومنینؓ لائق تعظیم ہیں اور ہر مسلمان دین اسلام اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جانثار صحابہ کرامؓ کی عزت و تکریم کا قائل ہے لیکن اس کے باوجود بعض حلقوں کی جانب سے گستاخ صحابہ، منکرین خلافت شیخین اور توہین امہات المومنین جیسے اختلافی مسائل پر سزائے موت اور تکفیر کا مطالبہ ایک ایسا فعل ہے کہ جس کا کوئی شرعی جواز موجود نہیں۔ سپاہ صحابہ کی طرف سے قومی اسمبلی میں پیش کئے جانے والے "ناموس صحابہ بل" (جسے بعدازاں ناموس صحابہ و اہل بیت بل کے نام سے موسوم کیا گیا تھا) اور حال ہی میں پیش کی جانے والی "تاریخی دستاویز" میں متذکرہ بالا وجوہ کی بناء پر سزائے موت اور کافر قرار دینے کے مطالبات پیش کئے گئے ہیں۔ ذیل میں ہم کتب احادیث، صحاح ستہ اور دیوبند کے اکابر علماء اور ان کی مستند تصانیف کے اقتباسات دے رہے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ قرآن و حدیث، صحابہ کرامؓ، آئمہ اربعہ اور سپاہ صحابہ کے اکابرین کبھی بھی ان مطالبات کے قائل نہیں رہے اور یہ مطالبات، اشتباہات سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتے۔ اگرچہ خود یہ بات بھی محل بحث ہے کہ آیا اہل تشیع متذکرہ بالا امور کے قائل بھی ہیں؟ یا نہیں۔ لیکن ہم یہاں اسے زیر بحث نہیں لانا چاہتے اور ان اشتباہات کی شرعی حیثیت کے جائزے تک ہی خود کو محدود رکھنا چاہتے ہیں تاکہ یہ امر واضح ہوجائے کہ آیا فقہی اور شرعی نقطہ نظر سے (اگر کوئی ان امور کا مرتکب ہو تب بھی) اس کے لئے سزائے موت یا تکفیر کا مطالبہ کیا جا سکتا ہے؟

پہلا شبہ

"توہین صحابہ و امہات المومنین کی سزا موت یا عمر قید یا ۸۰ کوڑے ہیں؟ یا تعزیر؟

قرآن پاک میں توہین صحابی پر سزائے موت کا قطعاً" کوئی حکم نہیں پایا جاتا۔ اور نہ ہی سنت پیغمبرؐ میں ایسا کوئی تصور موجود ہے۔ صحاح ستہ کے علاوہ بھی کسی حدیث یا سیرت و تاریخ کی کتب سے ایسی کوئی صحیح السند اور صریح الدلالت حدیث میں یہ ہرگز موجود نہیں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے توہین صحابہ کا ارتکاب کرنے والے کے لئے سزائے موت قرار دی ہو یا توہین صحابہ کے مرتکب کسی شخص کے قتل کا حکم جاری فرمایا ہو۔ یا اسے

کوئی اور سزا دی ہو لہٰذا کسی غیر معصوم کے اقدامات پر رائے زنی کرنے والے کے لئے سزا موت قرار دینا کتاب و سنت کے سراسر خلاف ہے۔ حالانکہ ایسے کئی ایک مواقع آئے کہ جب خود رسول اکرم ﷺ کے روبرو صحابہ کرام کی توہین کی گئی۔ لیکن ایسا قانون نہ ہی رسول اللہ ﷺ نے اپنے دور حکومت میں بنایا اور نہ ہی بعد والے حکمرانوں نے۔ اس سلسلہ میں کئی ناقابل انکار تاریخی واقعات موجود ہیں۔ مثلاً

انس ابن مالک سے روایت ہے کہ

قیل للنبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم لو اتیت عبداللّٰہ بن ابی فانطلق الیہ النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم و رکب حمارا فانطلق المسلمون یمشون معہ وھی ارض سبخۃ فلما اتاہ النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال الیلٔ عنی واللّٰہ لقد اذانین تن حمارک فقال رجل من الانصار منھم واللّٰہ لحمار رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اطیب ریحا" منلٔ فغضب لعبد اللّٰہ رجل من قومہ فشتما فغضب لکل واحد منھما اصحابہ فکان بینھما ضرب بالجرید والایدی والنعال

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہا گیا کہ وہ عبداللہ ابن ابی کے پاس تشریف لے جائیں پس حضور گدھے پر سوار ہو کر صحابہ کے ساتھ اس کے پاس پہنچے تو اس منافق نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا کہ مجھ سے دور ہو جایئے بخدا آپ کے گدھے کی بدبو نے مجھے اذیت دی ہے۔ ایک انصاری صحابی نے اس کو کہا حضورؐ کے گدھے کی خوشبو تجھ سے زیادہ پاکیزہ ہے اس پر ایک صحابی نے ہم قوم ہونے کی بناء پر عبداللہ ابن ابی کی حمایت میں غصہ دکھایا اس سے ان کی آپس میں لڑائی ہو گئی اور چھڑیوں، تھپڑوں اور جوتیوں سے ایک دوسرے کو مارا پیٹا گیا تو حضور نے ان کے درمیان صلح کرا دی"۔

(صحیح بخاری جلد ۱ صفحہ ۷۱، صفحہ ۳۷۰ طبع دہلی)

مزید حوالہ جات

(۱) صحیح مسلم جلد ۲ صفحہ ۱۱۰ طبع دہلی، (۲) تفسیر در منثور جلد ۶ صفحہ ۹۰ طبع بیروت، (۳) اسباب النزول صفحہ ۲۶۳ طبع دار نشر لاہور، (۴) لباب النقول صفحہ ۹۷ مطبعہ المشہد الحسینی قاہرہ، (۵) تفسیر القرطبی جلد ۱۶ صفحہ ۲۰۷ طبع قاہرہ، (۶) بیان القرآن جلد ۱۱ صفحہ ۴۴ مطبع اشرف المطابع تھانہ بھون، (۷) التعلیق المجد علی موطا محمد صفحہ ۴۰۷ طبع مکتبہ رحیمیہ دیوبند، (۸) الروضۃ الندیہ جلد ۲ صفحہ ۳۵۸ طبع دار المعرفہ بیروت۔

☆ ☆ ☆

امام احمد بن حنبل نے حضرت ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ

ان رجلا شتم ابابکر والنبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم جالس فجعل النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم یعجب و یتبسم فلما اکثر ردعلیہ بعض قولہ فغضب النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم و قام ملحقہ

ابوبکر فقال یا رسول اللّٰہ کان یشتمنی و انت جالس فلما رددت علیه بعض قوله غضبت و قمت قال انه کان معک ملک یردعنک فلما رددت علیه بعض قوله وقع الشیطان فلم اکن لا قعد مع الشیطان

"ایک شخص حضرت ابوبکر کو گالیاں دیتا رہا اور آنحضرت ﷺ بیٹھ کر خوش ہوتے رہے اور مسکراتے رہے۔ جب اس شخص کی زبان درازی بڑھ گئی تو حضرت ابوبکر نے اس کی رد کر دی۔ اس پر آنحضرتؐ اٹھ کھڑے ہوئے اور چل دیئے۔ حضرت ابوبکر صدیق نے کہا حضورؐ جب تک وہ مجھے گالیاں دیتا رہا آپ بیٹھے رہے اور جب میں نے اس کی رد کی تو آپ ناراض ہو گئے؟ حضورؐ نے فرمایا۔ اے ابوبکر جب وہ تمہیں گالیاں دے رہا تھا تو ایک فرشتہ تمہاری طرف سے اس کی رد کر رہا تھا اور جب تو نے خود رد کر دی تو شیطان آگیا میں شیطان کے ساتھ نہیں بیٹھ سکتا"۔

(مسند امام احمد جلد ۲ صفحہ ۴۳۶ طبع المیمنیہ مصر)

اور اسی طرح مندرجہ بالا روایت مشکوٰۃ المصابیح باب الرفق صفحہ ۴۳۲ مطبوعہ اصح المطابع دہلی میں بھی موجود ہے۔

☆ ☆ ☆

صحابی رسول ﷺ حضرت عمار بن یاسر اور خالد بن ولید نے نبی اکرم ﷺ کے سامنے ایک دوسرے کو گالیاں دیں اور برا بھلا کہا مگر حضورؐ نے کسی کے قتل کا حکم جاری نہیں فرمایا چنانچہ۔

کان بینی و بین عمار بن یاسر کلام فاغلظت له فی القول فانطلق عمار یشکونی الی النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم فجاء خالد و هو یشکوه الی النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم قال فجعل یغلظ له ولا یزید الاغلظة والنبی صلی اللّٰہ علیه وسلم ساکت لا یتکلم فبکی عمار و قال یا رسول اللّٰہ الا تراه فرفع رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم راسه و قال من عادی عمارا عاداه اللّٰہ و من ابغض عمارا ابغضه اللّٰہ تعالٰی

خالد بن ولید سے روایت ہے کہ میرے اور عمار بن یاسر کے درمیان تلخ کلامی ہو گئی اور میں نے اسے گالیاں دیں عمار آنحضرتؐ کے پاس میری شکایت کرنے کے لئے گئے اور میں عمار کی شکایت کرنے کے لئے گیا۔ ہم حضور نبی کریمؐ کے سامنے سب و شتم کے سوا کوئی بات نہ کر رہے تھے اور رسول اللہ بیٹھے کوئی بات نہ کر رہے تھے۔ جب عمار رونے لگے اور کہا یا رسول اللہ کیا آپ نہیں دیکھ رہے کہ وہ مجھے گالیاں دے رہا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنا سر بلند کیا اور فرمایا کہ جو عمار سے دشمنی رکھے اللہ تعالیٰ اس سے دشمنی رکھے گا"۔

(مسند امام احمد جلد ۴ صفحہ ۸۹-۹۰)

علامہ علی متقی برہان پوری حنفی اسی واقعہ کو ان الفاظ میں لکھتے ہیں۔

"خالد اور عمار بن یاسر کے درمیان جھگڑا ہوا اور ان دونوں نے ایک دوسرے کو سب و شتم کیا جب یہ دونوں رسول اللہ کے پاس گئے تو وہاں بھی ایک دوسرے کو گالیاں دینے لگے خالد نے کہا یا رسول اللہ ﷺ یہ غلام آپ کے سامنے مجھے گالیاں دے رہا ہے۔ بخدا اگر آپ نہ ہوتے تو یہ مجھے گالیاں نہ دیتا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے خالد عمار سے باز رہو جو عمار سے بغض رکھے اللہ تعالیٰ اس سے بغض رکھتا ہے"۔

(کنز العمال جلد ۱ صفحہ ۲۴۲)

مزید حوالہ جات

(۱) اسباب النزول صفحہ ۹۱۔ طبع دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور (۲) مسند ابو داؤد طیالسی جز خامس صفحہ ۱۵۸ طبع حیدر آباد دکن (۳) اصابہ فی تمیز الصحابہ جلد ۲ صفحہ ۵۱۲ مطبع سعادہ مصر (۴) تفسیر در منثور جلد ۲ صفحہ ۱۷۶ طبع میمنیہ مصر، (۵) لباب النقول صفحہ ۳۲ مطبعہ المشہد الحسینی قاھرہ (۶) مستدرک علی الصحیحین جلد ۳ صفحہ ۳۸۹، ۳۹۰ طبع حیدر آباد دکن (۷) مشکل آلاثار جلد ۴ صفحہ ۲۵۵ طبع حیدر آباد دکن (۸) مشکواۃ المصابیح صفحہ ۵۸۰ طبع اصح المطابع دہلی (۹) مجمع الزوائد جلد ۹ صفحہ ۲۹۳ طبع مکتبہ القدسی قاھرہ (۱۰) تاریخ بغداد جلد ۱ صفحہ ۱۵۲ طبع سعادہ مصر (۱۱) درالسحابہ فی مناقب القرابہ والصحابہ صفحہ ۳۶۱ طبع دمشق۔

واضح ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کسی بات پر خاموشی بھی شریعت میں اس کے جواز کی قطعی دلیل ہے اور اس کو فنی اصطلاح میں حدیث تقریری کہا جاتا ہے۔

☆ ☆ ☆

حضرت ابو برزہ اسلمی سے منقول ہے کہ

اغلظ رجل لا بی بکر الصدیق فقلت اقتله فانتهر نی و قال لیس هذا لا حد بعد رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم

"ایک شخص نے حضرت ابوبکر سے سخت کلامی کی تو میں نے پوچھا کہ اس شخص کو قتل کردوں؟ انہوں نے مجھے ڈانٹ دیا اور کہا کہ سزائے قتل آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین کے علاوہ کسی اور توہین پر نہیں دی جاسکتی"۔ (سنن نسائی جلد ۲ صفحہ ۷۰ طبع دہلی)

کتاب مسند ابی بکر الصدیق تالیف علامہ ابوبکر مروزی کے فاضل محشی علامہ شعیب الارنووط نے اس روایت کی توثیق ان الفاظ میں کی ہے۔

اسنادہ صحیح

"اس روایت کی سند صحیح ہے"

(حاشیہ مسند ابی بکر الصدیق صفحہ ۱۰۸ طبع بیروت)

مزید حوالہ جات

(۱) مسند امام احمد جلد ۱ صفحہ ۹ طبع مصر (۲) سنن ابو داؤد جلد ۲ صفحہ ۴۴۳ طبع مصر (۳) التعلیق المحمود علی سنن ابی داؤد جلد ۲ صفحہ ۲۴۴ طبع کراچی (۴) الشفا جلد ۲ صفحہ ۳۲۵ طبع بریلی (۵) مسند حمیدی جلد ۱ صفحہ ۵ طبع حیدر آباد دکن (۶) اخبار القضاۃ جلد ۲ صفحہ ۵۷ طبع قاہرہ (۷) محلی ابن حزم جلد ۱۱ صفحہ ۴۱۰ طبع منیرہ مصر (۸) اقناع ابن منذر جلد ۲ صفحہ ۵۸۳ طبع حلب (۹) سلالتہ الرسالہ صفحہ ۱۷ طبع اردن (۱۰) مسند ابی بکر الصدیق صفحہ ۱۰۹، ۱۱۰ طبع بیروت۔

☆ ☆ ☆

ابوہریرہ اور ابان بن سعید نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روبرو ایک دوسرے کو گالیاں دیں اور آپس میں توہین آمیز الفاظ استعمال کئے امام بخاری تحریر کرتے ہیں

خیبر کے دن ابوھریرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے تو ابان بن سعید نے کہا

"یا رسول اللہ ابوھریرہ کو کچھ نہ دیجئے"۔

ابوھریرہ نے کہا

"یا رسول اللہ ابان نے تو جنگ احد میں
نعمان قوقل صحابی کو قتل کیا تھا"۔

ابان یہ سن کر غصے میں آ گئے اور کہنے لگے

"واہ واہ (تمہاری شکل میں) ضان کے
جنگل میں سے کتنا خوب بلا نیچے اترا
ہے"۔

ابان نے کہا

" واہ واہ تمہیں بھی باتیں آگئیں۔ ارے
بلے تو ابھی ابھی ضان کے پہاڑ سے یا
جنگلی بیری سے اتر کر آیا ہے اور ابھی
سے ایسی باتیں"

(صحیح بخاری جلد ۴ صفحہ ۲۰۰ طبع نعمانی کتب خانہ لاہور)

اور صحیح بخاری کے اسی صفحہ پر حاشیہ نمبر ۴ میں لکھا ہے

کہ ابان بن سعید نے ابوھریرہ کی تحقیر کی کہ ابھی ابھی تو پہاڑ سے اتر کر آیا ہے اور دخل در معقولات بھی کرنے لگے۔

☆ ☆ ☆

حضرت معاویہ بن ابی سفیان کی توہین ان کے اپنے دربار میں کی گئی توہین کے مرتکب کو نہ انہوں نے سزا دی اور نہ ہی ان کے حواریوں نے ان سے کسی قسم کی سزا کا مطالبہ کیا اگرچہ یہ روایتیں نوک قلم پر لانے کے قابل نہیں ہیں لیکن "نقل کفر کفر نہ باشد" کے اصول پر صرف بطور دلیل پیش کی جا رہی ہیں۔ چنانچہ عقائد کی مشہور کتاب نبراس علی شرح العقائد کے فاضل محشی ملا برخوردار ملتانی لکھتے ہیں۔

دخل شریک بن الاعور علی معاویة و کان ذمیما فقال له معاویة انك للنمیم والجمیل خیر من النمیم و انك شریک و ما للّٰه من شریک و ان اباک الاعور والصحیح خیر من الاعور فکیف سدت قومك فقال انك معاویة و ما معاویة الاکلبة عوت فاستعوت الکلاب و انك ابن صخر والسهل خیر من الصخر و انك لابن حرب والسلم خیر من الحرب و انك ابن امیة وما امیة الا امة صغرت فکیف صرت امیر المومنین

"شریک بن اعور معاویہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور یہ کریہہ المنظر تھا معاویہ نے اس کو کہا تو کریہہ المنظر ہے اور خوش منظر' کریہہ المنظر سے اچھا ہوتا ہے اور تو شریک ہے خدا کا کوئی شریک نہیں ہے اور تیرا باپ اعور ہے اور صحیح' اعور سے اچھا ہوتا ہے تو پھر تو کس طرح اپنی قوم میں سردار بن گیا ہے شریک نے معاویہ سے کہا تو معاویہ ہے اور معاویہ اس کتیا کا نام ہے جو اپنے پیچھے کتوں کو بلاتی ہے اور تو بیٹا ہے صخر کا اور سہل' صخر سے بہتر ہے اور تو بیٹا ہے حرب کا اور صلح حرب سے بہتر ہوتی ہے اور تو بیٹا ہے امیہ کا اور وہ تصغیر ہے امتہ (لونڈی) کی پس تو کیونکر امیرالمومنین ہو گیا ہے"۔

(حاشیہ نبراس علی شرح العقائد صفحہ ۵۱۰ طبع مطبع ہاشمی میرٹھ)

(المستطرف فی کل فن مستظرف جلد ا صفحہ ۸۲ طبع دارالکتب العربیہ مصر)

کچھ معمولی تغیر الفاظ کے ساتھ یہی واقعہ تاریخ الخلفاء للسیوطی صفحہ ۱۳۹ طبع مجیدی کانپور میں جاریہ بن قدامہ السعدی سے بھی مروی ہے۔

☆ ☆ ☆

ابن حجر مکی نے بیان کیا ہے کہ حضرت عمر کے فرزند عبداللہ بن عمر نے صحابی رسول حضرت مقداد بن اسود کو گالی دی تو انہوں نے بیٹے کی زبان کاٹ دینے کی دھمکی تو دی مگر بعد میں اسے چھوڑ دیا۔

(صواعق محرقہ صفحہ ۲۵۸ طبع مکتبہ القاھرہ مصر)

☆ ☆ ☆

معروف حنفی عالم شیخ محمد بن قاسم الحنفی اپنی تالیف روض الاخیار المنتخب میں ربیع الابرار صفحہ ۱۹۵ مطبوعہ

مصر میں تحریر کرتے ہیں۔

کان معاویة رضی اللّٰہ عنه معروفا بالحلم فلم یغضبه احد فادعی واحد ان یغضبه فدخل علیه و قال اطلب منک ان تزوجنی والدتک فان بها دبرا کبیر افقال ذالک سبب حب ابی لها ثم قال للخازن اعطیه الف دینار یشتری بهاجاریة

"معاویہ بن ابی سفیان بردباری میں مشہور تھا کہ کوئی شخص اسے غصہ نہ دلا سکتا تھا پس ایک شخص نے دعویٰ کیا کہ معاویہ کو میں غضبناک کروں گا وہ شخص معاویہ کے پاس داخل ہوا اور کہنے لگا میں تم سے اس بات کا خواہشمند ہوں کہ اپنی والدہ کا مجھ سے نکاح کر دے کیونکہ اس کے چوتڑ بڑے اور موٹے ہیں۔ (العیاذ باللہ) معاویہ نے کہا اس لئے تو میرے والد ان سے محبت کرتے تھے پھر معاویہ نے خزانچی کو حکم دیا کہ اس شخص کو ہزار اشرفی دے دے تاکہ یہ ان سے کنیز خرید سکے"۔

☆ ☆ ☆

ان کے علاوہ اس قسم کے درجنوں واقعات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی موجودگی میں ہوئے۔ مثلاً حضرت عمر نے صحابی رسول حاطب بدری کو منافق کہا۔

قال عمر یا رسول اللّٰہ دعنی اضرب عنق هذا المنافق

"حضرت عمر نے عرض کیا یا رسول اللہؐ مجھ کو اس (حاطب بدری) منافق کی گردن اڑانے دیجئے"۔

حوالہ جات

(۱) صحیح بخاری جلد۱' صفحہ ۱۰۶ جلد ۳ صفحہ ۳۷ طبع مصر (۲) عمدہ القاری شرح بخاری جلد ۷ صفحہ ۴۴ طبعہ قاھرہ (۳) تیسیر الباری شرح بخاری پارہ ۱۲ صفحہ ۲۲ و پارہ ۱۷ صفحہ ۳۴ طبع نعمانی کتب خانہ لاہور

☆ ☆ ☆

حدیث الافک میں اسید بن حضیر نے صحابی رسول حضرت سعد بن عبادہ انصاری بدری کو کاذب اور منافق کہا۔ چنانچہ صحیح بخاری کے الفاظ یہ ہیں۔

فقال لسعد ابن عبادة کذبت لعمر اللّٰہ لنقتلنه فانک منافق تجادل عن المنافق فثار الحیان الاوس والخزرج حتی هموا ان یقتتلوا و رسول اللّٰہ قائم علی المنبر فلم یزل رسول اللّٰہ یخفضهم حتی سکتوا و سکت

"اللہ کی قسم تو جھوٹ کہہ رہا ہے ہم ضرور اسے قتل کریں گے تو خود منافق ہے اور منافقون کی طرفداری میں جھگڑ رہا ہے (اس گفتگو پر) دونوں قبیلے اوس اور خزرج بھڑک اٹھے اور قریب تھا کہ آپس میں قتل و غارت ہو جائے حتی کہ وہ خاموش ہو گئے آنحضرت ﷺ بھی خاموش ہو رہے"۔ (صحیح بخاری جلد ۳ صفحہ ۲۵ طبع مصر)

سقیفہ بنی ساعدہ میں جب صحابہ کرام کی آپس میں سخت جھڑپیں ہوئیں تو اس وقت حضرت عمر بن الخطاب کی سعد ابن عبادہ سے تلخ کلامی ' ہاتھا پائی اور داڑھی نوچنے نچوانے تک نوبت پہنچی اور حضرت عمر نے للکار کر کہا

اقتلوہ قتلہ اللّٰہ فانہ صاحب فتنۃ

"اسے قتل کرو خدا اسے مارے یہ فتنہ پرداز ہے"

(عقد الفرید جلد ۳ صفحہ ۶۳ طبع دار الفکر بیروت)

بلکہ تاریخ طبری کے الفاظ تو یہ ہیں۔ کہ حضرت عمرؓ نے کہا

قتلہ اللّٰہ انہ منافق

"خدا اسے مارے یہ منافق ہے"

(تاریخ طبری جلد ۲ صفحہ ۴۵۹ طبع مصر)

معاذ بن جبل نے ایک صحابی کو جس نے نماز کو مختصر پڑھا تھا منافق کہا۔

(تیسیر الباری شرح بخاری جلد ۱ صفحہ ۴۵۱ طبع لاہور)

لیکن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان توہین آمیز الفاظ استعمال کرنے والے کو نہ سزائے موت دی اور نہ ہی کوئی دوسری سزا تجویز فرمائی۔

اکابرین امت کی تصریحات

(۱) حضرت عمر بن عبد العزیز

کوفہ سے ان کے عامل نے لکھا کہ

مجھے ایک ایسے شخص کے بارے میں مشورہ دیں جس نے حضرت عمر بن الخطاب کو گالیاں دی ہیں کیا میں اس کو قتل کردوں؟

تو انہوں نے جواب میں یوں لکھا کہ۔

انہ لا یحل قتل امری مسلم بسب احد من الناس الا رجلا سب رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فمن سبہ فقد حل دمہ

"کسی بھی مسلمان شخص کو کسی کو گالی دینے کی بناء پر قتل کرنا جائز نہیں ہے سوائے اس شخص کے جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گالی دی ہو۔ پس جس نے نبی کو گالی دی اس کا خون مباح ہے"۔

(۱) الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ جلد ۲ صفحہ ۳۲۵ طبع بریلی

(۲) سلالہ الرسالہ لملا علی القاری صفحہ ۱۸ طبع اردن

(۳) الطبقات الکبری جلد ۵ صفحہ ۳۶۹ طبع جدید بیروت

(۲) امام مالک

حضرت امام مالک کا موقف یہ ہے کہ۔

من شتم النبی صلی اللّٰہ علیہ و آلہ وسلم قتل و من شتم اصحابہ ادب

"جس نے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو گالی دی اس کو قتل کیا جائے گا اور جس نے صحابہ کو گالی دی اس کو ادب سکھایا جائے گا"

(۱) الشفاء قاضی عیاض جلد ۲ صفحہ ۳۷۶ مطبع صدیقی بریلی

(۲) (الصارم المسلول صفحہ ۵۶۹ بحوالہ دفاع ابوھریرہ صفحہ ۲۶ طبع پشاور)

شرح نبراس اس کے فاضل محشی ملا برخوردار ملتانی لکھتے ہیں۔

"امام مالک کا مشہور مذہب یہ ہے کہ اس میں اجتہاد ہے لہذا ایسے شخص کو ادب سکھایا جائے"۔

(نبراس علی شرح العقائد صفحہ ۵۵۰ حاشیہ نمبر۴ طبع میرٹھ)

امام مالک کی یہی رائے صواعق محرقہ صفحہ ۲۵۹ طبع مکتبہ القاھرہ مصر اور نسیم الریاض شرح الشفاء القاضی عیاض جلد ۴ صفحہ ۵۶۵ طبع مکتبہ سلفیہ مدینہ منورہ میں بھی موجود ہے۔

(۳) امام نووی الشافعی

امام محی الدین النووی الشافعی جمہور علماء اہل سنت کا اتفاق رائے بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"جمہور آئمہ اور فقہائے اہل سنت کا متفقہ مسلک ہے کہ صحابہ کرام کو گالی دینا حرام اور فواحش محرمات میں سے ہے مگر اس کی سزا قتل نہیں"۔

(النووی شرح مسلم جلد ۲ صفحہ ۳۱۰ طبع دہلی)

(۴) ملا علی قاری حنفی

فقہ حنفیہ کے ترجمان ملا علی القاری الحنفی صحابہ کی توہین کے سلسلہ میں اپنی رائے یوں پیش فرماتے ہیں۔

فلم یرد عن الصحابۃ ولا عن التابعین ان من سب الشیخین کفر ' ولا ثبت عنھم قتل من سبھما' وقد اتفق الائمۃ الثلاثۃ علی عدم کفرہ و قتلہ' و صح عن ابی حنیفۃ و ابی یوسف ان شھادۃ اھل الاھواء من الخوارج والروافض مقبولۃ الا الخطابیۃ

" ابوبکر و عمر کی توہین کرنے والے کو کافر کہنا اور اسے قتل کرنا نہ صحابہ سے ثابت ہے اور نہ ہی تابعین

سے۔ اور ائمہ ثلاثہ یعنی امام ابو حنیفہ' امام محمد اور امام ابو یوسف اس بات پر متفق ہیں کہ توہین شیخین کرنے والا نہ تو کافر ہے اور نہ ہی واجب القتل۔ امام ابوحنیفہ اور امام ابو یوسف کے نزدیک تو ایسے شخص کی گواہی بھی قابل قبول ہے"۔

(سلالتہ الرسالہ صفحہ ۱۹ طبع اردن)

اسی حقیقت کو مزید بیان کرتے ہوئے ملا علی قاری حنفی امام ابو حنیفہ کی کتاب "فقہ اکبر" کی شرح میں "سب الشیخین و قتلھما لیس بکفر" پر بحث کرتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

ثم فی بسط الامام الکلام فی نفی تکفیر ارباب الاثام من اھل القبلة ولو من اھل بدعة دلالة علی ان سب الشیخین لیس بکفر کما صححه ابو شکور السلمی فی تمھیده و ذالک لعدم ثبوت مبناه و عدم تحقق معناه فان سب المسلم فسق کما فی حدیث ثابت و حینئذ یستوی الشیخان و غیرھما فی ھذا الحکم وانه لو فرض ان احدا قتل الشیخین بل والختنین بوصف الجمع لا یخرج' عن کونه مسلما" عندا ھل السنة والجماعة و من المعلوم ان السب دون القتل

"پھر امام (ابو حنیفہ) کا اہل قبلہ سے خواہ وہ اہل بدعت ہی کیوں نہ ہوں گناہوں کی بدولت عدم کفر کی وضاحت کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ حضرت ابو بکر و عمر کو سب و شتم کرنے سے کوئی کافر نہیں ہو جاتا جیسا کہ ابو شکور سالمی نے اپنی کتاب "تمہید" میں اس قول کو صحیح قرار دیا ہے اور اس کا کوئی ثبوت نہیں کیونکہ ہر ایک مسلمان کو سب و شتم کرنا گناہ ہے جیسا کہ حدیث رسول میں ثابت ہے اور اس حکم کے ماتحت حضرت ابوبکر و عمر اور دیگر مسلمان سب برابر ہیں۔ اور اگر یہ بھی فرض کر لیا جائے کہ کسی شخص نے شیخین (ابوبکر و عمر) بلکہ ان کے ساتھ ختنین (حضرت علی و عثمان) کو بھی قتل کر دیا ہے تب بھی ایسا شخص اہل سنت و جماعت کے نزدیک اسلام سے خارج نہیں ہوگا' یہ بات تو واضح ہی ہے کہ سب و شتم کا درجہ قتل سے کم تر ہے۔

(شرح فقہ اکبر صفحہ ۸۶ طبع مطبع قیومی کانپور)

محترم قارئین!

سوچنے کی بات تو یہ ہے کہ قتل تو انتہائی سنگین جرم ہے جب اس کا ارتکاب کرنے کے باوجود کوئی شخص خارج از اسلام نہیں ہے لہٰذا محض سب و شتم کرنے سے کوئی شخص کیسے کافر ہو سکتا ہے؟

(۵) امام حافظ ابن تیمیہ الدمشقی

امام ابن تیمیہ الدمشقی اپنی کتاب الصارم المسلول صفحہ ۵۷۹ طبع اولی مطبع سعادہ مصر میں توہین صحابہ کے مرتکب کے عدم کفر پر دلیلیں پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

و مطلق السب لغير الانبياء لا يستلزم الكفر لان بعض من كان على عهدے النبى عليه الصلوة والسلام كان ربما سب بعضهم بعضا فلم يكفر احد بذالك

"انبیاء کرام کے علاوہ کسی کو سب و شتم کرنے سے ہرگز کفر لازم نہیں آتا ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ کے زمانے میں بعض صحابہ ایک دوسرے کو سب و شتم کرتے رہے اور کوئی ان کے کفر کا قائل نہیں"۔

(۶) علامہ ابن حجر الہیتمی المکی

مصر کے مشہور محدث علامہ شہاب الدین احمد بن حجر الہیتمی تحریر کرتے ہیں۔

ولم اجد فى كلام احد من العلماء ان سب الصحابى يوجب القتل الا ما ياتى من اطلاق الكفر من بعض اصحابنا و اصحاب ابى حنيفة ولم يصر حوا بالقتل و قد قال ابن المنذر لا اعلم احدا يوجب القتل بمن سب من بعد النبى صلى اللّٰه عليه وسلم

اور میں نے کسی اہل علم کے کلام میں یہ بات نہیں پائی کہ صحابی کو گالی دینا قتل کو واجب کرتا ہے سوائے اس کے جو ہمارے بعض اصحاب اور اصحاب ابو حنیفہ کے اطلاق کفر کے متعلق آتا ہے مگر انہوں نے بھی قتل کی تصریح نہیں کی اور ابن المنذر کہتے ہیں کہ میں کسی شخص کو نہیں جانتا جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کو گالی دینے والے کا قتل واجب قرار دیتا ہو۔

(صواعق محرقہ صفحہ ۲۵۵ طبع مکتبہ القاہرہ مصر)

(۷) علامہ علاء الدین الحصکفی الحنفی

حنفی فقہ کے مشہور امام علامہ محمد علاء الدین الحصکفی الحنفی اپنی کتاب در المختار باب الامامت صفحہ ۷۲ مطبوعہ احمدی دہلی میں رقمطراز ہیں۔

و كل من كان من قبلتنا لايكفر بها حتى الخوارج الذين يستحلون دماء ناوا موالنا وسب اصحاب الرسول صلى اللّٰه عليه و آله وسلم و ينكرون صفاته تعالٰى وجواز رويته لكونه عن تاويل و شبهة بدليل قبول شهادتهم الاالخطابيه

اور جتنے لوگ جو ہمارے قبلہ کی طرف نماز پڑھتے ہیں وہ کافر نہیں ہوتے حتی کہ خارجی بھی کافر نہیں جو ہماری جان و مال کو حلال جانتے ہیں اور وہ لوگ جو صحابہ کرام کو سب کرنا جائز سمجھتے ہیں اور صفات باری تعالیٰ اور خدا کے دیدار کے جواز کے منکر ہیں یہ لوگ کافر نہیں کیونکہ ان کا یہ اعتقاد تاویل اور شبہ پر مبنی ہے اور ان کے کافر نہ ہونے کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ ان کی گواہی مقبول ہے (یعنی اگر کافر ہوتے تو ان کی گواہی مسلمان پر مقبول نہ ہوتی حالانکہ ان کی گواہی مقبول ہے اس سے معلوم ہوا کہ وہ مسلمان ہیں۔

(۸) علامہ عبدالحئ لکھنوی

برصغیر کے مشہور حنفی فقہی عالم علامہ عبدالحئ لکھنوی ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے تحریر کرتے ہیں۔
مفتی بہ واضح عدم تکفیر شان است و سب شیخین موجب کفر نمی شود و ہمیں مذہب موافق قول امام اعظم است و آنچہ در کتب فتاویٰ حکم کفر مرقوم ست از دائرہ تحقیق خارج است

"مفتی بہ اور صحیح ترین قول شیعہ کی عدم تکفیر کا ہے اور حضرت ابو بکر و عمر کو سب کرنا موجب کفر نہیں ہے اور یہی قول امام ابو حنیفہ کے مذہب کے موافق ہے اورجو فتاویٰ کی کتابوں میں کفر کا حکم مرقوم ہے وہ دائرہ تحقیق سے خارج ہے"

اور اس کے بعد ابو شکور السالمی کی کتاب "التمہید فی بیان التوحید" کے حوالے سے تحریر کرتے ہیں۔

و اما الذین یکون بدعة ولا یکون کفرا فهو قولهم ان علیا کان افضل الشیخین و منهم من قال یجب اللعن علی من خالف علیا لعائشة و معاویة و هذا کله و ماشبهة بدعته لیس بکفر لا نه صادر عن تاویل انتی ملخصا الحاصل حکم کفر شیعه بسبب سب شیحین خلاف مذهب محققین ست

"اور وہ جو بدعت ہیں لیکن کفر نہیں ہے ان کا قول علیؓ افضل ہیں شیخین سے اور ان میں بعض کہتے ہیں کہ مخالف علیؓ پر مثل حضرت عائشہ و حضرت امیر معاویہ کے لعنت بھیجنا واجب ہے یہ (سب) بدعت ہے کفر نہیں ہے کیونکہ یہ تاویل سے صادر ہوا ہے۔ اس کلام کا حاصل یہ ہے کہ صحابہ کو سب کرنے کی وجہ سے شیعہ کو کافر کہنا محققین کے مذہب کے سراسر خلاف ہے"۔

(مجموعہ الفتاویٰ جلد ۱ صفحہ ۳-۴ مطبع یوسفی فرنگی محلی لکھنؤ)

(۹) مولانا رشید احمد گنگوھی

ان کے نزدیک صحابہ کرام کو ملعون و مردود کہنے والا سنت و جماعت سے خارج نہیں ہوتا سوال و جواب ملاحظہ فرمائیں۔

سوال - صحابہ کرام کو مردود و ملعون کہنے والا.... اپنے اس کبیرہ کے سبب سے سنت و جماعت سے خارج ہو جائے گا یا نہیں؟

جواب - وہ اپنے اس کبیرہ کے سبب سنت و جماعت سے خارج نہ ہوگا۔

(ملخصاً از فتاویٰ رشیدیہ جلد ۲ صفحہ ۱۴۰-۱۴۱ طبع دہلی)

مولانا محمد رفیق اثری مدرس دارالحدیث محمدیہ جلالپور پیروالہ ضلع ملتان لکھتے ہیں۔

"صحیح یہ ہے کہ سزا قتل صرف رسول اللہ ﷺ کی ذات ستودہ صفات پر بیہودہ گوئی پر ہی دی جا سکتی ہے جیسا کہ حضرت ابوبکر نے فرمایا جبکہ ایک شخص نے ابوبکر صدیق پر تنقید کرنے والے کے بارہ میں اجازت مانگی۔ ابوبکر صدیق سے کہ میں اسے قتل کردوں؟ ابوبکر صدیق نے فرمایا رسول اللہؐ کے بعد کسی کے لئے یہ استحقاق نہیں ہے کہ اس پر تنقید کی وجہ سے ناقد کو قتل کر دیا جائے۔ (سنن نسائی جلد ۲ صفحہ ۱۷ باب فیمن سب النبیؐ)

(السیف المسلول مترجم صفحہ ۵۲۰ حاشیہ نمبر ۲ مطبوعہ ملتان)

اہل حدیث کے نامور عالم علامہ حافظ محمد ابراہیم سیالکوٹی بحوالہ صارم المسلول لکھتے ہیں

"کہ نبی کریم ﷺ کو گالی دینے والے کی سزا قتل ہے لیکن کسی امیرالمومنین کو گالی دینے والے کو محض اس بناء پر قتل نہیں کر سکتے"

(احیاء المیت مع تنویر الابصار صفحہ ۴۶ طبع لاہور)

(۱۰) جسٹس ملک غلام علی

" میں کہتا ہوں کہ سب و شتم کا آغاز اور اس کے جواب میں سب و شتم جس نے بھی کیا بہت برا کیا ہے آج بھی جو ایسا کرتا ہے بہت برا کرتا ہے لیکن یہ جرم بغاوت کے مترادف نہیں نہ اس کی سزا قتل ہے بعض علمائے سلف اس بات کے قائل تو ہوئے ہیں کہ شاتم رسول واجب القتل ہے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کے سوا کسی دوسرے کی بدگوئی کرنا یا اسے گالی بھی دے دینا اسلام میں ہرگز موجب قتل نہیں۔"

(خلافت و ملوکیت پر اعتراضات کا تجزیہ صفحہ ۲۷۲ طبع لاہور)

مندرجہ بالا بیان سے یہ بات کھل کر سامنے آتی ہے کہ اگر شریعت مقدسہ میں توہین صحابہ پر سزائے موت یا کوئی اور سزا موجود ہوتی تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ضرور اس کو جاری فرماتے۔ درحقیقت اس قسم کے تاریخی واقعات کو بیان کرنا صحابہ کی توہین بھی نہیں ہے ورنہ سب سے پہلے ان کتابوں کو دریا برد کرنا پڑے گا جن میں ایسے واقعات موجود ہیں۔ ستم ظریفی تو یہ ہے کہ آج جتنا اسلام ہمارے پاس موجود ہے اس کا تقریباً ۸۰ فیصد انہی کتابوں ہی سے اخذ کیا گیا ہے۔

تاہم مذکورہ الصدر تحقیقات کی روشنی میں اس کا خلاصہ ذیل میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کی جاتی ہے۔

۱۔ قرآن حکیم میں توہین صحابہ پر سزائے موت کا کوئی حکم یا اشارہ موجود نہیں۔

۲۔ حضرت محمد ﷺ کے کسی قول یا کسی فعل سے ثابت نہیں ہوتا کہ توہین صحابہ پر موت کی سزا دی جا سکتی ہے۔

۳۔ صحابہ کرام، آئمہ اربعہ (امام ابو حنیفہ، امام شافعی، امام مالک، امام احمد بن حنبل) کا موقف بھی یہی ہے کہ توہین صحابہ کے مرتکب شخص کو سزائے موت نہیں دی جاسکتی۔

۴۔ تمام اسلامی مکاتب فکر کے فقہا اور اکابرین کا فیصلہ ہے کہ صحابہ کرام کی توہین پر موت کی سزا نہیں دی جا سکتی۔

دوسرا شبہ

جو مسلمان حضرت عائشہ صدیقہؓ کو برے اعمال یا افعال کا ذمہ دار گردانتا ہے' ان کے ایمان کا منکر ہے' ان کو غیر مومنہ تصور کرتا ہے اور حد کا سزا وار جانتا ہے اسے مرتد قرار دے کر سزائے موت دی جائے۔

ازواج رسولؐ واقعی قابل احترام ہیں لیکن تاریخی واقعات سے انکار کرنا کیسے ممکن ہے۔ علاوہ بریں یہ تکرار کہ امہات المومنین کی شان میں گستاخی اور ان سے غلط روایات منسوب کرنے والا بھی سزائے موت کا مستحق اور دائرہ اسلام سے خارج ہے' ناقابل فہم اور غیر ضروری ہے۔ بدقسمتی تو یہ ہے کہ تاریخ اسلام اس بات کی شاہد ہے کہ یہ صحابہ ہی تھے جنہوں نے حضرت عائشہؓ پر بدی کی تہمت لگائی جس کی تفصیل آئندہ صفحات میں واقعہ افک کے ذیل میں آئے گی۔ "توہین" اور "گستاخی" کی تشریح اور ان کا تعین از حد ضروری ہے کیونکہ قرآن و حدیث سے ثابت شدہ واقعات کے بیان کرنے کو تہمت یا گستاخی قرار نہیں دیا جاسکتا اور صالح کو نیک اور فاسق و فاجر کو برے الفاظ سے یاد کرنا انسانی فطرت ہے اور کسی غیر معصوم کے اقدامات پر رائے زنی کرنے کو توہین یا گستاخی نہیں کہا جا سکتا ایسی ہی ناقابل تردید صداقتوں کی چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں۔

(ا) قرآن مجید امہات المومنین کے اعمال اور افعال کے بارے میں جب کئی ایک مقامات پر ناراضگی اور ناپسندیدگی کا اظہار کرتا ہے اور گناہ سے دور رہنے کی تاکید کرتا ہے۔ کیا ایسی آیات کی تلاوت و تفسیر پر بھی سزائے موت کا مطالبہ کیا جائے گا؟

جیسا کہ سورہ تحریم کی آیت ۴ اور ۵ میں ارشاد ہوتا ہے

ان تتوبا الی اللّٰہ فقد صغت قلوبکما و ان تظھرا علیہ فان اللہ ھو مولیہ و جبریل و صالح المومنین والملائک بعد ذالک ظھیر ○ عسی ربہ ان طلقکن ان یبدلہ ازواجا خیرا منکن مسلمات مومنات قانتات تائبات عابدات سائحات ثیبات وابکارا

"(اے نبی کی) دونوں بیبیو اگر تم اللہ سے توبہ کرو (تو بہتر ہے) کیونکہ بیشک تمہارے دل ٹیڑھے ہو گئے اگر تم دونوں نبی پر غلبہ کرو گی تو بے شک اللہ ان کا مددگار ہے اور جبرئیل اور نیک ایماندار (بھی) اور سب فرشتے بھی اس کے بعد مددگار ہیں عنقریب اگر وہ تم کو طلاق دے دیں تو ان کا پروردگار ان کو (تمہارے) بدلہ

میں تم سے اچھی بیبیاں عنایت کرے گا جو مسلمان ہوں گی' ایماندار' دعا کرنے والی ' توبہ کرنے والی عبادت گذار بیاہی ہوئی (بھی) اور کنواری (بھی)"۔

(سورہ تحریم آیت ۴-۵ مترجم مرزا حیرت دہلوی)

جبکہ امام محمد بن اسماعیل بخاری اپنی معتبر کتاب صحیح بخاری میں ان آیات کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ "عبداللہ بن عباس کہتے ہیں کہ مجھے مدت سے یہ خیال تھا کہ حضرت عمرؓ بن خطاب سے پوچھوں کہ وہ دونوں عورتیں جن کے دل ٹیڑھے ہو گئے کون ہیں جو حضورؐ پر غلبہ کرنا چاہتیں اور آپؐ کی مخالفت کرتی تھیں لیکن موقع نہیں ملتا تھا۔ اتفاق سے ایک مرتبہ حج کے سفر میں ان کا ساتھ ہو گیا جب وہ بیت الخلاء کی طرف روانہ ہوئے تو میں بھی ساتھ ہو لیا۔ واپسی پر جب میں نے اس بارے میں پوچھا تو حضرت عمرؓ نے جواب دیا اے ابن عباس تجھ پر تعجب ہے اس سے مراد حضرت عائشہؓ اور حفصہ ہیں"۔

(صحیح بخاری مترجم جلد۲ صفحہ ۵۷۲ طبع لاہور)

(ارشاد الساری جلد ۷ صفحہ ۳۱۶ طبع نول کشور)

قرآن مجید کی متذکرہ بالا آیات سے یہ مفہوم بھی واضح ہو جاتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جن ازواج کا ذکر اس سورہ مبارکہ میں آیا ہے ان سے بہتر عبادت گزار اطاعت و تقوی کی پابند خواتین بھی تھیں جو حضورؐ کے عقد میں آنے کی بہتر مستحق تھیں۔ کیونکہ قرآن خود گواہی دیتا ہے کہ اگر رسولؐ تم سے بیزاری فرمائیں اور طلاق دے دیں تو ان کا پروردگار تمہارے بدلے ان کو تم سے اچھی بیویاں عطا کرے۔

(۲) کیا واقعہ مغافیر کو بیان کرنا بھی گستاخی ہے جبکہ یہ واقعہ قرآن مجید سورہ تحریم کی پہلی آیت یایھاالنبی لم تحرم ما احل اللہ لک تبتغی مرضات ازواجک کی تفسیر میں موجود ہے یعنی حضرت عائشہؓ و حفصہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایک غلط الزام لگایا کہ آپؐ نے مغافیر(ایک بدبودار گوند) پیا ہے۔ آپ کے منہ سے بدبو آرہی ہے آپ بار بار فرماتے تھے کہ میں نے زینب کے ہاں شہد پیا ہے لیکن یہ نہیں مانتی تھیں۔

(صحیح بخاری جلد ۳ صفحہ ۱۳۷ طبع مصر)

(ارشاد الساری جلد ۷ صفحہ ۳۱۳ طبع نو لکشور)

(۳) حضرت عائشہؓ کا خلیفہ راشد حضرت علی مرتضیٰ کے خلاف آمادہ بہ جنگ ہونا اور عملاً" اس میں شامل ہونا اور جب اس واقعہ کو یاد کرکے یہ آیت " و قرن فی بیوتکن " (اے نبی کی بیویو! اپنے گھروں میں ٹھہری رہو) پڑھتیں تو اتنا روتی تھیں کہ دوپٹہ تر ہو جاتا تھا۔ کو بیان کرنا بھی ' کیا ان کی شان میں گستاخی اور ان پر تہمت یا ان کے مومنہ ہونے پر شک کرنے کی سعی ہے۔ اور جنگ جمل میں جناب عائشہؓ کے خلاف نبرد آزما ہونے والے حضرت علی مرتضیٰ اور ان کے لشکر میں شامل دیگر جلیل القدر اصحاب رسولؐ سزائے موت کے

مستوجب ٹھہرتے ہیں۔

(۴) کیا "صحیح بخاری" کی درس و تدریس اور نشرواشاعت کرنا بھی توہین کے زمرے میں آتا ہے جبکہ اس میں امہات المومنین کے ایمان و اخلاق کے حوالے سے انتہائی چونکا دینے والی روایات جابجا ملتی ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ "آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک روز خطبہ پڑھتے وقت حضرت عائشہؓ کے گھر کی طرف اشارہ کرکے تین مرتبہ یہ ارشاد فرمایا تھا۔

"یہی فتنہ کے ظہور کی جگہ ہے جہاں سے شیطانی سینگ ابھریں گے۔

(صحیح بخاری جلد ۲ صفحہ ۱۲۷ باب ماجاء فی بیوت النبی)

(مسند امام احمد بن حنبل جلد ۲ صفحہ ۲۳ طبع مصر)

یہ تو بات تھی تہمت اور کردار کشی کے حوالے سے اور اب سوال یہ پیدا ہوتا کہ آیا رسول خداؐ اور آپؐ کے بعد دور خلافت میں بھی ایسی سزا و جزا کا اہتمام تھا؟

حضرت عائشہؓ پر تہمت کس نے لگائی

حدیث افک یعنی ام المومنین حضرت عائشہؓ پر زنا کی تہمت لگانے والوں میں حضرت ابوبکر کے بھانجے اور صحابی رسولؐ مسطح بن اثاثہ بدری، دربار رسالتؐ کے شاعر حسان بن ثابت انصاری اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سالی اور ام المومنین حضرت زینب کی بہن حمنہ بنت جحش بھی شامل ہیں۔

كان ناس من اصحاب رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وآله وسلم قد رموا عائشة بالقبيح وافشوا ذالک و تكلموا فيها

حضرت عائشہؓ پر تہمت بد لگانے، اسے افشا کرنے اور لوگوں میں پھیلانے والے صحابہ ہی میں سے تھے۔

(تفسیر فتح القدیر جلد ۴ صفحہ ۱۸ طبع قاہرہ)

ان کی تہمت کے سبب حضورؐ حضرت عائشہؓ سے بد ظن ہوئے اور حضرت عائشہؓ سے قطع تعلق فرما لیا اور نوبت طلاق تک جا پہنچی۔ اور خود حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ

"اس دن میں دو راتیں اور ایک دن روتی رہی نہ مجھے نیند آئی اور نہ میرے آنسو تھمے اور میں روتی ہی رہی۔ میرے والدین خیال کر رہے کہ رونا میرے جگر کا ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا۔

اما زينب بنت جحش فعصمها اللّٰه بدينها فلم تقل الاخيرا و اما اختها حمنةفهلكت فيمن هلك و كان الذى يتكلم فيه مسطح حسان بن ثابت

زینب بن جحش کو اللہ نے ان کی دینداری کی وجہ سے بچا لیا۔ انہوں نے میری نسبت اچھی ہی بات کہی البتہ اور لوگوں کے ساتھ جو تباہ ہوئے ان کی بہن حمنہ بنت جحش بھی تباہ ہوئی اور اس تہمت کا چرچا دو شخص

مسطح بن اثاثہ اور حسان بن ثابت کرتے تھے۔

(۱) صحیح بخاری جلد ۳ صفحہ ۲۴ - ۲۶ طبع دارلکتب العربیہ مصر

(۲) الاستیعاب جلد ۱ ص ۲۹۴ طبع مطبعہ السادہ مصر

(۳) الوسائل الی مسامرۃ الاوائل صفحہ ۷۵ طبع مکتبہ المثنی بغداد

(۴) محاضرۃ الاوائل صفحہ ۱۶۹ طبع مطبعہ المیریہ بولاق مصر

(۵) اسد الغابہ جلد ۲ صفحہ ۶ جلد ۵ صفحہ ۱۵۶ طبع دارالشعب قاھرہ

(۶) کتاب المعارف لابن قتیبہ صفحہ ۱۴۳ طبع مطبعہ حسینیہ مصر

(۷) تفسیر کبیر فخرالدین رازی جلد ۶ صفحہ ۳۵ طبع دارالطباعہ العامرہ استنبول

(۸) مسند امام احمد جلد ۶ صفحہ ۶۰ طبع المطبعہ المیمنیہ مصر

حبرالامت حضرت عبداللہ بن عباس نے جن کا مشہور اکابر اور فاضل صحابہ میں شمار ہوتا ہے نہایت ثقہ اور معتمد بزرگ ہیں حضرت عائشہؓ پر تہمت بد لگانے والوں کی مندرجہ ذیل الفاظ میں نشاندہی کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ

ان الذین افتروا علی عائشۃ حسان و مسطح و حمنۃ و عبداللّٰہ بن ابی

"جن لوگوں نے حضرت عائشہؓ پر تہمت بد لگائی وہ حسان بن ثابت' حضرت ابوبکر کے بھانجے مسطح بن اثاثہ' حمنہ بنت جحش اور عبداللہ بن ابی تھے"۔

(تفسیر در منثور جلد ۳ صفحہ ۳۲ طبع بیروت)

لیکن اس کے باوجود حضور کریمؐ نے ان صحابہ کو سزائے موت نہیں دی۔

حضرت عمرؓ کی دخل اندازی

"نبی کریمؐ کے نجی معاملات میں حضرت عمرؓ کی دخل اندازی کا ایک اور واقعہ ہے جو شاید نہ ہوتا اگر ان کی صاحبزادی حضرت حفصہ امہات المومنین میں شامل نہ ہوتیں۔ واقعہ یہ ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت عائشہ صدیقہؓ کے پاس بیٹھے باتیں کر رہے تھے کہ ازواج مطہرات نے زینب بنت جحش کے ہاتھ پیغام بھیجا کہ ان سے انصاف نہیں کیا جاتا۔ عائشہؓ کی محبت میں ان پر زیادتی ہوتی ہے۔ اس کے بعد جب حضرت ماریہ کے ہاں حضرت ابراہیم پیدا ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ازراہ محبت بچے سے شغف فرمانے لگے تو حضرت حفصہ ' حضرت عائشہؓ اور ان کی دیکھا دیکھی تمام امہات المومنین نے شکایت کی یہاں تک کہ حضورؐ نے ان سے علیحدگی اختیار کر لینے کی تہدید کا خیال ظاہر فرمایا۔ حضرت ابن عباس سے ایک صحیح روایت ہے کہ انہوں نے حضرت عمرؓ سے سوال کیا۔ امہات المومنین میں سے وہ دو کون تھیں جنہوں نے یہ شکایت کی؟ حضرت عمرؓ نے فرمایا۔ حفصہ اور عائشہؓ ! اس کے بعد کہا' واللہ ! ہم جاہلیت میں عورتوں کی کوئی حیثیت نہ سمجھتے

تھے یہاں تک کہ اللہ نے ان کے بارے میں جو نازل کرنا تھا' کیا اور جو حصہ انہیں دلوانا تھا' دلوایا۔ ایک دفعہ مجھے کوئی معاملہ درپیش آیا۔ میری بیوی نے آکر کہا "آپ ایسا کیوں نہیں کر لیتے"؟ میں نے کہا۔ "تم کون ہوتی ہو؟ تم سے اس معاملے میں دخل دینے کو کس نے کہا ہے؟" وہ بولی۔ "ابن خطاب! تعجب ہے۔ تم میری ذرا سی دخل اندازی برداشت نہیں کرسکتے اور تمہاری بیٹی رسول اللہ ؐ کو ایسا جواب دیتی ہے کہ حضورؐ دن بھر غضب ناک رہتے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے کہا۔ یہ سنتے ہی میں نے چادر اٹھائی اور گھر سے نکل کر سیدھا حفصہ کے پاس پہنچا اور اس سے کہا "بیٹی! کیا تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا جواب دیتی ہو کہ حضورؐ دن بھر غضب ناک رہتے ہیں؟ حضرت حفصہ ؓ نے کہا "ہاں! خدا کی قسم! ہم آپؐ کو جواب دیتے ہیں"۔ میں نے کہا "دیکھو! میں تمہیں اللہ کی سزا اور اس کے رسولؐ کے غضب سے ڈراتا ہوں۔ بیٹی! اپنے متعلق کسی غلط فہمی میں مبتلا نہ ہو۔ اس (عائشہ) کو تو اس کے حسن اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت نے نازاں کر دیا ہے"۔ یہ کہہ کر میں وہاں سے نکلا اور ام سلمہ کے پاس پہنچا جو میری رشتہ دار تھیں۔ جب اس سلسلے میں ان سے بات ہوئی تو ام سلمہ نے کہا ابن خطاب! حیرت ہے تم ہر بات میں دخل دیتے دیتے اب یہ چاہتے ہو کہ رسول اللہؐ اور آپؐ کی ازواج کے معاملات میں بھی دخل دینے لگو!" حضرت عمرؓ فرماتے ہیں۔ ان کی یہ بات میرے دل میں بیٹھ گئی۔ میں جو آگے کہنا چاہتا تھا نہ کہہ سکا اور ان کے پاس سے اٹھ کر چلا آیا۔ ایک انصاری میرے دوست تھے۔ ہم میں سے کسی ایک کی غیر موجودگی میں جو باتیں ہوتیں وہ ہم ایک دوسرے کو سنا دیا کرتے تھے۔ ان دنوں ہم غسان کے ایک بادشاہ سے خوف زدہ تھے اس کے متعلق سننے میں آیا تھا کہ وہ ہم پر حملہ کرنا چاہتا ہے اور ہمارے دل ہر وقت اس متوقع حملے کے خیالات سے لبریز رہتے تھے۔ ایک دن میرے انصاری دوست نے زور زور سے کنڈی کھٹکھٹائی اور کہا "دروازہ کھولو!" دروازہ کھولو! میں نے گھبرا کر پوچھا۔ "کیا غسانی آگیا؟" بولے "نہیں! اس سے بھی بڑا حادثہ پیش آگیا ہے۔ رسول اللہؐ نے ازواج مطہرات سے علیحدگی اختیار فرمالی ہے۔" میں نے کہا " برا ہوا! حفصہ اور عائشہ کا!"۔

(عمر فاروق اعظم از محمد حسین ہیکل مترجم حبیب اشعر صفحہ ۸۶'۸۷ طبع لاہور)

امام بخاری نے اسی واقعہ کو ان الفاظ میں لکھا ہے

"حضرت عمرؓ کی زوجہ نے کہا خطاب کے بیٹے تم پر تعجب آتا ہے میں نے اگر تم سے دو باتیں کیں تو برائی ہوئی تمہاری بیٹی حفصہ تو آنحضرتؐ سے ایسی باتیں کرتی ہے۔ بڑھ بڑھ کر جواب دیتی ہے کہ حضور نبی کریمؐ سارا دن اس پر غصے رہتے ہیں حضرت عمرؓ نے کہا ہاں یہ بات ہے یہ سنتے ہی اپنی چادر سنبھالی اور سیدھے حفصہ کے پاس گئے ان سے کہنے لگے اے بیٹی یہ کیا بات ہے تو آنحضرتؐ سے بڑھ بڑھ کر باتیں بناتی ہے۔ سوال جواب کرتی ہے۔ آپؐ سارا دن تجھ پر غصے رہتے ہیں۔ حفصہ نے کہا بے شک ہم تو خدا کی قسم ایسا کیا کرتے رہتے ہیں۔

حضرت عمرؓ نے کہا دیکھ یاد رکھ میں تجھ کو اللہ اور اللہ کے عذاب اور اس کے رسولؐ کے غصے سے ڈراتا ہوں۔ تجھے یہ عورت (عائشہ) کہیں دھوکے میں نہ ڈالے جس کے حسن و جمال نے پیغمبرؐ کو دیوانہ بنا رکھا ہے مراد اس "عورت" سے عائشہ تھی"۔

(صحیح بخاری مترجم جلد ۲ صفحہ ۵۷۳ طبعہ نعمانی کتب خانہ لاہور)

ایک دفعہ امام شہاب الدین زہری نے حضرت عائشہ کو سب و شتم کرنے والے شخص کے قتل کا فتوی دیا تو وہ شخص باآواز بلند کہنے لگا۔

یا زھری ما حجتک عند اللّٰہ اتقتلون رجلا یقول ربی اللّٰہ و محمد رسول نبی

"اے زہری! تو اللہ تعالیٰ کے ہاں کیا جواب دے گا کیا تو اس شخص کو قتل کرنا چاہتا ہے جو اقرار کرتا ہے کہ اللہ میرا رب ہے اور محمدؐ اللہ کے رسول اور نبی ہیں"۔

شیخ الاسلام سراج الدین مخزومی کہتے ہیں کہ

فکان الزھری بعد ذالک لا یزال بذک قولہ و یبکی و یقول انی اخاف من قتل ذلک الرجل ان یواخذنی اللّٰہ بہ یوم القیامۃ

"امام زہری اپنے اس (غلط) فیصلے کو یاد کرکے ہمیشہ بہت روتے اور کہتے تھے کہ مجھے خوف ہے کہ اس شخص کے قتل پر اللہ تعالیٰ قیامت کے دن مجھ سے حساب لیں گے۔

(الیواقیت والجواھر جلد ۲ صفحہ ۱۲۶ مطبع حجازی مصر)

تیسرا شبہ

"جس نے ابوبکر صدیق کی خلافت یا حضرت عمر کی خلافت کے حق ہونے سے انکار کیا وہ کافر سمجھا جائے گا"۔

متذکرہ بالا رائے رکھنے والے کو جاننا چاہئے کہ کفر کے اس فتویٰ کی لپیٹ میں وہ بہت سے صحابہ کرام آجاتے ہیں جنہوں نے شیخین کی خلافت کو تسلیم نہیں کیا تھا۔

علاوہ ازیں خلافت شیخین کے منکر کے لئے سزا کا مطالبہ بھی بلا سوچے سمجھے کیا گیا کیونکہ اس جرم کی پاداش میں کئی ایک صحابہ کو بھی قید اور کوڑوں کی سزا کا مستحق ماننا پڑے گا جو بذات خود صحابہ کی توہین ہے۔

کتب احادیث و تواریخ کے سرسری مطالعے ہی سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ مہاجرین و انصار میں سے بڑے بڑے جلیل القدر بدری صحابہ کرام نے حضرت ابوبکر کی خلافت کو تسلیم نہیں کیا لیکن حکومت وقت کی طرف سے ان کے خلاف نہ کوئی شرعی حد جاری کی گئی اور نہ ہی کوئی تعزیری کارروائی عمل میں لائی گئی جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت ابوبکر کی خلافت کا انکار نہ تو کوئی گناہ ہے اور نہ ہی کوئی جرم۔

حضرت سعدؓ بن عبادہ انصاریؓ

۱۔ شاہ عبدالعزیز دہلوی لکھتے ہیں۔ "سعد بن عبادہ انصاری نے حضرت ابوبکر کی خلافت کو تسلیم ہی نہ کیا جبکہ ابان بن عثمان نے حضرت علی مرتضیٰ کی بیعت نہیں کی"۔

(فتاوی عزیزی جلد ۱ صفحہ ۲۰ مطبوعہ مجتبائی دہلی)

۲۔ حافظ امام ابن تیمیہ الحنبلی کہتے ہیں کہ

"سعد بن عبادہ کے ساتھ حضرت حباب بن منذر صحابی بھی خلافت ابوبکر کے منکر تھے"۔

(منہاج السنہ جلد ۳ صفحہ ۲۲۶ مطبع الامیریہ بولاق مصر)

۳۔ حضرت ملا علی قاری الحنفی ان الفاظ میں لکھتے ہیں۔

ثم کلهم بایعوا ابابکر الا سعد بن عبادة لکونه هو الذی کان یطلب الولایة

"تمام نے حضرت ابوبکر کی بیعت کر لی مگر حضرت سعد بن عبادہ نے حضرت ابوبکر کی بیعت نہ کی چونکہ یہ خود ہی خلافت کے طلبگار تھے"۔

(شرح فقہ اکبر صفحہ ۷۵ طبع مجتبائی دہلی)

۴۔ علامہ جمال الدین محدث ارقام فرماتے ہیں۔

"اس کے بعد انصار نے ابوبکر کی بیعت کر لی مگر انصار کے ایک گروہ نے کہا کہ کسی کی بیعت نہیں کرتے بلکہ ہم تو علی بن ابی طالب کی ہی بیعت کریں گے"۔ (روضتہ الاحباب جلد ۲ صفحہ ۲۳ طبع تیغ بہادر لکھنؤ)

۵۔ علامہ حافظ ابن عبدالبر قرطبی لکھتے ہیں

ان سعد (ابن عبادة) ابی یبایع اباکر حتی لقی اللّٰه تعالٰی

"حضرت سعد نے حضرت ابوبکر کی بیعت کرنے سے انکار کیا حتی کہ فوت ہو گئے"۔

(استیعاب بر حاشیہ اصابہ جلد ۲ صفحہ ۲۴۰ طبع مطبعہ سعادہ مصر)

۶۔ علامہ کمال الدین دمیری یوں رقمطراز ہیں

مما اشتهر ان سعد بن عبادة رضی اللّٰه عنه لما لم یبایعه الناس و بایعوا ابابکرؓ سار الی الشام فنزل حولان و اقام بها الی ان مات فی سنة خمس عشرة (الی ان قال) ووقع فی صحیح

مسلم ان سعدا شهد بدرا

"یہ بات مشہور ہے کہ جس وقت لوگ حضرت ابوبکر کی بیعت کر رہے تھے تو سعد بن عبادہ اس وقت شام کی طرف چلے گئے اور شام کے شہر حوران میں اقامت اختیار کی۔ یہاں تک کہ وہاں ہی ۱۵ ھ میں وفات پائی اور صحیح مسلم میں ہے کہ سعد بن عبادہ جنگ بدر میں شریک تھے"۔

(حیات الحیوان جلد ۱ صفحہ ۱۸۸ طبع مطبعہ الحلبی واولادہ مصر)

۷۔ قاضی القضاۃ علامہ ابن قتیبہ دینوری نے اس قضیہ کو عنوان "تخلف سعد بن عبادہ عن البیعہ" کے تحت ان الفاظ میں تحریر فرمایا ہے۔

فکان سعد لا یصلی بصلاتهم ولا یجتمع بجمعتهم ولا یفیض بافاضتهم ولو یجد علیهم اعوانا لصال بهم ولو یبایعه احد علی قتالهم لقاتلهم فلم یزل کذلک حتی توفی ابوبکر وولی عمر بن الخطاب فخرج الی الشام فمات بها و لم یبایع لاحد رحمة اللّٰه

"سعد بن عبادہ نے بھی ابوبکر کی بیعت نہ کی اور سعد بن عبادہ ان لوگوں کے ساتھ جو بیعت ابوبکر کرنے، کرانے والے تھے، نہ نماز پڑھتے نہ جمعہ ان کے ساتھ پڑھتے اور نہ ان کی نقل و حرکت میں انفاق کرتے تھے۔ اگر کوئی مدد گار پا لیتے تو ضرور حملہ کر دیتے۔ سعد اپنی اس بات پر قائم رہے تاآنکہ حضرت ابوبکر وفات پا گئے اور حضرت عمر والی بنے تو حضرت سعد بن عبادہ شام کی طرف چلے گئے اور وہاں ہی واصل بحق ہوئے اور کسی کی بیعت نہ کی۔ بنی ہاشم بیعت انصار کے وقت علی بن ابی طالب کے پاس جمع ہو گئے اور زبیر بن عوام بھی ان کے ساتھ تھے"۔

(الامامت والسیاست جلد ۱ صفحہ ۱۱ طبع مطبعہ فتوح الادبیہ مصر)

۸۔ علم عرب کی مشہور لغت المنجد فی الاعلام جلد ۲ صفحہ ۳۵۵ مطبوعہ دارالمشرق بیروت میں لکھا ہے۔

"سعد بن عبادہ صحابی انصاری قبیلہ خزرج کے سردار تھے اور بیعت عقبہ میں حاضر ہونے والے نقیبوں میں سے تھے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد انہوں نے شیخین یعنی ابوبکر و عمر کی مرتے دم تک بیعت نہ کی"۔

۹۔ علامہ محمد عنایت اللہ حنفی فرنگی محلی کہتے ہیں کہ

"حضرت سعد بن عبادہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کی خلافت کے خلاف تھے بلکہ وہ خود اپنے کو خلافت کا مستحق سمجھتے تھے اسی وجہ سے انہوں نے حضرت ابوبکر کی بیعت نہیں کی اور ترک سکونت کرکے حوران جو شام کے قریب ایک مقام ہے چلے گئے اور وہی ۱۵ھ میں یا کچھ بعد دفعتہً وفات پائی"۔

(الھدیہ المزجاہ لقراء المشکواہ صفحہ ۶۴ طبع لکھنؤ)

۱۰۔ حکومت مصر کے سابق وزیر تعلیم محمد حسین ھیکل عنوان "سعد بن عبادہ کا انکار بیعت" کے تحت لکھتے ہیں۔

"سعد بن عبادہ سے کہا گیا کہ آپ بھی بیعت کر لیجئے کیونکہ تمام مسلمانوں اور خود آپ کی قوم نے بیعت کر لی ہے لیکن انہوں نے انکار کر دیا اور کہا۔ اللہ کی قسم! ایسا نہیں ہوسکتا جب تک میرے ترکش کا آخری تیر تم پر وار کرنے میں ختم نہ ہو جائے میرے نیزے کا پھل تمہارے خون سے سرخ نہ ہو جائے میری تلوار کے جوہر نمایاں نہ ہو جائیں اور میں اپنے اہل خاندان اور پیروکاروں کے ساتھ تم سے جنگ نہ کرلوں.....

سعد نہ ان کے ساتھ نماز پڑھتے اور نہ ان کے ساتھ شامل ہو کر حج کے ارکان بجالاتے ابوبکر کی وفات تک ان کی یہی حالت رہی"۔

(سیرت ابوبکر صفحہ ۱۱۳ - ۱۱۵ طبع مکتبہ جدید لاہور)

۱۱۔ اسی طرح نبراس کے فاضل محشی ملا محمد برخوردار ملتانی نے بھی اس واقعہ کو تحریر کیا ہے جس کا خلاصہ ہم یہاں نقل کر رہے ہیں۔

"سعد بن عبادہ نے ان کی خلافت کو تسلیم نہیں کیا اور نہ ان کے ساتھ کسی پروگرام میں شامل ہوتے نہ ان کے ساتھ مسجد میں نماز پڑھتے نہ ان کو سلام دیتے تھے جب حضرت عمر خلیفہ بنے تو اس وقت ان کو بیعت کرنے کے متعلق کہا گیا تو صاف انکار کر دیا یہاں تک ۱۵ ہجری کو شام میں وفات پا گئے"۔

(حاشیہ نبراس علی شرح العقائد صفحہ ۴۹۴ طبع میرٹھ)

مزید حوالہ جات

(۱) تاریخ طبری جلد ۲ صفحہ ۲ طبع مصر (۲) عقد الفرید جلد ۴ صفحہ ۲۵۹۔ ۲۶۰ و جلد ۲ صفحہ ۲۵۱ طبع مصر (۳) مروج الذہب جلد ۲ صفحہ ۳۰۱ طبع مطبعہ سعادہ مصر (۴) تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۳ صفحہ ۳۴۱ طبع مطبعہ الحلبی مصر (۵) اسد الغابہ جلد ۲ صفحہ ۲۸۴ جلد ۳ صفحہ ۲۲۲۔ ۲۲۳ صفحہ ۳۳۱ طبع میمنیہ مصر (۶) شرح ابن ابی الحدید معتزلی جلد ۲ صفحہ ۴ جلد ۶ صفحہ ۱۰۔۱۱ طبع میمنیہ مصر (۷) الاصابہ فی تمیز الصحابہ جلد ۲ صفحہ ۳۰ طبع سعادہ مصر (۸) الطبقات الکبری لابن سعد جلد ۴ صفحہ ۱۵۴ طبع بیروت (۹) سیر انصار جلد ۲ صفحہ ۲۹ طبع اعظم گڑھ (۱۰) انساب الاشراف جلد ۱ صفحہ ۵۸۹ طبع دارالمعارف مصر (۱۱) عصر الخلفاء الراشدین جلد ۱ صفحہ ۳۷ طبع مکتبہ الانجلوا المصریہ قاہرہ (۱۲) الریاض المستطابہ صفحہ ۲۴۹۔ طبع موسسہ المعارف بیروت (۱۳) سیرت حلبیہ جلد ۳ صفحہ ۳۹۶ مطبع ازھریہ مصر (۱۴) تاریخ اسلام للذہبی جلد ۲ صفحہ ۱۴ طبع مکتبہ القدسی قاھرہ۔

حضرت سعد بن عبادہ انصاریؓ کا مرتبہ اور مقام

سعد بن عبادہ بن دلیم بن حارثہ خزرجی' خاندانی طور پر انتہائی سخی اور فیاض تھے۔ آپ انصار کے مشہور قبیلہ خزرج کے ایک معتبر اور اعلیٰ صفت سردار تھے۔ آپ کی کنیت ابو ثابت اور ابو قیس ہے۔ عقبہ ثانیہ کے تحت اسلام قبول کرنے والوں میں آپ بھی شامل تھے اور حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بلند پایہ اصحاب میں آپ کاشمار ہوتا تھا۔ آپ کی علمی قابلیت اور فضیلت کاسب اصحاب رسولؐ اعتراف کرتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ صحیح بخاری میں آپ کے بارے میں لکھا ہے کہ "اسلام میں آپ کا مرتبہ اور پایہ بہت بلند تھا"۔ صحیح مسلم میں تحریر ہے کہ سعد بن عبادہ کو جنگ بدر میں شامل ہونے کا شرف حاصل تھا۔ امام ابن تیمیہ منہاج السنہ جلد ۳ صفحہ ۲۱۶ میں لکھتے ہیں کہ "سعد بن عبادہ جنتی اور سابقین اولین میں سے ہیں"۔ غزوہ احد کے موقع پر آپ کو حضرت رسول خداؐ کے مکان کی حفاظت کی ذمہ داری سپرد کی گئی اور غزوہ خندق میں انصار کا جھنڈا آپ کے ہاتھ میں تھا۔ علاوہ ازیں آپ غزوہ بدر' حدیبیہ اور بیعت رضوان اور دیگر تمام غزوات میں بھی شریک رہے۔ آپ نے اس دارفانی سے ۱۵ ہجری میں انتقال فرمایا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون

☆ ☆ ☆

حضرت علی بن ابی طالبؑ

"حضرت عباس' حضرت علی' ان کی زوجہ حضرت فاطمہ حلقہ بیعت میں حاضر نہ ہوئے"

(صحیح بخاری جلد ۴ صفحہ ۱۱۱ طبع دارالکتب العربیہ مصر)

مصر کے مشہور عالم استاد عبدالوھاب النجار لکھتے ہیں

حضرت علی مرتضیٰ' فاطمہ زہرا اور سعد بن عبادہ انصاری نے حضرت ابوبکر کی خلافت کو تسلیم نہیں کیا۔

(الخلفاء الراشدون صفحہ ۲۱ طبع بیروت)

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی تحریر کرتے ہیں کہ

"زبیر اور جماعت بنی ہاشم حضرت فاطمہ زہرا کے گھر میں جمع ہو کر ابوبکر کی خلافت کو توڑنے کے بارے میں مشورے کرتے تھے"۔

(ازالۃ الخفاء جلد ۲ صفحہ ۲۹ طبع صدیقی بریلی)

علامہ شبلی نعمانی لکھتے ہیں

"بنو ہاشم ہمیشہ استعجاب کی نگاہ سے دیکھتے تھے کہ ان کے ہوتے تیمی اور عدی خلافت پر کیونکر قبضہ کر بیٹھے ہیں۔ حضرت ابوبکر کے زمانے میں تو اعلانیہ نقض خلافت کے مشورے ہوتے رہے"۔

الفاروق جلد ۲ صفحہ ۸۳ مطبع قدیمی دہلی)

حضرت سلمان فارسی حضرت عمر کو خلیفہ تسلیم نہیں کرتے تھے۔ جیسا کہ درج ذیل روایت سے واضح ہے۔

"حضرت سلمان سے روایت ہے کہ حضرت عمر نے ان سے پوچھا کہ میں بادشاہ ہوں یا خلیفہ؟ حضرت سلمان نے کہا آپ تو خراج جمع کرتے ہیں اور پھر غیر ضروری طور پر اسے صرف کرتے ہیں۔ لہٰذا آپ بادشاہ ہو سکتے ہیں نہ کہ خلیفہ"۔

(ازالۃ الخفاء جلد ا صفحہ ۴۶۳ فصل ششم طبع کراچی)

جناب ابو سفیان بن حرب

جناب ابو سفیان بن حرب نہ صرف حضرت ابوبکر کی خلافت کے منکر تھے بلکہ وہ حضرت ابوبکر کو انتہائی گھٹیا لفظوں سے یاد کرتے تھے اور حضرت ابوبکر کے مسند خلافت پر بیٹھنے کی خبر سننے کے بعد وہ آپے سے باہر ہو گئے اور ہر طرف مختلف شہروں میں شور مچاتے رہے اور خلافت ابوبکر کا برملا انکار کرتے رہے۔

چنانچہ علامہ حافظ جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ لکھتے ہیں۔

جاء ابو سفیان بن حرب الی علی فقال ما بال هذه الامر فی اقل قریش قلة واذالها ذلا یعنی ابابکر واللّٰه لئن شئت لاملائها علیه خیلا و رجالا

"ابو سفیان بن حرب حضرت علی کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ اس خلافت کی کیا گت بن گئی جو قلت اور ذلت دونوں اعتبار سے قریش کے سب سے چھوٹے اور سب سے ذلیل ترین شخص یعنی ابوبکر کے سپرد کی گئی خدا کی قسم اگر آپ چاہیں تو سواروں اور پیادوں کو اس کے خلاف لے کر آجاؤں"۔

(تاریخ الخلفا صفحہ ۴۹ طبع مجیدی کانپور)

علامہ محمد بن جریر الطبری نے بھی اس واقعہ کو تین سندوں کے ساتھ نقل کیا ہے۔

"جناب ابو سفیان ایک مرتبہ حضرت علی مرتضٰی کے پاس پہنچے اور فوراً کہنے لگے مابال هذا الامر فی اقل حی من قریش اس خلافت کی کیا حالت ہو گئی ہے کہ جو قریش کے سب سے گھٹیا قبیلے کو دے دی گئی"۔

اور ایک دفعہ آکر یہ کہنے لگے

مالنا لا بی فصیل انما هی بنو عبد مناف

"ہمیں اس اونٹ یا گائے کے بچے والے (ابوبکر) سے کیا سروکار یہ (خلافت) تو عبد مناف میں رہنی چاہئے۔"

(تاریخ طبری جلد ۳ صفحہ ۲۰۲ طبع حسینیہ مصر)

علامہ علی متقی برھان پوری حنفی نے اس روایت کو حضرت امام زین العابدین سے بحوالہ ابو احمد الدہقان اور سوید ابن غفلہ بحوالہ ابن عساکر دمشقی ان الفاظ میں نقل کیا ہے۔

ان ابا سفیان جاء الی علی فقال یا علی بایعوا رجلا اذل قریش قبیله

"ابو سفیان حضرت علی کے پاس آئے اور کہا اے علی کیا ان لوگوں نے ایسے شخص کی بیعت کر لی جو قریش کے سب سے زیادہ ذلیل قبیلے سے تعلق رکھتا ہے"۔

(کنز العمال جلد ۳ صفحہ ۱۴۰ طبع حیدر آباد دکن)

(انساب الاشراف جلد ۱ صفحہ ۸۸ طبع دار المعارف مصر)

علامہ احمد ابن حجر ہیتمی امام دار قطنی کے حوالے سے لکھتے ہیں

اخرجه الدار قطنی ان ابا سفیان بن حرف رضی اللّٰه عنه قال لعلی باعلٰی صوته لما بیع الناس ابابکر رضی اللّٰه عنه یا علی غلبکم علی هذا الامر اذل بیت فی قریش اما واللّٰه لا ملائها علیه خیلا و رجلا ان شئت

جب لوگوں نے حضرت ابوبکر کی بیعت کر لی تو ابوسفیان بن حرب نے بلند آواز سے حضرت علی سے کہا۔ اے علی اس معاملہ میں قریش کا ذلیل ترین گھرانہ آپ پر غالب آگیا ہے اگر آپ چاہیں تو رب کعبہ کی قسم سواروں اور پیادوں کو اس کے خلاف لے کر آجاؤں"۔

(صواعق محرقہ صفحہ ۳۷ طبع میمنیہ مصر)

(تاریخ کامل جلد ۱ صفحہ ۱۲۴ طبع بیروت)

علامہ کمال الدین جہرمی اسی واقعہ کو یوں تحریر فرماتے ہیں۔

سفیان بن حربؓ در وقتیکه مردم بابو بکر بیعت می کرد باواز بلند با حضرت علیؓ گفت ای علی فرود ترین اہل قریش درین امر خلافت شد بر شمابخدائی سوگنداگر خواہی پر سازم مدینه را از سوار و پیاده

"جس وقت لوگوں نے حضرت ابوبکر کی بیعت کر لی تو ابوسفیان نے باآواز بلند کہا اے علی اس خلافت میں قریش کا ذلیل ترین طبقہ آپ پر غالب آگیا ہے۔ خدا کی قسم اگر آپ چاہیں تو ان کے خلاف مدینہ سواروں اور پیادوں سے بھر دوں"۔

(براہین قاطعہ صفحہ ۱۲۶ طبع مطبع محمدی لاہور)

ابو سفیان نے ایک اور موقع پر حضرت ابوبکر کو کہا

"سب سے زیادہ رذیل شخص"

(استیعاب جلد ۱ صفحہ ۳۴۵ طبع حیدر آباد دکن)

بلکہ مدینہ شہر کی گلی اور کوچوں میں گشت لگاتے ہوئے یہ شعر پڑھ رہے تھے

بنی هاشم لا تطمعوا الناس فیکم ولا سیما تیم بن مرة اوعدی
فما الامر الا فیکم والیکم ولیس لکها الا ابو حسن علیؓ

اے بنو ہاشم تمہاری موجودگی میں کسی کو امر خلافت کا لالچ نہ کرنا چاہئے اور خصوصاً بنو تیم اور بنو تیم اور بنو عدی کو' پس خلافت تمہارے لئے ہے اور تم خلافت کے لئے ہو اور اس کے لئے کوئی زیبا نہیں مگر علی مرتضیٰؓ۔

(الاخبار الموتقیات صفحہ ۵۷۷ طبع مکتبہ العانی بغداد)

ابو سفیان کے اس عمل (حضرت ابوبکر کی خلافت تسلیم نہ کرنے) کو حسب ذیل علماء نے بھی اپنی تالیفات میں تحریر کیا ہے۔

(۱) علامہ محب الدین طبری شافعی' الریاض النضرہ جلد اول صفحہ ۱۹۷ مطبعہ دارالتالیف مصر ۱۹۵۳ء (۲) علامہ عبدالرزاق' المصنف جلد ۵ صفحہ ۴۵۱ طبع ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی (۳) ڈاکٹر عبدالحمید' عصر الخلفاء الراشدین صفحہ ۴۹ طبع مکتبہ الانجلو قاہرہ (۴) امام ابن تیمیہ' منہاج السنہ (۵) امام ابن خلدون' تاریخ ابن خلدون حصہ اول صفحہ ۲۲۱ طبع نفیس اکیڈمی کراچی۔

بلکہ امام ابن تیمیہ الحنبلی نے تو یہاں تک لکھا ہے کہ

فالعباس بن عبدالمطلب اکبر بنی ہاشم وابو سفیان بن حرب اکبر بنی امیة و کلاهما کانا یمیلان الی علی رضی اللّٰہ عنہٗ

"ہاشمیوں میں سب سے بڑے حضرت عباس بن عبدالمطلب اور بنو امیہ میں سب سے بڑے ابو سفیان بن حرب دونوں کا جھکاؤ علی بن ابی طالب کی طرف تھا"۔

(منہاج السنہ جلد ۲ صفحہ ۱۹۷ مطبع المیریہ بولاق' مصر)

دیگر صحابہ کرام جنہوں نے خلافت ابوبکر کو تسلیم نہیں کیا

مشہور مورخ علامہ ابوالفداء متوفی ۷۳۲ھ اور حلب شہر کے قاضی الحنفیہ علامہ محب الدین محمد ابن شحنہ حلبی حنفی متوفی ۸۱۷ھ دونوں نے ان صحابہ کرام کے اسماء گرامی تحریر فرمائے ہیں جنہوں نے حضرت ابوبکر کی خلافت کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا تھا چنانچہ لکھتے ہیں۔

حضرت عمر نے ابوبکر سے بیعت کر لی بعد ازاں دوسرے لوگ بھی بیعت کرنے لگے مگر جماعت بنی ہاشم اور صحابہ کرام سے ایک جم غفیر نے خلافت ابوبکر سے انکار کر دیا جنہوں نے انکار کیا ان میں سے بعض کے نام یہ ہیں۔ زبیر بن العوام' عتبہ بن ابی لھب' خالد بن سعید بن عاص مقداد بن اسود' سلمان

فارسی ' ابوذر غفاری ' عمار بن یاسر ' براء بن عازب ' ابی بن کعب اور معاویہ کے والد ابو سفیان بن حرب - یہ سب حضرت علی مرتضٰی کے ہمراہ ہو گئے اور خلافت ابوبکر کو تسلیم کرنے سے انکار کیا- عتبہ بن ابی لھب نے اپنے نظریہ کو ان اشعار میں بیانگ دہل بیان فرمایا ہے-

ما کنت احسب ان الامر منصرف عن هاشم ثم منهم عن ابی حسن
عن اول الناس ایمانا و سابقة و اعلم الناس بالقرآن والسنن
و آخر الناس عهدا بالنبی و من جبریل عون له فی الغسل والکفن
من فیه مما فیهم لا یمترون به و لیس فی القوم ما فیه من الحسن

"میں نہیں جانتا تھا کہ خلافت اور حکومت اولاد ہاشم سے جاتی رہے گی اور ابوالحسن علی المرتضٰی جو سب سے پہلے ایمان لائے اور سب سے پہلے مسلمان ہوئے اور قرآن و سنت کو اچھی طرح جانتے تھے اور جس نے آخر وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غسل دیا اور حضرت جبرئیل نے ان کی غسل اور کفن دینے میں مدد کی- ان کو بھی خلافت نہ ملے گی اور دوسرے شخص کے ہاتھ میں چلے جائے گی-"

(۱) (تاریخ ابوالفداء جلد ۲ صفحہ ۶۳ طبع دارصادر بیروت)
(۲) (روضہ المناظر برحاشیہ کامل جلد ۷ صفحہ ۱۶۴ طبع مصر)
(۳) (تاریخ الیعقوبی جلد ۲ صفحہ ۱۳۸ طبع دار صادر بیروت)

مصر کے مشہور سکالر علامہ محمد رضا مصری تحریر کرتے ہیں-

و ممن تخلف عن بیعة ابیبکر عتبة بن ابی لهب و خالد بن سعید والمقداد بن عمرو سلمان الفارسی و ابو ذر و عمار بن یاسر و البراء بن عازب و ابی بن کعب و مالوا مع علی و تخلف ایضا" ابو سفیان من بنی امیة

جن صحابہ کرام نے حضرت ابوبکر کی خلافت کو تسلیم نہیں کیا تھا ان کے میں سے عتبہ بن ابی لعب' خالد بن سعید' مقداد بن عمرو' سلمان فارسی' ابوذر' عمار بن یاسر' براء بن عازب' ابی بن کعب اور خاندان بنو امیہ سے ابو سفیان- یہ سب علی بن ابی طالب کی طرف مائل تھے-

(ابوبکر الصدیق صفحہ ۳۵ طبع بیروت)

اس مختصر سی بحث سے اس حقیقت کا پتہ چلتا ہے کہ بے شمار صحابہ کرام نے حضرت ابوبکر کی خلافت کا انکار کیا جن میں سے درج ذیل نام تواتر سے کتب میں نقل کیے گئے ہیں:-

(۱) حضرت علی مرتضٰی بمع بنی ہاشم (۲) سعد بن عبادہ (۳) زبیر ابن العوام (۴) عتبہ بن ابی لھب (۵) خالد بن سعید بن العاص (۶) مقداد بن اسود (۷) سلمان الفارسی (۸) ابوذر غفاری (۹) عماربن یاسر (۱۰) براء

بن عازب (۱۱) ابی بن کعب (۱۲) ابو سفیان بن حرب (۱۳) حباب بن منذر

وفاقی شرعی عدالت کے سابق جسٹس مولانا ملک غلام علی اپنی کتاب خلافت و ملوکیت پر اعتراضات کا تجزیہ صفحہ ۲۷۱ طبع لاہور میں لکھتے ہیں:

"حضرت سعد بن عبادہ نے آخر دم تک حضرت ابوبکر کی بیعت نہ کی اور وہ انصار کو مستحق خلافت سمجھتے تھے۔ یہ مشہور تاریخی واقعہ ہے۔ بعض مورخین کا بیان ہے کہ وہ حضرت ابوبکر و عمر کے پیچھے نماز پنجگانہ اور جمعہ نہیں پڑھتے تھے نہ ان کی قیادت میں حج کرتے تھے اگر انہیں ساتھی مل جاتے تو وہ ان سے جنگ آزما ہونے میں بھی تامل نہ کرتے۔ لیکن کسی نے انہیں باغی قرار دے کر نہ قید کیا نہ قتل کیا۔ دوسرا مشہور تاریخی واقعہ حضرت امیرمعاویہ کے والد ماجد حضرت ابوسفیان کا ہے جسے استیعاب اور دوسری کتابوں میں بیان کیا گیا ہے۔ جب حضرت ابوبکر کی بیعت ہوئی تو ابو سفیان حضرت علی کے پاس آکر کہنے لگے کہ "یہ کیا ہوا کہ قریش کے سب سے چھوٹے قبیلے نے خلافت پر قبضہ کر لیا؟ اے علی اگر تم پسند کرو تو خدا کی قسم میں اس وادی کو پیادوں اور سواروں سے بھر سکتا ہوں۔

اک حرف ناصحانہ

علامہ ابو الحسنات عبدالحی لکھنوی بحوالہ شرح مسلم یوں رقم طراز ہیں۔

المحققون من الحنفیة والمتکلمین ذهبوا الی عدم تکفیر الروافض بانکارهم خلافة ابی بکر و عمر (الی ان قال) حتی قبلوا شهادتهم و ما وقع فی الخلاصة و غیرها من الفتاوٰی من صریح الکفر لم ینقل عن ابی حنیفة و انما هو من تفریعا المشائخ کالفاظ التکفیر المنقولة فی الفتاوٰی کیف و قد نص الامام ابوحنیفة والشافعی رحمهما اللّٰه لعدم تکفیر احد من اهل القبلة لکونه علی تاویل فاحفظ ولا تسرع فی تکفیر فرق الاسلام

حنفی محققین اور متکلمین علماء حضرت ابوبکر و عمر کی خلافت کے انکار کی وجہ سے روافض کو کافر نہیں سمجھتے حتی کہ ان کی گواہی کو قبول کرتے ہیں اور جو خلاصہ اور دوسرے فتاوٰی میں ان کی کفر کی تصریح ہے وہ امام ابو حنیفہ سے منقول نہیں ہے بلکہ مشائخ کی تفریعات سے ہے جیسا کہ الفاظ کفر جو عموماً" فتاوٰی میں نقل ہوئے ہیں کیونکہ امام ابو حنیفہ اور امام شافعی کی اہل قبلہ کے کافر نہ ہونے پر نص موجود ہے کیونکہ ان کے افعال کسی نہ کسی تاویل پر مبنی ہوتے ہیں اسے خوب یاد رکھو اور اسلامی فرقوں کو کافر بنا دینے میں جلدی نہ کرو۔

(مجموعہ فتاوٰی جلد ا صفحہ ۴ مطبع یوسفی فرنگی محلی لکھنؤ)

خلافت راشدہ کی تقسیم

علاوہ بریں سزا کو شیخین کی خلافت کے انکار تک محدود کرنا بھی بلا جواز ہے دیگر خلفاء کی خلافت میں وہ کونسی کمزوری ہے جس کی بناء پر انہیں نظرانداز کر دیا گیا ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ صرف شیخین کی خلافت کا اقرار اور حضرت عثمان و حضرت علی کی خلافت کا انکار اہل سنت کا عقیدہ نہیں بلکہ خوارج کا نظریہ ہے اور خلافت کو حضرت ابوبکر و عمر تک محدود کرنے والے بھی اسی نظریئے کے حامل ہیں۔

سید ابوالاعلی مودودی خارجیوں کے عقائد بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"خارجی صرف حضرت ابوبکر اور حضرت عمرؓ کی خلافت کو درست مانتے تھے مگر حضرت عثمان ان کے نزدیک اپنی خلافت کے آخر زمانہ میں عدل اور حق سے منحرف ہو گئے تھے اور قتل یا عزل کے مستحق تھے۔ ان کے خیال میں حضرت علی نے بھی جب غیر اللہ کو حکم بنایا تو گناہ کبیرہ کا ارتکاب کیا"۔

(خلافت و ملوکیت صفحہ ۲۱۴)

گویا یہ عقیدہ کہ صرف حضرت ابوبکر و عمر کی خلافت صحیح تھی اور حضرت عثمان و علی خلیفہ راشد نہ تھے' خوارج کا نظریہ ہے جسے اہل سنت اور اہل تشیع تسلیم نہیں کرتے۔ خوارج کا یہی عقیدہ درج ذیل کتب میں بھی موجود ہے۔

(الفرق بین الفرق مطبوعہ المعارف مصر صفحات ۵۵' ۶۱' ۶۳' ۶۴' ۶۷' ۶۸' ۸۲' ۸۳)

(الملل والنحل جلد ۱ صفحات ۸۷' ۹۰' ۹۱' ۹۲' ۱۰۰)

(مقالات الاسلامیین جلد ۱ صفحات ۱۵۶' ۱۵۷' ۱۵۹' ۱۸۹' ۱۹۰)

چوتھا شبہ

"غیر صحابی کو صحابی پر تنقید کا حق نہیں ہے"

اگرچہ اس ضمن میں قرآن کے اسلوب کو جاننے اور علماء و محققین کی واضح تصریحات کی موجودگی میں بات طے شدہ سمجھی جاتی ہے کہ صحابہ پر تنقید ہو سکتی ہے مگر پھر بھی عام طور پر بعض کوتاہ اندیش حضرات کی طرف سے یہ بات کہی جاتی ہے کہ غیر صحابی کو صحابی پر کسی قسم کی تنقید کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ واضح ہو کہ یہ خیال سراسر باطل اور جہالت کا حیرت ناک مظاہرہ ہے لیکن درج ذیل دلائل کی بناء پر یہ غلط فہمی دور ہو جاتی ہے۔

اولاً" ۔ اہل سنت والجماعت صحابہ کی عصمت کے قائل نہیں ہیں۔
ثانیاً"۔ یہ اصول علماء اہل سنت کے نزدیک مسلم ہے کہ غیر صحابی' صحابی پر تنقید کر سکتا۔
ثالثاً"۔ تاریخ اسلام میں سے کسی ایسے دور کی نشاندہی نہیں کی جاسکتی کہ جس میں اہل علم نے اس مسلک کو قبول کر لیا ہو کہ غیر صحابی' صحابی پر تنقید نہیں کر سکتا۔
رابعاً"۔ ائمہ دین' محدثین اور فقہا کرام نے خود صحابہ کرام پر تنقید اور جرح کی ہے مثلاً امام ابو حنیفہ نے تین صحابہ کرام حضرت ابوھریرہ' انس بن مالک اور سمرہ بن جندب پر زبردست تنقید کی ہے اور ان کی روایت کو ناقابل اعتبار قرار دیا ہے۔ (۱) روضتہ العلما صفحہ ۸۲ طبع اشرف المطابع دہلی
(۲) کتائب اعلام الاخیار صفحہ ۲۱۴ مخطوط

اور امام شافعی نے کہا ہے کہ لا یقبل شھادۃ اربعہ من الصحابۃ و ھم معاویۃ و عمر و بن العاص و المغیرۃ و زیاد چار صحابیوں کی گواہی قبول نہ کی جائے اور وہ چار صحابہ یہ ہیں' معاویہ' عمرو بن العاص' مغیرہ بن شعبہ اور زیاد۔

(روضتہ المناظر فی علم الاوائل والاواخر جلد ۱۱ صفحہ ۱۳۳ طبع مصر)

عصر حاضر کے دیوبندی عالم مولانا محمد حسین نیلوی شیخ الحدیث جامعہ ضیاء العلوم سرگودھا حضرت ابوھریرہ پر تنقید کرتے ہوئے یوں لکھتے ہیں۔

پھر بیہقی کو صرف تمام لاکھ سے زائد صحابہ میں سے جن میں معروف بالاجتہاد والفقہ بھی تھے ایسی اہم اور ضروری حدیث جس کا انکار موجب فسق و ضلال ہے صرف ایک صحابی غیر المعروف الفقہ والعدالتہ یعنی حضرت ابی ھریرہ ہی سے روایت ملی جس کی روایت عموم قرآنی اور عام قاعدہ کے خلاف ہو تو مسترد کر دی جاتی ہے جسے ان کی مصراۃ والی روایت کو احناف نے رد فرما دیا ہے کہ خلاف قرآن ہے۔

(ندائے حق ۱۳۵ طبع اول' مدرسہ ضیاء العلوم سرگودھا)

اور اس کے علاوہ عہد حاضر کے نامور عالم سید ابو الاعلی مودودی نے بھی بہت سے صحابہ پر تنقید کی ہے۔ اس سلسلہ میں ان کو شہرہ آفاق کتاب خلافت و ملوکیت دیکھی جا سکتی ہے۔

معلوم ہوا کہ غیر صحابی کی طرف سے صحابی پر تنقید و جرح کی کوئی ممانعت نہیں ہے اور "غیر صحابی کو صحابی پر تنقید کا کوئی حق نہیں" والا نظریہ خود ساختہ ہے علما اہل سنت نے کبھی بھی صحابہ کو معصوم نہیں سمجھا اس لئے انہوں نے بعض صحابہ کے بعض افعال پر کھل کر اور تنقید اور تنقیص کی ہے۔

پانچواں شبہ

"پاکستان سنی سٹیٹ ہے لہٰذا نفاذ فقہ جعفریہ کا مطالبہ ناجائز ہے؟"

یہ دعویٰ کہ پاکستان میں سنی اکثریت میں ہیں سراسر غلط ہے کیونکہ پاکستان میں مختلف مسالک موجو دہیں۔ ہر ایک کے اعتقادات و اعمال الگ الگ ہیں یہاں اہل حدیث بھی ہیں' دیو بند بھی ہیں۔ بریلوی اور شیعہ بھی ہیں اور دیگر کئی ایک مسالک کے پیروکار بھی موجود ہیں۔ جن کا وجود ہی اس بات کی دلیل ہے کہ ان کا دوسروں سے فقہی اختلاف موجود ہے وگرنہ یہ علیحدہ سے کوئی فرقہ یا گروہ ہوتے ہی نہ' مزید برآں پاکستان میں اس وقت تک فقہی بنیادوں پر ایسے اعداو و شمار بھی دستیاب نہیں ہیں کہ جن کی بنیادوں پر تعین ہو سکے کہ کون سی فقہ کے لوگ اکثریت میں ہیں اور پھر "سنی" کی اصطلاح بھی مبہم ہے کیونکہ خود "سنی" کے مختلف فرقوں بریلوی' دیوبندی' مالکی' شافعی' حنبلی وغیرہ میں اس قدر اختلاف موجود ہیں کہ باہم ایک دوسرے پر تکفیر تک کے فتوے تاریخ کا حصہ ہیں۔ یہ مسلمہ امر ہے کہ اکثریت' اقلیت پر مسلط نہیں کی جا سکتی چنانچہ ڈھاکہ سے کراچی تک کے ۳۱ ممتاز علماء کرام جن میں شیعہ' دیوبندی بریلوی اور اہل حدیث مکاتب فکر کے علماء عظام شامل تھے ان کا ایک کنونشن ۲۱ تا ۲۴ جنوری ۱۹۵۱ء بمقام کراچی منعقد ہوا۔ جس میں متفقہ طور پر بائیس بنیادی اصول طے پائے جن پر ایک اسلامی مملکت کا آئین مبنی ہونا چاہئے جن میں دوسرا اصول یہ تھا کہ

"ہر اسلامی فرقہ کتاب و سنت کی اس تشریح پر عمل کا پابند ہے جو اس فرقہ کے نزدیک مستند اور معتبر ہے"

جب بعض اطراف سے اقلیت اور اکثریت کی لایعنی بحث شروع ہوئی تو مولانا احتشام الحق صاحب تھانوی جو قرار داد مقاصد کنونشن میں بھی شریک تھے انہیں یہ وضاحتی بیان دینا پڑا۔

"کراچی ۲۵ فروری (نمائندہ مساوات) ممتاز عالم دین مولانا احتشام الحق تھانوی نے کہا ہے کہ اقلیت اور اکثریت کی اصطلاح ایک خالص سیاسی اصطلاح ہے جو سیاسی حقوق کے تعاون اور سیاسی مسائل کو طے کرنے میں ترازو کا کام دیتی ہے مگر اسلامی فرقوں کے مذہبی حقوق کے بارے میں اقلیت و اکثریت کو معیار بنانے سے ایسے فتنوں کو سر اٹھانے کا سنگین خطرہ ہے جس کا صحیح اندازہ اقلیت و اکثریت کے الفاظ بولنے والوں کو نہیں ہے مولانا نے کہا کہ ہر مسلمہ اسلامی فرقہ' ایک اسلامی فرقہ ہے یہ خواہ چھوٹا ہو یا بڑا ہر مکتب فکر کے مشاہیر علماء کے تاریخی اجتماع میں یہ اصول اور حق تسلیم کیا گیا ہے کہ ہر اسلامی فرقہ کتاب و سنت کی اس تشریح پر عمل کا پابند ہے جو اس فرقہ کے نزدیک مستند اور معتبر ہے۔ مولانا نے کہا کہ مفتی جعفر حسین مجتہد' حافظ کفایت حسین مجتہد' سید ابو الاعلی مودودی اور ظفر احمد انصاری پر مشتمل ایک سب کمیٹی' نے بھی یہ فیصلہ کیا تھا جو میرے پاس محفوظ ہے اور

اس فیصلہ پر حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی کے خلیفہ مفتی محمد حسن صاحب کے دستخط ہیں۔ اس فیصلہ والے اجلاس میں مولانا سید سلیمان ندوی، مولانا ظفر احمد عثمانی، مولانا خیر محمد جالندھری، مولانا محمد یوسف بنوری، مفتی محمد شفیع، مولانا عبدالحامد بدایونی، پیر ہاشم جان مجددی مفتی صاحب داد، مولانا ابراہیم سیالکوٹی، مولانا ابوالاعلی مودودی شریک تھے۔ انہوں نے کہا کہ آج فریقین میں جو لوگ غیر علمی اور غیر تعمیری انداز میں بیان دے کر مذہبی فرقہ واریت کی خلیج وسیع کر رہے ہیں وہ نہ صرف پاکستان کی قسمت سے کھیل رہے ہیں بلکہ دوسری قوموں کو اسلام کے بارے میں یہ تصور دے رہے ہیں کہ اس دور میں اسلامی نظام کے قیام کا تجربہ ناکام ہو گیا ہے"

(روزنامہ مساوات لاہور ۲۶ فروری ۱۹۷۸ء)

قرار داد مقاصد کے اصول نمبر ۲ اور اس کی وضاحت جو جملہ اسلامی مکاتب فکر کے جید علماء کرام نے فرمائی ہے جسے ہم ممتاز عالم دین مولانا احتشام الحق صاحب تھانوی کے مندرجہ بالا بیان سے پیش کر چکے ہیں۔ اس کے باوجود اس قسم کے مسائل کو اچھالنا فرقہ واریت کو مزید ہوا دینے کے مترادف نہیں تو کیا ہے؟

علاوہ ازیں آئین پاکستان کے پارٹ نمبر ا تعارف کے ذیل میں آرٹیکل نمبر ا میں یہ کہا گیا ہے کہ

"پاکستان ایک مسلم ری پبلک سٹیٹ کے نام سے موسوم ہوگی"

آئین کی شق نمبر ۲ میں کہا گیا ہے کہ۔ "پاکستان کا سٹیٹ ریلیجن اسلام ہوگا"

پاکستان میں اکثریت و اقلیت کا کوئی تصور نہیں بلکہ آئین پاکستان تو اقلیتوں اور غیر مسلموں تک کو آزادی دیتا ہے جبکہ شیعہ ایک عظیم اسلامی فرقہ ہے۔ آئین کی بعض دیگر دفعات میں بھی مسلمانوں کو اپنی زندگی قرآن و سنت کے سانچے میں ڈھالنے کا پابند کیا گیا ہے۔

علاوہ ازیں دیگر کئی اسلامی ممالک میں بھی اکثریت و اقلیت کی بے بنیاد اصطلاح کا نام و نشان تک موجود نہیں ہے۔ مثال کے طور پر "طرابلس" میں مالکیوں کی اکثریت اور حنفیوں کی اقلیت ہے مگر اس کے باوجود قوانین کی تشکیل میں فقہ حنفیہ کو بھی شامل کیا جاتا ہے اور مفتی اعظم کا تعلق حنفی فقہ سے ہے۔

(۲) جامعہ زیتونیہ کا قانون یہ ہے کہ آدھے مدرس حنفی اور آدھے مالکی ہیں۔

(۳) مصر میں اکثریت شافعی مسلک کی ہے لیکن حکومت حنفیوں کے ہاتھ میں ہے۔

(۴) عراق میں اکثریت اہل تشیع کی ہے لیکن حکومت اہل تسنن کی ہے۔

(۵) اور سعودی عرب میں شافعی، حنبلی، حنفی، مالکی، جعفری سب موجود ہیں۔ لیکن حکومت حنبلی مسلک والوں کے ہاتھ میں ہے۔

ان کے علاوہ کئی مثالیں بھی پیش کی جاسکتی ہیں کہ جہاں پر اکثریت کا قانون نافذ نہیں ہے اور (جیسا کہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے) اسلام بھی اکثریت کو اقلیت پر مسلط ہونے کی اجازت نہیں دیتا۔

لہٰذا ملت جعفریہ کا پبلک لاء کے طور پر اپنے لئے فقہ جعفریہ کے نفاذ کا مطالبہ غیر آئینی اور ناجائز نہیں کیونکہ دنیا کا کوئی قانون ایسا نہیں جو ایک پوری ملت کو اس کے بنیادی حقوق سے محروم کر دے۔

چھٹا شبہ

افسانہ عبداللہ بن سبا

"تاریخی دستاویز" کے صفحہ ۴۸ پر عبداللہ بن سباء کا ذکر کیا گیا ہے اور اس کو کبھی شیعہ کی امامت و خلاف کا موجد اور کبھی مذہب شیعہ کا سربراہ اور بانی قرار دینے کی مذموم جسارت کی گئی ہے۔ جس عبداللہ بن سباء کو اچھالا جاتا ہے اس کا اہل تشیع سے کوئی تعلق نہیں ہے اور اہل تشیع کو اس کی طرف منسوب کرنا ایک فاش غلطی ہے اور علماء و محققین کے نزدیک ابن سباء ایک فرضی اور خیالی شخصیت ہے دنیا عالم میں اس کا کبھی وجود ہی نہ تھا صرف بنی امیہ اور بنی عباس کی ظالم حکومتوں اور دیگر مفسد اور فتنہ انگیز افراد نے اپنے دنیاوی اور سیاسی اغراض کی وجہ سے شیعہ کو بدنام کرنے کے لئے ایک فرضی اور خیالی انسان کو جنم دے دیا اور پھر اسلام میں تمام تر خرابیوں کا ذمہ دار اسے قرار دے دیا گیا۔ اور اس طرح یہ اپنے کندھوں پر تمام دنیا والوں کے گناہ لادے ہوئے ہے۔ اگر ابن سباء واقعی کوئی شخصیت ہوتی تو آخر ان عائد کئے ہوئے الزامات کی تردید یا کوئی شکایت کرتا؟

عصر حاضر کے عظیم فلسفی اور مفکر ڈاکٹر طہ حسین المصری لکھتے ہیں۔

ابن سباء بالکل فرضی اور من گھڑت چیز ہے اور جب فرقہ شیعہ اور دیگر اسلامی فرقوں میں جھگڑے چل رہے تھے تو اس وقت اسے جنم دیا گیا۔ شیعوں کے دشمنوں کا مقصد یہ تھا کہ شیعوں کے اصول مذہب میں یہودی عنصر داخل کر دیا جائے۔ اور امویوں اور عباسیوں کے دور حکومت میں شیعوں کے دشمنوں نے عبداللہ بن سباء کے معاملہ میں بہت مبالغہ آمیزی سے کام لیا اس کے حالات بہت بڑھا چڑھا کر بیان کئے۔ اس سے ایک فائدہ تو یہ تھا کہ حضرت عثمان اور ان کے عمال حکومت کی طرف جن خرابیوں کی نسبت دی جاتی ہے اور ناپسندیدہ امور جو ان کے متعلق مشہور ہیں کو سن کر لوگ شک و شبہ میں پڑ جائیں۔ دوسرا فائدہ یہ کہ علی مرتضیٰ اور ان کے شیعہ لوگوں کی نگاہوں میں ذلیل و خوار ہوں۔نہ معلوم شیعوں کے مخالفین سے شیعوں پر کتنے غلط الزامات لگائے اور نہ جانے شیعوں نے کتنی غلط باتیں اپنے دشمنوں کی طرف سے حضرت عثمان وغیرہ کے معاملہ میں منسوب کیں"

(الفتنہ الکبریٰ جلد اول صفحہ ۱۳۲ مطبوعہ مصر)

اگر اس امر کو تسلیم کر ہی لیا جائے کہ ابن سبا نامی شخصیت موجود تھی تو یہ بات ہر ایک پر عیان ہے کہ ہر

مذہب والے اپنے مذہب کے بانیوں اور سربراہوں کا تذکرہ بڑی شان و شوکت سے کرتے ہیں مگر شیعہ کتب رجال کا مطالعہ کیا جائے کسی جگہ بھی عبداللہ بن سباء کی مداح نہیں کی گئی بلکہ ہر جگہ اس کی مذمت کی گئی ہے۔ علماء شیعہ نے ہلکی سے ہلکی عبارت بھی اس کے متعلق یہ لکھی ہے۔

ان عبداللّٰہ بن سبا العن من ان یذکر

عبداللہ بن سباء کے بارے میں جتنا کہا جا سکے اس سے زیادہ ملعون ہے۔

(اصل الشیعہ و اصولھا صفحہ ۵۷ مطبوعہ نجف اشرف)

اس کے علاوہ رجال کشی صفحہ ۹۹ کے حاشیہ پر بھی اس کے متعلق مفصل بحث کی گئی ہے کہ یہ شخص محض فرضی تھا چنانچہ لکھا ہے کہ۔

ان ھذا الرجل لم یکن لہ وجود خارجی اصلاً و انما ھو اسطورۃ خیالیۃ ذکرھا الطبری بواسطۃ صانعھا سیف بن عمر

"بلا شبہ اس شخص کا خارج میں اصلاً وجود ہی نہیں تھا بلکہ وہ ایک اسطورہ وہمی و خیالی تھا جسے طبری نے اپنی "تاریخ طبری" میں اس قصہ کے صانع سیف بن عمر سے نقل کر دیا ہے"

(رجال کشی صفحہ ۹۹ بر حاشیہ طبع ایران)

اس ڈرامے کا اولین کہانی نویس سیف بن عمر ہے جس سے رواۃ کے ذریعہ طبری نے اپنی تاریخ میں ۳۵ ہجری کے واقعات میں اسے درج کیا ہے۔

فیما کتب الی السری عن شعیب عن سیف عن عطیۃ عن یزید القعقعی قال کان عبداللّٰہ بن سبا یھودیا من اھل صنعاء امہ سوداء فاسلم زمان عثمان

جو کچھ سری نے میرے پاس لکھ کر بھیجا اس کے مطابق شعیب سے اور شعیب نے سیف بن عمر سے اور سیف نے عطیہ عوفی سے اور عطیہ نے یزید قعقعی سے روایت کی ہے کہ عبداللہ بن سباء صنعاء کا رہنے والا یہودی تھا جس کی ماں سیاہ فام تھی پس زمانہ حضرت عثمان میں اسلام لایا"

(تاریخ الطبری جلد ۴ صفحہ ۳۴۰ مطبوعہ مصر)

اس کے سلسلہ رواۃ میں پہلا نام "سری" کا آیا ہے بعض مقامات پر طبری نے اسے بغیر ولدیت ہی ذکر کیا ہے تاہم بعض مقامات پر اس کو "سری بن یحیی ظاہر کیا ہے۔ علامہ ذہبی نے "میزان الاعتدال فی نقد الرجال جلد ۲ صفحہ ۱۱۷ تا ۱۱۸ مطبوعہ مصر پر "سری" نام کے سات افراد کا ذکر کیا ہے لیکن ان میں "سری بن یحیی ابو الہیثم" وہ ہے جو طبری کی ولادت سے ۵۷ سال پہلے ہی مر چکا تھا اس کے علاوہ "سری" نام کا کوئی ایسا شخص نہیں ہے جس کے باپ کا نام "یحیٰی" ہو۔

علامہ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ ہجری نے اپنی کتاب "لسان المیزان" میں "سری بن یحیی" کا کوئی ذکر نہیں کیا البتہ انہوں نے اپنی دوسری کتاب "تہذیب التہذیب" میں ابن جریر طبری کے راوی کا ذکر یوں کیا ہے کہ

السری بن اسماعیل الھمدانی الکوفی ابن عم الشعبی روی عنه ابن جریر وغیرہ

"سری بن اسماعیل ہمدانی کوفی جو شعبی کا ابن عم تھا' ابن جریر وغیرہ نے اس سے روایت کی ہے۔

(جلد ۳ صفحہ ۴۵۹' ۴۶۰ طبع حیدر آباد دکن)

واضح ہو کہ سری بن اسماعیل غیر معتبر آدمی ہے چنانچہ ابن حجر عسقلانی اس کے بارے میں رقمطراز ہیں۔

"یحیی بن سعد نے کہا کہ ایک ہی نشست میں مجھ پر اس کا جھوٹ کھل گیا یحیی بن سعید اس سے ہرگز روایت نہیں کرتے تھے عمرو بن علی نے کہا کہ میں نے عبدالرحمٰن کو کبھی اس کا ذکر کرتے نہیں سنا حسن بن عیسیٰ نے کہا میں نے ابن مبارک کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ جرید بن عبدالحمید کی کوئی حدیث جو سری بن اسماعیل سے مروی ہو نہیں لکھنی چاہئے صالح بن احمد بن حنبل نے اپنے والد سے روایت کی ہے سری بن اسماعیل کے بارے میں کہ وہ قوی نہیں ہے غرضیکہ اسی ذیل میں ابن معین' ابو حاتم' جو زجانی' ابو داؤد' نسائی' ابن عدی اور ابن حبان ہر ایک نے اس "سری" کو ناقابل اعتبار ٹھہرایا ہے جو ابن جریر طبری کا راوی ہے۔

(تفصیل کے لئے تہذیب التہذیب جلد ۳ صفحہ ۴۵۹' ۴۶۰ ملاحظہ فرمائیں)

طبری کے سلسلہ سند کا دوسرے راوی "شعیب بن ابراہیم سے شمس الدین الذہبی متوفی ۷۴۸ ہجری لکھتے ہیں۔

" شعیب بن ابراھیم الکوفی راویة کتب سیف عنه فیه جهالة"

"شعب بن ابراھیم کوفی جو کہ سیف کی کتابوں کا راوی ہے اس میں جہالت پائی جاتی ہے"

(میزان الاعتدال جلد ۲ صفحہ ۲۷۵ طبع مصر)

ابن حجر عسقلانی اس کے بارے میں لکھتے ہیں کہ

لیس بالمعروف وله احادیث و اخبار و فیحه بعض النکرة و فیها ما فیه تحامل علی السلف

وہ غیر معروف شخص ہے اس کی روایت کردہ کچھ احادیث و اخبار میں بزرگوں پر حملہ ہے۔

(لسان المیزآن جلد ۳ صفحہ ۱۴۳ طبع حیدر آباد دکن)

اس کے بعد اب اس روایت کا تیسرا راوی سیف بن عمر ہے جس کو علماء رجال نے ایک جھوٹا افسانہ نگار قرار دیا ہے چنانچہ علامہ ذہبی نے لکھا ہے۔

"عباس نے محدث یحیی سے بیان کیا ہے کہ سیف ضعیف ہے معین نے یحیی سے بیان کیا ہے کہ اس

سے کوڑی بھی بہتر ہے ابوداؤد نے کہا کہ یہ خاک بھی نہیں ابو حاتم نے کہا متروک الحدیث ہے اور ابن حبان نے فرمایا سیف بن عمر متہم بالذندقہ ہے ابن عدی نے کہا عام طور پر اس کی روایتیں منکر ہیں۔ یہ جھوٹی روایتیں گھڑتا ہے یہ زندیق ہے"

(۱۔ میزان الاعتدال جلد ۲ صفحہ ۱۵۶۔ ۱۵۵ طبع مصر)

(۲۔ تقریب التہذیب صفحہ ۱۴۴ طبع لکھنؤ)

علامہ محمد طاہر بن علی الہندی نے اپنی کتاب "قانون الموضوعات صفحہ ۲۶۲ طبع بمبئی میں تحریر کیا ہے۔

سیف بن عمر متروک اتھم بالوضع والزندقة و کان و ضاعا"

"سیف بن عمر متروک ہے اس پر جعلی روایتیں گھڑنے اور زندیق ہونے کا اتہام لگایا گیا ہے"۔

ساتواں شبہ

اصحابی کالنجوم بایھم اقتدیتم اھتدیتم

"میرے صحابہ ستاروں کی طرح ہیں جس کی بھی پیروی کروگے ہدایت پاؤ گے"

یہ شبہ چند وجوہات کی بناء پر ناقابل اعتبار ہے۔

اولاً :۔ یہ بات شک وشبہ سے بالاتر ہے کہ صحابہ کا بڑا رتبہ ہے لیکن یہ کہنا کہ ہر صحابی فرداً فرداً بلالحاظ عمل وتقویٰ قابل پیروی ہے۔ صحابیت کے تصور کو حدود سے آگے بڑھانا اور اسلام کے مسلمہ اصول سے تجاوز ہے اور یہ مسلمہ امر ہے کہ کسی صحابی کی تقلید اور پیروی اور یا ان کے احترام کا مدار تقویٰ اور اعمال حسنہ پر ہے۔ لہٰذا ہر صحابی کو محض صحابیت کی بنیاد پر قیادت کا حق نہیں دیا جاسکتا۔ صحابیت کے اس غلط تصور کو مضبوط بنانے کیلئے لوگوں نے مختلف قسم کی احادیث گھڑلی ہیں۔ انہی میں سے یہ حدیث "اصحابی کالنجوم بایھم اقتدیتم اھتدیتم" (میرے اصحاب ستاروں کی مانند ہیں ان میں سے تم جس کی بھی اقتداء کرلوگے ہدایت پاجاؤ گے) بھی ہے۔

ثانیاً :اکثر وبیشتر محدثین اور آئمہ حدیث کا اس کے ضعیف بلکہ من گھڑت ہونے پر اتفاق ہے چنانچہ امام ابن تیمیہ الحرانی الدمشقی اس روایت پر تبصرہ کرتے ہوئے رقم طراز ہیں۔

واما قولہ اصحابی کالنجوم فبایھم اقتدیتم اھتدیتم فھذا الحدیث ضعیف ضعفہ اھل الحدیث قال البزاز ھذا حدیث لایصح عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولیس ھو فی کتب الحدیث المعتمدۃ

ملخص یہ ہے کہ حدیث اصحابی کالنجوم ضعیف ہے۔ ائمہ حدیث نے اسے ضعیف شمار کیا ہے امام بزاز نے کہا ہے کہ اس حدیث کا

آنحضرت ؐ سے منقول ہونا صحیح نہیں ہے اور نہ ہی حدیث کی معتبر و معتمد کتب میں اس کا وجود ہے۔

(منہاج السنہ ج ۴ صفحہ ۲۳۹ طبع مطبعہ المیریہ بولاق مصر)

☆ امام ابو حیان اندلسی اس حدیث کو رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

لم یقل ذلک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و ھو حدیث موضوع لایصح بوجہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

قال ابن حزم ھذا خبر مکذوب

حدیث اصحابی کالنجوم حضور نبی کریم ؐ سے مروی نہیں ہے یہ حدیث من گھڑت ہے کسی صورت میں بھی اس کا نبی اکرم ؐ سے منقول ہونا صحیح نہیں ہے امام ابن حزم اندلسی نے اسے جھوٹی خبر کہا ہے۔

(تفسیر البحر المحیط ج ۵ صفحہ ۵۲۸-۵۲۷ طبع دار المعرفہ بیروت)

☆ علامہ حافظ ابن قیم الجوزیہ رقم طراز ہیں۔

الحدیث المشھور اصحابی کالنجوم ... الخ فجوابہ قد روی من طرق لایثبت شئی منھا قال ابن عبد البر بسند انی البزاز

قال لایصح ھذا الکلام عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم

مشہور حدیث اصحابی کالنجوم کے سلسلہ اسناد میں سے کوئی ایک بھی ثابت نہیں ہے۔ حافظ ابن عبد البر نے بزاز کے حوالے سے کہا ہے کہ اس روایت کا آنحضرت ؐ سے مروی ہونا صحیح نہیں ہے۔

(اعلام الموقعین صفحہ ۳۶۴ طبع دہلی)

☆ علامہ قاضی محب اللہ بہاری اپنی کتاب مسلم الثبوت صفحہ ۵۱۰ طبع نولکشور لکھنؤ میں اجماع شیخین کی عدم حجیت پر طویل بحث کرتے ہوئے حجیت شیخین کے قائلین و مثبتین کے قول کو بڑے احسن طریقہ سے رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

قالوا اقتدوا بالذین من بعدی ابی بکر و عمر و علیکم بسنتی الحدیث قلنا خطاب للمقلدین و بیان لاھلیہ الاتباع لان المجتھدین کانوا یخالفونھم و المقلدین قد یقلدون غیرھم و اما معارضہ کالنجوم و خذوا شطر دینکم عن الحمیراء

کما فی المختصر فتدافع بانھما ضعیفان

کچھ لوگ شیخین کے اجماع کی حجیت کو ثابت کرنے کیلئے ان احادیث کا سہارا لیتے ہیں جسے اقتدوا بالذین من بعدی ... الخ "میرے بعد ابوبکر و عمر کی اقتداء کرو" اور "علیکم بسنتی" تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ خطاب مقلدین کیلئے اور پیروی کی اہلیت کے متعلق ہے کیونکہ مجتہدین اپنی آراء میں ان کی مخالفت کیا کرتے تھے اور مقلدین ان کے علاوہ دوسروں کی تقلید کیا کرتے تھے اور جہاں تک حدیث "اصحابی کالنجوم" اور "خذوا شطر دینکم عن الحمیراء" کا تعلق ہے تو یہ دونوں حدیثیں ضعیف اور جھوٹی ہیں۔

☆ وفاقی شرعی عدالت کے سابق جسٹس ملک غلام علی اس روایت کے متعلق یوں لکھتے ہیں۔

"اس روایت (اصحابی کالنجوم) اور اس سے ملتے جلتے الفاظ پر مشتمل بعض دیگر روایات جو صحابہ و اہل بیت کے حق میں مروی ہیں ان کے متعلق جو اولین اور ضروری بات قابل ذکر ہے وہ یہ ہے کہ محدثین اور فن رجال کے ماہرین کے نزدیک ان سب کی سند نہایت

کمزور ہے اس لئے عقائد واحکام کی بحث میں ان سے استدلال جائز نہیں ہے بلکہ فضائل ومناقب کے سلسلے میں بھی ان کے ضعف کی صراحت کئے بغیران کا بیان کرنا صحیح نہیں ہے۔ صحاح ستہ یا حدیث کی کسی دوسری مستند کتاب میں ان کی تخریج نہیں کی گئی حافظ عبدالبر نے جامع بیان العلم میں روایت مذکورہ بالا کی سند کو نقل کر کے لکھا ہے "**هذا اسناد لا تقوم به حجة**" ایسی سند ہے جس کے بل پر کوئی حجت قائم نہیں ہوتی ابن حزم نے احکام میں اس کے راویوں پر جرح کرنے کے بعد لکھا ہے "**هذا وابه ساقط خبر مكذوب موضوع اصل لم يصح قط**" یعنی یہ پایہ اعتبار سے گری ہوئی روایت ہے ایک جھوٹی اور موضوع وباطل خبر ہے جو صحیح ثابت نہیں ہوئی۔ حافظ ابن حجر عسقلانی نے "**تخریج کشاف**" میں اس روایت اور دیگر متقارب الالفاظ روایات کی ساری سندوں کا ذکر کر کے انہیں ضعیف اور واہی قرار دیا ہے۔

(خلافت وملوکیت پر اعتراضات کا تجزیہ صفحہ ۴۹۹ طبع لاہور)

علامہ حافظ ابن حزم اندلسی کی تصریح کہ
"ہر صحابی کی اقتداء ناجائز ہے"

اپنی مشہور کتاب "الاحکام فی اصول الاحکام ج ۴ صفحہ ۱۴۱ باب ابطال التقلید میں یوں رقم طراز ہیں۔

فمن المحال ان يامر رسول الله صلى الله عليه وسلم باتباع كل قائل من الصحابه رضى الله عنهم وفيهم من يحلل الشئى وغيره منهم يحرمه ولو كان ذلك لكان بيع الخمر حلالا اقتداء بسمرة بن جندب ولكان اكل البرد للصائم حلالا اقتداء بابى طلحه وحراما اقتداء بغيره منهم

یہ محال ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ میں سے ہر ایک صحابی کی بات کو ماننے کا حکم دیں جبکہ ان میں سے بعض صحابہ کسی چیز کو حلال قرار دیتے ہیں تو بعض دوسرے صحابہ اسی چیز کو حرام کہتے ہیں اگر ہر ایک صحابی کی اقتداء ہر حال میں ضروری ہوتی تو حضرت سمرہ بن جندب ؓ کی اقتداء کرتے ہوئے شراب فروشی جائز ہوتی اور حضرت ابو طلحہ ؓ کی اقتداء میں روزہ دار کیلئے اولے کا کھانا حلال ہوتا جبکہ دوسروں کے نزدیک یہ حرام ہے۔

یہ حقیقت واضح ہوگئی ہے کہ یہ روایت بنابر اصول علم حدیث صحیح السند نہیں ہے اور نہ ہی علم درایت کے اصولوں پر پوری اترتی ہے اس لئے قابل اعتماد نہیں ہے۔

اہل تشیع کے متعلق علماء و اکابرین اہل سنت کے فتاویٰ جات

یہ حقیقت واضح اور عیاں ہے کہ مذہب اہل بیت فقہ جعفریہ اپنی حقانیت و آفاقیت کے ثبوت کے لئے کسی فتویٰ یا گواہی کا محتاج نہیں بلکہ "افتاب آمد دلیل آفتاب" کے مصداق مذہب آل محمد خود ہی انہی حقانیت کی سب سے واضح اور مستحکم دلیل ہے لیکن آج کل چونکہ استعمار کے کچھ ایجنٹ فتویٰ سازی کے ذریعے اہل اسلام کی تکفیر کے گھناؤنے کاروبار میں مصروف ہیں اور جھوٹے سچے سوالات کے حاصل کردہ فتاویٰ جات کے ذریعے حکومت و سادہ لوح عوام کے اذھان کو آلودہ مسموم کرنا چاہتے ہیں۔ لہٰذا اتمام حجت اور اہل اسلام کے درد مند اور مخلص علماء کی ملت مسلمہ کے اتحاد و وحدت کے لئے سرانجام دی جانے والی خدمات سے متعارف کرانے کے لئے مفتی اعظم دیوبند و چیف محکمہ عدالیہ شرعیہ دارالقضاء وقف دارالعلوم دیو بند اور رئیسان جامعہ الازھر قاہرہ (مصر) سمیت متعدد علماء و اکابرین اہل سنت کے فتاوی جات پیش کر رہے ہیں تاکہ مسلمانوں میں تفریق ڈالنے کی استعماری سازش کو ناکام بنایا جائے اور ساتھ ہی ساتھ اہل اسلام کی تکفیر و تذلیل کے گھناؤنے کاروبار سے اپنی دکانوں کو چمکانے اور تجوریوں کو بھرنے والے یہود و ہنود کے ایجنٹوں کی اصلیت سب پر واضح ہو جائے۔

شیعہ ایک اسلامی فرقہ ہے

میر سید شریف جرجانی کا بیان

الفرقة الثانية من كبار الفرق الاسلامية الشيعة الذين شايعوا عليا رضى الله تعالٰى عنه قالوا انه الامام بعد رسول الله بالنص اما جليا و اما خفيا و اعتقد وا ان الامامة لا تخرج عنه و عن اولاده

"اسلام کے بڑے فرقوں میں سے دوسرا اسلامی فرقہ شیعہ ہے اور شیعہ وہ ہیں جو حضرت علی المرتضیٰؓ کی پیروی کرتے ہیں اور اس بات کے قائل ہیں کہ بعد رسالتمآبؐ حضرت علی منصوص من اللہ امام برحق ہیں خواہ وہ نص جلی ہو یا خفی اور ان کا یہ بھی اعتقاد ہے کہ امامت و خلافت حضرت علی اور ان کی اولاد سے باہر نہیں جا سکتی۔

(شرح مواقف صفحہ ۷۵۲ طبع لکھنؤ)

فقہ جعفریہ عالمی طور پر پانچویں اسلامی فقہ ہے

امام اہل سنت ابو سعادات مبارک ابن اثیر جزری نے اپنی کتاب "جامع الاصول فی احادیث الرسول" (جس میں موطاء، صحیح مسلم، سنن ابی داؤد، نسائی اور جامع ترمذی کی احادیث کو جمع کر دیا گیا ہے۔ میں لکھتے ہیں۔

و نحن نذکر الآن المذاهب المشهورة فی الاسلام التی علیها مدارالمسلمین فی اقطار الارض و هی مذهب الشافعی و ابی حنیفة و مالک و احمد رضی اللّٰه عنهم و مذہب الامامیة

ہم یہاں اب اسلام کے ان مشہور مذاہب کا ذکر کرتے ہیں جن پر زمین کے تمام اطراف میں مسلمانوں کا دارومدار ہے اور وہ مذہب یہ ہیں "مذہب شافعی" ' "مذہب ابو حنیفہ" ' "مذہب مالک" ' "مذہب احمد" اور "مذہب امامیہ"

(جامع الاصول من احادیث الرسول جلد ۱۲ صفحہ ۲۲۰' ۲۲۱ طبع انصار السنہ المحمدیہ مصر)

فقہ جعفریہ پر عمل کرنا ہر مسلمان کا دینی حق ہے

شیخ جامعہ الازہر محمود شلتوت کا بیان

اسلام کی عالمی اور قدیمی دینی مرکزی درسگاہ الازہر یونیورسٹی مصر کے شیخ اکبر علامہ شیخ محمود شلتوت اپنے دفتر سے جاری کردہ فتویٰ میں ارشاد فرماتے ہیں۔

ان مذہب الجعفریة المعروف بمذهب الشیعه الامامیة الاثنا عشریة مذهب یجوز التعبد به شرعاً" کسائر مذاهب اهل السنة فینبغی للمسلمین ان یعرفو ذلك و ان یتخلصوا من العصبیة بغیر الحق لمذاهب معینة فما کان دین اللّٰه و ما کانت شریعة بتابعة لمذهب او مقصورة علی مذهب

" تحقیق مذہب جعفریہ جو کہ مذہب شیعہ اثنا عشریہ کے نام سے مشہور ہے اس کے مطابق عبادت کرنا اسی طرح شرعاً" صحیح ہے جس طرح کہ باقی مذاہب اہلسنت کے مطابق صحیح ہے مسلمانوں کو یہ بات جاننا چاہئے اور ناحق تعصب سے چھٹکارا حاصل کرنا چاہئے کیونکہ اللہ کا دین اور اس کی شریعت کسی خاص مذہب کی تابع اور پابند نہیں ہے"

فقہ جعفریہ دیگر اسلامی فقہوں کی نسبت مدلل اور مقاصد شریعت کے مطابق ہے

شیخ الازہر کا بیان

دار التقریب بین المذاهب الاسلامیه مصر کے آرگن سالته الاسلام قاهره العدد ۲ السنته ۱۱ صفحہ ۲۱۷ پر شیخ الازہر کا جو انٹرویو شائع ہوا تھا اس میں انہوں نے مذہب شیعہ' فقہ جعفریہ کے متعلق مندرجہ ذیل ریمارک پیش کئے۔

كلنا مسلمون و مذاهبنا جميعا تنبثق من اصل واحد و هو رسالة محمد كتاب اللّٰه و سنة رسوله و نزاع ماسنة والشيعة من عصبية انتهزها الاعداء والمستمعرون للتفريق بين المشعوب الاسلامية الواحدة و ان الاستعمار بحاول ان يجد تقوبا" فيفذ منها الى وحدة المسلمين لقدر حجت مذهب الشيعه خصوصا القوة الدليل فى كثير من مسائل المسلمين و ان الباحث المتوعب سيجد فى مذبب الشيعة ما يقوى دليله و يلتو مع اهداف الشريعة من صلاح الاسرة والمجتمع و انا افتى فى كثير من المسائل بمذهب الشيعة مثلًا الطلاق الثلاث بلفظ واحد فانه يقع فى اكثر المذاهب السنيه ثلاثة و فى مذهب الشيعة يقع واحدة و قدراى القانون العمل به و اصحاب الفتوى بمذهب اهل السنة لا يقام لها وزن فى نظر القضاء الشرعى السنى۔

"ہم سب کے سب مسلمان ہیں اور ہم سب کے مذاہب ایک ہی اصل سے رونما ہوتے ہیں جو کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا منشور ہے یعنی کتاب اللہ اور سنت محمدی' سنی اور شیعہ کے مابین تنازع تعصب کی وجہ سے ہے جس کو دشمنوں اور استعماریوں نے وحدت اسلامی میں سوراخ کرکے اس میں نفوذ کرنے کا حیلہ بنا رکھا ہے۔ میں نے بذات خود دلیل کی قوت کو تسلیم کرتے ہوئے مسلمانوں کے بہت سے مسائل میں مذہب شیعہ کی فقہ جعفریہ کو ترجیح دی ہے اور مذہب شیعہ میں دقت کے ساتھ وسیع مطالعہ کرنے والا محسوس کرتا ہے کہ اس کی دلیل مضبوط ہوتی ہے اور مثلاً خاندان اور اجتماع کی اصلاح کے بارے میں اور مقاصد شریعت کے عین مطابق ہے۔ میں بہت سے مسائل میں مذہب شیعہ کے مطابق فتوی دیتا ہوں مثلاً ایک ہی لفظ سے تین طلاقیں دینا اکثر سنی مذاہب میں اس سے تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں لیکن مذہب شیعہ میں ایک ہی رجعی طلاق واقع ہوتی ہے اور مصری اسلامی قانون بھی اس پر عمل کر رہا ہے جبکہ سنی مذہب کا فتویٰ سنی شرعی ہائیکورٹ کی نظر میں شیعہ فقہ کے نظریہ کے مقابلہ میں بے وزن رہ جاتا ہے"

مصر کے عائلی قوانین میں فقہ جعفریہ کے احکام شامل کئے گئے

مصر کے معروف علامہ شیخ شعراوی ازھری نے مصر کے مشہور رسالہ "الاہرام السنہ ۱۰۳ العدد ۳۲۹۳۲ میں شیعہ امامیہ اور ان کی فقہ جعفریہ کے متعلق مندرجہ ذیل بیان جاری کیا ہے۔

الشيعة الامامية الاثنى عشرية و امامهم جعفر الصادق و هو احد اساتذة الامام ابى حنيفة و هو لاء الامامية الجعفرية الذين نوضح انهم من ارباب المذهب النقية هم الذين اصدر شيخنا المرحوم شيخ الازهر محمود شلتوت فتواه المشهورة فى صحة التعبد على منهبهم معللًا ذلك بانه من

المذاهب الاسلامية الثابتة بالاصول المعروفة المصادر المتبعة لسبيل المومنين لقد اخذنا فى مصر طائفة من الاحكام فى قوانين الاحوال الشخصيه عن الشيعة الامامية و منها بعض احكام الطلاق و القول بالوصية الواجبة فى ميراث۔

"شیعہ امامیہ اثنا عشریہ ان کے امام حضرت جعفر صادق علیہ اسلام ہیں جو امام ابو حنیفہ کے استاد تھے اور یہ وہی امامیہ جعفریہ ہیں جن کے متعلق ہم وضاحت کرتے ہیں کہ یہ لوگ پاکیزہ مذاہب والوں میں سے ہیں اور انہیں کے متعلق ہمارے شیخ، شیخ الازہر محمود شلتوت نے اپنا مشہور فتویٰ صادر کیا ہے کہ ان کے مذہب کے مطابق عبادت کرنا جائز ہے کیونکہ یہ ثابت اصول اور مشہور مصادر پر مبنی اسلامی مذاہب میں سے ایک مذہب ہے جو کہ مومنین کے لئے قابل اتباع ایک راستہ ہے اور ہم نے مصر میں شخصی احوال کے قوانین میں شیعہ امامیہ کے کچھ احکام شامل کر لئے ہیں کچھ احکام طلاق اور میراث میں وصیت واجب کا قول"۔

فقہ جعفریہ کو دیگر اسلامی فقہی مذاہب کے ساتھ شامل نصاب کر دیا گیا

وزیر اوقاف مصر علامہ احمد حسن باقوری کا بیان

دار التقریب کے اہم رکن اور مصر کے سابق وزیر اوقاف احمد حسن باقوری ازہری جنہوں نے فقہ جعفریہ کی مشہور کتاب "مختصر النافع" کو محکمہ اوقاف کی طرف سے شائع کرا کر مفت تقسیم کرایا ہے وہ اس کتاب کے دیباچہ میں رقمطراز ہیں۔

نجد ان المدى بين الشيعة و السنة كالمدى بين المذهب الفقهى لابى حنيفة و لمالك اوالشافعى و نحن نرى الجميع سواء فى نشدان الحقيقة و ان اختلفت الاساليب و نرى الحصيلة العلمية لهذا الجد الفقهى جديدة بالحفاوة وادمان النظر و احسان الدراسة فهى ثرات علمى مقدور مشكور فرايت ان قتولى وزارة الاوقاف ضم المذهب الفقهى الشيعى للشيعة الامامية الى فقه المذاهب المذاهب الاربعة المدروسة فى مصر

"ہم شیعہ اور سنی میں وہی فرق محسوس کرتے ہیں جو کہ مذہب حنفی امام ابو حنیفہ اور امام مالک یا امام شافعی کے مابین ہے یہ سب لوگوں کو تلاش حقیقت میں برابر مصروف کار ہیں اگرچہ ان کے طریقے مختلف ہیں اور ہم دیکھتے ہیں فقہ جعفریہ کی کوششوں کا علمی ماحصل اس قابل ہے کہ اس کا احترام کیا جائے اور اس پر غور کیا جائے اور اس کو اچھی طرح پڑھا جائے چونکہ یہ بھی ایک قابل قدر علمی میراث ہے۔ میں نے یہ طے کیا کہ

وزارت اوقاف شیعہ امامیہ کی فقہ کو مصر میں پڑھائے جانے والے دیگر چاروں فقہی مذاہب کے ہمراہ تدریس میں شامل کرے"۔

مذہب شیعہ کتاب و سنت اور مضبوط دلیل کی بنیاد پر قائم ہے

شیخ الازہر محمد فحام

۱۳۹۷ ہجری میں شیخ الازہر محمد الفحام نے علامہ حسن سعید کے نام جاری کردہ پیغام میں یوں تحریر فرمایا ہے۔

رحم اللّٰہ الشیخ شلتوت الذی التفت الی ھذا المعنی الکریم فخلدہ فی فتواہ الصریحۃ حیث قال بجواز العمل بمذھب الشیعۃ الامامیۃ باعتبادہ مذھبا فقھیا اسلامیا" یقوم علی الکتب والسنۃ والدلیل والاسد

"اللہ تعالیٰ سابق شیخ الازہر محمود شلتوت مرحوم پر رحم فرمائے جو اتحاد اسلامی کے مقدس مفہوم کی طرف متوجہ ہوئے اور اپنے واضح تاریخی تابندہ فتویٰ میں فرمایا ہے کہ مذہب امامیہ شیعہ کے مطابق عمل کرنا جائز ہے کیونکہ یہ ایک اسلامی مذہب ہے جو کتاب و سنت اور مضبوط دلیل پر قائم ہے"۔

مذہب جعفری دیگر اسلامی مذاہب کی طرح اجتہادی مذہب ہے

عرب دنیا کے مشہور سکالر اور مفکر ڈاکٹر عمر فروخ مصری لکھتے ہیں۔

فی الاسلام مذاھب المالکی والحنفی والشافعی والحنبلی والجعفری و جمیع ھذہ المذاھب فی الاسلام ابواب اجتھاد و لیست فرقا" تجعل من الدین الواحد ادیانا" کثیرۃ و ان الاصلاح والتجدید فی الاسلام یتناول رد المسلمین الی حقیقۃ الاسلام و ان الاسلام لیس بحاجۃ الی تجدید ولکن المحتاج الی التجدید والتجدد ھم جانب من المسلمین و جانب من الفقھاء

اسلام میں متعدد مذاہب موجود ہیں مالکی، حنفی، شافعی، حنبلی اور جعفری اور یہ تمام اسلامی مذاہب میں اجتہاد کے دروازے ہیں اور فرقے نہیں ہیں کہ ایک دین سے کئی دین پیدا کئے گئے ہوں، اسلام میں تجدید کا مطلب یہ ہوگا کہ مسلمانوں کو حقیقت اسلام کی طرف پلٹایا جائے۔ بذات خود اسلام تجدید کا محتاج نہیں ہے بلکہ مسلمانوں اور خصوصا" علماء مسلمین کی تجدیدو تجدد کی ضرورت ہے۔

(مجلہ الفیصل العدد ۳۰ صفحہ ۲۴، ۲۵ مطبوعہ ۱۹۷۹ء عیسوی)

الاستاذ العلامہ شیخ عبدالرحمٰن خیر عالم دمشق شام کا بیان

آپ نے رئیس جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ کی طرف سے جاری کردہ فتویٰ پر تبصرہ کرتے ہوئے اور اہل تشیع کی حمایت میں دلائل دیتے ہوئے لکھا ہے کہ۔

اجمع المسلمون فی جمیع عصورهم من اجتماع علمائهم و عامتهم فی الحرمین الشریفین کل عام منذ بدء الاسلام حتی الیوم لاداء مناسک الحج والعمرة والزیارة لافرق فی ذلك بین سینهم شعیهم فلا یری الآن العمل بما ورد فی سورة البراة من منع المشرکین دخول المسجد الحرام۔

"اس پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہے کہ ابتداء اسلام سے آج تک ہر زمانہ میں علماء و عوام مناسک حج و عمرہ اور زیارت کے لئے حرمین شریفین میں جمع ہوتے ہیں اور اس سلسلہ میں سنی و شیعہ میں کوئی امتیاز نہیں ہے جبکہ اگر ہم شیعہ کو کافر مشرک قرار دیں تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ اب سورہ برات کے اس حکم پر عمل نہیں کیا جا رہا ہے جس میں مشرکین کو مسجد حرام میں داخل ہونے سے منع کیا گیا ہے۔

(فتویٰ صادرہ از دمشق ۲۷ شوال ۱۳۹۴ھ ماخوذ از کتاب الرسول یدعوکم صفحہ ۱۹۴)

شیعہ اسلام کا شفاف آئینہ ہیں

مشہور مفکر علامہ عبدالفتاح عبدالمقصود المصری کا بیان

ان فی عقیدتی ان الشیعة هم وجهة الاسلام الصحیحة و مرائة الصافیة والتاریخ شاهد علی ماقدمه الشیعة من الخدمات الکبیرة فی صیا دین الدفاع عن العقیدة الاسلامیة

"میرا عقیدہ ہے کہ شیعہ اسلام کا صحیح چہرہ اور اسلام کا شفاف آئینہ ہیں اور تاریخ گواہ ہے کہ عقیدہ اسلام کی حفاظت کے میدانوں میں شیعوں نے کس قدر بڑی سے بڑی قربانیاں پیش کی ہیں وہ دن دور نہیں جب تمام اسلامی مذاہب ایک سٹیج پر جمع ہو جائیں گے"۔ (سبیل الوحدہ صفحہ ۵۱۴ طبع مصر)

شیعہ، علماء دیوبند کی نظر میں

شیعہ کی تکفیر نہ کریں

جو لوگ شیعہ کو فاسق کہتے ہیں ان کے نزدیک ان کی تجہیز و تکفین حسب قاعدہ ہونی چاہئے اور بندہ بھی

ان کی تکفیر نہیں کرتا۔

(قطب العالم حضرت مولانا رشید احمد گنگوھی فتاویٰ رشیدیہ صفحہ ۵۵ طبع دہلی)

شیعہ مسجد

شیعہ مسجد لوجہ اللہ تعالیٰ بنا دے تو وہ مسجد ہے (نماز پڑھنے کا) ثواب مسجد کا اس میں ہوگا۔

(قطب العالم حضرت مولانا رشید احمد گنگوھی فتاویٰ رشیدیہ صفحہ ۲۰۷ طبع دہلی)

شیعہ کا ذبیحہ

راجح اور صحیح یہ ہے کہ شیعہ کے ہاتھ کا ذبح کیا ہوا حلال ہے

(حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی امداد الفتاویٰ جلد ۳ صفحہ ۱۳۸)

سنی کا شیعہ سے نکاح

سوال - کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلے میں کہ ہندہ سنی المذہب عورت بالغہ کا نکاح زید شیعی مذہب کے ساتھ برضائے شرعی باپ کی تولیت میں ہو گیا دریافت طلب امر یہ ہے کہ سنی و شیعہ کا تفرق مذہب کے باعث نکاح جیسا کہ ہندوستان میں شائع ہے عندالشرع صحیح ہوتا ہے یا نہیں؟

جواب - نکاح منعقد ہو گیا لہٰذا سب اولاد ثابت النسب ہے اور صحبت حلال ہے۔

(امداد الفتاویٰ جلد ۲ صفحہ ۲۴ طبع دارالعلوم کراچی)

مترجم صحاح ستہ علامہ وحید الزمان حیدر آبادی لکھتے ہیں۔

"شیعہ امامیہ سے مناکحت جائز ہے کیونکہ ہم اہل قبلہ میں سے کسی کی تکفیر نہیں کرتے"۔

(نزل الابرار من فقہ النبی المختار جلد ۳ صفحہ ۳۰ طبع بنارس)

ابو الحسنات عبدالحئ حنفی لکھنوی رقمطراز ہیں۔

"ذبیحہ ان (شیعہ) کے ہاتھ کا حلال ہے حرام نہیں مناکحت بھی ان کے ساتھ درست ہے"

مجموعہ فتاویٰ عبدالحی جلد ۲ صفحہ ۷۷ مطبع یوسفی دہلی)

اور اسی طرح علامہ عبدالحی صاحب لکھنوی الحنفی نے "مجموعہ فتاویٰ" جلد اول صفحہ ۳۰۴ و صفحہ ۳۰۵ مطبوعہ مطبع یوسفی لکھنؤ میں بھی سنی عورت کا شیعہ مرد سے نکاح کے جواز کا حکم صادر فرمایا ہے۔

شیعہ کا نماز جنازہ

مجلس احرار کے ممتاز راہنما اور مشہور شیعہ وکیل مولانا اظہر علی انتقال کر گئے نماز جنازہ دیال سنگھ کالج گراؤنڈ میں ۳ نومبر ۱۹۷۴ء بروز اتوار ادا کی گئی نماز جنازہ صبح ۱۰ بجے حضرت مولانا عبید اللہ انور (جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا محمد علی لاہوری) نے پڑھائی۔

(خدام الدین لاہور ۸ نومبر ۱۹۷۴ء صفحہ ۳)

ممتاز شیعہ راہنما مظفر علی شمسی

کی نماز جنازہ میں مولانا عبدالقادر آزاد خطیب شاہی مسجد' مولانا تاج محمود اور مولانا ضیاء القاسمی (چیئرمین سپریم کونسل سپاہ صحابہ) نے شرکت کی۔

(نوائے وقت لاہور ۲۱ جون ۱۹۷۶ء)

شیعہ سنی بھائی بھائی

حضرت مولانا حسین احمد مدنی نے اصلاح بین المسلمین ورفع شر کے واسطے امروہہ میں شیعہ سنی کے درمیان مناظرے بند کروانے کے لئے مجمع عام سے خطاب فرمایا کہ ..... کیا تمہارا ایمان تمہارا اسلام اور تمہاری غیرت ان مناظروں کی اجازت دیتی ہے۔ حضرت مدنی کی موثر اور پرجوش تقریر سے جانبین کے آنسو پھوٹ پڑے ..... مجادلے اور مقاتلے کی فضا صلح و آشتی میں بدل گئی ایک دوسرے سے بغل گیر ہو کر شیعہ ' سنی بھائی بھائی بن گئے۔ (سوانح عمری "المدنی" صفحہ ۲۰۶ طبع لاہور)

ہفت روزہ خدام الدین لاہوراس ہفت روزہ کے بانی دیو بند مسلک کے شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری ہیں اس کی اشاعت ۱۲ دسمبر ۱۹۸۰ء صفحہ ۲۰ میں ایک مضمون بعنوان "اسلام اور فرقہ بندی" حکیم انیس احمد صدیقی صاحب کا شائع ہوا ہے جس کا ایک عنوان "شیعہ سنی بھائی بھائی" ہے۔ اس میں لکھا ہے کہ۔

"اصول اسلام میں اتحاد کے بعد خلافت و امامت اور بعض دوسرے مسائل میں اختلافات موجود ہیں۔ جن کو ہم تسلیم کرتے ہیں لیکن شیعہ حضرات میں ایسے حضرات بھی ہیں جو اہل السنت والجماعت اور شیعوں کو دو آنکھوں کی طرح سمجھتے ہیں۔ جیسا کہ حضرت قائداعظم محمد علی جناحؒ حضرت مجاہد ملت غازی دین متین علامہ آیت اللہ خمینی دامت برکاتہم سربراہ حکومت ایران اور جسٹس سید امیر علی مرحوم جنہوں نے انگریزی میں تاریخ اسلام لکھی ہے"۔

مفتی اعظم دیو بند کا فتویٰ

شیعوں پر کفر کا الزام غیر شرعی جسارت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمد و نصلی علی رسولہ الکریم

روا فض پر علی الاطلاق کفر کا فتویٰ لگانا۔ غیر شرعی جسارت ہے۔ محدثین یا فقہائے مجتہدین میں سے کسی نے بھی فرقہ شیعہ پر علی الاطلاق کفر کا فتویٰ نہیں دیا ہے اور فتویٰ معتبر وہی ہے جو مجتہدین فقہاء کے کلام سے ماخوذ ہو یا مستند و معتمد کتب فقہ سے اخذ کیا گیا اور نقل کیا گیا ہو۔ مفتی اس کو صحیح حوالہ سے نقل کر رہا ہو تو اس کا اعتبار ہوگا' ورنہ اس پر فتویٰ کا اطلاق کرنا صحیح نہیں ہوگا بلکہ کہنے یا لکھنے والے کی اپنی رائے ہوگی جو کہ بغیر سند یا نظیر کے ناقابل اعتبار ہوگی۔ فقہا نے تصریح کی ہے۔

من یحفظ اقوال المجتہد لیس بمفت و فتواہ لیس بفتوی بل ھو نقل کلام و طرق نقلہ لذلک عن المجتہد احدا مرین اما ان یکون لہ سند فیہ او یا خذ من کتاب معروف تداولتہ الایدی

(شافی جلد ۴ صفحہ ۳۶۴)

پس فقہا نے تصریح کی ہے کہ جو ان ضروریات دین کا منکر ہو' جو کہ نصوص معلومہ سے ثابت ہیں۔ اس پر کفر کا حکم لگایا جائے گا فتح القدیر میں ہے۔ من خالف القواطع المعلومۃ بالضرورۃ من الدین مثل القائل بقدم العالم۔الخ

اسی ضمن میں' شافی میں تصریح ہے۔ ان الرافضی ان کان ممن یعتقد الالوھیۃ فی علی و ان جبرئیل غلط فی الوحی او کان ینکر صحبۃ الصدیق او یقذف السیدۃ الصدیقۃ رضی اللّٰہ عنہا فھو کافر مخالفۃ القواطع المعلومۃ من الدین والضرورۃ بخلاف ما اذا کان یفضل علیا او یستب الصحابۃ فانہ مبتدع لا کافر۔

معلوم ہوا کہ جو علی کرم اللہ وجہہ کے دیگر صحابہ پر افضل ہونے کا قائل ہو یا صحابہ کے بارے میں نامناسب الفاظ بولتا ہو وہ کافر نہیں ۔لیکن جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے خدا ہونے کا قائل ہو (نعوذ باللہ) یا جس کا یہ عقیدہ ہو کہ جبرئیل علیہ السلام نے وحی پہنچانے میں غلطی کی (العیاذ باللہ) یا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صحبت رسول ہونے کا قائل نہ ہو۔ یا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر بہتان طرازی کرتا ہو' تو ایسے عقیدے رکھنے والے پر کفر کا حکم لگایا جائے گا کیونکہ یہ عقیدے نصوص صریحہ و ضروریات دینیہ کے قطعاً

مخالف ہیں اور ظاہر ہے کہ تمام شیعوں کا یہ عقیدہ نہیں اور جن روافض کا یہ عقید ہو وہ اقل قلیل ہیں اور ان پر بھی کوئی مفتی جب ہی فتویٰ لگا سکے گا جبکہ اس کے سامنے اپنے اس عقیدے کو وہ بیان کرے یا اپنی تحریر میں اس کا اظہار کرے یا قرائن واضحہ سے مفتی کو معلوم ہو جائے کہ اس کا یہ عقیدہ ہے' ورنہ شرعی ضابطہ یہ ہے کہ اگر کسی کے کلام میں ننانوے احتمال کفر کے ہوں اور ایک احتمال اس کی نفی کا تو کفر کا فتویٰ نہیں لگانا چاہئے۔ جیسا کہ شرح فقہ اکبر' کتاب میں اس کی تصریح واضح الفاظ میں تحریر ہے اور اگر کوئی کسی ایسی کتاب کا مطالعہ کرتا ہو جس میں غلط عقائد کی ترجمانی کی گئی ہو تو جب تک واضح طور پر یہ معلوم نہ ہو جائے کہ وہ ان غلط عقائد کو مانتا ہے' تو اس پر بھی کفر عائد نہیں ہوتا۔ یوں تو فرقہ باطلہ اور بھی ہیں۔ مثلاً معتزلہ' جو کہ قرآن پاک کے مخلوق ہونے کے قائل ہیں۔ یا کہ بندہ کو اپنے افعال کا خالق سمجھتے ہیں۔ جیسا کہ کتاب نہر الفائق میں او از نکاح معتزلہ کی بحث میں صاف طور پر لکھا ہے۔

لا تکفر احدا من اهل القبلة و ان وقع لهم وقع لهم الزاما" فی المباحث یعنی علمی بحثوں میں ان کے مذہب کو رد کرتے ہوئے کفر کا الزام آتا ہو۔ پھر بھی ہم ان کی تکفیر نہیں کرتے۔ اس کی وجہ علامہ شافی نے یہ بیان کی۔ لان لازم المذهب ليس بمذهب نیز علامہ ابن نعیم مصنف بحرا الرائق (جو کہ فقہ کی معتمد اور مستند کتاب ہے) کا مقولہ ہے کہ میں نے قسم کھائی ہے کہ کسی کے کلام پر کبھی کفر کا فتویٰ نہیں دوں گا۔ فاعتبر و ایا اولی الابصار۔

نیز حدیث کی جو کتابیں صحاح ستہ کے نام سے موسوم ہیں۔ ان میں بھی اور خصوصا" خود بخاری شریف میں جو کہ اصح الکتب بعد کتاب اللہ ہے' شیعوں کی روایت بھی موجود ہے۔ پھر کس طرح کہہ دیا جائے کہ تمام شیعہ کافر ہیں۔دارالعلوم کے اکابر علماء و مفتیان کرام نے علی الاطلاق فرقہ شیعہ کو کافر کبھی نہیں کہا۔ بلکہ تخصیص کی ہے کہ جو ضروریات دین میں سے کسی کے منکر ہوں' جس کی وضاحت سطور بالا میں ہم نے کی ہے۔

کسی پر بغیر اس کے ظاہری کلام کے جس کی کہ کوئی تاویل بھی نہ ہو سکے یا کسی کے عقائد کا صحیح علم ہونے کے بغیر کفر کا فتویٰ لگا دینے کو جسارت رندانہ سے ہی تعبیر کیا جا سکتا ہے جبکہ حدیث شریف میں واضح تصریح موجود ہے۔ اذ قال الرجل لاخیه یا کافر فقد باء احدهما۔ الحدیث رواه البخاری کہ عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے اپنے بھائی سے کہا اے کافر' تو دونوں میں سے ایک کافر ہوا۔

اس کو اس مثال سے سمجھ لیا جائے کہ اگر کوئی غلیل سے غلہ پھینکے تو جہاں غلہ جا کر لگا اگر وہ جگہ نرم ہے تو غلہ وہیں رک جائے گا' بلکہ اس میں گھس جائے گا اور اگر وہ جگہ سخت ہے تو غلہ پلٹ کر پھینکنے والے پر

آئے گا۔ ایسے ہی جس کو کافر کہا جا رہا ہے۔ اگر اس میں کفر ہے تو کفر اس پر لگے گا اور کہنا بھی صحیح ہوگا اور اگر اس میں کفر نہیں تو کفر کہنے والے پر لوٹے گا۔ اگرچہ اس پر کفر کا فتویٰ نہ لگایا جا سکے۔ لیکن قائل کے درجہ میں تو شمار ہی ہوگا۔ جیسا کہ شراح حدیث نے تصریح کی ہے۔ رہی یہ بات کہ چونکہ ایران کے شیعوں نے حرم شریف میں فساد کیا۔ اگر یہ بات صحیح ہی ہو کہ انہوں نے فساد کیا تو اس فعل کی وجہ سے بھی ان پر کفر کا فتویٰ کسی طرح بھی عائد نہیں ہوتا۔

صحابہ کرام کے آخر دور میں مکہ مکرمہ پر حملہ کرنے والے مسلمان ہی تھے۔ مگر اکابر صحابہ نے ان کو کافر نہیں کہا۔ اخری دور میں انگریزوں کے دام میں آکر' ترکی حکومت جو کہ پاسبان حرم تھی' اس پر حملہ کرکے اس کو مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ سے نکالنے والے بھی شریف مکہ اور انکے رفقاء تھے اور پھر انگریزوں ہی کی مدد سے۔ شریف مکہ کو۔ مکہ و مدینہ سے کس نے جنگ کرکے بے دخل کیا تھا۔ وہ ابن سعود' بانی حکومت سعودیہ ہی تھے اور ۱۹۷۹ء میں حرم شریف کے برآمدوں پر قابض ہو کر لڑنے والے قبیلہ عتیبہ کے مسلمان ہی تھے اور بزور قوت ان کے قبضے اور حملہ کو ناکام بنانے والے کون تھے؟ حکومت سعودیہ کی فوج ہی تو تھی۔ تو کیا العیاذ باللہ وہ سب کافر ہو گئے تھے' یا ان پر (نعوذ باللہ) کسی نے کفر کا فتویٰ لگایا۔ ایسا نہیں ہوا۔ اب حرم میں جو کچھ ہوا' کس نے پہل اور ابتداء کی اور اس کے مقاصد کیا تھے اور کس نے دفاع کیا' اس کو صحیح طور پر دونوں حکومتیں ہی جانتی ہیں۔ عوام تو کٹھ پتلی اور لیڈروں کے آلہ کار ہوتے ہیں۔ کیسے کہا جائے کہ ان میں سنی مسلمان بھی شریک نہیں تھے' اس لئے کہ ایران میں سب شیعہ ہی نہیں بستے' سنی مسلمانوں کی بھی لاکھوں کی تعداد ہے۔ کیا ان میں سے کوئی حج کو نہیں گیا تھا اور وہ اس میں شریک نہیں تھا۔ پھر شیعہ کہاں نہیں ہیں۔ خود سعودیہ میں ' مصر میں' افریقہ میں اور تمام ممالک اسلامیہ میں شیعہ موجود ہیں۔ وہاں کے قصبوں اور شہروں میں صدیوں سے رہتے بستے چلے آرہے ہیں۔ کیا نعوذ باللہ وہ سب کافر ہیں؟ تو سوال یہ ہوگا کہ سعودیہ ہی میں ان کو کیوں رہنے اور بسنے دیا گیا۔ موجودہ وقت میں یہ جو کچھ ہے مفاد پرستوں ' اقتدار پرستوں کا ایک نیا فتنہ ہے جو بلا استثناء اور قیود کے مسلمانوں کے ایک فرقہ پر خواہ وہ مبتدع ہی کیوں نہ ہو' کفر کا فتویٰ دے کر آپس کی خونریزی اور فسادات کا ایک نیا دروازہ کھولنا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے محفوظ رکھے۔

علماء حق اور مفتیان عظام کی ذمہ داری ہے کہ حتی المقدور اس فتنہ کو دبا دیں اور ختم کر دیں۔ ورنہ اس کی ہولناکیاں اس قدر لرزہ خیز اور تباہ کن ہوں گی جس کا تصور بھی محال ہے۔ فقط واللہ اعلم۔

سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم دیوبند

۱۲ - ۵ - ۱۴۰۸ھ

شیعہ امامیہ سچے مسلمان ہیں

استاد احمد ابراھیم بیک کا بیان

شیخ الجامعہ امام شلتوت اور ابو زھرہ مصری کے استاد شیخ احمد ابراہیم بیک مصری فرماتے ہیں۔

والشیعة الامامیة مسلمون یومنون باللّٰہ ورسولہ و بالقرآن و بکل ماجاء بہ محمد صلی اللّٰہ علیہ وسلم و منھبھم ھوالسائد علی البلاد الفارسیة

"شیعہ امامیہ مسلمان ہیں وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ اور قرآن پر ایمان رکھتے ہیں جو کچھ محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لائے ان پر بھی وہ ایمان رکھتے ہیں۔ اور ان کا مذہب وہی جو بلا فارس میں رائج ہے"

(تاریخ التشریح الاسلامی صفحہ ۲۱ طبع دار الانصار قاھرہ)

امام ابو حنیفہ کا فتویٰ

عن ابی حنیفة رحمة اللّٰہ لم نکفر احدا من اھل القبلة و علیہ اکثر الفقھاء

امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں۔

ہم قبلہ رو کر نماز پڑھنے والے کسی بھی شخص کو کافر نہیں کہتے اور اکثر فقہاء کا یہی مذہب ہے۔

(۱) شرح مواقف صفحہ ۷۲۶ طبع لکھنؤ

(۲) شرح مقاصد جلد ۲ صفحہ ۲۶۹ طبع استنبول

نیز امام صاحب فرماتے ہیں۔ (۳) شرح فقہ اکبر صفحہ ۱۸۹ طبع کانپور

ولا نکفر مسلما بذنب من الذنوب و ان کانت کبیرة

"ہم کسی مسلمان کو کوئی گناہ کرنے کی وجہ سے کافر نہیں کہتے اگرچہ وہ گناہ کبیرہ ہی کیوں نہ ہو"۔

(شرح فقہ اکبر صفحہ ۸۶ طبع کانپور)

اور اپنے "وصیت نامہ" میں فرماتے ہیں۔

والعاصون من امة محمد صلی اللّٰہ علیہ وسلم مومنون حقا و لیسوا بکافرین

"امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گناہ گار سب مومن ہیں کافر نہیں ہیں"

(الجوھرة المنیفہ شرح وصیہ الامام ابی حنیفہ صفحہ ۶ طبع حیدر آباد دکن)

امام شافعی کا فتویٰ

عن الشافعی ولا اکفر احدا من اھل القبلة بذنب و فی روایة اخری عنہ ولا اکفر اھل التاویل

المخالف للظاهر بذنب

"میں قبلہ رو ہو کر نماز پڑھنے والے کسی شخص کو گناہ کرنے کی وجہ سے کافر نہیں کہتا بروایت دیگر ظاہری طور پر تاویل کرنے والوں کو کسی گناہ کی بناء پر کافر نہیں سمجھتا"

(الیواقیت والجواہر جلد ۲ صفحہ ۱۲۶ مطبوعہ مطبعہ حجازیہ قاہرہ)

جمہور متکلمین اور جمہور فقہاء کا فتویٰ

ان جمهور المتكلمين والفقهاء على انه لا يكفر احد من اهل القبلة

"جمہور متکلمین اور جمہور فقہاء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ قبلہ رو ہو کر نماز پڑھنے والوں میں سے کسی کو کافر نہیں کہا جا سکتا"۔ (شرح مواقف صفحہ ۲۶۷ طبع لکھنؤ)

شیعہ، حضرت علیؑ کے پیروکار ہیں

امام عبدالکریم شہرستانی کا بیان

الشيعة هم الذين شايعوا عليا رضى الله عنه على الخصوص و قالوا بامامته و خلافته نصا و وصية اما جليا و خفيا و اعتقدوا ان الامامة لا تخرج عن اولاده

"شیعہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے بالخصوص حضرت علی کی پیروی کی اور وہ آپ کی امامت و خلافت کے قائل ہوئے نص اور وصیت کی رو سے، خواہ وہ نص جلی ہو یا خفی اور وہ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ امامت و خلافت اولاد علی سے باہر نہ نکلے گی" (الملل والنحل جلد اول صفحہ ۱۴۶ طبع مصطفیٰ البابی الحلبی مصر)

شیعہ اثنا عشریہ کا کوئی عقیدہ کفر نہیں

علامہ محمد حسن اعظمی کا بیان

عربک کالج کراچی کے پرنسپل استاد محمد حسن اعظمی لکھتے ہیں۔

الشعة الامامية الاثنا عشرية يشهدون ان لا اله الا الله و انه واحد احد فرد صمد لم يلد و لم يولد و انه ليس كمثله شى ء و ان محمدا رسول الله صلى الله عليه وسلم جاء بالحق من عنده و صدق المرسلين و يوجبون معرفة ذلك بالدليل والبرهان ولا يكتفون بالتقليد و يومنون بجميع انبياء الله و رسوله و بجميع ما جاء به من عند ربه و يقولون ان عليا وولده الاحد

عشرا حق بالخلافة من کل احد و انهم افضل الخلق بعد رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم و ان فاطمة الزهراء سیدة نساء العالمین فان کانوا مصیبین فذلک والا لم یوجب قولهم کفرا ولا فسقا

"شیعہ امامیہ اثنا عشریہ توحید کی گواہی دیتے ہیں کہ اللہ ایک ہے وہ صمد ہے لم یلد و لم یولد ہے۔ اس جیسا کوئی نہیں ہے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم' اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئے ہیں۔ تمام رسول برحق ہیں اور ان چیزوں کی معرفت شیعہ' دلیل و برہان سے واجب سمجھتے ہیں ان میں (اصول دین) میں تقلید جائز نہیں سمجھتے اور تمام انبیاء و مرسلین پر بھی ایمان رکھتے ہیں۔ انبیاء کرام جو کچھ اللہ کی طرف سے لائے ہیں اس کو حق جانتے ہیں ان کا کہنا ہے کہ حضرت علیؑ اور ان کے گیارہ فرزند امامت و خلافت کے لئے ہر ایک سے زیادہ احق ہیں اور فاطمہ زہراؑ عالمین کی تمام عورتوں کی سردار ہیں یہ لوگ اپنے عقیدہ میں صائب اور حق پر ہیں۔ یہ عقیدہ نہ کفر کا سبب بن سکتا ہے اور نہ فسق کا" (الحقائق الخفیہ عن الشیعہ الفاطمیہ صفحہ ۱۰۳ طبع قاہرہ)

مسلمانوں کے دو عظیم فرقے شیعہ اور سنی ہیں

شیخ امام محمد غزالی کا بیان

و لم تنج العقائد من عقبی الاضطراب الذی اصاب سیاسة الحکم ذلک ان شهوات الاستعلاء والاستشار اقحمت فیها ما لیس منها فاذا المسلمون قسمان کبیران شیعة و سنة مع ان الفریقین یومنان باللّٰہ وحده و برسالة محمد صلی اللّٰہ علیہ وسلم ولا یزید احدهما علی الاخر فی استجماع عناصر الاعتقاد التی یصلح بها الدین و تلتمس النجاة

"عقائد' بے چینی سے اس لئے نجات نہیں پا سکتے کہ شہرت پسندوں نے اس میں ہر وہ چیز ڈال دی ہے جس کا مذہب سے کوئی واسطہ نہیں مسلمانوں کے دو عظیم فرقے ہیں شیعہ اور سنی' دونوں فرقے واحدانیت خدا اور رسالت محمد پر ایمان رکھتے ہیں اور ان میں کوئی اختلاف ایسا نہیں ہے جس سے عقائد کے اصول تشکیل پاتے ہیں ایک دین وجود میں آتا اور مطلوبہ نجات مل سکتی ہے"

(کیف نفهم الاسلام صفحہ ۴۲ طبع مطبعہ سعادہ مصر)

شیعہ ایک اسلامی فرقہ ہے جو قرآنی نصوص و احادیث کا عامل ہے

امام ابو محمد زهرہ المصری

لا شک ان الشیعة فرقة اسلامیه اذا استبعدنا مثل السبیئة الذین الهوا علیا و نحوهم (من المعروف

ان السبية كفار فی نظر الشيعة) ولا شک انها فی کل ما تقول تتعلق بنصوص قرآنية او احاديث منسوبة الی النبیؐ

"اس میں کوئی شک نہیں کہ شیعہ فرقہ ایک اسلامی فرقہ ہے اگرچہ فرقہ سبائیہ کو جو حضرت علی کو اللہ سمجھتا ہے ہم نے خارج از اسلام قرار دیا ہے نیز شیعہ اثنا عشریہ بھی سبائیہ کو کافر سمجھتے ہیں اس میں کوئی شک نہیں کہ شیعہ جو کچھ کہتے ہیں وہ قرآنی نصوص اور احادیث نبوی کی رو سے کہتے ہیں"

امام شیخ محمد غزالی المصری کا بیان (تاریخ المذاهب الاسلامیہ صفحہ ۳۹ طبع بیروت)

ان الشيعة يومنون برسالة محمد و يرون شرف علی فی انتمائه الی هذا الرسول و فی استمساکه بسنته و هم کسائر المسلمين لا يرون بشرا فی الاولين والاخرين اعظم من الصادق الامين ولا احق منه بالاتباع فکيف ينسب لهم هذا الهذر؟ الواقع ان الذين يرغبون فی تقسيم الامة طوائف متعادية لما لم يجدوا لهذا التقسيم سببا معقولا لجاؤا الی افتعال اسباب الفرقة فاتسع لهم ميدان الکذب حين ضاق امامهم ميدان الصدق' لست انفی ان هناک خلافات فقهية و نظرية بين الشيعة و السنة بعضها قريب الغور و بعضها بعيد الغور بيدان هذا الخلافات لا تستلزم معشار الجفاء الذی وقع بين الفريقين و قد نشب خلاف فقهی و نظری بين مذاهب السنة نفسها بل بين اتباع المذاهب الواحد منهاو مع ذلک' فقد حال العقلاء دون تحول هذا الخلاف الی خصام بارد او ساخن۔

"شیعہ رسالت محمدؐ پر ایمان رکھتے ہیں حضرت علیؓ کی شرافت اسی میں جانتے ہیں کہ وہ رسول سے منسوب اور ان کی سنت سے متمسک ہیں وہ باقی مسلمانوں کی طرح اولین و آخرین میں سے کسی کو بھی محمد عربیؐ سے زیادہ عظمت نہیں دیتے اور نہ اتباع و اطاعت کا سزا وار جانتے ہیں پھر ان کی طرف ایسی نازیبا و نسبت کس طرح دی جا سکتی ہے درحقیقت جو لوگ اس امت کو متحارب فرقوں میں تقسیم کرنا چاہتے ہیں ان کے پاس اپنے مقصد کے حصول کے لئے کوئی معقول اسباب نہیں تھے اس لئے وہ اس تفرقہ کے لئے جھوٹے اسباب بنانے لگے اور یہی سے دروغ گوئی کا میدان وسیع اور سچائی کا میدان تنگ ہونا شروع ہو گیا۔شیعہ و سنی فقہی احتلافات سے مجھے انکار نہیں کم و بیش یہ اختلافات ہیں یہ فریقین کے درمیان جھگڑے کا باعث نہیں بن سکتے خود اہل سنت کے مذاہب میں بھی اختلافات ہیں بلکہ ایک ہی مذہب کے پیرو کاروں کے درمیان بھی اختلافات پائے جاتے ہیں اس کے باوجود عقلاء کسی سرد و گرم جنگ کی نوبت نہیں آنے دیتے اور یہ کہنا کہ شیعہ سنت مصطفیٰؐ کے منکر ہیں افتراء اور بہتان ہے" (دفاع عن العقيده والشريعه صفحہ ۲۶۵ طبع مصر)

اہل تشیع کے ماخذ کتاب و سنت ہیں

ڈاکٹر عبدالکریم زیدان

اخوان المسلمین عراق کے اہم رکن ڈاکٹر عبدالکریم زیدان لکھتے ہیں۔

ادلة الفقه فی المذاهب الجعفری هی الکتاب والسنة والاجماع والعقل (الی ان قال) و یوجد المذهب الجعفری فی ایران والعراق والهند و باکستان و فی لبنان وله اتباع فی الشام ایضا و غیرها من البلاد و لیس بین الفقه الجعفری والمذاهب الخحری من الاختلاف اکثر من الاختلاف بین ایی مذهب و آخر الا ان الفقه الجعفری انفرد عن المذاهب التی تکلمنا عنها بمسائل قلیلة جدا

"شیعوں کے نزدیک فقہی متصادر کتاب و سنت' اجماع اور عقل ہیں.... مذہب جعفریہ عراق' ایران' پاکستان' اور لبنان میں پایا جاتا ہے اس کے پیروکار شام اور غیر شام میں بھی موجود ہیں۔ فقہ جعفریہ اور دوسرے اسلامی مذاہب ہیں اتنا اختلاف نہیں ہے جتنا دوسرے مذاہب کے مابین ہے فقہ جعفریہ بہت کم مسائل میں منفرد ہے۔

(المدخل الدراسة الشریعة الاسلامیہ صفحہ ۱۷۶ - ۱۷۸ طبع قاهره)

سپاہ صحابہ کے کفریہ عقائد کی ایک جھلک

ذیل میں ہم سپاہ صحابہ کے (اکابرین کے) غلیظ کفریہ عقائد کی ایک جھلک ان کی مستند کتب کے حوالہ جات کے ساتھ پیش کر رہے ہیں۔ اب یہ برادران اہل سنت کا فرض ہے کہ وہ یا تو ان عقائد کا اقرار کریں یا پھر اہل سنت کا نام استعمال کرنے والی سپاہ صحابہ کے کفر کا اعلان کریں۔ سپاہ صحابہ والے بھی ہمت کریں کہ یا تو ان عقائد کو تسلیم کر کے اپنے ان غلیظ عقائد کا اعلان کریں یا پھر اپنے ارتداد سے تائب ہو کر دائرہ اسلام میں داخل ہو جائیں۔

(۱) اللہ تعالیٰ جھوٹ بولنے پر قادر ہے۔

(یک روزہ فارسی صفحہ ۱۷، ۱۸ مطبوعہ فاروقی کتب خانہ ملتان)

(۲) افعال قبیحہ مقدور باری تعالیٰ ہیں۔

(الہمد المقل جلد ۱ صفحہ ۴۱ مطبع البلالی ساڈھورہ)

(۳) میں (مولوی حسین علی واں بھچروی) نے رسول ﷺ کو دیکھا کہ آپ مجھے بصورت معانقہ پل صراط لے گئے .... اور میں نے حضور ﷺ کو دیکھا کہ آپ پل سے گر رہے ہیں تو میں نے آپ کو گرنے سے بچا لیا۔

(مبشرات بلغہ ایمان ص ۸ مصنفہ حسین علی واں بھچراں)

(۴) سوال، بعض لوگ تمثیلاً کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ اور حضرت امام حسینؓ اور مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کے روضے پختہ بنے ہوئے ہیں یہ کیسے درست اور جائز ہے۔

الجواب۔ قبور پر گنبد اور فرش بنانا ناجائز اور حرام ہے، بنانے والے اور جو اس فعل سے راضی ہوں گنہگار ہیں۔

(عزیز الرحمٰن مفتی دیوبند فتاویٰ دیوبند ج ۱ ص - ۱۴)

(۵) ایک صالح فخر عالم علیہ السلام کی زیارت سے خواب میں مشرف ہوئے تو آپ کو اردو میں کلام کرتے دیکھ کر پوچھا کہ آپ کو یہ کلام کہاں سے آ گئی آپ تو عربی ہیں، فرمایا کہ جب سے علماء مدرسہ دیوبند سے ہمارا رابطہ ہوا ہم کو یہ زبان آ گئی۔

(براہین قاطعہ مصنفہ خلیل احمد، انبیٹھوی ص ۲۶ مطبوعہ دیوبند)

(۶) میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں۔

(تقویۃ الایمان، ص ۶۹)

(۷) جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔
(مصنف۔ اسماعیل تقویۃ الایمان' ص ۴۷ طبع لاہور)

(۸) یہ یقین جان لینا چاہئے کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے۔
(تقویۃ الایمان' ص ۱۰ مطبع فاروقی دہلی)

(۹) وہ سب انسان ہی ہیں اور بندے عاجز اور ہمارے بھائی مگر ان کو اللہ نے بڑائی دی وہ بڑے بھائی ہوئے ہم ان کی فرمانبرداری کا حکم ہے ہم ان کے چھوٹے بھائی ہیں۔
(یقویۃ الایمان' ص ۶۸ طبع لاہور)

(۱۰) کلمہ :۔ لا الٰہ الا اللّٰہ اشرف علی رسول اللّٰہ
درود :۔ اللھم صل علی سیدنا و نبینا و مولانا اشرف علی
(الامداد' ماہ صفر المظفر ۱۳۲۶ھ ص ۳۵ مطبع امداد المطابع تھانہ بھون انڈیا)

(۱۱) نماز میں زنا کے وسوسہ سے اپنی بیوی کی مجامعت کا خیال بہتر ہے اور شیخ یا اسی جیسے بزرگوں کی طرف خواہ رسالتماب ہی ہوں اپنی ہمت (خیال) کو لگا دینا اپنے بیل اور گدھے کی صورت میں مستغرق ہونے سے زیادہ برا ہے۔
(صراط مستقیم فارسی صفحہ ۸۶ مطبوعہ مکتبہ سلفیہ لاہور)

(۱۲) بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔
(تحذیر الناس' ص ۶۴ مطبوعہ قاسمی پریس دیوبند)

(۱۳) دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہیں یا کل' اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور ہی کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔
(حفظ الایمان از اشرف علی تھانوی صفحہ ۸ مطبوعہ دیوبند)

(۱۴) ملک الموت سے افضل ہونے کی وجہ سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ علم آپ کا ان امور میں ملک الموت کے برابر بھی ہو چہ جائیکہ زیادہ۔
(براہین قاطعہ' ص ۲۵ مطبوعہ دیوبند)

(۱۵) پھریں تھے کعبہ میں بھی پوچھتے گنگوہ کا راستہ ○ جو رکھتے اپنے سینوں میں تھے ذوق و شوق عرفانی
(مرثیہ از محمود الحسن دیوبندی' صفحہ ۱۱' طبع مکتبہ رحیمیہ دیوبند)

(۱۶) اس نے کہا میں نے ایسا خواب میں دیکھا ہے کہ مجھے اندیشہ ہے کہ میرا ایمان نہ جاتا رہے حضرت نے فرمایا کہ بیان تو کرو' ان صاحب نے کہا میں نے دیکھا ہے کہ قرآن مجید پر پیشاب کر رہا ہوں' حضرت نے فرمایا یہ تو بہت اچھا ہے۔

(مزید المجید تھانوی' ص ۶۶ ' افاضات الیومیہ تھانوی' جلد' ص ۱۳۳)

(۱۷) غم اس وقت تھا جب آپ (امام حسین) شہید ہوئے۔

(فتاویٰ رشیدیہ از رشید احمد گنگوہی جلد نمبر۲ ص ۱۴۳)

(۱۸) محترم میں ذکر شہادت حسین کرنا اگرچہ بروایات صحیحہ یا سبیل لگانا' شربت پلانا' چندہ سبیل اور شربت یا دودھ پلانا سب نا درست اور تشبیہ رو افض کی وجہ سے حرام ہیں۔

(فتاویٰ رشیدیہ جلد نمبر۳ ص ۱۱۳)

(۱۹) خواب میں حضرت فاطمہ کو دیکھا انہوں نے ہم کو اپنے سینے سے چمٹا لیا ہم اچھے ہو گئے۔

(افاضات الیومیہ تھانوی جلد۲ ص ۳۷)

(۲۰) نیز اس کے متعلق میں نے ایک خواب بھی دیکھی تھی کہ حضرت عائشہ میرے مکان میں تشریف لانے والی ہیں اس سے میں یہ تعبیر سمجھا کہ جو نسبت عمر حضرت عائشہ کو بوقت نکاح حضور کے تھی وہ ہی نسبت ان کو ہے۔

(افاضات الیومیہ جلد۱ ص ۶۸)

(۳۰) کسی پیر' فقیر' پیغمبر کو پکارنا کفر و شرک ہے ایسے عقائد والے پکے کافر ہیں اور ان کا نکاح نہیں ہوتا۔

(جواہر القرآن صفحہ ۷۸ طبع راولپنڈی)

(۳۱) جو شخص حضور نبی کریم ﷺ کو مشکل وقت میں پکارے اور آپ کو اپنا وکیل اور سفارشی سمجھے تو یہ شخص اور ابوجہل شرک میں برابر کے شریک ہیں۔

(تقویۃ الایمان صفحہ ۶ طبع لاہور)

اعلیٰ حضرت احمد رضا خان بریلوی کا تاریخی فتویٰ

امام اہل سنت اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی نے مسلمانوں کے دین و ایمان کو بچانے کی غرض سے ان دیوبندی (سپاہ صحابہ) کے خلاف فیصلہ کن فتاویٰ جاری کئے ان فتاویٰ میں سے صرف ایک کی عبارت نقل کی جاتی ہے۔

"دنیا میں سب سے بدتر مرتد ہے اس سے جزیہ نہیں لیا جا سکتا اس کا نکاح کسی مسلم' کافر' مرتد' اس کے ہم مذہب ہوں یا مخالف مذہب' غرض انسان حیوان کسی سے نہیں ہو سکتا جس سے ہوگا محض زنا ہوگا' مرتد مرد ہو یا عورت"۔

مرتدوں میں سب سے بدتر مرتد منافق ہے یہی ہے وہ کہ اس کی صحبت ہزار کافر کی صحبت سے زیادہ مضر ہے کہ یہ مسلمان بن کر کفر سکھاتا ہے خصوصاً" وہابیہ دیوبندیہ کہ اپنے آپ کو خاص اہل سنت و جماعت کہتے' حنفی بنتے' چشتی نقشبندی بنتے' نماز روزہ ہمارا سا کرتے' ہماری کتابیں پڑھتے پڑھاتے اور اللہ و رسول کو گالیاں دیتے ہیں یہ سب سے بدتر زہر قاتل ہیں ہوشیار' خبردار' مسلمانو! اپنا دین و ایمان بچائے ہوئے۔

فاللّٰہ خیر حافظا و ھو ارحم الراحمین - واللّٰہ تعالٰی واعلم

کتبہ!

عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ بمحمدن المصطفی صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم

احکام شریعت حصہ اول صفحہ ۱۱۲ طبع مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مناظرہ جھنگ کے منصفین کا فیصلہ

آج مورخہ ۹/۷۸ ۲۷ کو بمقام بنگلہ (نول والہ) تحصیل جھنگ، مولانا حق نواز صاحب عالم دیوبندی اور مولانا محمد اشرف سیالوی صاحب (عالم بریلوی) کے مابین مناظرہ منعقد ہوا جس کا موضوع یہ تھا۔

"دیوبندی مناظر، یہ ثابت کرے گا کہ علمائے بریلی کی عبارات جو اُن کی کتب معتبرہ میں موجود ہیں۔ گستاخانہ اور توہین انبیاء پر مبنی ہیں۔ جبکہ بریلوی مناظر یہ ثابت کرے گا کہ علمائے دیوبند کی عبارات جو اُن کی کتب معتبرہ میں موجود ہیں گستاخی اور توہین انبیاء پر مبنی ہیں"۔ ــــــ مناظرہ مذکورہ میں دیوبندی مکتب فکر کی جانب سے مولانا منظور احمد صاحب (چنیوٹی)، اور بریلوی مکتب فکر کی جانب سے مولانا عبدالرشید صاحب (رضوی)، نے صدر مناظرہ کے فرائض انجام دیئے۔

ہم "منصفین" بالاتفاق فیصلہ کرتے ہیں اور اس مناظرہ میں مولانا محمد اشرف صاحب سیالوی، بریلوی مناظر کو ان کے تسبتاً وزنی استدلال، کی بنا پر کامیاب قرار دیتے ہیں۔

مورخہ ۹/۷۸ ۲۷

غلام یزدی ٹیچر گورنمنٹ ہائی سکول ریل یارڈ۔ جھنگ صدر

پروفیسر تقی الدین انجم

محمد منظور خان۔ ایڈووکیٹ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ابتدائیہ

گذشتہ کچھ عرصہ سے وطن عزیز قتل و غارت کی وارداتوں کی لپیٹ میں ہے۔ اہم شیعہ شخصیات کے قتل کے ساتھ ساتھ امام بارگاہیں اور مساجد بھی نشانہ بن چکی ہیں۔ یہ واقعات انتہائی افسوس ناک اور گھناؤنی سازش ہیں۔ تحریک جعفریہ پاکستان کا یہ موقف رہا ہے کہ عبادت گاہوں پر حملے ھندو ذہنیت کا شاخسانہ ہیں اور پاکستان میں شیعہ، بریلوی، دیوبندی، اہل حدیث، صوفیا کرام اور علماء و مشائخ عرصہ دراز سے باہم مل جل کر رہتے چلے آرہے ہیں۔ اگرچہ ان کے درمیان مسلکی اختلافات موجود ہیں جو صدیوں سے چلے آرہے ہیں لیکن کوئی مسلک قتل و غارت گری اور مذہبی مقامات کے تقدس کو پامال کرنے کی اجازت نہیں دیتا۔ ہر سانحے اور ہر واقعے کے بعد حکومت کی طرف سے اس قسم کے واقعات کو سنی شیعہ فسادات کا نام دے کر اصل حقائق سے چشم پوشی کی جاتی ہے اور اسی آڑ میں شیعہ سنی تنظیموں کے کارکنوں اور عہدیداروں کی گرفتاریاں شروع کردی جاتی ہیں۔ جس سے اصل مجرموں کو بچ نکلنے کا موقع مل جاتا ہے اور بعض اوقات تو خود انتظامیہ ہی انہیں موقع فراہم کردیتی ہے۔ عام طور پر بروزن بیت شیعہ مسلک سے تعلق رکھنے والے افراد کو گرفتار کرلیا جاتا ہے جبکہ شیعوں کی بااثر اور نمائندہ جماعت تحریک جعفریہ پاکستان نے ہمیشہ ملی وحدت اور یکجہتی کے فروغ کے لئے عملی اقدامات اٹھائے ہیں۔ انتہائی کٹھن مراحل میں بھی ہماری قیادت نے شیعہ عوام کو صبر و تحمل کی تلقین کی ہے لیکن حکومتی مشینری اپنی نااہلی پر پردہ ڈالنے کے لئے فسادات میں ہر شیعہ کو مجرم سمجھ لیتی ہے جو کہ سراسر زیادتی ہے۔ فسادات کے اسباب پر جب گفتگو ہوتی ہے تو شیعہ مسلک سے تعلق رکھنے والے ذمہ دار افراد کا موقف سنے بغیر حکمران اپنے طور پر کچھ فیصلے کردیتے ہیں جو جانبداری اور ناانصافی ہے۔

چند ماہ قبل صوبائی کابینہ پنجاب (عارف نکئی کی صوبائی کابینہ ۱۹۹۶ء) کے اجلاس میں سپاہ صحابہ کی نمائندگی کرتے ہوئے ان کی جماعت کے رہنما شیخ حاکم علی نے ان فسادات کی وجوہات شیعوں کی طرف سے لکھی جانے والی کتابوں کو قرار دیا اور اس ضمن میں کابینہ کے اندر ایک دستاویز بھی دکھائی اور شیعہ مصنفین کی لکھی گئی بعض کتابوں کے ایسے مندرجات پڑھ کر سنائے جو سامعین کے لئے اشتعال انگیزی کا موجب ہوئے۔ انصاف کا تقاضا یہ تھا کہ اس مقام پر شیعہ مسلک کا نقطہ نظر بھی سنا جاتا اور سپاہ صحابہ کی طرف سے اور اسی طرح دیوبندی

حضرات کی طرف سے شیعہ کے خلاف اور آئمہ کرامؑ اور اہل بیت پیغمبر اکرمؐ کے خلاف جو کچھ لکھا گیا ہے اور زہر افشانی کی گئی ہے وہ بھی بیان کیا جاتا اور پھر دیوبندیوں' بریلویوں اور اہل حدیث نے ایک دوسرے کے خلاف جو کچھ لکھا ہے اسے بھی ان کی کتابوں سے پڑھ کر سنایا جاتا۔ اسی طرح خلفائے راشدین' انبیاء کرام اور پیغمبر اکرمؐ اور امہات المومنین' آئمہ اہل بیتؑ' اولیائے کرام اور آئمہ اہل سنت کے متعلق ماضی میں اہل سنت کی معتبر کتابوں میں جو کچھ اہانت پر مبنی عبارتیں اور بیانات درج ہیں ان کو بھی کوئی بیان کردیتا۔ لیکن صد افسوس کہ اس مقام پر یک طرفہ موقف سنا گیا۔ اور اسی کی روشنی میں فیصلے کئے گئے۔

ان سطور کے ذریعہ ہم اس ناانصافی کو ریکارڈ پر لارہے ہیں کہ اس موقع پر یک طرفہ موقف سننے کی بجائے شیعہ اکابرین' علماء کرام یا ان کی نمائندہ جماعت تحریک جعفریہ پاکستان کا موقف سنا جائے۔ یہاں اس امر کا اظہار بھی ضروری ہے کہ سپاہ صحابہ سے تعلق رکھنے والے صوبائی وزیر کے ذریعہ جو موقف پیش کیا گیا ہے وہ بھی اہل سنت حضرات کا قطعی موقف نہیں کیونکہ سپاہ صحابہ اہل سنت کی نمائندگی نہیں کرتی۔ درحقیقت وہ انتہائی محدود اور تعصب پر مبنی فکر رکھنے والے دیوبندیوں کے ایک مختصر مسلح گروہ کی نمائندگی کرتی ہے۔ دیوبندی حضرات کی معروف مذہبی و سیاسی جماعتوں میں جمعیت علماء اسلام (س)' جمعیت علماء اسلام(ف) اسی طرح بریلوی مسلک کے مولانا شاہ احمد نورانی ' مولانا عبد الستار نیازی اور مولانا طاہر القادری جبکہ اہل حدیث کی معروف پانچ جماعتیں ہیں اسی طرح جماعت اسلامی جدید فکر کے مالک سنی مسلمانوں کی نمائندہ جماعت ہے۔ سپاہ صحابہ کے منشور اور نام سے ہی محدودیت ٹپکتی ہے اور شیعہ دشمنی ان کی اساس اور بنیاد میں شامل ہے۔ لہٰذا انہیں سنی مسلمانوں کی نمائندہ جماعت سمجھ کر کابینہ میں فقط ان کی بات کو سن کر کسی قسم کا فیصلہ کرنا انتہائی ناانصافی اور ملک میں افراتفری میں اضافے کے سوا اور کچھ نہیں۔ شیعہ مسلمانوں نے بریلوی' دیوبندی' اہل حدیث اور دیگر آزاد فکر مسلمانوں کے شانہ بشانہ پاکستان بنانے اور اس کے تحفظ و استحکام کے لئے اپنا کردار ادا کیا ہے۔ بلکہ خود بانی پاکستان قائد اعظم محمد علی جناح شیعہ تھے۔ آج بھی شیعہ مسلک سے تعلق رکھنے والے افراد کی نمائندہ جماعت تحریک جعفریہ پاکستان ملک کی تمام مذہبی جماعتوں کے شانہ بشانہ ملی وحدت و یکجہتی کے لئے سرگرم عمل ہے۔

سپاہ صحابہ کی تاریخ اٹھا کر دیکھیں وطن عزیز میں فرقہ پرستی اور مذہبی دہشت گردی کے بانی یہی لوگ ہیں۔ پنجاب کے امن و آشتی کے مسکن جھنگ میں جب اس تنظیم کی بنیاد ڈالی گئی انہوں نے سب سے پہلے فرقہ وارانہ خطوط پر مبنی اپنی کاروائیاں اور اقدامات شروع کئے۔

○ بریلوی حضرات سے جھنگ میں مناظرے کئے گئے۔ ایک دوسرے کے قتل کی باتیں ہوئیں۔ سپاہ صحابہ کے بانی حق نواز جھنگوی پر مختلف تھانوں میں قتل و فسادات کے سو سے زائد مقدمات درج تھے جس کا ریکارڈ جھنگ

پولیس کے پاس موجود ہے۔

○ جھنگ میں سب سے پہلے بریلوی مسلمانوں کا قتل انہی لوگوں کے ہاتھوں ہوا اور پرچہ اس جماعت کے بانی کے نام درج ہوا۔

○ ضلع لیہ کے اے سی چوبارہ کو سپاہ صحابہ نے اغوا کیا

○ ضلع جھنگ میں پولیس مقابلہ سپاہ صحابہ نے کیا

○ ضلع جھنگ کے سپرنٹنڈنٹ جیل زین العابدین کو سپاہ صحابہ نے قتل کیا

○ ضلع جھنگ میں بکتر بند گاڑی پر میزائل سپاہ صحابہ نے داغے

○ لاہور میں ایرانی سفارت کار کا قتل سپاہ صحابہ نے کیا۔

○ کھاریاں کے قریب عظمت اسلام کانفرنس سے واپس آنے والی بس پر سپاہ صحابہ نے فائرنگ کی جس سے آٹھ افراد کی شہادت ہوئی۔

○ ملک کے مختلف حصوں میں نامور شیعہ علماء' ذاکرین 'خطباء کے قتل عام میں سپاہ صحابہ کے افراد ملوث تھے۔ اور بہت ساری وارداتوں میں موقع پر گرفتار ہوئے اور قتل کی وارداتوں کا اعتراف کیا۔

○ اس کے علاوہ دسیوں قتل کی وارداتوں 'بینک ڈکیتیوں میں سپاہ صحابہ کے گرفتار ملزموں نے پولیس کے سامنے اعترافات کئے جو کہ قومی اخبارات میں شائع ہوچکے ہیں۔

○ حالیہ واقعات میں نامور شاعر اور خطیب سید محسن نقوی کی شہادت ہو یا ڈاکٹر محمد علی نقوی کی شہادت' کمشنر سرگودھا کی شہادت' مولانا عبدالکریم مشتاق کی شہادت ہو یا دوسری شیعہ شخصیات کا شہید ہونا اور میلسی میں شیعہ مسلمانوں کا اجتماعی قتل یہ تمام تر کاروائیاں سپاہ صحابہ نے کیں۔ جس کا اعتراف انہوں نے خود کیا ہے

○ راحیل نامی مشہور قاتل کی سربراہی میں لاہور کی عدالت سے ایرانی سفارت کار صادق گنجی اور معروف شیعہ راہنما سید سکندر شاہ کے قاتل اور دیگر بیسیوں وارداتوں کے مجرم ریاض بسرا کو فرار کرایا گیا۔

○ بہاولپور میں عدالتی احاطے سے انتہائی خطرناک مجرموں کو پولیس کی حراست سے آزاد بھی انہی لوگوں نے کرایا۔

○ شہر سلطان بہاولپور اور سرگودھا میں شیعہ افراد بلکہ علما کرام کے قتل میں ملوث سپاہ صحابہ سے تعلق رکھنے والے ہی گرفتار ہوئے اور ان وارداتوں کا اعتراف کیا۔

○ راحیل نامی شخص کو شاہ پور جیل سے فیصل آباد ہسپتال منتقل کروا کر فرار کرانے میں شیخ حاکم نے کردار ادا کیا جو بیسیوں افراد کا قاتل ہے اور دہشت گردی کی عدالت میں اس کا کیس چل رہا تھا اور معروف دہشت گرد گینگ کا سرغنہ ہے۔

○ اسی طرح دیگر بیسیوں جرائم کا ارتکاب کرنے والے مجرم گرفتار ہوئے ' راہزنی' ڈکیتی اور لوٹ مار کی وارداتوں کا تفتیشی افسران کے سامنے اعتراف بھی کرچکے ہیں۔ بعض سیاسی قتلوں میں موقع پر پکڑے جانے والے مجرم جیسے فیصل آباد میں چیمہ کا قتل یا ایم این اے ریاض پیرزادہ کے والد شاہنواز پیرزادہ کا قتل یہ تمام تر کاروائیاں سپاہ صحابہ ہی کی ہیں۔

○ اور حال میں خانہ فرہنگ ملتان کے ڈائریکٹر اور اس کے شیعہ سنی رفقاء کا قتل پھر شیخوپورہ کے معروف شیعہ بزرگ راہنما جرار زیدی اور لاہور کے ڈاکٹر باقر زیدی کا قتل اسی گروہ کا کام ہے۔

سپاہ صحابہ کے پلیٹ فارم پر سنی مسلمان نہیں بلکہ ڈکیت' قاتل' لٹیرے اور پاکستان دشمن موجود ہیں۔ جنہوں نے مذہب کا لبادہ اوڑھ لیا ہے۔ پنجاب پولیس کا ریکارڈ اس بات کا گواہ ہے۔ یہ شیعہ سنی مسئلہ نہیں بلکہ لاء اینڈ آرڈر کا مسئلہ ہے۔ یہ شرپسند گروہ اپنے گھناؤنے جرائم پر پردہ ڈالنے کے لئے تحفظ ناموس صحابہ کی بات کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ لوگ اہل السنت و الجماعت کے اکابرین اور شیعہ مسلمانوں کے اکابرین کو برملا گالیاں دیتے ہیں اور ان کی توہین کرتے ہیں۔ جس کی واضح مثال اسی گروہ کے سرپرست مولانا ضیا الرحمان فاروقی کی کتاب " کنز الایمان پر پابندی کیوں؟" کہ جس میں بریلوی اور دیگر اہل سنت مکاتب فکر کے افراد پر حج بیت اللہ جانے پر پابندی کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ دوسری کتاب " فیصل اک روشن ستارہ " اس کتاب میں بھی بریلوی مسلمانوں کے خلاف دل آزار زبان استعمال کی گئی۔ اور تیسری کتاب " توحید و سنت" جس میں بریلوی مسلمانوں کو مشرک و کافر کہا گیا ان کی تقاریر کی کیسٹیں وغیرہ جن میں شیعہ اور سنی بریلوی مسلمانوں کو غلیظ اور گندی گالیاں دی گئیں اس کے علاوہ ہیں۔

جہاد کشمیر کے نام پر حرکۃ الانصار کے پلیٹ فارم سے سپاہ صحابہ کے دہشت گرد عسکری تربیت لے کر ملک کے اندر قتل و غارت گری کو فروغ دینے اور شیعہ مسلمانوں کو مارنے کے سوا ان کا کوئی اور مشغلہ نہیں۔ ملک کے اندر قتل و غارت گری کی فضا کو فروغ دیکر کشمیر کاز کو یہی لوگ نقصان پہنچا رہے ہیں۔ آپ نے یقیناً ایجنسیوں کی رپورٹوں کو مطالعہ کیا ہوگا اور ان کے مسلح دستوں سے آگاہ ہوں گے۔ جنوبی پنجاب بالعموم اور بہاولپور ڈویژن میں بالخصوص اب تک کثیر تعداد میں شیعہ اکابرین ' شخصیات اور علماء کا قتل عام ہوچکا ہے۔ اور سپاہ صحابہ کے گرفتار ہونے والے افراد نے ابتدائی تفتیش میں ان تمام وارداتوں کا اعتراف کرلیا ہے

ضلع جھنگ' چنیوٹ اور شور کوٹ کا ریکارڈ منگوائیں کتنی مرتبہ ایسا ہوا کہ انہوں نے قرآن مجید کو آگ لگا کر شیعوں کے خلاف پرچہ درج کرایا۔ بعد میں اصل حقائق منظر عام پر آئے ان سے پتہ چلا کہ یہ کام خود ان کا اپنا ہے۔ اسی طرح جھنگ میں حق نواز جھنگوی کے خون کو گرمانے کے لئے ایک دفعہ خود مسجد کی صفوں کو آگ

لگادی گئی اور پرچہ شیعوں پر کرایا گیا۔ بعد میں تحقیقات اس کے برعکس نکلیں

ہماری جماعت نے کبھی بھی کسی کے قتل کی بات نہیں کی اور نہ ہی کسی ایسی کاروائی کی حوصلہ افزائی کی ہے۔ اگر کسی شیعہ کی طرف سے انفرادی طور پر کوئی بھی اقدام ہوا وہ یقیناً دفاع میں ہوا۔

رہی کتابوں کی بات تو سب سے پہلے شیعہ مسلمانوں کے خلاف ان کی طرف سے کتابیں آئیں۔ برصغیر میں شیعہ مسلمانوں کے خلاف پہلے کتاب "تحفہ اثنا عشریہ" لکھی گئی جس میں اہل بیت رسولؐ اور ان کے ماننے والوں کو ننگی گالیاں دی گئیں۔ تو دفاع کے طور پر شیعہ مسلمانوں کی طرف سے اس کے جواب میں متعدد کتب تحریر کی گئیں اسی طرح یہ سلسلہ بڑھتا چلا گیا..... آخر یہ تو بتایئے کہ "خلافت معاویہ و یزید" جیسی رسوائے زمانہ کتاب لکھنے والا مصنف کس مسلک سے تعلق رکھتا ہے؟ "کتاب الشہادت" کا مصنف مرزا حیرت دہلوی کس مذہب کے ساتھ منسلک ہے۔ جس نے انبیا کرام کی توہین کرتے ہوئے یوں لکھا ہے کہ

" ایک ابو بکر میں کل انبیاء کا خلاصہ موجود ہے۔ نہ موسیٰ اس کی برابری کرسکتے ہیں نہ عیسیٰ' خداوند قدوس نے خود اس سے باتیں کیں اور مصیبت و تکلیف میں اس کی تسکین فرمائی..... اگر دنیا نے آنکھ کھول کے محمد بن عبداللہ کو کامل اور عظیم انسان دیکھا یا ابوبکر کو' اگرچہ جلوہ فاروقی اپنی جگہ پر خوب چمکا لہٰذا اس نے بھی بنی اسرائیل کے انبیاء کی بہت سی روشنیوں کو ماند کردیا"

(کتاب الشہادت صفحہ ۱۵۔۱۴ طبع مکتبہ جاء الحق کراچی)

اور علاوہ ازیں "شمائل علی" جیسی توہین آمیز کتابیں کس طرف سے لکھی گئیں۔ ان کے خلاف آواز کیوں نہیں اٹھائی گئی؟ "جلاء الاذھان شیعہ پر ہزار سوال" نامی شرانگیز کتاب لکھ کر فرقہ واریت کو مزید کس طرف سے پھیلایا گیا؟ دفاع ہر ایک کا حق ہے بالاخر مفکر اسلام مولانا عبدالکریم مشتاق نے " ہزار تمہاری دس ہماری" کتاب لکھ کر شیعہ مسلمانوں کا دفاع کیا۔ اوراب ضیا الرحمان فاروقی صاحب نے پھر جلتی پر تیل ڈالا اور " تاریخی دستاویز" نامی کتاب شائع کردی تو اس کے جواب میں شیعہ مسلمانوں کی طرف سے "تحقیقی دستاویز" منصہ شہود پر جلوہ گر ہوئی لہٰذا جس فریق کی طرف سے فرقہ واریت کی ابتدا کی گئی اور جو اب بھی اس مہلک ہتھیار کو استعمال کررہے ہیں ان کا محاسبہ اسلام و وطن دونوں کے لئے نہایت ضروری ہے۔پھر کتابیں تو چودہ سو سال سے ایک دوسرے کے خلاف لکھی جارہی ہیں۔ دیوبندیوں کی بنیادی کتب صحاح ستہ میں کتنی ایسی باتیں درج ہیں جو نہ فقط اصحاب پیغمبر بلکہ خود پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی شان میں گستاخی ہیں۔ واضح رہے کہ سپاہ صحابہ نے اپنے پلیٹ فارم سے شائع کی جانے والی کتابوں ' رسالوں' جلسوں اور آڈیو ویڈیو کیسٹوں میں مسلمانوں کے اکابرین کی توہین کی ہے ان کے قتل کرنے اور ان کی عبادت گاہوں کو نقصان پہنچانے کے لئے اکسایا ہے۔ اور مسلمانوں کے فرقوں

کے مسلمہ عقائد اور نظریات کی تضحیک کی ہے۔ لیکن ارباب اقتدار کی طرف سے اس کا کوئی نوٹس نہیں لیا گیا۔

جب تک پنجاب حکومت مجرموں سے رعایت برتی رہے گی اور انہیں سرکاری وسائل فراہم کرتی رہے گی اس وقت تک امن و امان کا خواب شرمندہ تعبیر نہیں ہوسکتا چونکہ سابقہ دور حکومت میں حکومت پنجاب میں سپاہ صحابہ کے وزیر و مشیر تھے۔

ہم ملک میں امن و امان کے خواہاں ہیں۔ انصاف مانگتے ہیں۔ سپاہ صحابہ کو سنی مسلمانوں کی نمائندہ جماعت قرار دے کر ان کے موقف کو تمام اہل سنت کا موقف قرار نہ دیا جائے بلکہ ان کی اپنی جماعت کی رائے قرار دیا جائے۔

ہماری جماعت ملکی استحکام، جمہوریت کے فروغ اور مذہبی گروہوں میں اتحاد و یکجہتی کے فروغ کے لئے اٹھائے گئے ہر اقدام کی ہمیشہ کی طرح ہر ممکن تائید کرے گی۔ انشاء اللہ

آخر میں ہم حکومت سے یہ تقاضا کریں گے کہ انصاف کے تقاضے پورے کئے جائیں اور کسی بھی یک طرفہ کاروائی سے گریز کیا جائے تاکہ اہل تشیع میں کسی بھی قسم کا احساس محرومی پیدا نہ ہوسکے۔ اگر سپاہ صحابہ والے دجل و فریب سے تاریخی دستاویز نامی شرانگیز کتاب لائے ہیں تو اس کے مقابلے میں ہماری یہ تحقیقی و علمی "تاریخی دستاویز" بھی ملاحظہ فرمائیں جس میں سپاہ صحابہ کی ان بنیادی کتب کے عکس دکھائے گئے ہیں جن میں خدا، انبیاء کرام، اہل بیت رسولؐ ازواج پیغمبرؐ اور صحابہ کرام کی توہین کی گئی ہے مگر اس کے باوجود یہ بات ناقابل فہم ہے کہ خود صحابہ کرام کی توہین کرنے والے کس منہ سے اہل تشیع صحابہ کو برا بھلا کہتے ہیں

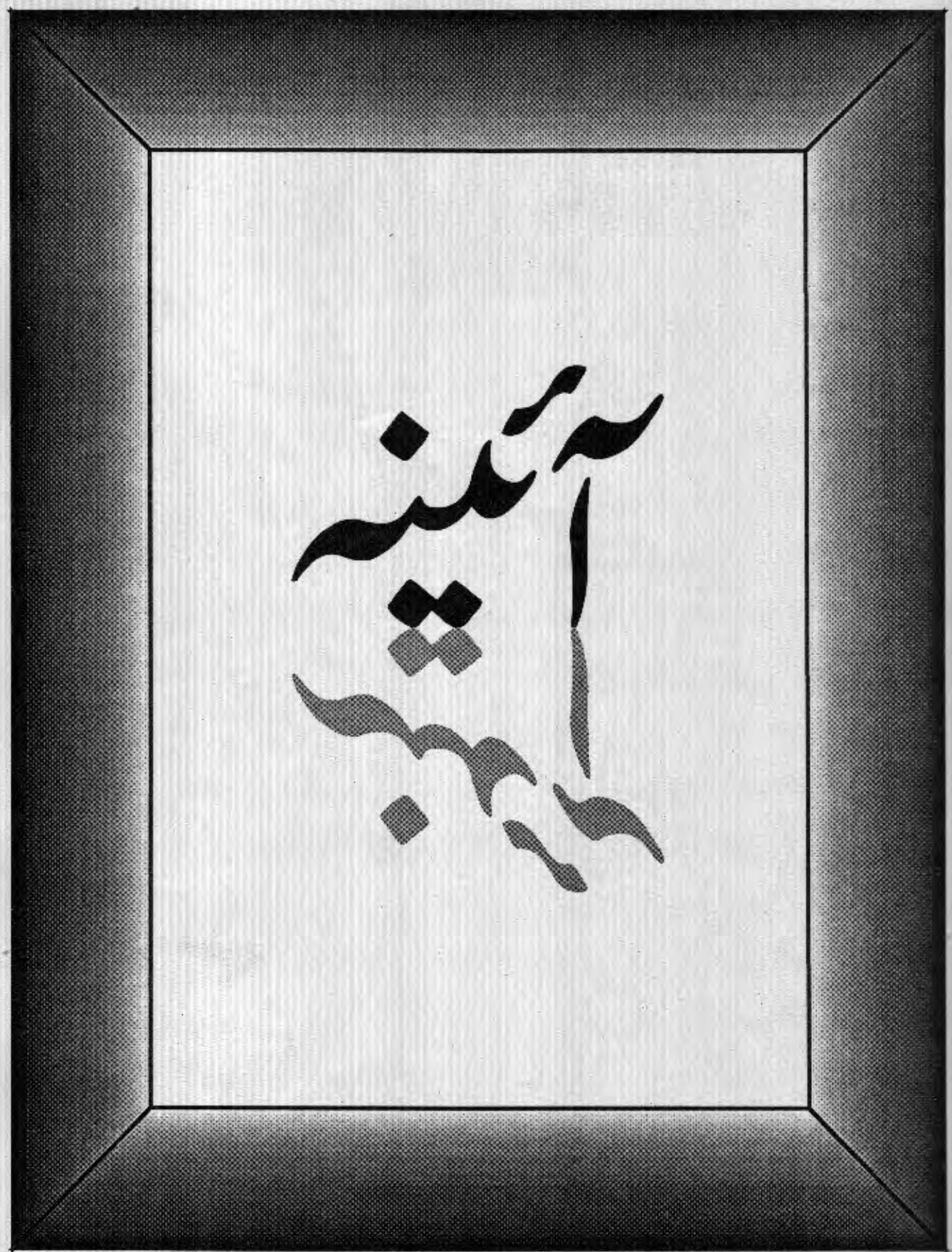
آئینہ

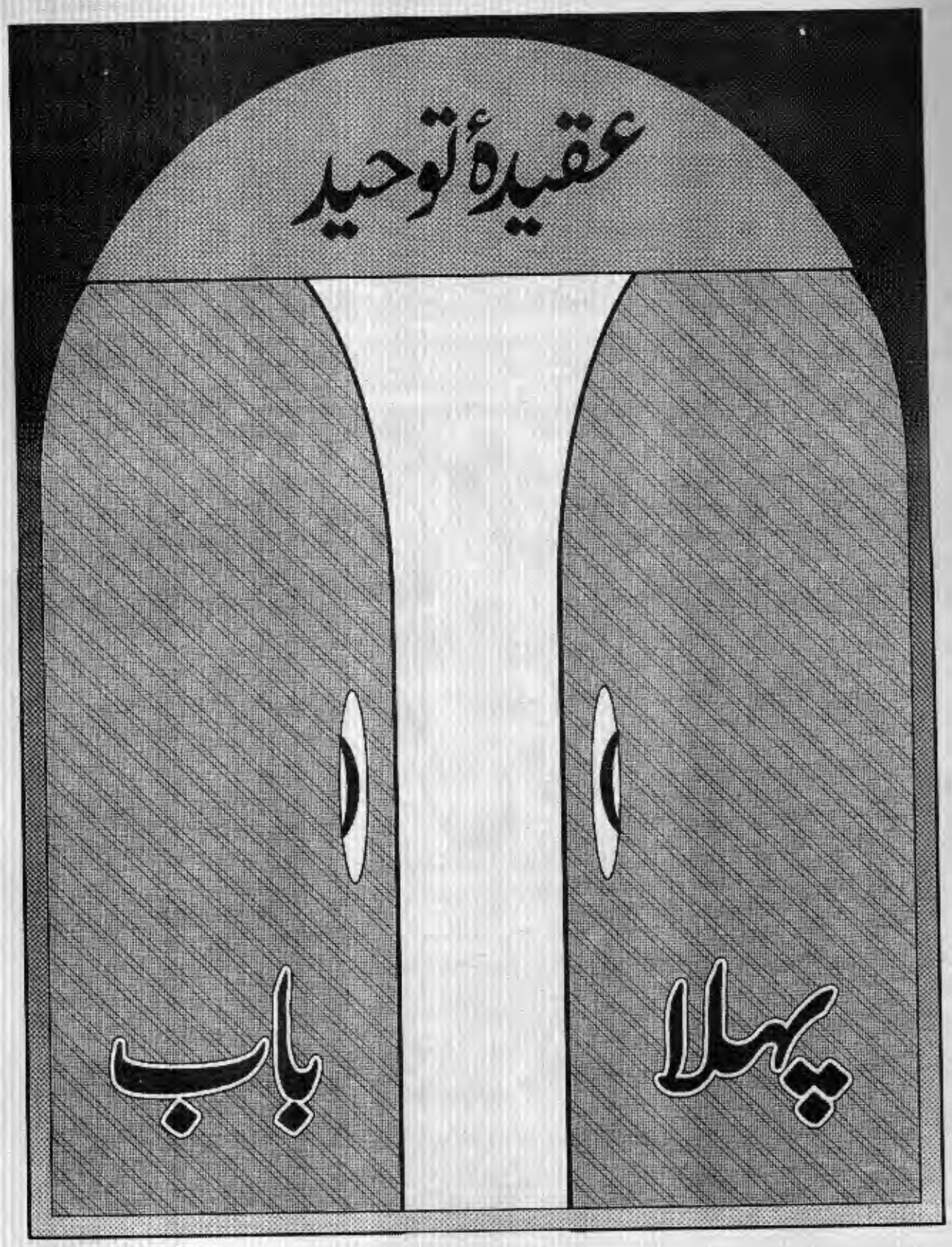
عقیدۂ توحید
پہلا باب

تجتبی من یشاء ویھدی الیہ من ینیب
اللہ الذی

الحمد للہ علی حسنہ کہ درین زمان فرخی اقتران کتاب مستطاب نسخہ لاجواب اعنے

شرح فقہ البر

المسمی بہ

ملا علی قاری

بمصحح تمام و تنقیح لا کلام حسیب العالم جناب مولانا مولوی حافظ محمد عبد الاحد صاحب مدام الحرام

در مطبع دلے واقع مصطفے شد

امام ابو حنیفہ نے اللہ تعالیٰ کو ۱۰۰ مرتبہ خواب میں دیکھا

لکن الاقدام علی التکفیر بمجرد دعوی الرؤیۃ من الصعب الخطیر فات الخطأ فی ابقاء
الف کافر اھون من الخطأ فی افناء مسلم فی الفرض والتقدیر فالصواب ماقدمناہ من
الجواب اثنان انضم مع الدعوی مایخرج بہ عن عقیدۃ اھل التقی فیحکم علیہ بانہ من اھل الضلال
والردی والسلام علی من اتبع الھدی ومنہا رؤیۃ اللہ سبحانہ وتعالی فی المنام فالاکثرون
علی جوازھا من غیر کیفیۃ وجھۃ وھیئۃ ایضا فی ھذا المرام فقد نقل ان الامام ابا حنیفۃ قال
رأیت ربی العزۃ فی المنام تسعا وتسعین مرۃ فتراہ مرۃ اخری تمام المائۃ وقصتہا طویلۃ
لا یسعہا ھذا المقام ونقل عن الامام احمد انہ قال رأیت ربی العزۃ فی المنام مرۃ
فقلت یارب بم یتقرب المتقربون الیک قال بکلامی یا احمد قلت یا رب
بفہم او بغیر فہم قال بفہم او بغیر فہم وقد ورد عنہ علیہ الصلوۃ والسلام انہ قال رأیت ربی
فی المنام وقد روی عن کثیر من السلف فی ھذا المقام وھو نوع مشاھدۃ یکون بالقلب
للکرام فلا وجہ لمنع عن ھذا المرام مع انہ لیس باخبار احد من الانام وقد ورد عنہ
صلی اللہ تعالی علیہ وسلم انہ قال رأیت ربی فی احسن صورۃ وفی روایۃ فی صورۃ
شاب فقال الامام الرازی فی تاسیس التقدیس یجوز ان یری النبی ربہ فی
المنام فی صورۃ مخصوصۃ بہذا المنام لان الرؤیا من تصرفات الخیال وھو غیر
منفک من الصور المتخیلۃ فی عالم المثال انتہی وقد قال بعض مشائخنا
ان للہ سبحانہ تجلیات صوریۃ فی العقبی وبہ تزول کثیر من الاشکالات
علی ما لا یخفی واما ما ذکرہ قاضیخان من منع ھذا المنام وشدد فی ھذا المقام
وقولہ بنقلہ عن بعض العلماء العظام فقد بینت جوابہ وعینت صوابہ فی
المرقاۃ شرح المشکوۃ ومنہا ان المقتول میت باجلہ وقتہ المقدر بموتہ
فقد قال اللہ تعالی فَإِذَا جَاءَ أَجَلُهُمْ لَا يَسْتَأْخِرُونَ سَاعَةً وَلَا يَسْتَقْدِمُونَ
وزعم بعض المعتزلۃ ان اللہ قد قطع علیہ اجلہ کذا عبارۃ شرح العقائد
والصواب ما فی شرح المقاصد من ان القاتل قطع علیہ الاجل لان قتل
المقتول عندھم فعل القاتل واستدلوا بالاحادیث الواردۃ فی ان بعض
القطاعات یزید فی العمر وبانہ لو کان میتا باجلہ لما استحق القاتل ذما
ولا عقابا ولا دیۃ ولا قصاصا واجیب عن الاول بان اللہ تعالی

النوم ۱

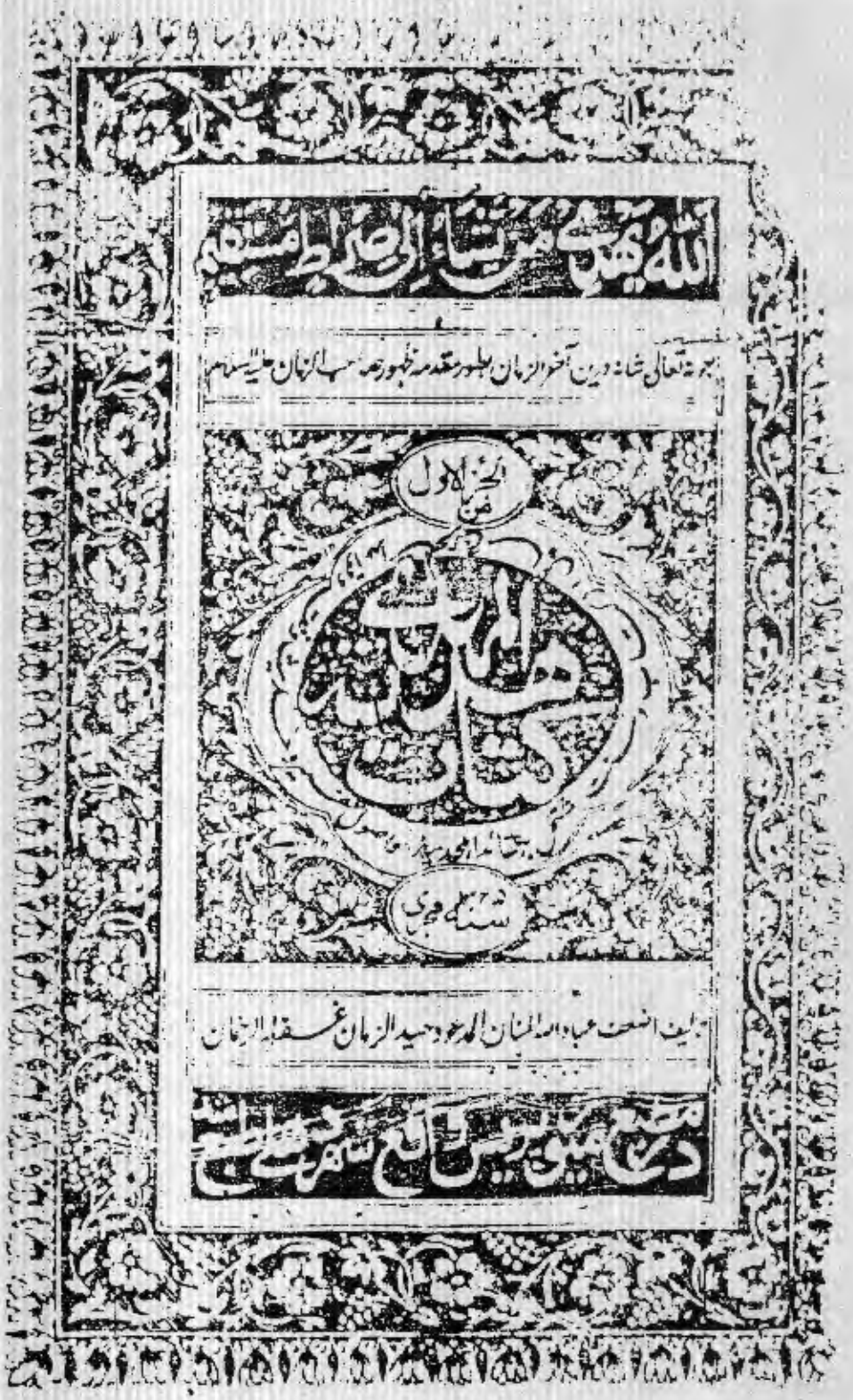
اللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم

بعونہ تعالیٰ شانہ دین آخر الزمان بظہور مقدمہ ظہور صاحب الزمان علیہ السلام

الجزء الاول

من

کتاب

فی

اصول

فقہ جعفری

تالیف اضعف عباد اللہ المنان الراجو وحید الزمان غفرلہ الرحمان

دہلی مطبع سلطانی

اللہ تعالیٰ کے متعلق بکواسات

د

النوی والدیان والدھر والمسعر والوفی والموفی وذوانتقام والطیب والمحیی والستیر وقیل اوائل السُّوَر ایضاً **فصل** وله تعم صفاتٌ وَرَدَت فی الشرع فنصف بجمیع تلك الصفات لا نأوّل ولا ننکر ولا نشبه وهی علی نوعین صفات ذاتیة قدیمة ازلیة کالحیوة والعلم والقدرة والارادة والمشیة والجلال والعزة والسمع والبصر وقوة الکلام وصفات فعلیة حادثة وقیل قدیمة والتعلق حادث و اختاره الشیخ ولی الله من اصحابنا فقال لا یقوم بذاته حادث وانما الحدوث فی تعلق الصفات بمتعلقاتها وقت تعلق الارادة بوقوعها حتی تظهر الافعال ومن الصفات الفعلیة الحادثة الکلام والاستواء والضحك والنزول والصعود والاتیان والمجیٔ والقرب والبعد والدنو والوطاة والتنفس والفرح والتبشبش والنظر واللحظ والغیرة والغضب والملال علی قول والحیاء والاستهزاء و السخریة والمکر والخداع والکید والتعریج والتردد والفضل والرحمة والاختیار والصبر واعادة الخلق والامر والنهی والاستدراج والحب والبغض والرضاء والکراهیة والسخط والمقت والموالاة والمعاداة والمشی والهرولة والمحاضرة والمصافحة والاطلاع والاشراف والتکوین والخلق والعندیة وتقلیب القلوب والوعد والوعید واسماع الکلام بعض خلقه والتجلی العارض علی بعض الحال دون الشرع اذ علیها التجلی الدائمی والظهور فی ای صورة شاء **فصل** هو عالم بجمیع المعلومات علی وجه التفصیل من الجزئیات والکلیات والموجودات و المعدومات والممکنات والمستحیلات محیط بما یجری تحت تخوم الارضین الی اعلی السموٰت لا یغیب عنه مثقال ذرّة فی السموات ولا فی الارض وما من دابة

تشبیه انما التشبیه ان یقال یده کیدنا او سمعه کسمعنا وهکذا فصل
الخلق من صفات الافعال فهو تعالی خالق جمیع الاشیاء بلا واسطة خلق الافعال
وخلق الفاعلین وکذلك الاستواء ای العلو والجلوس او الاستقرار علی
العرش استوی علیه بعد خلق السموات والارض یوم الجمعة استواء
یلیق به وهو مع ذلك غیر محتاج الی العرش بل هو الحافظ والممسك للعرش
وغیره ومن ثم اثبت لنفسه جهة الفوق فیصح الاشارة الیه کما فی حدیث
الجاریة وحدیث مسلم فقال باصبعه واخطا الشیخ ولی الله من اصحابنا
حیث قال انه لا یشار الیه ولعل مراده کالاشارة الی المحسوسات قال شیخنا
ابن القیم الاشارة الیه تعالی حسا الی العلو ثابت بالشرع کما اشار الیه من هو
اعلم به وبما یجب له ویمتنع علیه من افراخ الجهمیة والمعتزلة والفلاسفة وقال
شیخنا ابن تیمیة هو تعالی علی عرشه فوق سمواته کما ورد فی روایة
ابی داؤد وهو حدیث حسن ولیس معنی قوله وهو معکم انه مختلط بالخلق
فان هذا لا توجبه اللغة وهو خلاف ما اجمع علیه سلف الامة وخلاف فطر
الله علیه الخلق وکذلك النزول والصعود فینزل ربنا تبارك وتعالی کل لیلة الی
السماء الدنیا بذاته ثم یصعد الی عرشه وکرسیه واذا نزل فهل یخلو منه العرش
او لا فیه قولان ورجح الحافظ ابن مندة القول الاول وقال انه مذهب ابی عبد الله
احمد بن حنبل ورجح شیخنا ابن تیمیة القول الثانی وکذلك الصفات الباقیة التی
ذکرناها اولا فصل الصفات الفعلیة حادثة عند الاکثر من اصحابنا قال
البخاری ان حدثه لا یشبه حدث المخلوقین فهو یحدث الاوامر والاقوال

اللہ تعالیٰ جب چاہیں جیسے چاہیں نازل فرمائیں اس سے خلائق پر کوئی فرق نہیں پڑتا

والافعال كما قال كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ ولا يجوز اطلاق الحركة والانتقال على فعله وان صح عليه الحركة والانتقال من مكان الى مكان كما قال وَجَاءَ رَبُّكَ وقال هَلْ يَنظُرُونَ إِلَّا أَن يَأْتِيَهُمُ اللَّهُ وفي الحديث اتيته هرولة واخرج البخاري وابن الاثرم في كتاب السنة عن فضيل بن عياض احد الاولياء الكرام و الائمة العظام قال اذا قال لك الجهمي انا اكفر برب يزول عن مكانه فقل انا اومن برب يفعل ما يشاء وقال الحافظ عبد الرحمان بن مندة انه تعالى اذا نزل يخلو منه العرش وهذا هو الانتقال وحكى عن ابن تيمية انه ينزل كما انا انزل من المنبر وفي حديث النزول ثم يصعد الجبار الى كرسيه والصعود والنزول والمجيئ والاتيان لا تتصور الا بالحركة والانتقال واخطأ الشيخ ولي من ساوى بينا حيث قال تبعا لشيخنا ابن جرير الطبري ولا يصح عليه الانتقال لانه لم يقم دليل شرعي على استحالته وكذلك اخطأ اليافعي الشافعي حيث قرر مذهب السلف انه تعالى برئ عن الحركة والانتقال ثم عزاه الى شيخنا عبد القادر الجيلي اذ لم يات بقول واحد من السلف على تلك البراءة نعم حركته وانتقاله بلا كيف لا يشابه حركتنا وانتقالنا كما ان حدثه لا يشابه حدثنا فحركته وانتقاله عبارة عن ظهوره وتجليه في محل اخر غير المحل الاول وهو صحيح بلا مرية ومن ههنا قال امامنا احمد بن حنبل في رسالته الى مسدد بن مسرهد بانه سبحانه اذا نزل فلا يخلو منه العرش والتجلي و الظهور في مكانين مختلفين او في امكنة مختلفة متعددة في ان واحد لا يستحيل في ذات الله تعالى انا المحال تمكن الممكن في مكانين مختلفين في ان

اولیس الذی خلق السموٰت والارض بقادر علیٰ ان یخلق مثلھم
وھو الخلاق العلیم ۝ انما امرہ اذا اراد شیئا ان یقول لہ کن فیکون ۝
اور جس نے آسمان اور
زمین پیدا کئے ہیں۔ کیا وہ اس پر قادر نہیں کہ ان
جیسے آدمیوں کو (دوبارہ) پیدا کر دے۔ ضرور وہ قادر ہے اللہ وہ بڑا
پیدا کرنیوالا، خوب جاننے والا ہے۔ جب کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو بس اسکا معمول یہ ہے کہ اس چیز کو کہتا ہے
ہو جا پس ہو جاتی ہے
فارسی
یک روزہ
از تصنیف
حضرت مولینا شاہ محمد اسمٰعیل شہید رح
ناشر
فاروقی کتب خانہ بکسیلرز پبلشرز ملتان
تعداد اشاعت ایک ہزار
سنہ طباعت ۔۔۔
قیمت ۳۷ پیسے
مطبع فیہ پریس ملتان

اللہ تعالیٰ جھوٹ بول سکتا ہے

اقول۔ اگر قول بہ وقوعِ مثلِ مذکور تجویز کذبِ مسطور ست معاذ اللہ و اذا لکہ واما قول بامکانِ مثل مذکور پس مستلزمِ امکانِ کذبِ مسطور نیست۔ علاوہ بریں قول کہ بہ امکان مثل مذکور باید وجہ ہم بے تواند شد کہ اصلاً اختیار عدم وقوع او اصل واقع نمے شد و عدم اختیار بعدم وقوع مثل مذکور بل بہ عدم اختیار بقرآن مجید راساً از اصل ممکن نیست داخل تحتِ قدرت الٰہیہ کما قال اللہ تعالیٰ عزوجل قُلْ لَّوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا تَلَوْتُهٗ عَلَيْكُمْ وَلَآ اَدْرٰىكُمْ بِهٖ، و نیز بعد اختیار ممکن است کہ ایشانرا فراموش گردانیدہ شود پس قول بامکان وجود مثل اصلاً منتج بہ تکذیب نص او نفوس نگردد و سلب قرآنِ مجید و صفِ انزال ممکن ست داخلِ قدرتِ الٰہیہ کما قال اللہ تعالیٰ وَلَىِٕنْ شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ بِهٖ عَلَيْنَا وَكِيْلًا۔

قولہ۔ وھو محال لانہ نقص والنقص علیہ تعالیٰ محال۔

اقول اگر مراد از محال ممتنع لذاتہ است کہ تحت قدرت الٰہیہ داخل نیست پس لانسلم کہ کذب مذکور محال بمعنی مسطور باشد چہ مقدمہ قضیہ غیر مطابقہ مواقع و القائے آں بر ملائکہ و انبیاء خارج از قدرتِ الٰہیہ نیست والا لازم آید کہ قدرت انسانی ازید از قدرتِ ربانی باشد چہ عقدِ قضیہ غیر مطابقہ للواقع و القائے آں بر مخاطبین در قدرت اکثر افرادِ انسانی ست۔ کذب مذکور برائے منافی حکمتِ او ستہ پس ممتنع بالغیر ست۔ لہٰذا عدم کذب برائے او کمالاتِ حضرتِ حق سبحانہ مے شمارند و او را جل شانہ ہاں مدح مے کنند بخلاف اخرس و جماد کہ ایشاں را کسے بعدمِ کذب مدح نے کند۔ و نیز ظاہر ست

کہ صفت کمال ہمیں کہ شخصے کہ قدرت بر تکلم کذب بے دارد۔ وبنا بر رعایت مصلحت و مقتضائے حکمت تنزہ از ملوثِ کذب تکلم بہ کلام کاذب نمے نماید ہماں شخص ممدوح مے گردد۔ بہ سبب عیب کذب و اتصاف بہ کمال صدق بخلاف کسے کہ لسان او ماوف شدہ باشد و تکلم بہ کلام کاذب نمی تواند کرد یا قوتِ متفکرۂ او فاسد شدہ باشد کہ عقد قضیۂ مغیر مطابقہ واقع نمے تواند کرد۔ یا شخصے کہ ہرگاہ کلام صادق مے گوید کلام مذکور از و صادر مے گردد۔ و ہرگاہ ارادہ تکلم بہ کلام کاذب مے نماید آفاز او بند مے گردد یا زبانِ او ماوف مے شود۔ یا کسے دیگر دہن او را بند مے نماید یا حلقوم او را خنہ مے کند؛ یا کسے چند قضایائے صادقہ را یاد گرفتہ است و اصلاً بر ترکیب قضایائے دیگر قدرت نمے دارد۔ بنا علیہ کلام کاذب از و صادر نمے گردد۔ ایں اشخاص مذکورین نزد عقلا قابلِ مدح نیستند۔

و بالجملہ عدم تکلم بکلامِ کاذب ترفعاً من عیب الکذب و تنزہاً عن التلوث بہ از صفات مدح ست و بنا بر عجز از تکلم بکلامِ کاذب، ہیچگونہ از صفاتِ مدائح نیست۔ یا مدحِ آں بسیار اَدون است۔ از مدح اوّل۔

قولہ (۱) کبریٰ دلیل الخ

اقول۔ ایں دلیل کبریٰ قیاس اول ست یعنی ہر چہ ممتنع است داخلِ تحتِ قدرت، لیسہ نیست۔

مخفی نماند کہ اگر مراد از لفظ ممتنع دریں مقام ممتنع ذاتی ست پس ایں مقدمہ مسلم ست اما مفید نیست زیرا کہ وجود مثلِ مذکور ممتنع ذاتی نیست تا در کلیہ کبریٰ مندرج گردد

سبحانه وتعالیٰ عما یقولون علوا کبیرا

بحمداللہ الکریم السعود وبین ایام سعادت التیام مرسلہ نادرۂ مجالۂ فہ

مشتملہ علی عموم قدرت بدیعۃ للعزاسمہ لسنے بہ

الجہد المقل

فی تنزیہ

المعز والمذل

تالیف لطیف تصنیف شریف علامہ زمان حضرت مولانا محمود حسن صاحب

مدرسہ عربیہ دیوبند

باہتمام العبد السید البلوی محمد المدعو بہ یکے

طبع فی المطبع البہی علی الواقع سادہ ہو

قیمت فی صد چودہ آنے

افعال قبیحہ مقدور باری تعالیٰ ہیں

۱۴

ہے کہ معتزلہ صرف کلام لفظی کو کلام باری کہتے ہیں کیونکہ کلام نفسی کے تو صریح منکر ہی ہیں تو اب خلاصہ یہ ہوا کہ کلام لفظی از قبیل افعال ہے نہ از قبیل صفات تو جس صدق و کذب کو اوسکی صفت کہا جائیگا وہ بالبداہۃ صفت فعلی ہوگی نہ صفۃ ذاتی ہمارا مطلب اس موقعہ میں فقط یہی ہے کہ صدق و کذب مذکور صفات فعلیہ ہیں سو وہ تو بحمداللہ ثابت و ظاہر ہوگیا مگر دو باتیں ہمارے مفید مدعا عبارت مذکور سے اور معلوم ہوگئیں اول تو یہ کہ صدق و کذب مذکور کے ثبوت امتناع کے لئے جو کہ صفات فعلیہ میں داخل ہے قبیح و ہو سبحانہ لا یفعل القبیح سے استدلال کرنا معتزلہ کا مشرب ہے دوسرے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ یہ امر مسلک اہل سنت کے خلاف اور باطل ہے چنانچہ میر صاحب کا وہو بناء علی اصلہم و ستعرف بطلانہ فرمانا اسکے لئے دلیل شافی ہے سو یہ دونوں باتیں یاد رکھنے کے قابل ہیں۔

مقدمہ ہفتم

مقدمہ ہفتم

امر ہفتم یہ ہے کہ صدور قبائح اور قدرت علی القبائح میں زمین آسمان کا فرق ہے امر اول کو عند اہل السنۃ بہ نسبت ذات خالق الکائنات محال کہا جاتا ہے تو امر دوم مسلمات میں سے ہے سب جانتے ہیں کہ ذات تعالیٰ شانہ سے افعال قبیحہ کے صدور کی نوبت نہیں آسکتی لیکن افعال قبیحہ کو مثل دیگر ممکنات ذاتیہ مقدور باری جملہ اہل حق تسلیم فرماتے ہیں کیونکہ خرابی ہے تو دون کے صدور میں ہے نفس مقدوریت میں اصلا کوئی خرابی لازم نہیں آتی اگر ہوتا ہے تو کمال قدرۃ ثابت ہوتا ہے بلکہ امور مذکورہ کو قدرت سے خارج کرنے میں عموم قدرۃ علی الممکنات جو داخل کمال اور مسلمات اہل سنت میں سے ہے باطل ہوجائیگا کتب عقاید میں قدرت تعالیٰ یعم سایر الممکنات اور کل ممکن مقدور۔ موجود ہے ادھر امکان کو مصحح مقدوریۃ کہنا سبکا قول ہے پھر صورت مقدوریۃ قبائح میں سوا ثلثہ مذکورہ امتناع ذاتی میں سے کسی کا تحقق لازم نہیں آتا تو اب افعال قبیحہ کو قدرت قدیمہ حق تعالیٰ شانہ سے کیونکر خارج کہہ سکتے ہیں البتہ جو امور ایسے ہوں کہ اونکے امکان صدور سے انفکاک ذات عن نفسہا یا انفکاک لوازم ذات لازم آئے جیسے اکل و شرب وغیرہ تو اونکو اگر قدرت قدیمہ سے خارج مانئے تو حق ہے کما لا یخفی علی اللبیب بالجملہ قبائح کے صدور کو ممکن بالذات کہنا بجا اور مذہب اہل سنت ہے البتہ بوجہ امتناع بالغیر اونکے تحقق و فعلیہ صدور کے کبھی نوبت نہیں آسکتی جسکا خلاصہ یہ ہوا کہ قبائح تحت القدرۃ داخل ہوکر بوجہ حکمت و عدل و تقدس ممتنع الوقوع ہیں یہ ہرگز نہیں کہ امور

امتناع ذاتی کا دعوی کیا جائے بلکہ امرین مذکورین ماحقرمین سے کسی ایک طریقہ سے امتناع ذاتی کا ثبوت فرمانا ضرور ہے یعنی یا تو یہ امر متحقق ہونا چاہئے کہ درصورت کذب کلام لفظی انفکاک ذات یا لوازم ذات عن ذات الملزوم ثابت ہوتا ہے ورنہ یہ کسی دلیل سے معلوم ہوجائے کہ کذب مذکور قدرت قدیمہ کے حد ذات خارج ہے اور بالنظر الی المقدورات ممتنع التحقق ہے کسی دوسری صفتہ مثل حکمت وعدل وغیرہ کی وجہ سے متنع نہین اور اگر دلیل عقلی ہو تو یہ ضرور ملحوظ رہے کہ درصورت کذب کلام لفظی ذات باری تعالی مین کوئی تغیر اور نقصان لازم آتا ہے یا صفات ذاتیہ مین یا صفات اضافیہ فعلیہ مین جب تک اس امر کی تعیین نہوگی محض لزوم نقص مطلق سے فریق ثانی کا مدعا یعنی امتناع ذاتی ثابت نہو سکیگا کیونکہ حسب معروضہ سابق نقص فی الصفات الذاتیہ کا اور حکم ہے اور نقص فی الافعال کا دوسرا حکم ہے نقص اول ممتنع بالذات ہے تو نقص ثانی ممتنع بالغیر اسکے سوا یہ بھی ملحوظ رہے کہ کذب کلام نفسی کے متنع ہونے کی وجہ سے کلام لفظی کا امتناع ثابت کرین تو یہ بھی بیان فرماوین کہ ہر دو معنی مذکورہ کلام نفسی مین سے کون سے معنی مراد ہین اور اون معنی مین امتناع کذب کیسا ہے ذاتی یا بالغیر انشاء اللہ بعد تحلیہ امور ملحوظ ذکر تو جملہ استدلالات واعتراضات فریق ثانی کا ابطال و لغویت ثابت ہوجائیگی عقلیہ ہون یا نقلیہ کما سیاتی مفصلا مآلی یہ امر سب پر روشن ہے کہ جو حضرات قضیہ غیر مطابق للواقع کو مقدور باری فرماتے ہین اونکا یہ مطلب ہے کہ باوجود انکشاف واقع اور ادراک عدم مطابقۃ قضیہ غیر واقعی کا مقدور اصدار قدرت باری جل سلطانہ مین داخل ہے یہ مدعا ہرگز نہین کہ بسبب عدم انکشاف واقع امر غیر واقعی کو واقعی سمجھکر جس کو بعینہ جہل کہتے قضیہ غیر واقعی کا عقد و تنزیل مقدور باری ہے وہ بیشمابون بعبد کما لا یخفی علی من کان لہ قلب او القی السمع وہو شہید یعنی مثلا حالت قعود زید مین جناب باری کو اوسکے قعود کا علم تام ضروری ہے اور قضیہ زید قائم کے خلاف واقع ہونیکا بھی پورا پورا انکشاف ہے مگر باوجود اسکے باقصد والاختیار جملہ زید قائم کا منعقد فرمانا اور لباس حروف والفاظ مطابق کرکے ملایکہ وعباد پر نازل کردینا ایزد متعال کی قدرت قدیمہ مین داخل ہے یہ نہین کہ حالت قعود زید مین بسبب عدم علم وغلطی انکشاف اوسکو قائم سمجھکر جملہ زید قائم فرمادینا ممکن ہے جسکو ہم کذب فی العلم یعنی جہل کہنا چاہتے اسکی امتناع ذاتی مین کسکو کلام ہے خلاصہ یہ نکلا کہ مابہ النزاع مین الفریقین امکان کذب فی الکلام اللفظی ہے امکان کذب فی العلم ہرگز نہین۔

ھ ۴۴ کا حاشیہ نہیں ہے

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَمَا هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝

اور یہ قرآن تو نصیحت ہی ہے سارے جہان کو (سورۃ یوسف)

عکسی قرآن مجید مترجم و محشّٰی

مکمل ترجمہ مختصر تفسیری فوائد موضح الفرقان تا سورۃ آل عمران
از حجۃ الاسلام شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن قدس اللہ سرہ
بقیہ فوائد تا ختم قرآن پاک
از شیخ الاسلام (پاکستان) حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی نور اللہ مرقدہ

دار التصنیف لمیٹڈ۔ شاہراہ لیاقت۔ صدر۔ کراچی ۱ (پاکستان)

اللہ تعالیٰ دغا کرنے والا ہے

يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ وَلَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكٰفِرِيْنَ عَلَي الْمُؤْمِنِيْنَ
فیصلہ کریگا تم میں قیامت کے دن اور ہرگز نہ دیگا اللہ کافروں کو مسلمانوں پر
سَبِيْلًا ۝۱۴۱ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ ۚ وَاِذَا
غلبہ کی راہ ف البتہ منافق دغابازی کرتے ہیں اللہ سے اور وہی اُن کو دغا دیگا ف اور جب
قَامُوْٓا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى يُرَاۗءُوْنَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ
کھڑے ہوں نماز کو تو کھڑے ہوں اے جی کو لوگوں کے دکھانے کو اور یاد نہ کریں اللہ کو
اِلَّا قَلِيْلًا ۝۱۴۲ مُّذَبْذَبِيْنَ بَيْنَ ذٰلِكَ ۡ لَآ اِلٰى هٰٓؤُلَاۗءِ وَلَآ اِلٰى هٰٓؤُلَاۗءِ ۭ
مگر تھوڑا سا ف اِدھر میں لٹکتے ہیں دونوں کے بیچ نہ اِن کی طرف اور نہ اُن کی طرف
وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا ۝۱۴۳ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
اور جس کو گمراہ کرے اللہ تو ہرگز نہ پاویگا تو اسکے واسطے کہیں راہ ف اے ایمان والو
لَا تَتَّخِذُوا الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَاۗءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۭ اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ
نہ بناؤ کافروں کو اپنا رفیق مسلمانوں کو چھوڑ کر کیا یہ چاہتے ہو
تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ۝۱۴۴ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ
اپنے اوپر اللہ کا الزام صریح ☆ بیشک منافق ہیں سب سے نیچے درجہ میں
مِنَ النَّارِ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِيْرًا ۝۱۴۵ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا
دوزخ کے اور ہرگز نہ پاویگا تو اُنکے واسطے کوئی مددگار ف مگر جنہوں نے توبہ کی اور اپنی اصلاح کی
وَاعْتَصَمُوْا بِاللّٰهِ وَاَخْلَصُوْا دِيْنَهُمْ لِلّٰهِ فَاُولٰۗىِٕكَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۭ
اور مضبوط پکڑا اللہ کو اور خالص حکم بردار ہوئے ان کے سو وہ ہیں ایمان والوں کے ساتھ
وَسَوْفَ يُؤْتِ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝۱۴۶ مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ
اور جلد دیگا اللہ ایمان والوں کو بڑا ثواب ف کیا کریگا اللہ
بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ شَاكِرًا عَلِيْمًا ۝۱۴۷
تم کو عذاب کرکے اگر تم حق کو مانو اور یقین رکھو اور اللہ قدردان ہے سب کچھ جاننے والا ف

سورۃ ۴ آیۃ ۱۴۱ — منزل ۱ — سورۃ ۴ آیۃ ۱۴۷

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ وَمَنْ تَوَلّٰى فَمَا اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا

جس نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اطاعت کی اس نے اللہ تعالیٰ کا حکم مانا اور جس نے منہ پھیرا تو ہم نے بھی آپ کو ان کا نگہبان (ذمہ دار) بنا کر نہیں بھیجا

جامع ترمذی

(مترجم)

مع

شمائل ترمذی

محدّث جلیل امام ابوعیسیٰ محمّد بن عیسیٰ ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ

(م ۱۳ رجب ۲۷۹ھ)

مترجم

مولانا علّامہ محمّد صدیق سعیدی ہزاروی

تصحیح وتزیین : سید حامد لطیف چشتی

ناشر

فرید بک سٹال اردو بازار / لاہور ۲

الْاَعْمَشِ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوْا نَا يُوْنُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ سَلَّامِ بْنِ اَبِيْ مُطِيْعٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْحَسَبُ الْمَالُ وَالْكَرَمُ التَّقْوٰى هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ مِنْ حَدِيْثِ سَمُرَةَ لَا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ سَلَّامِ بْنِ اَبِيْ مُطِيْعٍ۔

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شرافت مال (سے) ہے اور عزت تقویٰ (سے) ہے۔ یہ حدیث سمرہ کی روایت سے حسن غریب صحیح ہے سلام بن ابی مطیع کی روایت سے ہم اسے نہیں پہچانتے۔

سُوْرَةُ قٓ

تفسیر سورۂ ق

۱۱۹۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ نَا يُوْنُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ نَا شَيْبَانُ عَنْ قَتَادَةَ نَا اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَزَالُ جَهَنَّمُ تَقُوْلُ هَلْ مِنْ مَزِيْدٍ حَتّٰى يَضَعَ فِيْهَا رَبُّ الْعِزَّةِ قَدَمَهُ فَتَقُوْلُ قَطْ قَطْ وَعِزَّتِكَ وَيُزْوٰى بَعْضُهَا اِلٰى بَعْضٍ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جہنم برابر ہل من مزید کہتی رہے گی حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ (جیسا اس کے شایان شان ہے) اپنا قدم اس میں رکھے گا وہ کہے گی تیری عزت کی قسم! بس بس! اور وہ باہم سمٹ جائے گی۔ یہ حدیث حسن صحیح اس طریق سے غریب ہے۔

سُوْرَةُ الذّٰرِيٰتِ

تفسیر سورۂ ذاریات

۱۱۹۹۔ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عُمَرَ نَا سُفْيَانُ عَنْ سَلَّامٍ عَنْ عَاصِمِ بْنِ اَبِي النَّجُوْدِ عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ عَنْ رَجُلٍ مِنْ رَبِيْعَةَ قَالَ قَدِمْتُ الْمَدِيْنَةَ فَدَخَلْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْتُ عِنْدَهُ وَافِدَ عَادٍ فَقُلْتُ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَنْ اَكُوْنَ مِثْلَ وَافِدِ عَادٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا وَافِدُ عَادٍ قَالَ قُلْتُ عَلَى الْخَبِيْرِ سَقَطْتَ اَنَّ عَادًا لَمَّا قَحَطَتْ بَعَثَتْ قَيْلًا فَنَزَلَ عَلٰى بَكْرِ بْنِ مُعَاوِيَةَ فَسَقَاهُ الْخَمْرَ وَغَنَّتْهُ الْجَرَادَتَانِ ثُمَّ خَرَجَ يُرِيْدُ جِبَالَ مَهْرَةَ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ لَمْ اٰتِكَ لِمَرِيْضٍ فَاُدَاوِيَهُ وَلَا لِاَسِيْرٍ فَاُفَادِيَهُ فَاسْقِ عَبْدَكَ مَا كُنْتَ مُسْقِيَهُ وَاسْقِ مَعَهُ بَكْرَ بْنَ مُعَاوِيَةَ يَشْكُرْ لَكَ الْخَمْرَ الَّذِيْ سَقَاهُ فَرُفِعَ لَهُ سَحَابَاتٌ

عرض کیا میں قبیلہ ربیعہ کے ایک آدمی سے روایت ہے کہ میں مدینہ طیبہ آیا اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا آپ کے سامنے عاد کے قاصد کا ذکر کیا گیا میں نے کہا میں قاصد عاد کی مثل ہو جانے سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتا ہوں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عاد کے قاصد سے کیا مراد ہے؟ میں نے کہا آپ واقف حال تک پہنچے بات یہ ہے کہ جب قوم عاد قحط میں مبتلا ہوئی تو ان لوگوں نے ایک سردار کو بھیجا۔ وہ بکر بن معاویہ کے پاس اترا اس نے اسے شراب پلائی اور دو خوش آواز گانے والیوں نے اسے گانا سنایا۔ پھر وہ مہرہ کے پہاڑوں کی طرف گیا۔ اور دعا کی اے اللہ! میں تیرے پاس کسی بیمار کے علاج کی خاطر نہیں آیا اور نہ ہی فدیہ دیکر کسی قیدی کو چھڑانے آیا ہوں (اے اللہ!) تو اپنے بندہ کو جس قدر سیراب کر سکتا ہے سیراب کر اور اسکے ساتھ ہی بکر بن معاویہ کو سیراب کر یہ اس شراب کا بدلہ تھا جو بکر نے اسے پلائی تھی اسکے لئے

لہ کچھ اور زیادہ ہے ۱۲

الصحیح المسند لأبی عوانۃ

للإمام الجلیل

أبی عوانۃ یعقوب بن إسحٰق الإسفرائینی رحمہ اللہ تعالیٰ

المتوفی سنۃ ۳۱۶ھ

ناشر

المکتبۃ الحسینیۃ

قذافی روڈ، گرجاکھ، گوجرانوالہ

او رحله عليها فتقول قط قط(۱) • ورواه عبدان عن ابيه عن شعبة فقال قط قط •

حدثنا محمد بن عوف وعلان بن المغيرة وابو قرصافة قالوا ثنا ادم بن ابی ایاس قال ثنا شيبان عن قتادة عن انس بن مالك عن النبی صلی الله عليه وسلم قال لاتزال جهنم تقول هل من مزيد حتى يضع رب العزة فيها قدمه فتقول قط قط وعزتك - وينزوی بعضها الى بعض •

[redacted]

اربعة من النار، قال ابو عمران اربعة، وقال ثابت رجلان فيمرضون على الله ثم يؤمر بهم الى النار قال فيلتفت احدهم فيقول اى رب قد كنت ارجو اذ اخرجتنی منها ان لاتعيدنی قال فينجيه الله منها •

حدثنا الصاغانی قال ابنا يحيى بن ابی بكير قال ثنا حماد بن سلمة - باسناده نحوه

حدثنا ابو جعفر الدارمی قال ثنا سليمان بن حرب قال ثنا حماد قال ثنا ثابت وابو عمران الجونی عن انس بن مالك - ولا يزال فی الجنة فضل حتى ينشیء الله خلقا فيسكنه فضول الجنة •

تحاجت الجنة والنار

حدثنا السلمی قال ثنا عبدالرزاق قال ابنا معمر عن همام بن منبه عن ابی هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم تحاجت الجنة والنار فقالت النار اوثرت بالمتكبرين والمتجبرين وقالت الجنة مالی

(۱) بمعنی حسب حسب وتكررها للتأكيد، مجمع.

تاريخ الخلفاء

تأليف

الإمام الحافظ جلال الدين عبدالرحمن بن ابي بكر السيوطي
المتوفى في عام ٩١١ من الهجرة

[وبهامشه حل اللغات]

الناشر
نور محمد - اصح المطابع - كارخانه تجارت كتب
آرام باغ - فريئر روڈ - كراچی

آدمی زنا اللہ تعالیٰ کی طرف سے کرتا ہے

اسئل عن الکلالة فقال انی ساقول فیها برأی فان یکن صوابا فمن الله وان یکن خطأ فمنی ومن الشیطان اراه ما خلا الولد والوالد فلما استخلف عمر قال انی لاستحیی ان ارد شیئا قاله ابوبکر واخرج ابونعیم فی الحلیة عن الاسود بن هلال قال قال ابوبکر لاصحابه ما تقولون فی هاتین الآیتین اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ یَلْبِسُوْٓا اِیْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ قالوا ثم استقاموا فلم یذنبوا ولم یلبسوا ایمانهم بخطیئة قال لقد حملتموها علی غیر المحمل ثم قال قالوا ربنا الله ثم استقاموا فلم یمیلوا الی الٰه غیره ولم یلبسوا ایمانهم بشرک واخرج ابن جریر عن عامر بن سعد البجلی عن ابی بکر الصدیق فی قوله تعالی لِلَّذِیْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰی وَزِیَادَةٌ قال النظر الی وجه الله تعالی واخرج ابن جریر عن ابی بکر فی قوله تعالی اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا قال قد قالها الناس فمن مات علیها فهو من استقام

فصل فیما روی عن الصدیق رض من الآثار الموقوفة قولا او قضاء او خطبة او دعاء

اخرج اللالکائی[1] فی السنة عن ابن عمر قال جاء رجل الی ابی بکر فقال ارأیت الزنا بقدر قال نعم قال فان الله قدره علی ثم یعذبنی قال نعم یا ابن اللخناء[2] ما واعدک نوکان عندی انسان امرت ان یجأ[3] انفک واخرج ابن ابی شیبة فی مصنفه عن الزبیر ان ابابکر قال وهو یخطب الناس یا معشر الناس استحیوا من الله فوالذی نفسی بیده انی لاظل حین اذهب الی الغائط فی الفضاء مغطیا[4] رأسی استحیاء من الله واخرج عبد الرزاق فی مصنفه عن عمرو بن دینار قال قال ابوبکر استحیوا من الله فوالله انی لادخل الکنیف[5] فاسند ظهری الی الحائط حیاء من الله واخرج ابوداؤد فی سننه عن ابی عبد الله الصنابحی انه صلی وراء ابی بکر الصدیق المغرب فقرأ فی رکعتین الاولیین بأم القرآن وسورة من قصار المفصل وقرأ فی الثالثة رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَیْتَنَا الآیة واخرج ابن ابی خیثمة وابن عساکر عن ابن عیینة قال کان

[1] قولہ اللالکائی بیاء النسبة بعد الهمزة هو ابو القاسم هبة الله بن الحسن بن منصور الرازی الطبری (صراح)۔ [2] قولہ یا ابن اللخناء ہو الذی لم تختن وقیل اللخن الختن من اللخن السقاء یلخن (مجمع البحار) یقال امة لخناء ورجل لخن (صراح)۔
[3] قولہ یجاء کیضرع من وجی وان کثر استعماله من (س) وقد یجیء من (ض) ثم نقل الی (ف) لدفع الثقل فرسم بهذا الرسم یعنی الزموا کسے بودے ضرور او احکم دادے کہ بینی تو انی بیرون حیاکند۔ [4] قولہ مغطیا بشدة الطاء مهملة اسم فاعل من غطی یغطی تغطیة یعنی ہرگاہ کہ برائے حاجت انسانی درمیدان میروم از حیاء سر خود را بپوشم۔ [5] قولہ الکنیف بفتح کاف وکسر نون وبعد مثناة تحتیة ساکنة فاء۔ نہان خانہ وپوشندہ وسپروخلاجائے وحظیرۂ شتر کہ از درخت وشاخ سازند ۱۲۔

منتخب كنز العمال

في سنن الأقوال والأفعال

تأليف
علي بن حسام الدين بن عبد الملك
الشهير بالمتقي الهندي
٨٨٥ - ٩٧٥هـ

الجزء الأول

دار احياء التراث العربي
للطباعة والنشر والتوزيع

آدمی زنا اللہ کی طرف کرتا ہے

بأسماء أهل الجنة، وآبائهم، وأمهاتهم، وعشائرهم. فرغ ربكم، فرغ ربكم، فرغ ربكم. بسم الله الرحمن الرحيم، هذا كتاب من الله الرحمن الرحيم بأسماء أهل النار، وآبائهم، وأمهاتهم، وعشائرهم، فرغ ربكم، فرغ ربكم، فرغ ربكم. أعذرت أنذرت. اللهم إني قد بلغت. (طب).

عن أبي الدرداء، وواثلة، وأبي أمامة، وأنس قالوا: خرج علينا رسول الله ﷺ، ونحن نتذاكر القدر، قال: فذكره.

لا تعجل إلى شيء تظن أنك إن استعجلت إليه أنك مدركه، وإن كان الله لم يقدّر ذلك. ولا تستأخرن عن شيء تظن أنك إن استأخرت عنه أنه مدفوع عنك، وإن كان الله قد قدره عليك. (طب) عن معاوية.

لا تكلموا في القدر، فإنه سر الله، فلا تفشوا سره. (حل) عن ابن عمر.

ما أصابني شيء منها إلا وهو مكتوب عليّ وآدم في طينته. (هـ).

عن ابن عمر قال: قالت أم سلمة: يا رسول الله، لا تزال يصيبك كل عام وجع من الشاة المسمومة. قال: فذكره.

يا زبير، إن باب الرزق مفتوح من لدن العرش إلى قرار بطن الأرض. يرزق الله كل عبد على قدر همته ونهمته. (حل) عن الزبير.

لا يغني حذر من قدر. والدعاء ينفع مما نزل ومما لم ينزل، فإن البلاء لينزل فيلقاه الدعاء فيعتلجان إلى يوم القيامة. (عد ك) وتعقب والخطيب عن عائشة.

يا كعب بل هي من قدر الله. (حب).

عن كعب بن مالك أنه قال: يا رسول الله أرأيت دواء نتداوى به، ورقى نسترقي بها، وأشياء نفعلها، هل ترد من قدر الله؟ قال: فذكره.

(الأفعال) عن ابن عمر قال: جاء رجل إلى أبي بكر فقال: أرأيت الزنا بقدر؟ قال: نعم. قال: الله قدّره ثم يعذبني به؟ قال: نعم، يا ابن اللخناء. أما والله لو كان عندي إنسان لأمرته أن يجأ أنفك. ابن شاهين واللالكائي معاً في السنة.

عن عمر أنه خطب بالجابية، فحمد الله وأثنى عليه، ثم قال: من يهده الله فلا مضل له. ومن يضلل فلا هادي له. فقال له قس بين يديه كلمة بالفارسية، فقال

إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا

الحمد لله الذي وفقني لطبع هذا الكتاب الجامع لأحاديث الصحاح الستة وغيرها بعد الرابعة
من المطابع فقد كنت أتمنى صحة كتابه وطباعته مقررة لأداء حقوقه من صحة الكتاب والطباعة مما لا بد منه على
فأني نعوذ الله العظيم حيث يسر الناظرين فسابقوا الخيرات وفي ذلك فليتنافس المتنافسون

مشکوٰۃ الآثار

مع

حواشیہ الصحیحۃ النادرۃ المعتبرۃ المستندۃ

وفی

الاکمال فی اسماء الرجال لصاحب المشکوٰۃ

دبے صاحب مشکوٰۃ نے مشکوٰۃ کو لکھا ہے اس وقت سے لیکر آج تک اس شاندار پیمانہ پر اور اس دلکشی کی ایسی شاندار صحت کیساتھ مشکوٰۃ تیار نہیں ہوئی نیز یہ کہ متن مشکوٰۃ نے تمام آیات قرآن پر حوالہ جات نمایاں کر دیا ہے جس سے سابقہ تمام مطبوعہ مشکوٰتیں خالی تھیں اور حاشیہ میں اکثر مقامات پر احادیث کے طلب کو روشن کرنے کے لیے آیات قرآن کو بطور شہادۃ درج کیا گیا ہے۔ اس کی صحت پر بڑی رقم خرچ کی گئی اس کو متن کے ہر نسخہ کا مقابلہ متن مرقاۃ لمعات مظاہر حق نظامی مشکوٰۃ احمدی اور ایک قلمی نایاب مشکوٰۃ سے کیا گیا۔ اعلان پس اگر کوئی صاحب اس میں کوئی ایک غلطی کی نشاندہی کی غلطی بھی ثابت کر دیں جو ان سب کے خلاف ہو اور یہ ثابت کر دیں کہ اس سے بہتر مشکوٰۃ کسی زمانہ میں چھپی تھی اور یا موجود ہے اور یہ اس سے اوّلی حیثیت مجموعی زیادہ افضل و مستند نہیں ہیں تو ایک خطیر انعام میں دیا جائیگا۔ یہ کتاب مقامی تاجران کتب سے آپ کو ملیگی۔ اگر دقت ہو تو براہ راست پتہ مندرجہ ذیل ایک روپیہ پیشگی بھیجکر مجھ سے طلب فرمائیں صفحہ اخیر ملاحظہ فرمائیں۔

الناشر نور محمد مالک اصح المطابع وکارخانہ تجارت کتب قریب جامع مسجد۔ دہلی

نوٹ: جو صاحب ہمارے مطبع میں آئے تو یہ عمدہ جامع صحیح بخاری فرنچی کاغذ بڑا بھاری سرکار خانہ کا اصح سائز جو ڈوگا ہوا ہے

وعن انس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال یخرج من النار اربعۃ فیعرضون علی اللہ ثم یؤمر بہم الی النار فیلتفت احدہم فیقول ای رب لقد کنت ارجو اذ اخرجتنی منہا ان لا تعیدنی فیہا قال فینجیہ اللہ منہا رواہ مسلم وعن ابی سعید قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یخلص المؤمنون من النار فیحبسون علی قنطرۃ بین الجنۃ والنار فیقتص لبعضہم من بعض مظالم کانت بینہم فی الدنیا حتی اذا ہذبوا ونقوا اذن لہم فی دخول الجنۃ فوالذی نفس محمد بیدہ لاحدہم اہدی بمنزلہ فی الجنۃ منہ بمنزلہ کان لہ فی الدنیا رواہ البخاری وعن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یدخل احد الجنۃ الا اری مقعدہ من النار لو اساء لیزداد شکرا ولا یدخل النار احد الا اری مقعدہ من الجنۃ لو احسن لیکون علیہ حسرۃ رواہ البخاری وعن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا صار اہل الجنۃ الی الجنۃ واہل النار الی النار جیء بالموت حتی یجعل بین الجنۃ والنار ثم یذبح ثم ینادی منادی یا اہل الجنۃ لا موت ویا اہل النار لا موت فیزداد اہل الجنۃ فرحا الی فرحہم ویزداد اہل النار حزنا الی حزنہم متفق علیہ

الفصل الثانی

عن ثوبان عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال حوضی من عدن الی عمان البلقاء ماءہ اشد بیاضا من اللبن واحلی من العسل واکوابہ عدد نجوم السماء من شرب منہ شربۃ لم یظمأ بعدہا ابدا اول الناس ورودا فقراء المہاجرین الشعث رؤسا الدنس ثیابا الذین لا ینکحون المتنعمات ولا یفتح لہم السدد رواہ احمد والترمذی وابن ماجۃ وقال الترمذی ہذا حدیث غریب وعن زید بن ارقم قال کنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فنزلنا منزلا فقال انتم جزء من مائۃ الف جزء ممن یرد علی الحوض قیل کم کنتم یومئذ قال سبعمائۃ او ثمانمائۃ رواہ ابوداود وعن سمرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان لکل نبی حوضا وانہم لیتباہون ایہم اکثر واردۃ وانی لارجو ان اکون اکثرہم واردۃ رواہ الترمذی وقال ہذا حدیث غریب وعن انس قال سألت النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان یشفع لی یوم القیمۃ فقال انا فاعل قلت یا رسول اللہ فاین اطلبک قال اطلبنی اول ما تطلبنی علی الصراط قلت فان لم القک علی الصراط قال فاطلبنی عند المیزان قلت فان لم القک عند المیزان قال فاطلبنی عند الحوض فانی لا اخطئ ہذہ الثلث المواطن رواہ الترمذی وقال ہذا حدیث غریب وعن ابن مسعود عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال قیل لہ ما المقام المحمود قال ذاک یوم ینزل اللہ تعالی علی کرسیہ فیاط کما یاط الرحل الجدید من تضایقہ وہو کسعۃ ما بین السماء والارض ویجاء بکوحفاۃ عراۃ غرلا فیکون اول من یکسی ابراہیم یقول اللہ تعالی اکسوا خلیلی فیؤتی بریطتین بیضاوین من ریاط الجنۃ ثم اکسی علی اثرہ ثم اقوم عن یمین اللہ مقاما یغبطنی الاولون والاخرون رواہ الدارمی

وعن انس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال یخرج من النار اربعۃ فیعرضون علی اللہ ثم یؤمر بہم الی النار فیلتفت احدہم فیقول ای رب لقد کنت ارجو اذ اخرجتنی منہا ان لا تعیدنی فیہا قال فینجیہ اللہ منہا رواہ مسلم وعن ابی سعید قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یخلص المؤمنون من النار فیحبسون علی قنطرۃ بین الجنۃ والنار فیقتص لبعضہم من بعض مظالم کانت بینہم فی الدنیا حتی اذا ہذبوا ونقوا اذن لہم فی دخول الجنۃ فوالذی نفس محمد بیدہ لاحدہم اہدی بمنزلہ فی الجنۃ منہ بمنزلہ کان لہ فی الدنیا رواہ البخاری وعن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یدخل احد الجنۃ الا اری مقعدہ من النار لو اساء لیزداد شکرا ولا یدخل النار احد الا اری مقعدہ من الجنۃ لو احسن لیکون علیہ حسرۃ رواہ البخاری وعن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا صار اہل الجنۃ الی الجنۃ واہل النار الی النار جیء بالموت حتی یجعل بین الجنۃ والنار ثم یذبح ثم ینادی منادیا اہل الجنۃ لا موت ویا اہل النار لا موت فیزداد اہل الجنۃ فرحا الی فرحہم ویزداد اہل النار حزنا الی حزنہم متفق علیہ

الفصل الثانی عن ثوبان عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال حوضی من عدن الی عمان البلقاء ماؤہ اشد بیاضا من اللبن واحلی من العسل واکوابہ عدد نجوم السماء من شرب منہ شربۃ لم یظمأ بعدہا ابدا اول الناس ورودا فقراء المہاجرین الشعث رؤسا الدنس ثیابا الذین لا ینکحون المتنعمات ولا یفتح لہم الشدد رواہ احمد والترمذی وابن ماجۃ وقال الترمذی ہذا حدیث غریب وعن زید بن ارقم قال کنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فنزلنا منزلا فقال انتم جزء من مائۃ الف جزء ممن یرد علی الحوض قیل کم کنتم یومئذ قال سبعمائۃ او ثمانمائۃ رواہ ابوداؤد وعن سمرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان لکل نبی حوضا وانہم لیتباہون ایہم اکثر واردۃ وانی لارجو ان اکون اکثرہم واردۃ رواہ الترمذی وقال ہذا حدیث غریب وعن انس قال سألت النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان یشفع لی یوم القیمۃ فقال انا فاعل قلت یا رسول اللہ فاین اطلبک قال اطلبنی اول ما تطلبنی علی الصراط قلت فان لم القک علی الصراط قال فاطلبنی عند المیزان قلت فان لم القک عند المیزان قال فاطلبنی عند الحوض فانی لا اخطئ ہذہ الثلث المواطن رواہ الترمذی وقال ہذا حدیث غریب وعن ابن مسعود عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال قیل لہ ما المقام المحمود قال ذلک یوم ینزل اللہ تعالی علی کرسیہ فیناط کما یناط الرحل الجدید من تضایقہ وہو کسعۃ ما بین السماء والارض ویجاء بکوجفاۃ عراۃ غرلا فیکون اول من یکسی ابراہیم یقول اللہ تعالی اکسوا خلیلی فیؤتی بریطتین بیضاوین من ریاط الجنۃ ثم اکسی علی اثرہ ثم اقوم عن یمین اللہ مقاما یغبطنی الاولون والاخرون رواہ الدارمی

اللہ تعالیٰ کرے یہ بیٹھ گاؤ کری کیا وہ کی طرف چڑھ آئے گی

غُنیۃ الطّالبین مکمّل

عربی — اُردو

تصنیف: قُطبِ ربّانی محبوبِ سُبحانی شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

مترجم: مولانا محبوب احمد رح

ناشر:-

مکتبہ تعمیرِ انسانیت اُردو بازار ○ لاہور

قیمت ۱۵۰ روپے

اللہ تعالیٰ کو روبرو بالمشافہ دیکھا گیا

وَقَدْ ثَبَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى لَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى رَاَيْتُ رَبِّيْ جَلَّ وَعَلَا مُشَافَهَةً لَا شَكَّ فِيْهِ وَفِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى قَالَ رَاَيْتُهٗ عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى حَقِيْقَةً لَا شَكَّ فِيْهِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِيْ اَرَيْنٰكَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ هِيَ رُؤْيَا عَيْنٍ اَرَاهَا اللّٰهُ لَيْلَةَ اُسْرِيَ بِهٖ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ كَانَتِ الرُّؤْيَا لِاِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَالْكَلَامُ لِمُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ وَالرُّؤْيَةُ لِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَاٰى مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَبَّهٗ بِعَيْنِهٖ مَرَّتَيْنِ وَلَا يُعَارِضُ هٰذَا مَا رُوِيَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا مِنْ اِنْكَارِ ذٰلِكَ اَنْ نَفَى وَهٰذَا اَثْبَتَ فَقَوْلُ مَنْ اَثْبَتَ عِنْدَ الْاِجْتِمَاعِ بِاَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتَتْ لِنَفْيِهِ الرُّؤْيَةَ وَقَالَ اَبُوْ بَكْرِ بْنُ سُلَيْمَانَ رَاٰى مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَبَّهٗ اَحَدَ عَشَرَ مَرَّةً مِنْهَا بِالْمُشَافَهَةِ بِضْعَ مَرَّاتٍ فِيْ لَيْلَةِ الْمِعْرَاجِ حِيْنَ كَانَ يَتَرَدَّدُ بَيْنَ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَبِّهٖ عَزَّ وَجَلَّ بِاَنْ لَّا اَنْ يُّخَفِّفَ عَنْ اُمَّتِهِ الصَّلٰوةَ فَنَقَصَ خَمْسًا وَاَرْبَعِيْنَ صَلٰوةً فِيْ تِسْعِ مَقَامَاتٍ وَمَرَّتَيْنِ بِالْكِتَابِ وَتُؤْمِنُ بِاَنَّ مُنْكِرًا وَّنَكِيْرًا يَاْتِيَانِ كُلَّ اَحَدٍ فِيْ قَبْرِهٖ كَانَ سَوَّى النَّبِيِّيْنَ فَيَسْاَلَانِهٖ وَقَبْلَهُمَا بِمَا يَعْتَقِدُهٗ مِنَ الْاَدْيَانِ وَهُمَا يَاْتِيَانِ الْعَبْدَ فِيْ مِثْلِ لَمْحِ الْبَصَرِ فِيْ ذٰلِكَ الْمَيِّتِ الرَّمِيْمِ ثُمَّ يُقْعِدَانِهٖ فَاِذَا سُئِلَ سُئِلَ رُوْحُهٗ بِدُوْنِ جَسَدِهٖ وَتُؤْمِنُ بِاَنَّ الْمَيِّتَ يَعْرِفُ مَنْ يُّزُوْرُهٗ اِذَا اَتَاهُ وَاللّٰهُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ بَعْدَ طُلُوْعِ الْفَجْرِ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَالْاِيْمَانُ بِعَذَابِ الْقَبْرِ وَضَغْطَتِهٖ وَاجِبٌ لِاَهْلِ الْمَعَاصِيْ وَالْكُفْرِ وَكَذٰلِكَ النَّعِيْمُ فِيْهِ لِاَهْلِ الطَّاعَةِ وَالْاِيْمَانِ خِلَافًا لِمَا قَالَتِ الْمُعْتَزِلَةُ مِنْ اِنْكَارِهِمْ ذٰلِكَ وَاِنْكَارِهِمْ مَسْاَلَةَ مُنْكَرٍ وَّنَكِيْرٍ وَدَلِيْلُ اَهْلِ السُّنَّةِ عَلٰى اِثْبَاتِ ذٰلِكَ قَوْلُهٗ تَعَالٰى يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ قِيْلَ فِي

نے روایت کی کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے قول اللہ تعالیٰ کی تفسیر میں فرمایا دیکھا پیغمبر صلعم نے خدا کو دوسرے مرتبہ اور رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دیکھا میں نے پروردگار اپنے کو روبرو بالمشافہ نہیں ہے اس میں کوئی شک اور قیل تفسیر قول اللہ تعالیٰ کے ہے اور نزدیک سدرۃ المنتہیٰ کے فرمایا کہ دیکھا میں نے خدا کے نزدیک سدرۃ المنتہیٰ کے ظاہر ہوا۔ اور جو ایک نور ذات اس کی ہے جو شب معراج کے اور ابن عباس رضی اللہ نے قول اللہ تعالیٰ کی تفسیر میں بیان کیا ہے اور نہ کیا ہم نے اس باب کو روشن کیا تجھ کو مگر واسطے اس کے کہ کون ایمان لاوے گا اور کون منکر ہوگا اور وہ خواب آنکھ سے دیکھنا تھا کہ جلوہ پایا سر کی طرف پیغمبر صلعم کو دیکھا یا تھا۔ اور ابن عباس نے فرمایا کہ تحقیق خلعت کا دیا ہے وحی سے ہے حضرت ابراہیم خلیل اللہ کو عطا ہوا اور کلام کرنے کا بے واسطہ ایک حضرت موسیٰ کو اور دیدار پروردگار ہمارے رسول مقبول صلعم یعنی محمد مصطفےٰ کو تو ثابت ہوا دیدار حضرت محمد مصطفےٰ کی روایت برعائشہ رضی اللہ عنہا کی معارض نہیں ہوتی کیونکہ یہ حضرت نفی کرتی ہیں اور یہ اثبات ہے اور اثبات رویت کو دو موقعوں کے سوا نہیں ہے اور دونوں موقعوں کے بیچ میں نفی رویت کو اولیٰ ہے کہ مقدم رکھا جائے کہ پیغمبر صلعم نے دیکھا حق تعالیٰ کو شاد فرماتا ہے۔ اور ابوبکر بن سلیمان نے روایت کی کہ پیغمبر صلعم نے گیارہ بار مرتبہ اعزاز جل کو دیکھا۔ انہیں سے ہے نواسہ سراج کی رات سنن نبوی سے ثابت ہوا جو وقت آپ کے آمد و رفت حضرت موسیٰ علیہ السلام پروردگار جلیل شانہ کے درمیان واسطے تخفیف نماز کا ہوا کہ کہے فرمائی کہ پہلے پچاس وقت کی نماز کا حکم ہوا تھا پس اللہ تعالیٰ نے خفیف فرمائی اور وہ پانچ وقت پروردگار کا نماز شریف ہے ثابت ہے جیسا کہ اوپر مذکور ہوا اور ہم ایمان لائے ہیں کہ منکر نکیر صحیح ہیں کہ پاس مردے کے جاویں گے جدا جدا کے اور ہر ایک سے سوال کریں گے اور آزما دیں گے کہ کس دین پر اعتقاد رکھتا ہے اور منکر نکیر مردے میں آتے ہیں اور مردہ میں جان ڈالی جاتی ہے اور بٹھایا جاتا ہے جس حال اس سے ہوتا ہے تو آہستگی اس کی جان سب کر لی جاتی ہے۔ اور ہمارا ایمان اس پر ہے کہ مردہ اس شخص کو پہچانتا ہے جو اس کی میت پر آتا ہے اور زیارت کرتا ہے اور ہمارا حکام مشائخ میں یہ ہے کہ روز جمعہ قبل طلوع آفتاب چھوٹ سکتا ہے اور عذاب قبر ثابت ہوتا ہے گنہگاروں اور کافروں کے لیے واجب ہے اور اسی طرح ثابت ہے نعمت عابدوں اور ایمانداروں کو واسطے ثابت ہونے حکم کے خلاف فرقہ معتزلہ کے کہ وہ لوگ عذاب قبر اور سوال منکر و نکیر اور مطلق نعمت سے انکار کرتے ہیں اور اہل سنت منکر نکیر کا آنا اور سوال کرنا قول خداوند تعالیٰ عزشانہ سے ثابت کرتے ہیں جیسا کہ فرمایا ثابت رکھتا ہے اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو جو ایمان لائے ہیں ساتھ قول ثابت کے زندگی دنیا اور آخرت کے اور اس کی تفسیروں کی گئی ہے کہ حیاۃ الدنیا سے مراد

اللہ تعالیٰ کرسی پر رسول اللہؐ کے روبرو بیٹھے گا

فَلَا يَشْرَبُونَ مِنْهُ وَيُدْخَلُونَ النَّارَ وَرُدَّ عَطَاشًا
وَنَهَوْهُمْ عَنْ مَقَالَتِهِمْ وَوُجُوهِهِمْ مُحَرَّرَةٌ بِالنَّارِ
وَالْأَخْبَارُ وَالْآثَارُ رُوِيَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
مَرْفُوعًا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ مَنْ أَنْكَرَ حَوْضِي
بِالشَّفَاعَةِ لَمْ يَكُنْ لَهُ فِيهِ نَصِيبٌ وَمَنْ كَذَّبَ بِالْحَوْضِ
لَمْ يَكُنْ لَهُ فِيهِ نَصِيبٌ أَهْلُ السُّنَّةِ يَعْتَقِدُونَ
أَنَّ اللَّهَ يُجْلِسُ رَسُولَهُ وَنَبِيَّهُ الْمُخْتَارَ عَلَى سَائِرِ
رُسُلِهِ وَأَنْبِيَائِهِ مَعَهُ عَلَى الْعَرْشِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ
كَمَا رُوِيَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ عَسَى أَنْ يَبْعَثَكَ
رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُودًا قَالَ يُجْلِسُهُ مَعَهُ عَلَى الْعَرْشِ وَ
عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى
عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ عَنِ الْمَقَامِ الْمَحْمُودِ فَقَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ وَعَدَنِي رَبِّي الْقُعُودَ عَلَى الْعَرْشِ وَكَذَلِكَ
عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رض وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ
سَلَامٍ رض قَالَا إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ يُجْلِسُ
فَاطِمَةَ بَيْنَ يَدَيِ اللَّهِ عَلَى كُرْسِيِّهِ فَقِيلَ لَهَا
أَيَا مَسْعُودُ إِذَا كَانَ عَلَى كُرْسِيِّهِ الْحَقِّ أَلَيْسَ هُوَ
مَعَهُ قَالَ وَيْلَكُمْ هَذَا أَقَرَّ لِعَيْنِي فِي الدُّنْيَا
يَعْنِي وَقَالَ الْمُحْتَاجُ فِي حَدِيثِهِ إِذَا كَانَ
يَوْمُ الْقِيَامَةِ نَزَلَ الْجَبَّارُ عَلَى عَرْشِهِ وَقَدَّمَ
عَلَى الْكُرْسِيِّ وَيُؤْتَى بِنَبِيِّكُمْ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَيُقْعِدُ بَيْنَ يَدَيْهِ عَلَى الْكُرْسِيِّ فَقَالُوا لِلْحَمِيدِيِّ
إِذَا كَانَ عَلَى الْكُرْسِيِّ فَهُوَ مَعَهُ قَالَ نَعَمْ وَيْلَكُمْ
هُوَ مَعَهُ وَيَعْتَقِدُ أَهْلُ السُّنَّةِ أَنَّ اللَّهَ تَعَالَى
يُحَاسِبُ عَبْدَهُ الْمُؤْمِنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَبَيْنَهُ
مِنْهُ يَضَعُ كَنَفَهُ عَلَيْهِ حَتَّى يَسْتُرَهُ مِنَ النَّاسِ
كَمَا رُوِيَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رض أَنَّهُ سَمِعَ
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ يُؤْتَى
بِالْمُؤْمِنِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيُدْنِيهِ اللَّهُ تَعَالَى مِنْهُ
فَيَضَعُ كَنَفَهُ عَلَيْهِ حَتَّى يَسْتُرَهُ مِنَ النَّاسِ
فَيَقُولُ عَبْدِي أَتَعْرِفُ ذَنْبَ كَذَا أَتَعْرِفُ

کہ اس حوض سے انکار ہے اگر وہ منکر حوض اور روکنے کو آیات و حدیث اور قول بزرگوں سے تو بہ نکرے گے تو ان کو اس کا پانی نہ دیا جاوے گا اور پیاس ہی حالت میں آتش دوزخ میں جلائے جاویں گے اور انس رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے میری شفاعت کو جھوٹ جانا وہ قیامت کے دن فائدہ سے بے نصیب رہیگا اور جس شخص نے اس حوض کو جھوٹ تصور کیا اس کو اس میں سے کچھ حصہ نہ ملیگا۔ اور اہل سنت کا اعتقاد ہے کہ قیامت کے دن خداوند تعالیٰ جل شانہ حضرت محمد صلعم کو سب پیغمبروں سے بالاتر اور عرش کے اپنے پاس بٹھلاویگا۔ عبداللہ بن محمد نے روایت کی کہ پیغمبر صلعم نے بموجب کلام ربانی کہ نزدیک ہے بھیجے تم کو پروردگار تیرا مقام محمود میں۔ ارشاد فرمایا کہ خداوند تعالیٰ مجھ کو تخت پر اپنے پاس بٹھلاویگا۔ ہشام بن عروہ نے روایت کی کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم سے مقام محمود کی کیفیت پوچھی۔ فرمایا کہ مجھ سے میرے پروردگار نے وعدہ تخت پر بٹھلانے کا فرمایا۔ اور اسی طرح عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے۔ اور عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس دن قیامت ہوگی۔ تمہارے پیغمبر کو لاویں گے اور روبرو خداوند تعالیٰ کے کرسی پر بٹھلاویں گے۔ لوگوں نے کہا یا ابا مسعود پیغمبر صلعم کو خداوند تعالیٰ نے کرسی پر بٹھلاویں گے۔ اس سے ثابت نہیں ہے کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم خدا کے ساتھ ہوگا۔ جواب دیا جاوے کہ ہوتم لوگ یہ حدیث تو زیادہ تر روشن اور صاف کرنیوالی اور رحمتوں کی ہے واسطے میری آنکھ کے دلاسہ۔ مجاہد نے روایت کی کہ قیامت کے دن خداوند تعالیٰ اپنے عرش پر کرسی رکھیگا اور پاؤں اس کے کرسی پر ہونگے اس وقت پیغمبر صلعم کو لاویں گے اور اس کرسی پر سامنے پروردگار کے بٹھلاویں گے۔ لوگوں نے حمیدی سے کہا اس وقت پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کرسی پر خداوند تعالیٰ کے ساتھ ہونگے جواب دیا کہ ہاں بلاشک ہونگے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم ساتھ خدا کے ہیں۔ اور اہل سنت کا اعتقاد ہے کہ قیامت کے دن خداوند تعالیٰ جب بندہ مومن کو واسطے حساب کے اپنے پاس بلاویگا تو اپنا اس پر رکھیگا اور اس کو آدمیوں کی نظر سے پوشیدہ رکھیگا۔ ابن عبداللہ بن عمر نے روایت کی کہ میں نے سنا پیغمبر صلعم ارشاد فرماتے تھے کہ قیامت کے دن بندہ مومن کو خداوند تعالیٰ نزدیک بٹھلاویگا اور ہاتھ اپنا اس پر رکھیگا اور بندہ کی نظر سے پوشیدہ رکھیگا۔ پھر کہیگا تو

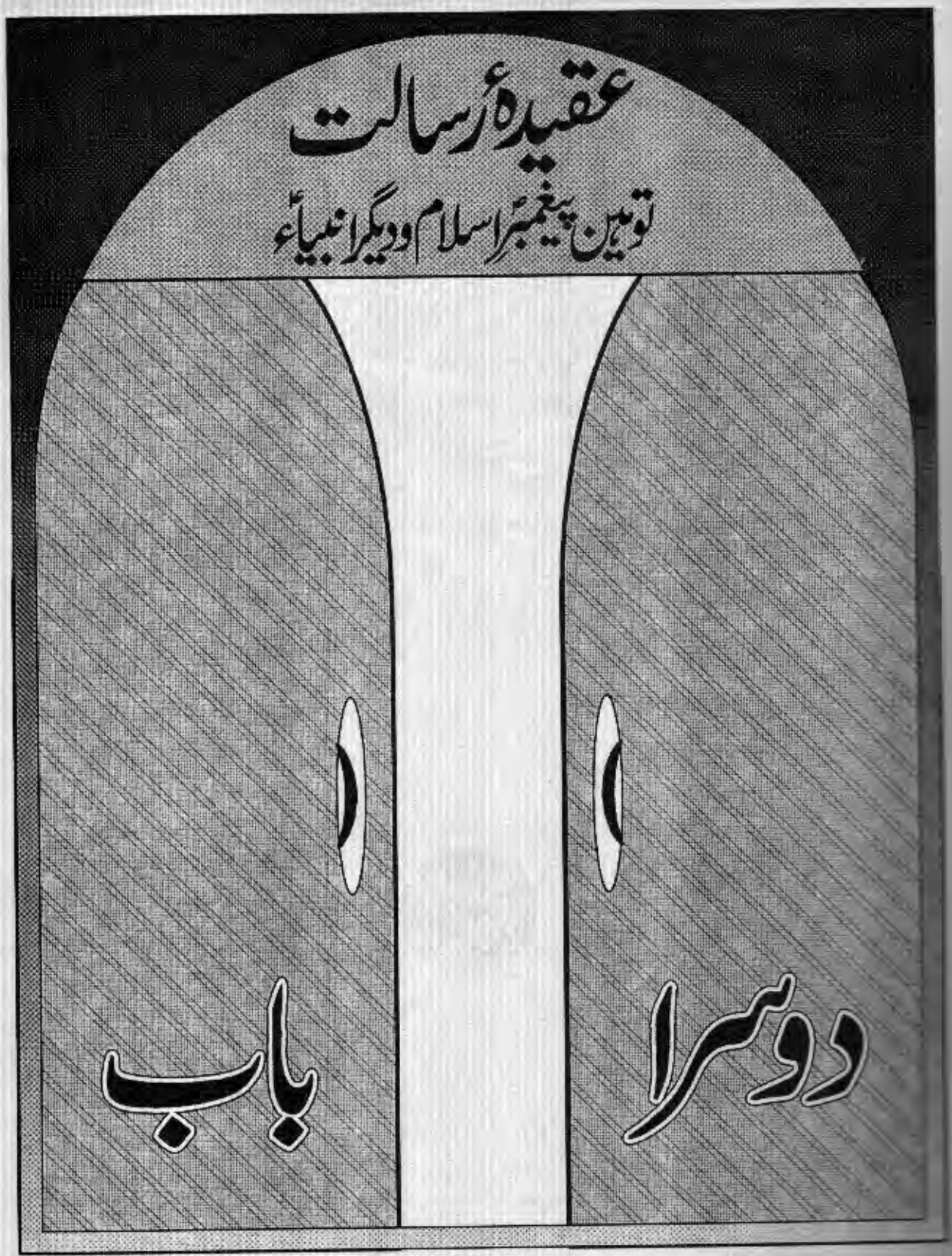
عقیدۂ رسالت
توہین پیغمبرِ اسلام ودیگر انبیاءؑ
دوسرا
باب

الجزء الثامن من مفاتيح الغيب المشتهر بالتفسير
الكبير للامام محمد فخر الدين الرازى
ابن العلامة ضياء الدين عمر
المشتهر بخطيب الرى
نفع الله به المسلمين
آمين

م

* (و بهامشه تفسير العلامة أبى السعود) *

بالابراء والمالى يقضى مرة فينجو الانسان منه (والثانى) يجب عليك قضاؤه طول عمرك ثم اذا تعذر قضاء النعمة القليلة من منعم هو مملوك فكيف حال النعمة العظيمة من المنعم العظيم فكأن العبد يقول الهى أخرجتنى من العدم الى الوجود بشرا سويا طاهر الظاهر نجس الباطن بشارة منك انك تستر على ذنوبى بستر عفوك كما سترك نجاستى بالجلد الظاهر فكيف يمكننى قضاء نعمك التى لاحد لها ولاحصر فيقول تعالى الطريق الى ذلك ان تفعل فى حق عبيدى مافعلته فى حقك كنت يتيما فآويتك فافعل فى حق الايتام ذلك وكنت ضالا فهديتك فافعل فى حق عبيدى ذلك وكنت عائلا فاغنيتك فافعل فى حق عبيدى ذلك ثم اذا فعلت كل ذلك فاعلم انك انما فعلتها بتوفيقى لك ولطفى وارشادى فكن ابدا ذاكرا لهذه النعم والالطاف ❊ اما قوله تعالى (ووجدك ضالا فهدى) فاعلم ان بعض الناس ذهب الى أنه كان كافرا فى اول الامر ثم عداه الله وجعله نبيا قال الكلبى وجدك ضالا يعنى كافرا فى قوم ضلال فهداك للتوحيد وقال السدى كان على دين قومه اربعين سنة وقال مجاهد وجدك ضالا عن الهدى فهداك لدينه واحتجوا على ذلك بآيات أخر منها قوله تعالى ما كنت تدرى ما الكتاب ولا الايمان وقوله وان كنت من قبله لمن الغافلين وقوله تعالى لئن اشركت ليحبطن عملك فهذا يقتضى صحة ذلك منه واذا دلت هذه الآية على الصحة وجب حمل قوله ووجدك ضالا عليه وأما الجمهور من العلماء فقد اتفقوا على انه عليه السلام ما كفر بالله لحظة واحدة ثم قالت المعتزلة هذا غير جائز عقلا لما فيه من التنفير وعند اصحابنا هذا غير ممتنع عقلا لانه جائز فى العقول ان يكون الشخص كافرا فيرزقه الله الايمان ويكرمه بالنبوة الا ان الدليل السمعى قام على ان هذا الجائز لم يقع وهو قوله تعالى ماضل صاحبكم وماغوى ثم ذكروا فى تفسير هذه الآية وجوها كثيرة (احدها) ماروى عن ابن عباس والحسن والضحاك وشهر بن حوشب وجدك ضالا عن معالم النبوة واحكام الشريعة غافلا عنها فهداك اليها وهو المراد من قوله ما كنت تدرى ما الكتاب ولا الايمان وقوله وان كنت من قبله لمن الغافلين (وثانيها) ضل عن مرضعته حليمة حين أرادت ان ترده الى جده حتى دخلت الى هبل وشكت ذلك اليه فتساقطت الاصنام وسمعت صوتا يقول اتما هلاكنا بيد هذا الصبى وفيه حكاية طويلة (وثالثها) ماروى مرفوعا انه عليه الصلاة والسلام قال ضللت عن جدى عبد المطلب وانا صبى ضائع كاد الجوع يقتلنى فهدانى الله ذكره الضحاك وذكر تعلقه بأستار الكعبة وقوله

يارب رد ولدى محمدا ٭ ارددہ ربى واصطنع عندى يدا

فمازال يردد هذا عند البيت حتى اتاه ابوجهل على ناقة ومحمد بين يديه وهو يقول لاتدرى ماذا ترى من ابنك فقال عبد المطلب ولم قال انى أنخت الناقة واركبته من خلفى فأبت الناقة ان تقوم فلما اركبته أمامى قامت الناقة كأن الناقة تقول بالحق هو الامام فكيف يقوم خلف المقتدى وقال ابن عباس رده الله الى جده بدعدوه كما فعل بموسى حين حفظه

إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا

الحمد لله الذي وفقني لطبع هذا الكتاب الجامع لأحاديث الصحاح الستة ومؤيدها عن الروايات
الحسان المطابع وكان لي صرف كتابته وتصحيحه فتدبرته لأداء حقوقه من صحة الكتابة والطباعة مما لا مزيد عليه
فلله الحمد الله العظيم بحيث يتم الأطراف وفي ذلك فليتنافس المتنافسون

مشکوٰۃ الآثار

مع

حواشیہ الصحیحۃ النادرۃ المعتبرۃ المستندۃ

وفی آخرہ

الاکمال فی اسماء الرجال لصحاح المشکوٰۃ

جب صاحب مشکوٰۃ نے مشکوٰۃ کو کتب صحاح اس وقت سے یہ آج تک اس شاندار جامہ پاد متن و حواشی کی ایسی شاندار صحت کیساتھ مشکوٰۃ تیار نہیں ہوئی نیز یہ کہ متن مشکوٰۃ نے تمام آیات قرآن پر صدول المعجم نمایاں کر دیا ہے جس سے سابقہ تمام مطبوعہ مشکوٰتیں خالی تھیں اور حاشیہ میں اکثر مقامات پر احادیث کے طلب کو رفع کرنے کے لیے آیات قرآن کو بطور شہادۃ درج کیا گیا ہے۔ اس کی صحت پر بڑی رقم فرخ کی گئی۔ اس کو متن کے سرورق کا مقابلہ متن مرقاۃ۔ لمعات۔ مظاہر حق نظامی۔ مشکوٰۃ اسی اور ایک قلمی نایاب مشکوٰۃ سے کیا گیا۔ اعلان ہے اگر کوئی صاحب اس میں کسی ایک لاکھ کی غلطی بھی ثابت کر دیں جو ان سب کے خلاف ہو اور یہ ثابت کر دیں کہ اس سے بہتر مشکوٰۃ کسی زمانہ میں چھپی تھی اور یا موجود ہے اور یا اس کے حواشی بحیثیت مجموعی زیادہ افضل و مستند نہیں ہیں تو ایک خطیر انعام میں دیا جائے گا۔ یہ کتاب مقامی تاجران سے آپ کو ملے گی۔ اگر نہ ملے تو براہ راست بہ پتہ مندرجہ ذیل ایک روپیہ پیشگی بھیجکر مجھ سے طلب فرمائیں صفحہ عرض ورق احاطہ فرمائیں۔

الناشر نور محمد مالک اصح المطابع وکارخانہ تجارت کتب قریب جامع مسجد۔ دہلی

مرزا پوسٹ کارڈ خانہ میں آنے کا پتہ ۔ عقب جامع مسجد دہلی ۔ فرنی نوش بڑا بھائی کا کارخانہ کا بڑا سائن بورڈ لگا ہوا ہے

سن بیت ۱۳۰۰ھ احالہ

سعید بے جلد

نبی اکرمؐ بحالت روزہ حضرت عائشہؓ سے بوس و کنار کرتے اور ان کی زبان چوستے (العیاذ باللہ)

ظاهرا اذا تعجل الناس الفطر لان اليهود والنصارى يؤخرون رواه ابو داود وابن ماجة وعن ابى عطية قال دخلت انا ومسروق على عائشة فقلنا يا ام المؤمنين رجلان من اصحاب محمد صلى الله عليه وسلم احدهما يعجل الافطار ويعجل الصلوة والاخر يؤخر الافطار ويؤخر الصلوة قالت ايهما يعجل الافطار ويعجل الصلوة قلنا عبد الله بن مسعود قالت هكذا صنع رسول الله صلى الله عليه وسلم والاخر ابو موسى رواه مسلم وعن العرباض ابن سارية قال دعانى رسول الله صلى الله عليه وسلم الى السحور فى رمضان فقال هلم الى الغداء المبارك رواه ابو داود والنسائى وعن ابى هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم تعد سحور المؤمن التمر رواه ابو داود باب تنزيه الصوم

الفصل الاول عن ابى هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من لم يدع قول الزور والعمل به فليس لله حاجة فى ان يدع طعامه وشرابه رواه البخارى وعن عائشة قالت كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يقبل ويباشر وهو صائم وكان املككم لاربه متفق عليه وعنها قالت كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يدركه الفجر فى رمضان وهو جنب من غير حلم فيغتسل ويصوم متفق عليه وعن ابن عباس قال النبى صلى الله عليه وسلم احتجم وهو محرم واحتجم وهو صائم متفق عليه وعن ابى هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من نسى وهو صائم فاكل او شرب فليتم صومه فانما اطعمه الله وسقاه متفق عليه وعنه قال بينما نحن جلوس عند النبى صلى الله عليه وسلم اذ جاءه رجل فقال يا رسول الله هلكت قال مالك قال وقعت على امرأتى وانا صائم فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم هل تجد رقبة تعتقها قال لا قال فهل تستطيع ان تصوم شهرين متتابعين قال لا قال هل تجد اطعام ستين مسكينا قال لا قال فجلس ومكث النبى صلى الله عليه وسلم فبينا نحن على ذلك اتى النبى صلى الله عليه وسلم بعرق فيه تمر والعرق المكتل الضخم قال ابن السائل قال انا قال خذ هذا فتصدق به فقال الرجل على افقر منى يا رسول الله فوالله ما بين لابتيها يريد الحرتين اهل بيت افقر من اهل بيتى فضحك النبى صلى الله عليه وسلم حتى بدت انيابه ثم قال اطعمه اهلك متفق عليه **الفصل الثانى** عن عائشة ان النبى صلى الله عليه وسلم كان يقبل بعض ازواجه وهو صائم ويمص لسانها رواه ابو داود وعن ابى هريرة ان رجلا سأل النبى صلى الله عليه وسلم عن المباشرة للصائم فرخص له واتاه اخر فسأله فنهاه فاذا الذى رخص له شيخ واذا الذى نهاه شاب رواه ابو داود وعنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من ذرعه القئ وهو صائم فليس عليه قضاء ومن استقاء عمدا فليقض رواه الترمذى وابو داود وابن ماجة والدارمى وقال الترمذى هذا حديث غريب لا نعرفه الا من حديث عيسى بن يونس قال محمد يعنى البخارى لا اراه محفوظا وعن معدان بن طلحة ان ابا الدرداء حدثه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قاء فافطر قال فلقيت ثوبان فى مسجد دمشق فقلت ان ابا الدرداء حدثنى ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قاء فافطر قال صدق وانا صببت له وضوءه رواه ابو داود والترمذى والدارمى وعن عامر بن ربيعة قال رايت النبى صلى الله عليه وسلم ما لا احصى يتسوك وهو صائم رواه الترمذى وابو داود وعن انس ان رجلا جاء رجل الى النبى صلى الله عليه وسلم فقال اشتهيت امرا فقبلت وانا صائم قال نعم رواه الترمذى وقال ليس اسناده

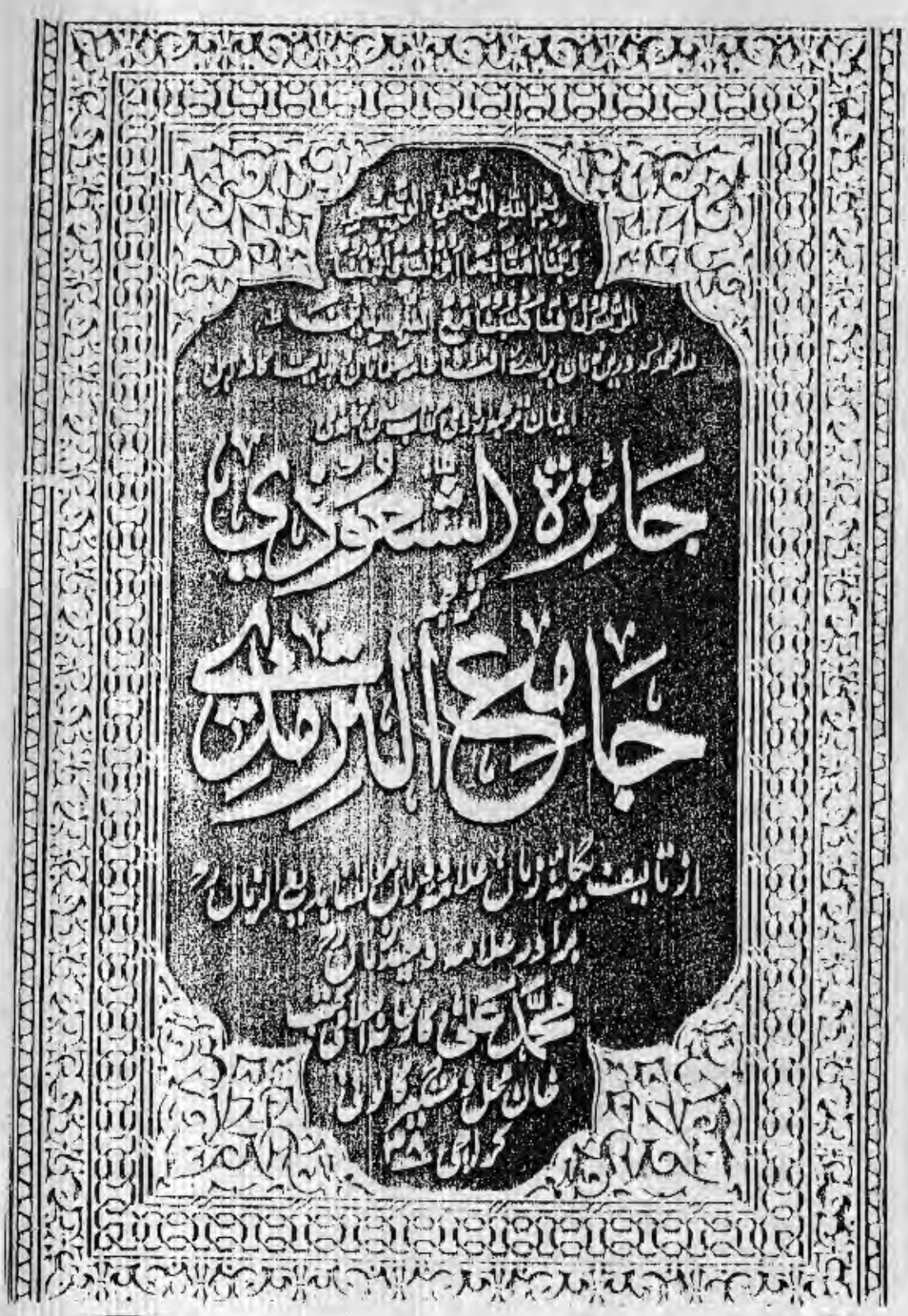
جائزۃ السعودیہ
جامع المسند

رسول خدا بی بی عائشہؓ کو ناچ دکھلاتے تھے (نعوذ باللہ)

زیادہ بجایا گویا کراہت کی مرتکب ہوئی اور اسی وقت حضرت عمر آگئے پس آپ نے اس کو منع نہیں فرمایا کہ درجہ حرمت کو پہنچے اور برائی بھی اس کی فرمادی کہ ثبوت کراہت کا ہو جائے اور یہ سب جب ہے کہ خوف فتنہ کا نہ ہو اور جب خوف فتنہ کا ہو تو جو حکم فتنہ کا ہے وہی اس کے اسباب کا یعنی حرام ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسًا فَسَمِعْنَا نَفْطًا وَصَوْتَ صِبْيَانٍ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِذَا حَبْشِيَّةٌ تَزْفِنُ وَالصِّبْيَانُ حَوْلَهَا فَقَالَ يَا عَائِشَةُ تَعَالَيْ فَانْظُرِيْ فَجِئْتُ فَوَضَعْتُ لَحْيَيَّ عَلٰى مَنْكِبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلْتُ اَنْظُرُ اِلَيْهَا مَا بَيْنَ الْمَنْكِبِ اِلٰى رَاْسِهٖ فَقَالَ لِيْ اَمَا شَبِعْتِ اَمَا شَبِعْتِ قَالَ فَجَعَلْتُ اَقُوْلُ لَا لِاَنْظُرَ مَنْزِلَتِيْ عِنْدَهٗ اِذْ اِذْ طَلَعَ عُمَرُ قَالَتْ فَارْفَضَّ النَّاسُ عَنْهَا قَالَتْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّيْ لَاَنْظُرُ اِلٰى شَيَاطِيْنِ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ قَدْ فَرُّوْا مِنْ عُمَرَ قَالَتْ فَرَجَعْتُ۔

روایت ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے تھے کہ ہم نے ایک غل سنا اور آواز لڑکوں کی سو کھڑے ہوئے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور دیکھا کہ ایک حبشی عورت ناچتی ہے اور لڑکے اس کے گرد ہیں تو آپ نے فرمایا اے عائشہ آؤ دیکھو سو رکھدی میں نے اپنی ٹھوڑی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے شانے پر اور اس کو دیکھنے لگی اور میری ٹھوڑی حضرت کے شانہ اور سر کے بیچ میں تھی پھر فرمایا آپ نے مجھ سے کہ تیرا پیٹ بھرا یعنی نہ ملنے سے اور میں کہنے لگی نہیں کہ دیکھوں حضرت کو میری خاطر کس قدر۔ اسی عرصہ میں حضرت عمر سامنے آئے اور سب لوگ بھاگ گئے اس عورت کے پاس سے اور فرمایا حضرت نے کہ میں دیکھتا ہوں جن اور انس کے شیطانوں کو کہ بھاگ گئے عمر سے کہا عائشہ نے کہ پھر میں لوٹ آئی۔

ف یہ حدیث حسن ہے صحیح ہے غریب ہے اس سند سے۔

مترجم: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو امر صورت لہو ہو اگرچہ حرام نہیں کہ اس کو حضرت نے دیکھا ہے مگر تاہم اس پر شیاطین جن و انس موکل ہوتے ہیں اور جب اور منکرات جو بیچ شہوت حرام ہیں اس کے ساتھ ملحق ہو جائیں تو پھر حرمت اس کی ظاہر ہے اگر کوئی کہے کہ شیاطین حضرت کو دیکھ کر نہ بھاگتے تھے اور عمر کو دیکھ کر بھاگ گئے یہ کیسی بات ہے تو یہ کچھ تعجب نہیں اس لئے کہ حضرت بمنزلہ بادشاہ کے ہیں اور عمر بمنزلہ کوتوال کے اور کوتوال اور شحنہ سے چور زیادہ ڈرتے ہیں بہ نسبت بادشاہ کے اور یہ فضیلت بھی حضرت کو حضرت ہی کے طفیل سے تو حاصل ہوئی۔

بَابٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا اَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْهُ الْاَرْضُ ثُمَّ اَبُوْ بَكْرٍ ثُمَّ عُمَرُ ثُمَّ اٰتِيْ اَهْلَ الْبَقِيْعِ فَيُحْشَرُوْنَ مَعِيْ ثُمَّ اَنْتَظِرُ اَهْلَ مَكَّةَ حَتّٰى اُحْشَرَ بَيْنَ الْحَرَمَيْنِ

روایت ہے ابن عمر سے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے میری قبر شق ہوگی پھر ابوبکر کی پھر عمر کی پھر آؤں گا میں بقیع والوں کے پاس اور وہ میرے ساتھ اٹھائے جائیں گے پھر انتظار کروں گا مکہ والوں کا یہاں تک کہ حشر ہوگا میرا حرمین کے بیچ میں۔

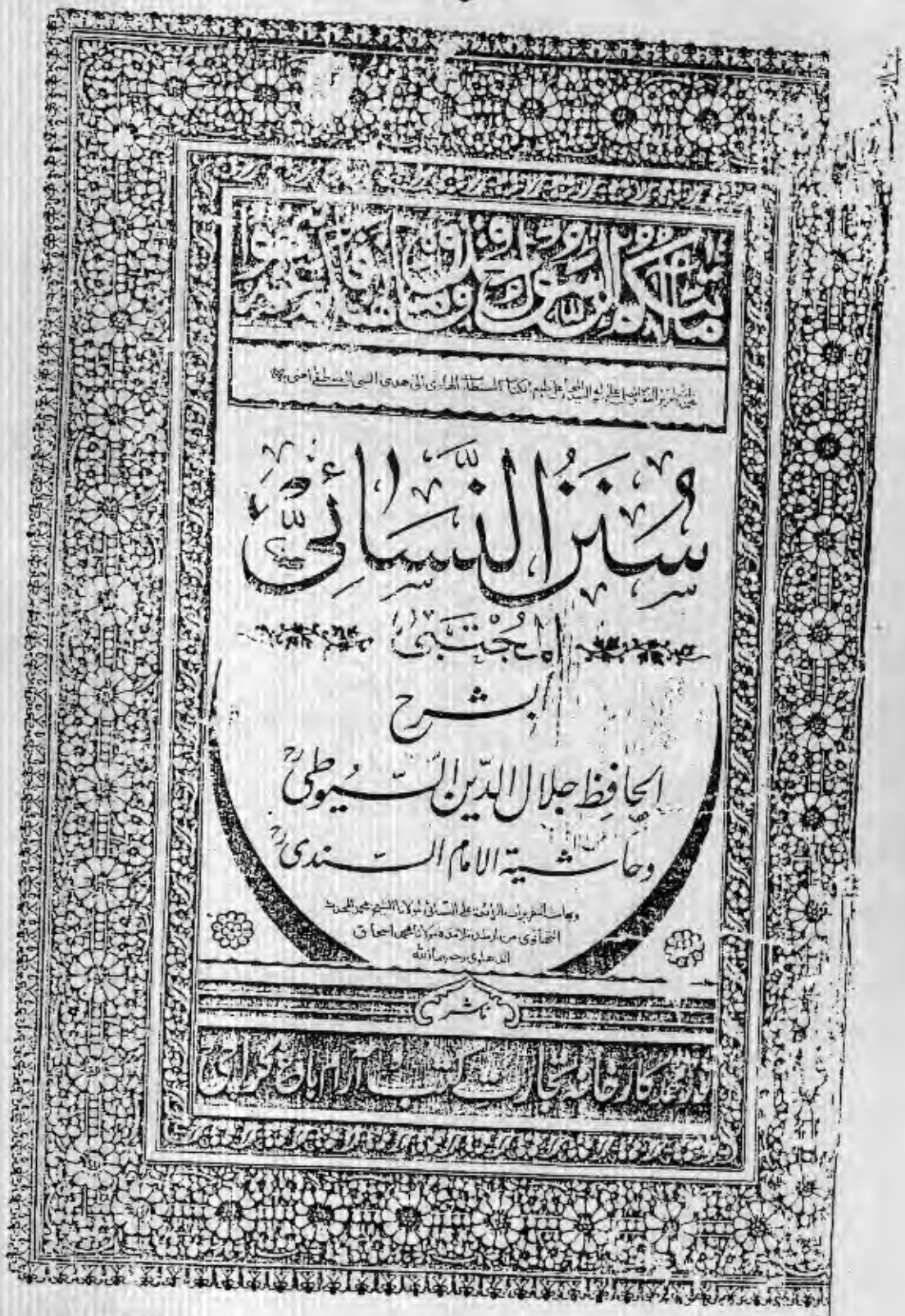
سنن النسائی

المجتبیٰ

بشرح

الحافظ جلال الدین السیوطی

وحاشیۃ الامام السندی

وبھامشہ تقریر الوافی علی النسائی مولانا الشیخ محمد الحسن الخجانوی من املاء تلمیذہ مولانا المفتی اسحاق الدھلوی رحمہما اللہ

ناشر

قدیمی کتب خانہ مجاری کتب آرام باغ کراچی

حضرت رسول اکرمؐ جناب عائشہ کو مسجد میں حبشیوں کا ناچ دکھلاتے تھے (نعوذ باللہ)

قال نعم صلی العید من اول النہار ثم رخص فی الجمعۃ اخبرنا محمد بن بشار قال حدثنا یحیی قال حدثنا عبدالحمید بن جعفر قال حدثنی وھب بن کیسان قال اجتمع عیدان علی عھد ابن الزبیر فاخر الخروج حتی تعالی النہار ثم خرج فخطب فاطال الخطبۃ ثم نزل فصلی ولم یصل للناس یومئذ الجمعۃ فذکر ذلک لابن عباس فقال اصاب السنۃ **ضرب الدف یوم العید** - اخبرنا قتیبۃ بن سعید قال حدثنا محمد بن جعفر عن معمر عن الزھری عن عروۃ **عن** عائشۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دخل علیہا وعندھا جاریتان تضربان بدفین فانتھرھما ابوبکر فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم دعھن فان لکل قوم عیدا **اللعب بین یدی الامام یوم العید** - اخبرنا محمد بن آدم عن عبدۃ عن ھشام عن ابیہ **عن** عائشۃ قالت جاء السودان یلعبون بین یدی النبی صلی اللہ علیہ وسلم یوم عید فدعانی فکنت اطلع الیھم من فوق عاتقہ فمازلت انظر الیھم حتی کنت انا التی انصرفت **اللعب فی المسجد یوم العید ونظر النساء الی ذلک** اخبرنا علی بن خشرم قال حدثنا الولید قال حدثنا الاوزاعی عن الزھری عن عروۃ **عن** عائشۃ قالت رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یسترنی برداۂ وأنا انظر الی الحبشۃ یلعبون فی المسجد حتی اکون انا اسأم فاقدروا قدر الجاریۃ الحدیثۃ السن الحریصۃ علی اللھو **اخبرنا** اسحٰق بن موسی قال حدثنا الولید بن مسلم قال حدثنا الاوزاعی قال حدثنی الزھری عن سعید بن المسیب **عن** ابی ھریرۃ قال دخل عمر والحبشۃ یلعبون فی المسجد فزجرھم عمر رضی اللہ عنہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعھم یا عمر فانما ھم بنی ارفدۃ **الرخصۃ فی الاستماع الی الغناء وضرب الدف یوم العید** اخبرنا احمد بن حفص بن عبداللہ قال حدثنی ابی قال حدثنی ابراھیم بن طھمان عن مالک ابن انس عن الزھری **عن** عروۃ انہ حدثہ ان عائشۃ حدثتہ ان ابابکر الصدیق دخل علیہا وعندھا جاریتان تضربان بالدف وتغنیان ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم متغش بثوبہ وقال مرۃ اخری متسج بثوبہ فکشف عن وجھہ فقال دعھما یا ابابکر انھا ایام عید وفی ایام منا ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یومئذ بالمدینۃ اخر کتاب العیدین

اردو ترجمہ کتاب

الوسیلہ

تالیف

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ

اعداد و تقدیم

احسان الٰہی ظہیر

ادارۃ ترجمان السنۃ شیش محل روڈ لاہور

انبیاء کرام کی قبور سے جو آوازیں آئیں وہ شیطان کی چالیں تھیں

۵۱

مشرکین پر جنات و شیطانوں کا ظہور

اس رائے پر کفر و ضلالت کا جس قدر غبار ہے، کسی صاحب خرد سے پوشیدہ نہیں بلاشبہ بتوں کے ذریعہ شیاطین کا جو کچھ تصرف ظاہر ہوتا ہے، انسانوں کی گمراہی کا ایک بڑا سبب ہے۔ قبر کو بت بنانا، شرک کی ابتداء ہے، اس لیے اس کے پاس بھی بعض لوگوں کو کبھی آوازیں سنائی دیتی ہیں، صورتیں دکھائی دیتی ہیں، کوئی عجیب و غریب تصرف نظر آتا ہے جسے وہ مردہ کی کرامت سمجھتے ہیں۔ مثلاً کبھی دکھائی دیتا ہے کہ قبر شق ہو گئی، مردہ باہر نکل آیا، باتیں کیں، معانقہ کیا۔ اس طرح کی چیزیں نبیوں اور ان کے علاوہ دوسروں کی قبروں پر بھی پیش آ سکتی ہیں، مگر یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ سب شیطان کی چالیں ہیں، جو آدمی کے بھیس میں ظاہر ہو کر مکر و فریب کا کرشمہ دکھاتا ہوا کہتا ہے کہ میں فلاں نبی یا فلاں شیخ ہوں۔

اس بارے میں متعدد واقعات مشہور ہیں جن کی تفصیل کے لیے یہاں گنجائش نہیں۔ جاہل سمجھتا ہے کہ قبر سے نکلا، باتیں کیں، معانقہ کیا، بذات خود مردہ تھا، نبی یا ولی تھا، لیکن مومن کامل جانتا ہے کہ وہ شیطان تھا جو گمراہ کرنے کے لیے آیا تھا۔

جنات کو دور کرنے کا طریقہ

اس قسم کے واقعات کی اصلیت معلوم کرنے کی چند تدابیر ہیں۔ مثلاً سچے دل سے آیت الکرسی کی تلاوت کرے، اگر شیطان ہے فوراً غائب ہو جائے گا یا زمین میں دھنس جائے گا، اور اگر صالح انسان یا فرشتہ یا مسلمان جن ہو گا تو اسے آیۃ الکرسی سے کوئی گزند نہیں پہنچ سکے گا، کیونکہ اس سے صرف شیطان ہی کو نقصان پہنچتا ہے جیسا کہ حضرت ابوہریرہ رضؓ سے مروی ہے کہ ان سے ایک جن نے کہا: جب سونے لگو آیۃ الکرسی پڑھ لیا کرو تاکہ خدا محافظ رہے اور شیطان قریب نہ بھٹکے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سنا تو کہنے لگے جھوٹے نے سچی بات کہی" یا یہ کہ شیطان سے اللہ کی پناہ مانگے۔ شیاطین نبیوں کو بھی دکھ دیتے اور ان کی عبادت میں خلل ڈالنے کی کوشش کیا کرتے تھے۔

نبی کریمؐ کا جنات سے مقابلہ

چنانچہ خود نبی کریمؐ پر ایک دفعہ جنات حملہ آور ہوئے تھے جیسا کہ ابوالدرداح سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عبدالرحمٰن بن عوش سے دریافت کیا کہ جب شیاطین نے شرارت کی تو نبی سلعم نے کیا کیا تھا؟ کہا پہاڑ کی گھاٹی میں سے شیاطین آپ پر ٹوٹ پڑے، ایک شیطان کے ہاتھ میں بھڑکتا ہوا شعلہ تھا اور آپ کو جلا ڈالنا چاہتا تھا، آپ خوف زدہ ہو گئے، مگر فوراً جبرئیلؑ آ گئے اور کہنے

غُنیۃ الطّالبین مکمّل

عربی — اُردو

تصنیف: قُطبِ ربّانی محبوبِ سُبحانی شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

مترجم: مولانا محبوب احمد رح

ناشر:-

مکتبہ تعمیرِ انسانیت اُردو بازار ○ لاہور

قیمت ۱۵۰ روپے

شیطان نے رسول اللہ کی زبان پر بتوں کی تعریف جاری کردی

نَفَسَ النَّوْقِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَلْقَى الشَّيْطَانُ فِي قِرَاءَتِهِ تِلْكَ الْغَرَانِيقُ الْعُلَى عِنْدَهَا الشَّفَاعَةُ تُرْتَجَى تَعْنِي الْأَصْنَامَ فَفَرِحَ الْمُشْرِكُونَ بِذٰلِكَ لِأَنَّهُمْ أَثْبَتُوا لَهَا الشَّفَاعَةَ وَيَقُولُونَ هٰذَا شَفِيعًا لَنَا عِنْدَ اللّٰهِ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ مَا نَعْبُدُهُمْ إِلَّا لِيُقَرِّبُونَا إِلَى اللّٰهِ زُلْفَى وَكَانُوا يَقُولُونَ أَنَّهَا أَجْسَامٌ طَاهِرَةٌ لَيْسَتْ لَهَا ذُنُوبٌ فَهِيَ أَوْلَى بِالْعِبَادَةِ مِمَّا هُوَ خَيْرٌ مِنْهَا مِنَ الْمَلَائِكَةِ وَالْمَلَائِكَةُ لَهُمْ ذُنُوبٌ وَهُمْ ذَوُو أَرْوَاحٍ فَسَمَّوُا الْأَصْنَامَ بِالْغَرَانِيقِ وَهِيَ الذُّكُورُ مِنَ الطَّيْرِ وَاحِدُهَا غَرَانُوقٌ وَغَرْنُوقٌ لِأَكْلِهَا الْفُلُوَّ وَتَرْتَفِعُ فِي السَّمَاءِ وَقِيلَ هُوَ طَائِرٌ أَبْيَضُ مِنْ طَيْرِ الْمَاءِ وَقِيلَ هُوَ الْكُرْكِيُّ وَهُوَ يُدْعَى أَيْضًا الشَّابَّ النَّاعِمَ تَوْلَهُ وَمِنْ حَدِيثِهِ عَلَى رِسْلِكَ فَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى غَرَانُوقٍ مِنْ قُرَيْشٍ يَلْتَقِطُ فِي دِمَنِهَا أَيْ شَابٌّ وَقَالَ مُقَاتِلٌ تَعْنِي الْمَلَائِكَةَ تَعْنُو أَنْ تَكُونَ لِلْمَلَائِكَةِ شَفَاعَةٌ إِنَّمَا كَانَتْ طَائِفَةٌ مِنَ الْكُفَّارِ كَانَتْ تَعْبُدُ الْمَلَائِكَةَ فَلَمَّا بَلَغَ الرَّسُولُ بِخَاتِمَةِ النَّجْمِ سَجَدَهُ وَسَجَدَ كُلُّ مَنْ حَضَرَ مِنْ مُسْلِمٍ وَمُشْرِكٍ غَيْرَ أَنَّ الْوَلِيدَ بْنَ الْمُغِيرَةِ كَانَ رَجُلًا شَيْخًا كَبِيرًا فَرَفَعَ مِلْءَ كَفِّهِ مِنَ التُّرَابِ إِلَى جَبْهَتِهِ فَسَجَدَ عَلَيْهِ فَقَالَ كَفَانِي كَمَا تَرَى أُمَيَّةُ بْنُ خَلَفٍ وَعُتْبَةُ بْنُ رَبِيعَةَ وَكَانَا مِنْ رُؤَسَاءِ الْمُشْرِكِينَ حَاضِرَيْنِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُتِلَ يَوْمَ حُنَيْنٍ فَوَقَعَتْ هَاتَانِ الْكَلِمَتَانِ فِي قَلْبِ كُلِّ مُشْرِكٍ مِنْ سَجْعِ الشَّيْطَانِ وَفِتْنَتِهِ أَلْقَاهُمَا فِي قِرَاءَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ ذِكْرِ الطَّوَاغِيتِ وَالْأَصْنَامِ فَتَعَجَّبَ الْفَرِيقَانِ كِلَاهُمَا مِنْ سُجُودِ الْأَجْمَعِينَ وَرَأَيْتُ عَمِّي النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ذٰلِكَ وَأَمَّا الْمُسْلِمُونَ فَتَعَجَّبُوا مِنْ سُجُودِ الْمُشْرِكِينَ عَلَى غَيْرِ إِيمَانٍ وَيَقِينٍ وَأَمَّا الْمُشْرِكُونَ فَطَابَتْ أَنْفُسُهُمْ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابِهِ لَمَّا سَمِعُوا مِنْهُ مَا أَلْقَى الشَّيْطَانُ فِي أُمْنِيَّتِهِ

تو کیونکہ جس کی آگاہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اور اس حدیث سے آپ کی ان سے کیا مراد ہے وہ ہیں غرانیق بزرگ کہ ان سے شفاعت کی امید کی جاتی ہے اور وہ غرانیق سے الوہیت ثابت تھے یہ سن کر مشرکین بہت خوش ہوئے اس لئے کہ وہ شفاعت بتوں کی تسلیم کرتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ ہمارے معبود کے نزدیک ہماری شفاعت کریں گے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ہم عبادت نہیں کرتے ہیں ہم ان کی مگر اس واسطے کہ بسبب ان کے اللہ تعالیٰ سے قربت حاصل ہو اور کہا کرتے تھے کہ یہ بت اجسام طاہر ہیں ان میں معصیت کی لوث سے پاک ہیں۔ پس یہ زیادہ لائق ہیں کہ ان کی پرستش کی جاوے نہ کہ بادشاہ اور فرشتوں کی کہ وہ ارواح ہیں اور گناہ سے کبھی پاک نہیں۔ اور وہ غرانیق سے بتوں کو تشبیہ دیتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ غرانیق سرخ ہیں جو اڑتے ہیں پرندے سے اور ان کا غرنوق بڑے جثہ کا پرندہ ہے جو سفید کپڑوں پر جاتے ہیں اور آسمان تک بلند ہوتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ غرنوق پرندہ سفید رنگ بڑی گردن کا جانور ہے اور یہی کہا ہے کہ غرنوق کلنگ کو کہتے ہیں اور جوان نازک اندام کو بھی غرنوق کہتے ہیں جیسا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے کلام میں واقع ہے اب معلوم ہوتا ہے کہ میں غرنوق قریش کو بطور نظر کرتا ہوں کہ وہ اپنے خون میں لوٹ رہا ہے اور اس جگہ غرنوق سے مراد جوان ہے اور مقاتل نے کہا کہ غرنوق سے مراد فرشتے ہیں۔ کیونکہ بتوں کا فروں کی درخواستوں کو پوری کرتی تھی اور امید رکھتی تھی کہ وہ فرشتے جو ہمارے شفاعت کریں گے جبکہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سورہ النجم پڑھ چکے تو سجدہ میں گئے اور مسلمان اور کافر جو حاضر تھے سجدہ میں گر گئے سوائے امیہ بن خلف اور عتبہ بن ربیعہ کے کہ یہ دونوں رؤسائے مشرکین تھے اور ولید بن مغیرہ نے کہ ایک بوڑھا شخص تھا مٹھی بھر مٹی اپنے ہاتھ میں لے کر اپنی پیشانی کی طرف لے گیا اور اس پر سجدہ کیا اور کہا کہ میرے لئے اس طرح کرنا کافی ہے جیسے کہ تم ان دونوں کو دیکھتے ہو کہ ان کی ہم جلیس سجدہ کرتے ہیں۔ اور ام ایمن خادمہ حضرت پیغمبر صلعم کی تھی۔ ولید بن مغیرہ حنین کی لڑائی کے دن مارا گیا۔ پس یہ دونوں کلمے کہ شیطان نے حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قرأت کے ساتھ سورہ میں طاغوتوں اور بتوں کے حق میں ملا دیئے کافروں نے سمجھا کہ گروہ مسلمانوں اور کافروں دونوں کو حضرت رسول مقبول صلعم کے ساتھ سب لوگوں کو سجدہ کرنے اور پیروی اختیار کرنے سے تعجب ہوا۔ مسلمانوں کو تعجب ہوا کہ کافروں نے بغیر ایمان و یقین کے حضرت صلعم کے ساتھ سجدہ کیوں کیا۔ اور مشرکوں کے نفس اس خوشی سے پھولے نہ سمائے کہ جب انہوں نے وہ کلمے سنے جو شیطان نے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قرأت کے ساتھ شریک کئے تھے۔

الكشاف

عن حقائق غوامض التنزيل
وعيون الأقاويل في وجوه التأويل

وهو تفسير القرآن الكريم: للإمام جاد الله محمود بن عمر الزمخشري
المتوفى سنة ٥٢٨ هـ

وبذيله أربعة كتب :

الاول : الانتصاف : للإمام احمد بن المنير الاسكندري.
الثاني: الكافي الشاف في تخريج احاديث الكشاف: للحافظ ابن حجر العسقلاني.
الثالث : حاشية الشيخ محمد عليان المرزوقي على تفسير الكشاف.
الرابع : مشاهد الانصاف على شواهد الكشاف للشيخ محمد عليان المذكور.

الجزء الثالث

الناشر دار الكتاب العربي
بيروت - لبنان

عنها سابقين أو مسابقين فى زعمهم ، وتقديرهم طامعين أن كيدهم للإسلام يتم لهم . فإن قلت : كأن القياس أن يقال : إنما أنا لكم بشير ونذير ، لذكر الفريقين بعده . قلت : الحديث مسوق إلى المشركين . وياأيها الناس : نداء لهم ، وهم الذين قيل فيهم (أفلم يسيروا فى الأرض) ووصفوا بالاستعجال . وإنما أفحم المؤمنون وثوابهم ليغاظوا .

وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَسُولٍ وَلَا نَبِيٍّ إِلَّا إِذَا تَمَنَّىٰ أَلْقَى الشَّيْطَانُ فِي أُمْنِيَّتِهِ فَيَنْسَخُ اللَّهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطَانُ ثُمَّ يُحْكِمُ اللَّهُ آيَاتِهِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿٥٢﴾

شیطان نے رسول اللہ کی زبان پر بھی کفر کی تعریف جاری کردی

﴿ من رسول ولا نبى ﴾ دليل بين على تغاير الرسول والنبى . وعن النبى صلى الله عليه وسلم أنه سئل عن الأنبياء فقال ، مائة ألف وأربعة وعشرون ألفاً ، قيل فكم الرسل منهم ؟ قال : ثلثمائة وثلاثة عشر جماً غفيراً (١) . والفرق بينهما أن الرسول من الأنبياء : من جمع إلى المعجزة الكتاب المنزل عليه . والنبى غير الرسول : من لم ينزل عليه كتاب وإنما أمر أن يدعو الناس إلى شريعة من قبله . والسبب فى نزول هذه الآية أن رسول الله صلى الله عليه وسلم لما أعرض عنه قومه وشاقوه وخالفه عشيرته ولم يشايعوه على ماجاء به : تمنى لفرط ضجره من إعراضهم ولحرصه وتهالكه على إسلامهم أن لا ينزل عليه ماينفرهم ، لعله يتخذ ذلك طريقاً إلى استمالتهم واستنزالهم عن غيهم وعنادهم ، فاستمر به ماتمناه حتى نزلت عليه سورة (والنجم) وهو فى نادى قومه ، وذلك التمنى فى نفسه ، فأخذ يقرؤها فلما بلغ قوله (ومناة الثالثة الأخرى) : ﴿ ألقى الشيطان فى أمنيته ﴾ التى تمناها ، أى : وسوس إليه بما شبهها به ، فسبق لسانه على سبيل السهو والغلط إلى أن قال : تلك الغرانيق (٢) العلى ، وإن شفاعتهن لترتجى . وروى : الغرانقة ، ولم يفطن له حتى أدركته

(١) أخرجه أحمد وإسحاق من رواية معاذ بن رفاعة عن على بن زيد عن القاسم عن أبى أمامة « أن أبا ذر سأل رسول الله صلى الله عليه وسلم : كم الأنبياء ؟ فقال : مئة ، وعلى ضعيف . ورواه ابن حبان من طريق إبراهيم بن مقسم الساقى حدثنا أبى عن حذيفة . يعنى يحيى الساقى عن أبى إدريس الخولانى عن أبى ذر . فذكره فى حديث طويل جدا . وأفرط ابن الجوزى فذكره فى الموضوعات واتهم به إبراهيم بن مقسما المذكور . ولم يصب فى ذلك : فانها طريقا أخرجها الحاكم وغيره من رواية يحيى بن سعيد السعيدى عن ابن جريج عن عطاء عن عبيد بن عمير عن أبى ذر بطوله . ويحيى السعيدى ضعيف . ولكن لا يأتى الحكم بالوضع مع هذه المتابعة .

(٢) أخرجه البزار والطبرى والطبرانى وابن مردويه من طريق أمية بن خالد عن شعبة عن أبى بشر عن سعيد ابن جبير قال : لا أعلمه إلا عن ابن عباس « أن النبى صلى الله عليه وسلم كان بمكة فقرأ سورة النجم ، حتى انتهى إلى قوله تعالى (أفرأيتم اللات والعزى ومناة الثالثة الأخرى) جرى على لسانه : تلك الغرانيق العلا ، الشفاعة منها ترتجى ، قال : فسمع بذلك مشركو مكة ، فسروا بذلك ، فاشتبه على رسول الله صلى الله عليه وسلم فأنزل الله تعالى ﴿

هوالقیوم

احکام القرآن

تالیف

الامام مجتہد الاسلام ابی بکر احمد بن علی الرازی ابوبکر الجصاص الحنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ

المتوفی ۳۷۰ھ

الجزء الثالث

سہیل اکیڈمی

لاہور ○ پاکستان

الناس بعضهم ببعض لهدمت صوامع وبيع وصلوات ومساجد ﴾ قال مجاهد صوامع الرهبان والبيع كنائس اليهود وقال الضحاك صلوات كنائس اليهود ويسمونها صلوبا وقيل ان الصلوات مواضع صلوات المسلمين مما في منازلهم وقال بعضهم لولا دفع الله الناس بعضهم ببعض لهدمت صوامع في ايام شريعة عيسى عليه السلام وبيع في ايام شريعة موسى عليه السلام ومساجد في ايام شريعة محمد صلى الله عليه وسلم وقال الحسن يدفع عن عدد مصليان اهل الذمة بالمؤمنين ﴿ قال ابو بكر في الآية دليل على ان هذه المواضع المذكورة لا يجوز ان تهدم على من كان له ذمة او عهد من الكفار واما في دار الحرب فجائز لهم ان يهدموها كما يهدمون سائر دورهم وقال محمد بن الحسن في ارض الصلح اذا صارت مصرا للمسلمين لم يهدم ما كان فيها من بيعة او كنيسة او بيت نار واما ما فتح عنوة واقراها عليها بالجزية فانه ما صار منها مصرا للمسلمين فانهم يمنعون فيها من الصلاة في بيعهم وكنائسهم ولا نهدم عليهم ويؤمرون بان يجعلوها ان شاؤا بيوتا مسكونة ﴿ قوله تعالى ﴿ الذين ان مكناهم في الارض اقاموا الصلوة وآتوا الزكوة ﴾ قال ابو بكر هذه صفة الذين اذن لهم في القتال بقوله تعالى ﴿ اذن للذين يقاتلون بانهم ظلموا ﴾ الى قوله ﴿ الذين اخرجوا من ديارهم بغير حق ﴾ الى قوله ﴿ الذين ان مكناهم في الارض اقاموا الصلوة وآتوا الزكوة وامروا بالمعروف ونهوا عن المنكر ﴾ وهذه صفة المهاجرين لانهم الذين اخرجوا من ديارهم بغير حق فاخبر تعالى انه ان مكنهم في الارض اقاموا الصلاة وآتوا الزكاة وامروا بالمعروف ونهوا عن المنكر وهو صفة الخلفاء الراشدين الذين مكنهم الله في الارض وهم ابو بكر وعمر وعثمان وعلي رضي الله عنهم وفيه الدلالة الواضحة على صحة امامتهم لاخبار الله تعالى بانهم اذا مكنوا في الارض قاموا بفروض الله عليهم وقد مكنوا في الارض فوجب ان يكونوا ائمة قائمين باوامر الله منتهين عن زواجره ونواهيه ولا يدخل معاوية في هؤلاء لان الله انما وصف بذلك المهاجرين الذين اخرجوا من ديارهم وليس معاوية من المهاجرين بل هو من الطلقاء ﴿ قوله تعالى ﴿ وما ارسلنا من قبلك من رسول ولا نبي الا اذا تمنى القى الشيطان في امنيته ﴾ الآية روى عن ابن عباس وسعيد بن جبير والضحاك ومحمد بن كعب وغيرهم ان السبب في نزول هذه الآية انه لما تلا النبي صلى الله عليه وسلم ﴿ افرأيتم اللات والعزى ومناة الثالثة الاخرى ﴾ القى الشيطان في تلاوته [تلك الغرانيق العلى * وان شفاعتهن لترتجى] وقد اختلف في معنى القى الشيطان فقال قائلون لما تلا النبي صلى الله عليه وسلم هذه السورة وذكر فيها الاصنام عاب الكفار انه يذكرها بالذم والعيب فقال قائل منهم حين بلغ النبي صلى الله عليه وسلم الى قوله تعالى ﴿ افرأيتم اللات والعزى ﴾ تلك الغرانيق العلى وذلك لكثرة الجم الكثير من قريش في المسجد الحرام فقال سائر الكفار الذين كانوا بالبعد منه ان محمدا قد مدح آلهتنا وظنوا ان ذلك كان في تلاوته فابطال الله ذلك من قولهم وبين ان النبي صلى الله عليه وسلم لم يتله وانما تلاه بعض المشركين وسمى الذي القى ذلك في حال تلاوة النبي صلى الله عليه وسلم شيطانا لانه كان من شياطين الانس كما قال تعالى ﴿ شياطين الانس والجن ﴾ والشيطان اسم لكل متمرد

معطل ——— في صحة امامة الخلفاء الراشدين رضي الله عنهم

معطل ——— في (تلك الغرانيق العلى) الى آخره

شیطان نے رسول اللہ کی زبان پر یہ قول کی تحریف جاری کردی

جامع البيان
عن
تأويل آي القرآن

" كتاب أوله بالبيان المخرج
الناس من الظلمات إلى النور بإذن
ربهم إلى صراط العزيز الحميد "
قرآن كريم

" ما أعلم على أديم الأرض أعلم
من ابن جرير " .
محمد بن إسحاق بن خزيمة

تأليف

أبي جعفر محمد بن جرير الطبري
المتوفى سنة ٣١٠ هـ

الجزء السابع عشر

الطبعة الثانية
١٣٧٣ هـ = ١٩٥٤ م

شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي وأولاده بمصر

ذكر من قال ذلك كذلك من قراءته

حدثني محمد بن عمرو، قال : ثنا أبو عاصم . قال : ثنا عيسى ؛ وحدثني الحارث . قال : ثنا الحسن قال : ثنا ورقاء جميعا ، عن ابن أبي نجيح ، عن مجاهد . قوله (مُعَجِّزِينَ)قال: مثبطين . يبطئون الناس عن اتباع النبيّ صلى الله عليه وسلم .

حدثنا القاسم ، قال : ثنا الحسين ، قال : ثني حجاج ، عن ابن جريج ، عن مجاهد ، مثله .

والصواب من القول في ذلك : أن يقال : إنهما قراءتان مشهورتان ، قد قرأ بكل واحدة منهما علماء من القرّاء ، متقاربتا المعنى . وذلك أن من عجز عن آيات الله ، فقد عاجز الله ، ومن معاجزة الله التعجيز عن آيات الله ، والعمل بمعاصيه وخلاف أمره ، وكان من صفة القوم الذين أنزل الله هذه الآيات فيهم : أنهم كانوا يبطئون الناس عن الإيمان بالله ، واتباع رسوله ، ويغالبون رسول الله صلى الله عليه وسلم ، يحسبون أنهم يُعْجِزونه ويغلبونه ، وقد ضمن الله له نصره عليهم . فكان ذلك معاجزتهم الله . فإذ كان ذلك كذلك ، فبأيّ القراءتين قرأ القارئ ، فمصيب الصواب في ذلك .

وأما المعاجزة فإنها المفاعلة من العجز ، ومعناه : مغالبة اثنين أحدهما صاحبه ، أيهما يعجزه ، فيغلبه الآخر ويقهره .

وأما التعجيز : فإنه التضعيف وهو التفعيل من العجز . وقوله (أُولَئِكَ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ) يقول : هؤلاء الذين هذه صفتهم هم سكان جهنم يوم القيامة ، وأهلها الذين هم أهلها .

القول في تأويل قوله تعالى

وَمَا أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ مِن رَّسُولٍ وَلَا نَبِيٍّ إِلَّا إِذَا تَمَنَّىٰ أَلْقَى الشَّيْطَانُ فِي أُمْنِيَّتِهِ ۖ فَيَنسَخُ اللَّهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطَانُ ثُمَّ يُحْكِمُ اللَّهُ آيَاتِهِ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ (٥٢)

قيل : إن السبب الذي من أجله أنزلت هذه الآية على رسول الله صلى الله عليه وسلم : أن الشيطان كان ألقى على لسانه في بعض ما يتلوه ، مما أنزل الله عليه من القرآن ، ما لم ينزله الله عليه ، فاشتدّ ذلك على رسول الله صلى الله عليه وسلم ، واغتمّ به . فسلاه الله مما به من ذلك بهذه الآيات .

ذكر من قال ذلك

حدثنا القاسم . قال : ثنا الحسين . قال : ثنا حجاج ، عن أبي معشر ، عن محمد بن كعب القُرَظيّ ومحمد ابن قيس قالا : « جلس رسول الله صلى الله عليه وسلم في ناد من أندية قريش كثير أهله ، فتمنى يومئذ أن لا يأتيه من الله شيء ، فينفروا عنه . فأنزل الله عليه : (وَالنَّجْمِ إِذَا هَوَىٰ ، ما ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوَىٰ) ، فقرأها رسول الله صلى الله عليه وسلم ، حتى إذا بلغ (أَفَرَأَيْتُمُ اللَّاتَ وَالْعُزَّىٰ ، وَمَنَاةَ الثَّالِثَةَ الْأُخْرَىٰ) ألقى عليه الشيطان كلمتين : تلك الغرانقة العُلَى ، وإن شفاعتهن لترجى ، فتكلم بها ، ثم مضى فقرأ السورة .

شیطان نے رسول اللہ کی زبان پر جو کفر جاری کروایا

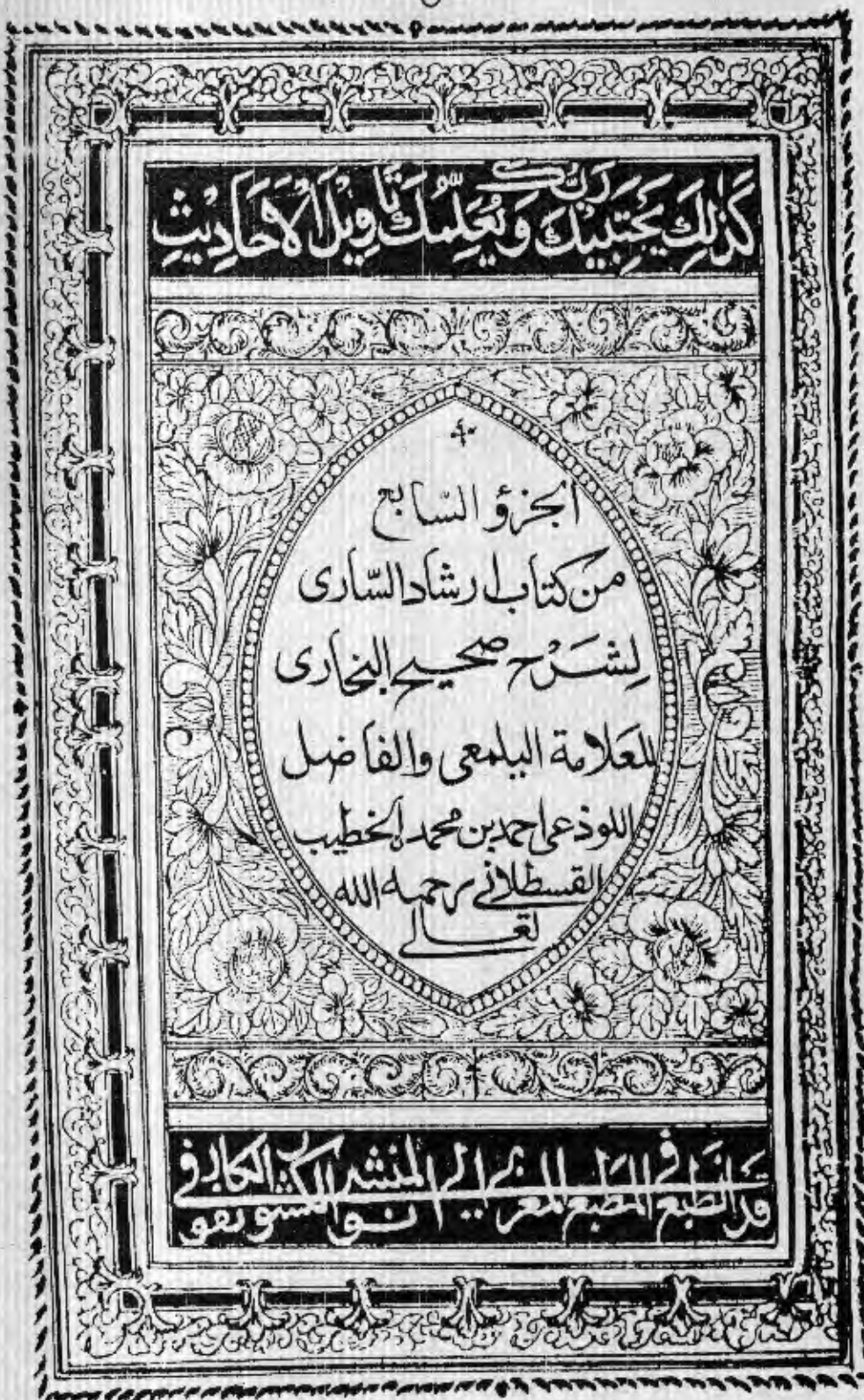
كَذٰلِكَ يَجْتَبِيكَ رَبُّكَ وَيُعَلِّمُكَ تَأْوِيلَ الْأَحَادِيثِ
الجزء السابع
من كتاب ارشاد الساري
لشرح صحيح البخاري
للعلامة اليلمعي والفاضل
اللوذعي احمد بن محمد الخطيب
القسطلاني رحمه الله
تعالى

علیہ وسلم ستیاسی آیات المنزلۃ علیہ من اللہ **القی الشیطان فی حدیثہ** فی تلاوتہ عند سکتۃ من السکتات مثل نغمۃ ذلک النبی ما یوافق رأی اھل الشرک من الباطل فیہموہ انہ مما تلاہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم وھو منزہ عنہ لا یخلط حقا بباطل حاشاہ اللہ من ذلک **فیبطل اللہ ما یلقی** ولا فرق عن اکثر مہ بین ما القی **الشیطان ویحکم آیاتہ** ای یثبتہا **ویقال** ان **امنیتہ** ھی قراءتہ وفی الیونینیۃ امنیتہ قراءتہ بالرفع فیہما وفی بعض الاصول وکثیر من النسخ منیتہ قراءتہ بجرہما علی ما لا یخفی **الا اماني** بالتوقۃ ای **یقرؤن ولا یکتبون** وھذا اورد المؤلف رحمہ اللہ استشہادا علی ان تمنی فی قولہ تعالی فی ھذہ السورۃ الا اذا تمنی معنی قرأ وھو خلاف ما مضی بہ صاحب الانوار حیث قال اذا تمنی اذا زور فی نفسہ ما یھواہ القی الشیطان فی امنیتہ ای تشہیہ ما یوجب اشتغالہ بالدنیا کما قال علیہ السلام انہ لیغان علی قلبی فاستغفر اللہ فی الیوم سبعین مرۃ فینسخ اللہ ما یلقی الشیطان فیبطلہ اللہ ویذھب بہ بعصمتہ عن الرکون الیہ والارشاد الی ما یزیحہ ثم یحکم اللہ ایاتہ ثم یثبت آیاتہ اللاحیۃ الی الاستغراق فی امر الآخرۃ قیل انہ حدث نفسہ یعنی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بزوال المسکنۃ فقالت انثی والحامل لہ علی ھذا التفسیر کغیرہ ما فی ظاھر ھذہ القصۃ من الشناعۃ وقد روی ھا ابن ابی حاتم والطبری وابن المنذر من طریق عن شعبۃ عن ابی بشر عن سعید بن جبیر قال قرأ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بمکۃ النجم فلما بلغ افرأیتم اللات والعزی ومناۃ الثالثۃ الاخری القی الشیطان علی لسانہ تلک الغرانیق العلی وان شفاعتھن لترتجی فقال المشرکون ما ذکر آلھتنا بخیر قبل الیوم فسجد وسجدوا فنزلت ھذہ الآیۃ ورواھا البزار وابن مردویہ من طریق امیۃ بن خالد عن شعبۃ فقال فی اسنادہ عن سعید بن جبیر عن ابن عباس فیما ثم ساق الحدیث وقال البزار لا یروی متصلا الا بھذا الاسناد تفرد بوصلہ امیۃ بن خالد وھو ثقۃ مشہور قال وانما یروی ھذا من طریق الکلبی عن ابی صالح عن ابن عباس انتھی والکلبی متروک لا یعتمد علیہ ورواھا ایضا ابن اسحاق فی سیرتہ وموسی بن عقبۃ فی مغازیہ وابو معشر فی آخرین کلھم مرسل وقد طعن فیھا غیر واحد من الائمۃ حتی قال ابن اسحاق وقد سئل عنھا لھی من وضع الزنادقۃ وقال البیھقی بعد ثبتہ نقلا ورواتہا مطعونون والطنب القاضی عیاض فی الشفاء فی توھین اصلھا فشفی وکفی اذ سد ھذا الباب ھو الصواب واریح للثواب وان کانت کثرۃ الطرق تدل علی ان لھا اصلا ولا سیما وقد رواھا الطبری من طریقین مرسلین رجالھما علی شرط الصحیح او لھما طریق یونس بن یزید عن ابن شھاب حدثنی ابو بکر بن عبد الرحمن بن الحارث بن ھشام فذکرہ وثانیھما طریق المعتمر بن سلیمان وحماد بن سلمۃ فرقھما عن ابیہ او ابن ابی ھند عن ابی العالیۃ وکذا طریق سعید بن جبیر السابقۃ وحینئذ فرجالھا لا یمشی علی القواعد الحدیثیۃ بل ینبغی ان یحتج بھذہ الثلاثۃ من یحتج بالمرسل ومن لا یحتج بہ لاعتضاد بعضھا ببعض کما قررہ شیخ الصنعۃ و امامھا الحافظ ابو الفضل بن حجر واذا سلمنا ان لھا اصلا وجب تأویلھا واحسن ما قیل فی ذلک ان الشیطان نطق بتلک الکلمات اثناء قراءۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم عند سکتۃ من السکتات محاکیا لنغمتہ فسمعھا القریب منہ فظنھا من قولہ واشاعھا وفی کتابی المواھب اللدنیۃ بالمنح المحمدیۃ زیادات علی ما ذکرتہ ھنا وقد قال مجاھد انہ علیہ السلام کان یتمنی انزال الوحی علیہ بسرعۃ وقد یتأخر فینسخ اللہ ذلک بأن عرفہ ان انزال ذلک بحسب المصالح فی الحوادث والنوازل وقیل انہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یتفکر عند نزول الآیۃ فی تأویلہ اذا کان مجملا فیلقی الشیطان فی جملۃ ما یرید ہ مبنی تعالی انہ ینسخ ذلک بالابطال او یحکم ما اراد بأدلتہ وآیاتہ وقیل الی تمنی اذا اراد فعلا معقبا الی الی القی الشیطان فی فکرہ ما یخالفہ فرجع الی اللہ فی ذلک وھو کقولہ واما ینزغنک من الشیطان نزغ فاستعذ باللہ لکن قال بعضھم لا یجوز حمل الامنیۃ علی تمنی القلب لانہ لو کان کذلک لم یکن مما یخطر ببالہ علیہ السلام فتنۃ للکفار وذلک یبطلہ قولہ تعالی لیجعل ما یلقی الشیطان فتنۃ للذین فی قلوبھم مرض واجیب بانہ لا یبعد انہ اذا قوی التمنی یشتغل بہ القلب فیحصل السھو فی الافعال الظاھرۃ بسببہ فیصیر ذلک فتنۃ لھم **وقال مجاھد** ما وصلہ الطبری من طریق ابن ابی نجیح عنہ **مشید** فی قولہ بئر معطلۃ وقصر مشید ای **بالقصۃ** بفتح القاف وبالصاد المھملۃ المشددۃ ولا فرق رجص بکسر الجیم وتشدید الصاد المھملۃ والرفع ای مجصص وھذہ ثابتۃ لا فرق رواۃ والمشید بکسر المعجمۃ الجص وھو الکلس وقیل المشید المرفوع البنیان والمعنی کم من قریۃ اھلکناھا وکم بئر عطلناھا عن سقاتھا وقصر مشید اخلیناہ عن ساکنیہ وجعلنا ذلک عبرۃ لمن اعتبر وقیل ان البئر

المعطلۃ

شیطان نے رسول اللہ کی زبان پر جو کلمات جاری کردی

تفسير القرآن العظيم

للإمام الجليل الحافظ عماد الدين

أبي الفداء إسماعيل بن كثير القرشي الدمشقي

المتوفى سنة ٧٧٤ هـ

الجزء الثالث

[قوبلت هذه الطبعة على عدة نسخ خطية بدار الكتب المصرية]

وصححها نخبة من العلماء

طبع بدار إحياء الكتب العربية

عيسى البابي الحلبي وشركاه

وهی النار الحارة الموجعة الشدید عذابها ونکالها أجارنا الله منها قال الله تعالی (الذین کفروا وصدوا عن سبیل الله زدناهم عذابا فوق العذاب بما کانوا یفسدون)

﴿وَمَآ أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ مِن رَّسُولٍ وَلَا نَبِيٍّ إِلَّآ إِذَا تَمَنَّىٰٓ أَلْقَى ٱلشَّيْطَٰنُ فِىٓ أُمْنِيَّتِهِۦ فَيَنسَخُ ٱللَّهُ مَا يُلْقِى ٱلشَّيْطَٰنُ ثُمَّ يُحْكِمُ ٱللَّهُ ءَايَٰتِهِۦ وَٱللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ * لِّيَجْعَلَ مَا يُلْقِى ٱلشَّيْطَٰنُ فِتْنَةً لِّلَّذِينَ فِى قُلُوبِهِم مَّرَضٌ وَٱلْقَاسِيَةِ قُلُوبُهُمْ وَإِنَّ ٱلظَّٰلِمِينَ لَفِى شِقَاقٍۭ بَعِيدٍ * وَلِيَعْلَمَ ٱلَّذِينَ أُوتُوا۟ ٱلْعِلْمَ أَنَّهُ ٱلْحَقُّ مِن رَّبِّكَ فَيُؤْمِنُوا۟ بِهِۦ فَتُخْبِتَ لَهُۥ قُلُوبُهُمْ وَإِنَّ ٱللَّهَ لَهَادِ ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓا۟ إِلَىٰ صِرَٰطٍ مُّسْتَقِيمٍ﴾

قد ذکر کثیر من المفسرین ههنا قصة الغرانیق وما کان من رجوع کثیر من المهاجرة إلی أرض الحبشة ظنا منهم أن مشرکی قریش قد أسلموا ولکنها من طرق کلها مرسلة ولم أرها مسندة من وجه صحیح والله أعلم قال ابن أبی حاتم حدثنا یونس بن حبیب حدثنا أبوداود حدثنا شعبة عن أبی بشر عن سعید بن جبیر قال : قرأ رسول الله ﷺ بمکة النجم فلما بلغ هذا الموضع (أفرأیتم اللات والعزی ومناة الثالثة الأخری) قال فألقی الشیطان علی لسانه : تلک الغرانیق العلی وإن شفاعتهن ترتجی ، قالوا ما ذکر آلهتنا بخیر قبل الیوم فسجد وسجدوا فأنزل الله عز وجل هذه الآیة (وما أرسلنا من قبلک من رسول ولا نبی إلا إذا تمنی ألقی الشیطان فی أمنیته فینسخ الله مایلقی الشیطان ثم یحکم الله آیاته والله علیم حکیم) ورواه ابن جریر عن بندار عن غندر عن شعبة به بنحوه وهو مرسل وقد رواه البزار فی مسنده عن یوسف بن حماد عن أمیة بن خالد عن شعبة عن أبی بشر عن سعید بن جبیر عن ابن عباس فیما أحسب الشك فی الحدیث أن النبی صلی الله علیه وسلم قرأ بمکة سورة النجم حتی انتهی إلی (أفرأیتم اللات والعزی) وذکر بقیته ، ثم قال البزار لانعلمه یروی متصلا إلا بهذا الإسناد تفرد بوصله أمیة بن خالد وهو ثقة مشهور وإنما یروی هذا من طریق الکلبی عن أبی صالح عن ابن عباس ، ثم رواه ابن أبی حاتم عن أبی العالیة وعن السدی مرسلا وکذا رواه ابن جریر عن محمد بن کعب القرظی ومحمد بن قیس مرسلا أیضا وقال قتادة کان النبی ﷺ یصلی عند المقام إذ نعس فألقی الشیطان علی لسانه وإن شفاعتها لترتجی ، وإنها لمع الغرانیق العلی فحفظها المشرکون واجری الشیطان أن النبی صلی الله علیه وسلم قد قرأها فذلت بها ألسنتهم فأنزل الله (وما أرسلنا من قبلک من رسول ولا نبی) الآیة فدحر الله الشیطان ، ثم قال ابن أبی حاتم حدثنا موسی بن أبی موسی الکوفی حدثنا محمد بن إسحق الشیبی حدثنا محمد بن فلیح عن موسی بن عقبة عن ابن شهاب قال : أنزلت سورة النجم وکان المشرکون یقولون لوکان هذا الرجل یذکر آلهتنا بخیر أقررناه وأصحابه ولکنه لایذکر من خالف دینه من الیهود والنصاری بمثل الذی یذکر آلهتنا من الشتم والشر وکان رسول الله ﷺ قد اشتد علیه ماناله وأصحابه من أذاهم وتکذیبهم وأحزنه ضلالهم فکان یتمنی هداهم فلما أنزل الله سورة النجم قال (أفرأیتم اللات والعزی ومناة الثالثة الأخری * ألکم الذکر وله الأنثی) ألقی الشیطان عندها کلمات حین ذکر الله الطواغیت فقال وإنهن لهن الغرانیق العلی ، وإن شفاعتهن لهی التی ترتجی وکان ذلک من سجع الشیطان وفتنته فوقعت هاتان الکلمتان فی قلب کل مشرک بمکة وذلت بها ألسنتهم وتباشروا بها وقالوا إن محمدا قد رجع إلی دینه الأول ودین قومه فلما بلغ رسول الله صلی الله علیه وسلم آخر النجم سجد وسجد کل من حضره من مسلم أو مشرک غیر أن الولید بن المغیرة کان رجلا کبیرا فرفع ملء کفه ترابا فسجد علیه فعجب الفریقان کلاهما من جماعتهم فی السجود لسجود رسول الله صلی الله علیه وسلم فأما المسلمون فعجبوا لسجود المشرکین معهم علی غیر إیمان ولا یقین ولم یکن المسلمون سمعوا الذی ألقی الشیطان فی مسامع المشرکین فاطمأنت أنفسهم لما ألقی الشیطان فی أمنیة رسول الله صلی الله علیه وسلم وحدثهم به الشیطان

شیطان نے رسول اللہ کی زبان پر بتوں کی تعریف جاری کردی

الجزء الثامن

من

فتح الباري

بشرح صحيح الإمام أبي عبد الله محمد بن إسمعيل
البخاري لشيخ الإسلام قاضي القضاة الحافظ
أبي الفضل شهاب الدين أحمد بن علي بن
محمد بن حجر العسقلاني الشافعي
نزيل القاهرة رحمه الله

التزام عبد الرحمن محمد

بميدان الجامع الأزهر بمصر

سنة ١٣٤٨ هجرية

المطبعة البهية المصرية لصاحبها عبد الرحمن محمد

الطبعة الرابعة ١٤٠٨ هـ ١٩٨٨ م

دار
احياء التراث العربي
بيروت

﴿ سُورَةُ الحَجِّ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ ﴾

وقالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ : الخَبِتِينَ المُطْمَئِنِّينَ . وقالَ ابْنُ عَبّاسٍ فِي إِذا تَمَنّى أَلْقَى الشَّيْطانُ فِي حَدِيثِهِ فَيُبْطِلُ اللهُ مايُلْقِي الشَّيْطانُ وَيُحْكِمُ آياتِهِ . وَيُقالُ أُمْنِيَّتُهُ قِراءَتُهُ إِلّا أَمانِيَّ يَقْرَؤُنَ وَلا يَكْتُبُونَ

وقد أنكر الثعلبي والسهيلي ان السجل اسم الكاتب بانه لا يعرف في كتاب النبي ﷺ ولا في أصحابه من اسمه السجل قال السهيلي ولا وجد الا في هذا الخبر وهو حصر مردود فقد ذكره في الصحابة ابن منده وأبو نعيم واورداه من طريق ابن نمير عن عبيدالله بن عمر عن نافع عن ابن عمر قال كان للنبي ﷺ كاتب يقال له سجل وأخرجه ابن مردويه من هذا الوجه ثم ذكر المصنف حديث ابن عباس انكم محشورون الى الله حفاة عراة الحديث وسيأتي شرحه في كتاب الرقاق ان شاء الله تعالى

﴿ قوله سورة الحج ﴾

﴿ بسم الله الرحمن الرحيم ﴾

(قوله قال ابن عيينة المخبتين المطمئنين) هو كذلك في تفسير ابن عيينة لكن أسنده عن ابن أبي نجيح عن مجاهد وكذا هو عند ابن المنذر من هذا الوجه ومن وجه آخر عن مجاهد قال المصلين ومن طريق الضحاك قال المتواضعين والخبت من الاخبات وأصله الخبت بفتح أوله وهو المطمئن من الارض (قوله وقال ابن عباس اذا تمنى ألقى الشيطان في امنيته اذا حدث ألقى الشيطان في حديثه فيبطل الله مايلقي الشيطان ويحكم آياته) وصله الطبري من طريق علي بن أبي طلحة عن ابن عباس مقطعا (قوله ويقال امنيته قراءته الا أماني يقرؤن ولا يكتبون) هو قول الفراء قال النمري القراءة قال وقوله لا يعلمون الكتاب الا اماني قال الاماني ان يفتعل الاحاديث وكانت أحاديث يسمعونها من كبرائهم وليست من كتاب الله قال ومن شواهد ذلك قول الشاعر

تمنى كتاب الله أول ليلة * تمنى داود الزبور على رسل

قال الفراء وتمني أيضا حديث النفس انتهى قال أبو جعفر النحاس في كتاب معاني القرآن له بعد ان ساق رواية علي ابن أبي طلحة عن ابن عباس في تأويل الآية هذا من أحسن ما قيل في تأويل الآية واعلاه واجله ثم أسند عن أحمد بن حنبل قال بمصر صحيفة في التفسير رواها علي بن أبي طلحة لو رحل رجل فيها الى مصر فاصدا ما كان كثيرا انتهى وهذه النسخة كانت عند أبي صالح كاتب الليث رواها عن معاوية ابن صالح عن علي بن أبي طلحة عن ابن عباس وهي عند البخاري عن أبي صالح وقد اعتمد عليها في صحيحه هذا كثيرا على ما بيناه في اماكنه وهي عند الطبري وابن أبي حاتم وابن المنذر بوسائط بينهم وبين أبي صالح انتهى وعلى تأويل ابن عباس هذا يحمل ماجاء عن سعيد بن جبير وقد أخرجه ابن أبي حاتم والطبري وابن المنذر من طرق عن شعبة عن أبي بشر عنه قال قرأ رسول الله ﷺ بمكة والنجم فلما بلغ أفرأيتم اللات والعزى ومناة الثالثة الاخرى ألقى الشيطان على لسانه تلك الغرانيق العلى وان شفاعتهن لترتجى فقال المشركون ما ذكر آلهتنا بخير قبل اليوم فسجدوا وسجدوا فنزلت هذه الآية وأخرجه البزار وابن مردويه من طريق أمية بن خالد عن شعبة فقال في اسناده عن سعيد بن جبير عن ابن عباس فيما احسب ثم ساق الحديث وقال البزار لا يروى متصلا الا بهذا الاسناد تفرد بوصله أمية بن خالد وهو ثقة مشهور قال وانما يروي هذا من طريق الكلبي عن أبي صالح عن ابن عباس انتهى والكلبي متروك ولا يعتمد عليه وكذا أخرجه النحاس بسند آخر فيه الواقدي وذكره ابن اسحق في السيرة مطولا واسندها عن محمد بن كعب وكذلك موسى بن عقبة في المغازي عن ابن شهاب الزهري وكذا ذكره أبو معشر

شیطان نے رسول اللہ کی زبان پر بتوں کی تعریف جاری کردی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وانزلنا الیک الذکر لتبین للناس ما نزل الیھم

الحمد للہ الذی وفقنا لطبع الکتاب الشھیر الجلیل المعنی بتفسیر یعزی

وشرحہ کالصاوی والجمل وابی السعود والکواشی والسمین والمدارک والخازن

والبیضاوی والقرطبی وغیرھا

المسمی بہ

تفسیر الجلالین

تصنیف الامام الاجل الاوحد الزاہد الکامل المتقی المعتمد جلال الدین المحلی رحمہ اللہ

مع

الکمالین و جامع البیان

للشیخ العلام سلام اللہ الدھلوی — للشیخ الاسلام السید معین الدین

بالکتابۃ الانیقۃ الظریفۃ والصحیحۃ الوثیقۃ المنیفۃ والطباعۃ الجیدۃ النفیسۃ تحت نظر

العبد الضعیف الحاج محمد رفیع عفا عنہ المولیٰ

مدیر العام

سعید کمپنی اردو بازار کراچی

القرآن بأباطيلهم معجزين من اتبع النبي اي ينسبونهم الى العجز ويثبطونهم عن الايمان او مقدرين عجزنا عنهم وفي قراءة معاجزين مسابقين لنا يظنون ان يفوتونا بانكارهم البحث والعقاب اولئك اصحاب الجحيم ○ النار وما ارسلنا من قبلك من رسول هو نبي امر بالتبليغ ولا نبي اي لم يؤمر بالتبليغ الا اذا تمنى قرأ القى الشيطان في امنيته قراءته ما ليس من القرآن مما يرضاه المرسل اليهم وقد قرأ النبي صلى الله عليه وسلم في سورة النجم مجلس من قريش بعد افرءيتم اللات والعزى ○ ومنوة الثالثة الاخرى ○ بالقاء الشيطان على لسانه صلى الله عليه وسلم غير علمه صلى الله عليه وسلم به تلك الغرانيق العلى وان شفاعتهن ترتجى فرحوا بذلك ثم اخبره جبريل بما القاه الشيطان على لسانه من ذلك فحزن فسلى بهذه الاية ليعلمكم فينسخ الله يبطل ما يلقي الشيطان ثم يحكم الله اياته يثبتها والله عليم بالقاء الشيطان وما ذكر حكيم ○ في تمكينه منه يفعل ما يشاء ليجعل ما يلقي الشيطان فتنة محنة للذين في قلوبهم مرض شك ونفاق والقاسية قلوبهم اي المشركين عن قبول الحق وان الظلمين الكافرين لفي شقاق بعيد ○ خلاف طويل مع النبي والمؤمنين حيث جرى على لسانه ذكر الهتهم بما يرضيهم ثم ابطل ذلك وليعلم الذين اوتوا العلم التوحيد والقرآن انه اي القرآن الحق من ربك فيؤمنوا به فتخبت تطمئن له قلوبهم وان الله لهاد الذين امنوا الى صراط طريق مستقيم ○ اي دين الاسلام ولا يزال الذين كفروا في مرية شك منه اي القرآن بالقاء الشيطان على لسان النبي صلى الله عليه وسلم ثم ابطل حتى تاتيهم الساعة بغتة اي ساعة موتهم او القيمة فجأة او ياتيهم عذاب يوم عقيم ○ هو يوم بدر او الاخير فيه للكفار كالرحم العقيم التي لا تاتي بخير او هو يوم القيمة لا ليل له الملك يومئذ اي يوم القيمة لله وحده وما تضمنه من الاستقرار نصب للظرف يحكم بينهم بين المؤمنين والكافرين بما بين بعده فالذين امنوا وعملوا الصلحت في جنت النعيم ○ فضلا من الله والذين كفروا وكذبوا بايتنا فاولئك لهم عذاب مهين ○ شديد بسبب كفرهم والذين هاجروا في سبيل الله اي طاعته من مكة الى المدينة ثم قتلوا او ماتوا ليرزقنهم الله رزقا حسنا هو رزق الجنة وان الله لهو خير الرزقين ○ افضل المعطين ليدخلنهم

ع ۷ ۴۴ ۱۴

یہ ایسی ترکیب ہے جس کی نحوی توجیہ وہ قواعد نحو ہیں جو ظاہر میں ان کے مقابلہ میں نامعلوم ہیں۔

بطلان نے رسول اللہ کی زبان پر بتوں کی تعریف جاری کردی

وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا

سُنَن

ابوداؤد شریف مترجم اردو

جلد اوّل

۵۲۰۱۔ احادیث نبوی صلعم کا مستند اور گراں بہا مجموعہ
جس کو شیخ الاسلام زین المحدثین امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث نے
پانچ لاکھ احادیث نبوی صلعم کے مجموعہ سے منتخب فرمایا تھا!

ترجمہ و فوائد:۔ حضرت علامہ وحید الزماں!
تعلیقات و حواشی:۔ مولانا سبحان محمود صاحب!
باہتمام:۔ محمد سعید اینڈ سنز!!

(ناشران)۔
قرآن محل مقابل لوموسا نہ موی فرخانہ کراچی

بَعْدُ بَانَ لِي كَمْ بَيْنَ مَا هٰذَا فَكَانَ لَا يَسْتَتِرُ مِنَ الْبَوْلِ وَمَا هٰذَا كَانَ يَمْشِي بِالنَّمِيمَةِ ثُمَّ دَعَا بِعَسِيبٍ رَطْبٍ فَشَقَّهُ بِاثْنَيْنِ ثُمَّ غَرَسَ عَلَى هٰذَا وَاحِدًا وَعَلَى هٰذَا وَاحِدًا وَقَالَ لَعَلَّهُ يُخَفَّفُ عَنْهُمَا مَا لَمْ يَيْبَسَا قَالَ هَنَّادٌ يَسْتَتِرُ وَكَانَ يَسْتَتِرُ ۔

سے طہارت نہیں کرتا تھا۔ اور ایک شخص چغل خوری کرتا تھا۔ پھر آپ نے ایک تازی ٹہنی کھجور کی منگوائی اور بیچ میں سے چیر کر آدھی اس قبر پر گاڑ دی اور آدھی اس قبر پر اور فرمایا شاید ان کا عذاب کم رہے جب تک یہ ٹہنیاں نہ سوکھیں ہناد نے کہا پیشاب سے پردہ نہیں کرتا تھا یعنے کشف عورت کرتا تھا ۔

۲۱ - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ ثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَعْنَاهُ قَالَ كَانَ لَا يَسْتَتِرُ مِنْ بَوْلِهِ وَقَالَ أَبُو مُعَاوِيَةَ يَسْتَنْزِهُ ۔

عثمان بن ابی شیبہ ، جریر ، منصور ، مجاہد حضرت ابن عباس نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اسی کے ہم معنی روایت کیا ہے ، جریر نے کان لا یستتر من بولہ ، اور ابو معاویہ نے یستنزہ کہا ہے ۔

۲۲ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ ثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حَسَنَةَ قَالَ انْطَلَقْتُ أَنَا وَعَمْرُو بْنُ الْعَاصِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ وَمَعَهُ دَرَقَةٌ ثُمَّ اسْتَتَرَهَا ثُمَّ بَالَ فَقُلْنَا انْظُرُوا إِلَيْهِ يَبُولُ كَمَا تَبُولُ الْمَرْأَةُ فَسَمِعَ ذٰلِكَ فَقَالَ أَلَمْ تَعْلَمُوا مَا لَقِيَ صَاحِبُ بَنِي إِسْرَائِيلَ كَانُوا إِذَا أَصَابَهُمُ الْبَوْلُ قَطَعُوا مَا أَصَابَ الْبَوْلُ مِنْهُمْ فَنَهَاهُمْ فَعُذِّبَ فِي قَبْرِهِ قَالَ أَبُو دَاوُدَ قَالَ مَنْصُورٌ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ أَبِي مُوسَى فِي هٰذَا الْحَدِيثِ قَالَ جَدَعَ أَحَدُهُمْ وَقَالَ عَاصِمٌ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ جَدَعَ أَحَدُهُمْ ۔

مسدد ، عبدالواحد بن زیاد ، اعمش ، زید بن وہب ، عبدالرحمن بن حسنہ سے روایت ہے کہ میں اور عمرو بن العاص نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے آپ نکلے اور ایک ڈھال سی تھی آپ کے ساتھ تھی آڑ کر کے استنجا کرنے لگے ہم لوگوں نے کہا دیکھو آپ ایسے پیشاب کرتے ہیں جیسے عورتیں پیشاب کرتی ہیں (چھپ چھپا کر) آپ نے یہ سن کر فرمایا کیا تم نہیں جانتے جو حال بنی اسرائیل کے ایک شخص کا ہوا بنی اسرائیل میں سے جب کسی کو پیشاب لگ جاتا تو وہ اس مقام کو کاٹ ڈالتے اس شخص نے منع کیا اس سے تو عذاب دیا گیا قبر میں ، ابوداود کہتے ہیں کہ منصور نے بواسطہ ابووائل ، ابوموسے اس حدیث میں یہ روایت کیا ہے کہ اگر پیشاب لگ جاتا تو وہ اپنی کھال کاٹ دیتا تھا ۔ اور عاصم نے بواسطہ ابووائل ، ابوموسیٰ ، نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ روایت کیا ہے کہ اپنا جسم کاٹ دیتا تھا ۔

ف :- بنی اسرائیل کی شرع میں یہی حکم ہوگا اس شخص نے خلاف شرع اس سے ممانعت کی اس وجہ سے قبر میں اس کو عذاب ہوا ۔ حاصل حدیث یہ ہے کہ پیشاب سے جہاں تک ہو سکے احتیاط کرنا چاہیے ۔ (علامہ)

بَابُ الْبَوْلِ قَائِمًا

کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کا بیان

۲۳ - حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ وَمُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَا ثَنَا شُعْبَةُ ح وَثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا أَبُو عَوَانَةَ وَهٰذَا لَفْظُ حَفْصٍ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ أَتَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

حفص بن عمر اور مسلم بن ابراہیم ، شعبہ (دوسری سند) مسدد ، ابوعوانہ ، اور الفاظ حدیث حفص کے ہیں سلیمان ابووائل ، حذیفہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایک گھورے پر آئے ۔ آپ نے کھڑے کھڑے پیشاب

الصحيح المسند لأبي عوانة

للإمام الجليل

أبي عوانة يعقوب بن إسحق الإسفرائني رحمه الله تعالى

المتوفى سنة ٣١٦ هـ

ناشر

المكتبة الحسينية

قذافي روڈ گوجرانوالہ

نبی اکرمؐ کھڑے ہو کر پیشاب کرتے تھے (العیاذباللہ)

ان لا یخلو بیوله عن الناس وان یبول قائما فی ظل الحائط .

حدثنا ابو داود الحرانی قال ثنا عارم قال ثنا مهدی (ح وحدثنا) عمار بن رجاء قال ثنا حبان قال ثنا مهدی بن میمون قال ثنا محمد بن عبدالله بن ابی یعقوب عن الحسن بن سعد عن عبدالله بن جعفر قال أردفنی رسول الله صلی الله علیه وسلم ذات یوم خلفه فأسرّ الیّ حدیثا لا احدثه احدا من الناس وکان احب ما استتر به رسول الله صلی الله علیه وسلم لحاجته هدفا او حائش نخل قال فدخل حائطا لرجل من الانصار فاذا جمل فلما رأی النبی صلی الله علیه وسلم حنّ وذرفت عیناه فأتاه النبی صلی الله علیه وسلم فمسح سراته وذفریه فسکن فقال من رب هذا الجمل؟ لفتاء فتی من الانصار فقال هو لی یارسول الله فقال ألا تتقی الله فی هذه البهیمة التی ملکک ایاها فانه شکا الیّ انک تجیعه و تدئبه .

قول النبی الا تتقی الله فی هذه البهیمة

حدثنا یونس بن حبیب قال ثنا ابو داود قال ثنا شعبة عن منصور قال سمعت ابا وائل یحدث قال قیل لحذیفة ان ابا موسی یشدد فی البول ـ قال ابو داود قال جریر فی هذا الاسناد إن ابا موسی کان یبول فی قارورة ویشدد فی البول ـ فقال حذیفة وددت انه لا یفعل هذا، انی کنت مع رسول الله صلی الله علیه وسلم فأتی سباطة لقوم فبال قائما .

البول فی القارورة

حدثنا محمد بن اسمعیل الاحمسی قال ثنا وکیع (ح وحدثنا)

ابو علی الزعفرانی قال ثنا ابو معاویة (ح وحدثنا) الحسن بن علی بن عفان قال ابنا یحیی بن عیسی الرملی - قالوا ثنا الاعمش عن ابی وائل عن حذیفة قال رأیت النبی صلی الله علیه وسلم اتی سباطة قوم فبال علیها قائما فأتیته بوضوء فذهبت لأتأخر عنه فدعانی حتی کنت عند عقبیه فتوضأ ومسح علی خفیه • حدثنا یونس بن عبد الاعلی قال ابنا سفیان بن عیینة عن الاعمش - باسناده بمثله • حدثنا زید بن اسمعیل قال ثنا ابو بدر قال ثنا الاعمش - بمثله • قال ابو بدر السباطة الکناسة •

البول علی سباطة

حدثنا اسحاق بن سیار النصیبی قال ثنا عبیدالله قال ابنا سفیان عن الاعمش عن ابی وائل عن حذیفة قال کنت مع رسول الله صلی الله علیه وسلم فبال قائما علی سباطة ودعا بماء فتوضأ ومسح علی خفیه •

حدثنا ابراهیم الحربی قال ثنا مسدد قال ثنا ابو معاویة عن الاعمش - باسناده بمثله •

بیان ایثار ترک البول قائما

والدلیل علی انه منسوخ من فعل النبی صلی الله علیه وسلم •

حدثنا الصاغانی قال ابنا قبیصة عن سفیان عن المقدام بن شریح عن ابیه عن عائشة قالت ما بال رسول الله صلی الله علیه وسلم قائما منذ انزل علیه القرآن رواه وکیع عن الثوری احسن منه •

بیان

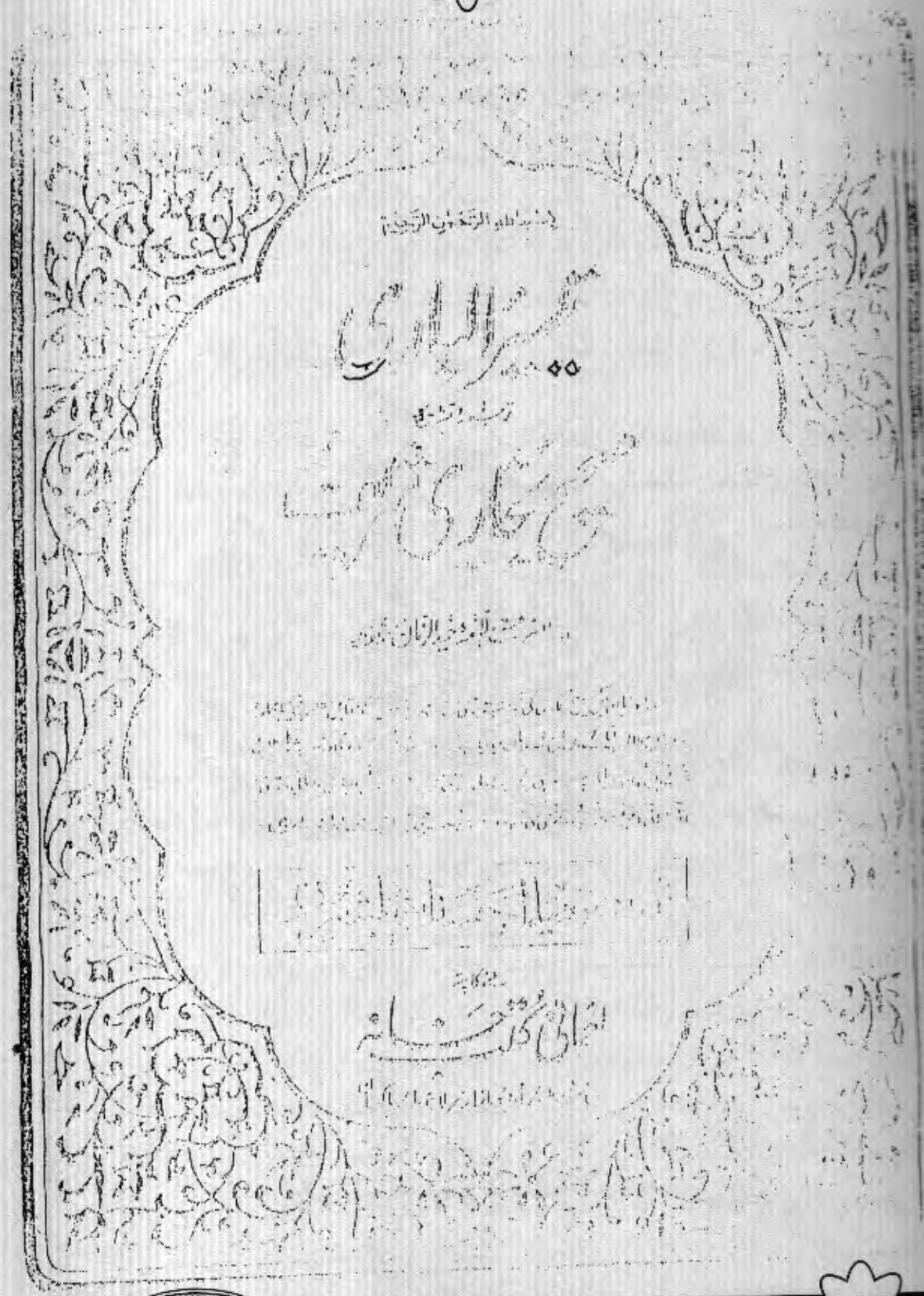

باب ۱۵۸ - البول قائما وقاعدا

۲۲۲ - حدثنا آدم قال حدثنا شعبة عن الاعمش عن ابی وائل عن حذیفة قال اتی النبی صلی الله علیه وسلم سباطة قوم فبال قائما ثم دعا بماء فجئته بماء فتوضا۔

باب ۱۵۹ - البول عند صاحبه والتستر بالحائط

۲۲۳ - حدثنا عثمان بن ابی شیبة قال ثنا جریر عن منصور عن ابی وائل عن حذیفة قال رایتنی انا والنبی صلی الله علیه وسلم نتماشی فاتی سباطة قوم خلف حائط فقام کما یقوم احدکم فبال فانتبذت منه فاشار الی فجئته فقمت عند عقبه حتی فرغ۔

باب ۱۶۰ - البول عند سباطة قوم

۲۲۴ - حدثنا محمد بن عرعرة قال ثنا شعبة عن منصور عن ابی وائل قال کان ابو موسی الاشعری یشدد فی البول ویقول ان

باب کھڑے ہو کر اور بیٹھ کر پیشاب کرنا

ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا انہوں نے اعمش سے انہوں نے ابووائل سے انہوں نے حذیفہ سے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک قوم کے کھورے پر گئے وہاں کھڑے کھڑے پیشاب کیا پھر پانی منگایا میں پانی لایا آپ نے وضو کیا۔

باب اپنے رفیق کے نزدیک بول کرنا اور دیوار کی آڑ کرنا۔

ہم سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا انہوں نے کہا ہم سے جریر نے منصور سے انہوں نے ابووائل سے انہوں نے حذیفہ سے کہا میں نے دیکھا کہ میں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دونوں مل کر چل رہے تھے آپ ایک قوم کے کھورے پر پہنچے ایک دیوار کے پیچھے آپ ایسے کھڑے ہوئے جیسے کوئی تم میں سے کھڑا ہوتا ہے پھر آپ پیشاب کرنے لگے میں الگ ہٹ گیا آپ نے اشارہ سے بلایا میں آیا اور آپ کی ایڑیوں کے پاس کھڑا ہو گیا یہاں تک کہ آپ پیشاب سے فارغ ہوئے۔

باب کسی قوم کے کھورے پر پیشاب کرنا۔

ہم سے محمد بن عرعرہ نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے منصور سے انہوں نے ابووائل سے کہ ابوموسیٰ اشعری پیشاب میں بہت سختی کرتے تھے اور یوں کہتے کہ بنی اسرائیل میں جب کسی شخص کے

۱؎ کھڑے ہو کر پیشاب کرنا اور بیٹھ کر پیشاب کرنا دونوں طرح جائز ہے مگر جہاں پیشاب کرنا چھینٹوں سے بچتا ہو وہاں کھڑے ہو کر پیشاب کرنا مکروہ ہے۔ بعض لوگوں نے جو مطلقاً کھڑے ہو کر پیشاب کرنا مکروہ کہا ہے امام بخاری اور اہل حدیث اور امام احمد کے نزدیک دونوں طرح جائز ہے اور یہی صحیح ہے ۱۲ منہ ۲؎ یعنے کہتے ہیں آپ کے گھٹنوں میں درد تھا مگر یہ بات دلیلوں قابل قبول نہیں ہیں حافظ ابن حجر نے کہا کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کی ممانعت میں کوئی حدیث ثابت نہیں ہوئی ہے حضرت عمرؓ نے فرمایا البول قائما احصن علی ادبر اور بیٹھ کر پیشاب کرنا مفید جانتے ہیں ۱۲ منہ ۳؎ حذیفہ کے پاس پانی نہ تھا جس سے وہ پیچھے سے آپ کو آڑ کر لیں اس لئے تو دیوار کی آڑ تھی یوں اتفاقاً حضر کا زمانہ سفر کا اس سے آپ کی کمال نرمی اور حیا ثابت ہوئی ۱۲ منہ ۴؎ یعنے بعض لوگ کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کو منع کرتے تھے ایک شخص کو انہوں نے کھڑے پیشاب کرتے دیکھا تو کہنے لگے تجھ پر افسوس تو نہ کر کیا میں پیشاب نہیں کرتا پھر بنی اسرائیل کا قصہ بیان کیا ۱۲ منہ

الرياض النضرة في مناقب العشرة

الجزء

الامام شيخ مشايخ الفقه والحديث

ابي جعفر احمد الشهير بالمحب الطبري

رحمه الله وطيب ثراه

ابوبكر الصديق
عمر بن الخطاب ○ عثمان بن عفان
علي بن ابي طالب ○ طلحة بن عبيد الله
الزبير بن العوام ○ سعد بن ابي وقاص
سعيد بن زيد ○ عبد الرحمن بن عوف
ابو عبيدة عامر بن الجراح

الجزء الأول

حققه وعلق عليه

فضيلة الشيخ محمد مصطفى ابو العلا

امير انساعد للمعاهد الازهرية والجامعات بالازهر الشريف

حقوق الطبع بهذا الوضع محفوظة

يطلب من

مكتبة البندقية

لبنوك أم الغلام

بميدان سيدنا الحسين ت ٩٠١٥١٨

حضرت ابوبکرؓ پیغمبر اسلام سے بڑے عالم تھے

كانوا يروون بالمعنى هذا مذهب الأخفش ، وذهب الخليل إلى أن لخبر محذوف أبداً وأن التقدير لا والله إلا من ذا ، ولا والله لا يكون ذا . فحذف لكثرة الاستعمال. وأعلم أن بدار أبي بكر بالزجر والردع والفتوى واليمين على ذلك في حضرة رسول الله صلى الله عليه وسلم ، ثم يصدقه الرسول صلى الله عليه وسلم فيما قال، ويحكم بقوله — خصوصية شرف لم تكن لأحد غيره ، وقد كان يفتي في حياة رسول الله صلى الله عليه وسلم أربعة عشر من الصحابة : أبو بكر وعمر وعثمان وعلي وعبد الرحمن بن عوف وابن مسعود وعمار بن ياسر ، وأبي بن كعب ومعاذ بن جبل وحذيفة بن اليمان وزيد بن ثابت وأبو الدرداء وسلمان وأبو موسى الأشعري .

ولهذا لما قال ذلك الرجل فسألت رجالا من أهل العلم فأخبروني أن على ابني جلد مائة جلدة لم ينكر عليه رسول الله صلى الله عليه وسلم فتوى غيره في زمانه لأنها عنه صدرت وعن تعليمه أخذت ، وتمام الفتوى بحضرته على ما ذكرنا ، فلم تكن لأحد سوى أبي بكر .

وعن محمد بن كعب القرظي قال : بلغني أنه لما اشتكى أبو طالب شكواه التي قبض فيها قالت له قريش أرسل إلى ابن أخيك يرسل إليك من هذه الجنة التي ذكرها ما يكون لك شفاء ، فخرج الرسول حتى وجد رسول الله صلى الله عليه وسلم وأبو بكر جالس معه فقال يا محمد: إن عمك يقول لك إني كبير ضعيف سقيم فأرسل إلى من جنتك هذه التي تذكر من طعامها وشرابها شيئاً يكون لي فيه شفاء . فقال أبو بكر

إن الله حرمها على الكافرين ، فرجع الرسول اليهم وأخبرهم بمقالة أبى بكر فحملوا عليه بأنفسهم ، حتى أرسل رسولا من عنده فوجده الرسول فى مجلسه فقال له مثل ذلك فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم إن الله حرمها على الكافرين - خرجه فى فضائل أبى بكر وهو مرسل .

ذكر تعبيره الرؤيا بين يدى النبى صلى الله عليه وسلم وفى حال انفراده عنه وتقرير النبى صلى الله عليه وسلم تعبيره فى الحالين وأنه كان أعلم الناس بالتعبير

عن ابن عباس أن رجلا أتى النبى صلى الله عليه وسلم عند منصرفه من أحد فقال : يا رسول الله إنى رأيت فى المنام ظلة تنطف عسلا وسمنا ، والناس يتكففون فمنهم المقل ومنهم المستكثر ، ثم رأيت سبباً واصلا من السماء أخذت به فعلوت ثم أخذ به آخر بعدك فعلا ثم أخذ به آخر فانقطع ثم وصل له فعلا قال فقال أبو بكر اتركنى أعبرها يا رسول الله قال عبرها : قال أما الظلة فالإسلام وأما السمن والعسل فهو القرآن حلاوته ولينه والناس يتكففون منه فمنهم المقل ومنهم المكثر وأما السبب من السماء فهو الحق الذى أنت عليه أخذت به فعلوت ثم أخذ به آخر بعدك فعلا ثم أخذ به آخر فعلا ثم أخذ به آخر فانقطع ثم وصل له فعلا ، أصبت يا رسول الله ؟ قال أصبت بعضاً وأخطأت بعضاً ، قال أقسمت يا رسول الله لتخبرنى قال لا تقسم . أخرجاه .

وَمَا اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا

سُنَن

ابوداؤد شریف مترجم اردو

جلد اوّل

۵۲۰۱۔ احادیث نبوی صلعم کا مُستند اور گراں بہا مجموعہ
جس کو شیخ الاسلام زین المحدثین امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث نے
پانچ لاکھ احادیث نبوی صلعم کے مجموعہ سے منتخب فرمایا تھا!

ترجمہ و فوائد :۔ حضرت علامہ وحید الزماںؒ!
تعلیقات و حواشی :۔ مولانا سبحان محمود صاحب!
باہتمام :۔ محمد سعید اینڈ سنز!!

(ناشران)۔
قرآن محل مقابل لوموسا نہ فرخا کراچی

بْنُ مُعَاوِيَةَ عَنْ يَحْيَى النَّاجِيِّ عَنِ الْمُسَوَّرِ بْنِ يَزِيدَ الْمَالِكِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَحْيَى وَأَنَا قَالَ شَهِدْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِنًى أَتَى الصَّلَاةَ فَتَرَكَ شَيْئًا لَمْ يَقْرَأْهُ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ تَرَكْتَ آيَةَ كَذَا وَكَذَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلَّا ذَكَّرْتَنِيهَا قَالَ سُلَيْمَانُ فِي حَدِيثِهِ قَالَ نَسِيتُ أَرَاهَا شِيخَتْ وَقَالَ سُلَيْمَانُ قَالَ نَا يَحْيَى بْنُ كَثِيرٍ۔

میں نے نماز پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ نے پڑھنے میں کچھ آیتیں چھوڑ دیں (بھولے سے) ایک شخص (بعد نماز کے) بولا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے فلاں فلاں آیت چھوڑ دی (یعنی اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تو نے مجھے یاد کیوں نہ دلادی) اس نے کہا میں یہ سمجھا شاید ان کا پڑھنا منسوخ ہو گیا۔

ف اس حدیث سے مطلقاً امام کو بتانا درست نکلتا ہے۔

۸۹۹- حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الدِّمَشْقِيُّ نَا هِشَامُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ شُعَيْبٍ أَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْعَلَاءِ بْنِ زَبْرٍ حَ وَنَا سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى صَلَاةً فَقَرَأَ فِيهَا فَلُبِّسَ عَلَيْهِ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ لِأُبَيٍّ أَصَلَّيْتَ مَعَنَا قَالَ نَعَمْ قَالَ فَمَا مَنَعَكَ۔

یزید بن محمد، ہشام بن اسماعیل، محمد بن شعیب، عبداللہ بن علاء بن زبر، سالم بن عبداللہ، عبداللہ بن عمر سے روایت ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک نماز پڑھی باب کلام اللہ پڑھتے پڑھتے بھول گئے جب نماز سے فارغ ہوئے ابی بن کعب سے کہا تم نے میرے پیچھے نماز پڑھی تھی انہوں نے کہا ہاں آپ نے فرمایا پھر تم نے کیوں نہیں بتلایا۔

بَابُ النَّهْيِ عَنِ التَّلْقِينِ

امام کو بتانے کی ممانعت

۹۰۰- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ نَجْدَةَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ الْفِرْيَابِيُّ عَنْ يُونُسَ بْنِ أَبِي إِسْحَقَ عَنْ أَبِي إِسْحَقَ عَنِ الْحَارِثِ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَلِيُّ لَا تُفْتِحْ عَلَى الْإِمَامِ فِي الصَّلَاةِ قَالَ أَبُو دَاوُدَ أَبُو إِسْحَقَ لَمْ يَسْمَعْ مِنَ الْحَارِثِ إِلَّا أَرْبَعَةَ أَحَادِيثَ لَيْسَ هَذَا مِنْهَا۔

عبدالوہاب بن نجدہ، محمد بن یوسف، یونس بن ابواسحاق، ابواسحاق، حارث، حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ نے اے علی مت بتا امام کو نماز میں، کہا ابوداؤد نے ابواسحاق نے حارث سے نہیں سنیں مگر چار حدیثیں یہ حدیث ان میں سے نہیں ہے تو یہ حدیث منقطع ٹھہری دوسرے کہ حارث اعور ضعیف ہے شعبی نے کہا وہ جھوٹا ہے یعلیٰ نے کہا رافضی تھا۔

بَابُ الِالْتِفَاتِ فِي الصَّلَاةِ

نماز میں گردن موڑ کر دیکھنا ادھر ادھر مکروہ ہے

۹۰۱- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ نَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ سَمِعْتُ بِالْأَحْوَصِ يُحَدِّثُ أَبَا مَخْزُومٍ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ قَالَ قَالَ

احمد بن صالح، ابن وہب، یونس، ابن شہاب ابوالاحوص، سعید بن مسیب، ابوذر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمیشہ اللہ جل جلالہ

وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا

رسول اللہ جو کچھ تم کو دیں اس کو لے لو اور جس سے منع کریں اس سے باز آجاؤ!

صحیح بخاری شریف مترجم

جلد سوم

۷۲۷۵ احادیث نبوی کا بیش بہا خزانہ

جس کو ابو عبداللہ امام بخاریؒ نے جمع کر کے مسلمانانِ عالم پر احسان عظیم فرمایا ہے

ترجمہ و فوائد از قرآن و حدیث شریف سے

(از)

(۱) مولانا امجد العلی صاحب (۲) مولانا ابو الفتح صاحب

(۳) مولانا سبحان محمود صاحب (۴) مولانا قاری امجد صاحب

ناشران: محمد سعید اینڈ سنز تاجران کتب قرآن محل مقابل مولوی مسافر خانہ کراچی

بِيَدِهِ لِكُوَارٍ "تَصْيِيًا مِنَ الْإِبِلِ فِي عُقُلِهَا ۔

باب ۱۶ سُنَّةِ النَّزِلَةِ عَلَى الدَّآبَّةِ ۔

۲۷ - حَدَّثَنَا حَبَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ اَخْبَرَنِي اَبُوْ اِيَاسٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مُغَفَّلٍ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ وَهُوَ يَقْرَأُ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ سُوْرَةَ الْفَتْحِ ۔

موئے اونٹ سے زیادہ جلد نکل بھاگنے والا ہے ۔

سواری پر قرآن شریف پڑھنے کا بیان ۔

حجاج بن منہال، شعبہ، ابو ایاس، عبداللہ بن مغفل رضہ سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے بیان کیا، کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فتح مکہ کے دن دیکھا، کہ وہ اپنی سواری پر سورت فتح پڑھ رہے تھے ۔

باب ۱۷ تَعْلِيْمِ الصِّبْيَانِ الْقُرْاٰنَ ۔

۲۸ - حَدَّثَنِي مُوْسٰى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ اَبِيْ بِشْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ اِبْنُ الَّذِيْ تَدْعُوْنَهُ الْمُفَصَّلَ هُوَ الْمُحْكَمُ قَالَ وَقَالَ اِبْنُ عَبَّاسٍ تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا اِبْنُ عَشْرِ سِنِيْنَ وَقَدْ قَرَاْتُ الْمُحْكَمَ ۔

بچوں کو قرآن شریف پڑھانے کا بیان ۔

موسیٰ بن اسمٰعیل، ابو عوانہ، ابو بشر، سعید بن جبیر رضہ سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے بیان کیا، کہ جن سورتوں کو تم مفصل کہتے ہو وہ محکم ہیں سعید کہتے ہیں، کہ حضرت ابن عباس رضہ نے فرمایا، کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت میں دس برس کا تھا، اور محکم سورتیں پڑھ چکا تھا ۔

۲۹ - حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ اَخْبَرَنَا اَبُوْ بِشْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ جَمَعْتُ الْمُحْكَمَ فِيْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لَهٗ وَمَا الْمُحْكَمُ قَالَ الْمُفَصَّلُ ۔

یعقوب بن ابراہیم، ہشیم، ابو بشر، سعید بن جبیر سے روایت کرتے ہیں، کہ ابن عباس فرماتے تھے، کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں محکم سورتیں یاد کر چکا تھا، (سعید کہتے ہیں) میں نے ابن عباس سے پوچھا، محکم کیا ہے، انہوں نے کہا محکم مفصل کو کہتے ہیں ۔

باب ۱۸ نِسْيَانِ الْقُرْاٰنِ وَهَلْ يَقُوْلُ نَسِيْتُ اٰيَةَ كَذَا وَكَذَا وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰى اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ۔

قرآن شریف بھول جانا، اور یہ کہنا، کہ میں فلاں فلاں آیت بھول گیا (جائز نہیں) کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، جلدی ہم تجھے پڑھائیں گے، پھر تو ہرگز نہ بھولے گا، مگر جو اللہ چاہے گا ۔

۳۰ - حَدَّثَنَا رَبِيْعُ بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنَا زَائِدَةُ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَآئِشَةَ رض قَالَتْ سَمِعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا يَقْرَاُ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ يَرْحَمُهُ اللّٰهُ لَقَدْ اَذْكَرَنِيْ كَذَا وَكَذَا اٰيَةً مِّنْ سُوْرَةِ كَذَا ۔

ربیع بن یحییٰ، زائدہ، ہشام، عروہ، حضرت عائشہ رضہ سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے بیان کیا، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو مسجد میں قرآن پڑھتے ہوئے سنا، تو آپ نے فرمایا، اللہ اس شخص پر رحم کرے، کہ اس نے مجھے فلاں فلاں آیت فلاں فلاں سورت کی یاد دلادی ۔

۳۱ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ بْنِ مَيْمُوْنٍ حَدَّثَنَا عِيْسٰى عَنْ هِشَامٍ وَّقَالَ اَسْقَطْتُهُنَّ مِنْ سُوْرَةِ كَذَا تَابَعَهٗ عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ وَّعَبْدَةُ عَنْ هِشَامٍ ۔

محمد بن عبید بن میمون، عیسیٰ سے روایت کرتے ہیں، کہ ہشام نے کہا، مجھے وہ آیت یاد دلادی جو کہ میں فلاں فلاں سورت سے بھلا دیا گیا تھا، محمد بن عبید کی، علی بن مسہر اور عبدہ نے متابعت کی ہے ۔

رسول پاک نماز میں آیتیں پڑھنا بھول گئے (العیاذ باللہ)

وَمَا اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا

رسول اللہ جو کچھ تم کو دیں اس کو لے لو اور جس سے منع کریں اس سے باز آجاؤ!

صحیح بخاری شریف

مترجم

جلد سوم

۷۲۷۵ احادیث نبوی کا بیش بہا خزانہ

جس کو ابو عبداللہ امام بخاریؒ نے جمع کر کے مسلمانانِ عالم پر احسان عظیم فرمایا ہے

ترجمہ، فوائد اور ضروری تشریحات

(از)

(۱) مولانا امجد العلی صاحب (۲) مولانا ابوالفتح صاحب

(۳) مولانا سبحان محمود صاحب (۴) مولانا قاری احمد صاحب

ناشران: محمد سعید اینڈ سنز تاجران کتب قرآن محل مقابل عوامی مسلم فرخانہ کراچی

۲۳۶- حدثنا سُلَيْمَانُ ابْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَنَسِ بْنِ سِيرِينَ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ قَالَ طَلَّقَ ابْنُ عُمَرَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ فَذَكَرَ عُمَرُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِيُرَاجِعْهَا قُلْتُ تُحْتَسَبُ ؟ قَالَ فَمَهْ وَعَنْ قَتَادَةَ عَنْ يُونُسَ ابْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ مُرْهُ فَلْيُرَاجِعْهَا قُلْتُ تُحْتَسَبُ قَالَ أَرَأَيْتَ إِنْ عَجَزَ وَاسْتَحْمَقَ وَقَالَ أَبُو مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ حُسِبَتْ عَلَيَّ بِتَطْلِيقَةٍ ۔

سلیمان بن حرب، شعبہ، انس بن سیرین، ابن عمر سے روایت کرتے ہیں، کہ انہوں نے اپنی بیوی کو حالت حیض میں طلاق دیدی حضرت عمرؓ نے آنحضرت سے اس کا تذکرہ کیا۔ آپ نے فرمایا۔ وہ اپنی بیوی سے رجوع کرے میں نے کہا، کیا وہ طلاق شمار ہوگی؟ آپ نے فرمایا کیوں نہیں؟ اور قتادہ نے بواسطہ یونس، ابن جبیر، ابن عمر سے روایت کی، آپ نے فرمایا کہ اس کو اس سے رجوع کر لینے کا حکم دو، میں نے کہا وہ طلاق شمار کی جائے گی، آپ نے فرمایا اگر کوئی شخص عاجز ہو اور حمق ہو گیا ہو (تو کیا طلاق نہ ہوگی) ابو معمر عبدالوارث، ایوب، سعید بن جبیر، ابن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں، کہ مجھ پر ایک طلاق شمار کی گئی ۔

باب ۱۵۸ مَنْ طَلَّقَ، وَهَلْ يُوَاجِهُ الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ بِالطَّلَاقِ ۔

اس شخص کا بیان جو طلاق دے، اور کیا یہ ضروری ہے کہ مرد اپنی بیوی کی طرف طلاق دیتے وقت متوجہ ہو

۲۳۷- حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ سَأَلْتُ الزُّهْرِيَّ ۔ أَيُّ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَعَاذَتْ مِنْهُ ؟ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ ابْنَةَ الْجَوْنِ لَمَّا أُدْخِلَتْ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَدَنَا مِنْهَا قَالَتْ أَعُوذُ بِاللهِ مِنْكَ، فَقَالَ لَهَا : لَقَدْ عُذْتِ بِعَظِيمٍ الْحَقِي بِأَهْلِكِ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ سَمَّاهُ حَجَّاجُ بْنُ أَبِي مَنِيعٍ عَنْ جَدِّهِ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَنَّ عُرْوَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ ۔

حمیدی، ولید، اوزاعی بیان کرتے ہیں، میں نے زہری سے پوچھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی کونسی بیوی نے آپ سے پناہ مانگی تھی، انہوں نے کہا، کہ مجھ سے عروہ نے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی، کہ جون کی بیٹی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائی گئی، اور آپ اس کے قریب پہنچے تو اس نے کہا، میں تجھ سے اللہ کی پناہ مانگتی ہوں آپ نے اس سے فرمایا۔ تو نے بہت بڑے کی پناہ مانگی ہے، اس لئے تو اپنے رشتہ داروں میں چلی جا، امام بخاری نے کہا اس کو حجاج بن ابی منیع نے اپنے دادا سے انہوں نے زہری سے زہری نے عروہ سے روایت کی کہ حضرت عائشہ نے فرمایا ۔

۲۳۸- حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ غَسِيلٍ عَنْ حَمْزَةَ بْنِ أَبِي أُسَيْدٍ عَنْ أَبِي أُسَيْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ : خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى انْطَلَقْنَا إِلَى حَائِطٍ يُقَالُ لَهُ الشَّوْطُ حَتَّى انْتَهَيْنَا إِلَى حَائِطَيْنِ فَجَلَسْنَا بَيْنَهُمَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : اجْلِسُوا هَهُنَا وَدَخَلَ وَقَدْ أُتِيَ بِالْجُونِيَّةِ فَأُنْزِلَتْ فِي بَيْتٍ فِي نَخْلٍ فِي بَيْتِ أُمَيْمَةَ بِنْتِ النُّعْمَانِ

ابو نعیم، عبدالرحمن بن غسیل، حمزہ بن ابی امید، ابو سید رضؓ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکل کر ایک باغ کے پاس پہنچے، جس کو شوط کہا جاتا تھا، جب ہم اس کی دو دیواروں کے درمیان پہنچے، تو ہم وہاں بیٹھ گئے، آپ نے فرمایا یہیں بیٹھے رہو، آپ اندر تشریف لے گئے، وہاں جونیہ لائی گئی، اور امیمہ بنت نعمان بن شراحیل کے کھجور کے گھر میں اتاری گئی، اور اس کے ساتھ ایک نگرانی کرنے والی دایہ تھی، جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کے قریب پہنچے، تو

بْنِ شَرَاحِيلَ وَمَعَهَا دَايَتُهَا حَاضِنَةٌ لَهَا، فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: هَبِي نَفْسَكِ لِي قَالَتْ وَهَلْ تَرْقَبُ الْمَلِكَةُ نَفْسَهَا لِلسُّوقَةِ؟ قَالَ فَأَهْوَى بِيَدِهِ يَضَعُ يَدَهُ عَلَيْهَا لِتَسْكُنَ فَقَالَتْ أَعُوذُ بِاللهِ مِنْكَ فَقَالَ: قَدْ عُذْتِ بِمُعَاذٍ، ثُمَّ خَرَجَ عَلَيْنَا فَقَالَ: يَا أَبَا أُسَيْدٍ اكْسُهَا رَازِقِيَّتَيْنِ وَأَلْحِقْهَا بِأَهْلِهَا. وَقَالَ الْحُسَيْنُ بْنُ الْوَلِيدِ النَّيْسَابُورِيُّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَبَّاسِ بْنِ سَهْلٍ عَنْ أَبِيهِ وَأَبِي أُسَيْدٍ قَالَا: تَزَوَّجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُمَيْمَةَ بِنْتَ شَرَاحِيلَ فَلَمَّا دَخَلَتْ عَلَيْهِ بَسَطَ يَدَهُ إِلَيْهَا فَكَأَنَّهَا كَرِهَتْ ذَلِكَ فَأَمَرَ أَبَا أُسَيْدٍ أَنْ يُجَهِّزَهَا وَيَكْسُوَهَا ثَوْبَيْنِ رَازِقِيَّيْنِ ۔

فرمایا تو اپنے آپ کو میرے حوالہ کر دے، اس نے کہا، کیا کوئی شہزادی اپنے آپ کو کسی بازاری کے حوالہ کر سکتی ہے، آپ نے اپنا ہاتھ بڑھایا تاکہ اس کے سر پر رکھ کر اسے تسکین دیں، اس نے کہا، میں تجھ سے اللہ کی پناہ چاہتی ہوں، آپ نے فرمایا تو نے ایسی ذات کی پناہ مانگی ہے، جس کی پناہ مانگی جاتی ہے پھر آپ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا اے ابواسید اس کو دو رازقی کپڑے پہنا کر اس کے گھر والوں کے پاس پہنچا دے، حسین بن ولید نیشاپوری نے بواسطہ عبدالرحمٰن، عباس بن سہل وہ اپنے والد اور ابواسید سے روایت کرتے ہیں، ان دونوں نے بیان کیا، کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے امیمہ بنت شراحیل سے نکاح کیا جب وہ آپ کے پاس لائی گئی آپ نے اپنا ہاتھ اسکی طرف بڑھایا اس نے ناپسند کیا تو آپ نے ابواسید کو حکم دیا کہ اسے سامان مہیا کرے اور دو رازقی جوڑے پہنا دے۔

۲۳۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ أَبِي الْوَزِيرِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ عَنْ حَمْزَةَ عَنْ أَبِيهِ وَعَنْ عَبَّاسِ بْنِ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ بِهَذَا ۔

عبداللہ بن محمد، ابراہیم بن ابی الوزیر، عبدالرحمٰن، حمزہ، اپنے والد، اور عباس بن سہل بن سعد اپنے والد سے اس حدیث کو روایت کرتے ہیں۔

۲۴۰۔ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا هَمَّامُ بْنُ يَحْيَى عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي غَلَّابٍ يُونُسَ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ: رَجُلٌ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ، فَقَالَ تَعْرِفُ ابْنَ عُمَرَ؟ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ فَأَتَى عُمَرُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذَلِكَ لَهُ فَأَمَرَهُ أَنْ يُرَاجِعَهَا فَإِذَا طَهُرَتْ فَأَرَادَ أَنْ يُطَلِّقَهَا فَلْيُطَلِّقْهَا قُلْتُ فَهَلْ عَدَّ ذَلِكَ طَلَاقًا قَالَ أَرَأَيْتَ إِنْ عَجَزَ وَاسْتَحْمَقَ ۔

حجاج بن منہال، ہمام بن یحییٰ، قتادہ، ابوغلاب یونس بن جبیر سے روایت کرتے ہیں، کہ میں نے ابن عمر سے پوچھا، کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو حیض کی حالت میں طلاق دی (تو اس کا کیا حکم ہے) انہوں نے کہا، تو ابن عمر کو پہچانتا ہے، ابن عمر نے اپنی بیوی کو حیض کی حالت میں طلاق دی، حضرت عمر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے، اور آپ سے یہ بیان کیا، تو آپ نے ان کو حکم دیا کہ اس سے رجوع کر لے، جب وہ پاک ہو جائے، اور طلاق دینا چاہے تو اسے طلاق دیدے، میں نے پوچھا کیا اس کو طلاق شمار کیا، انہوں نے کہا بتاؤ تو اگر کوئی شخص عاجز اور احمق ہو جائے (تو اس کا کیا علاج ہے)

وَمَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ (قرآن)

اور جس نے رسول کا حکم مانا تو یقیناً اس نے اللہ کا حکم مانا

بخاری شریف مترجم

جلد اوّل

مصنفہ

امام المحدثین ابوعبداللہ محمدؐ بن اسمٰعیل بخاری رحمہ اللہ

ترجمہ از

فاضل شہیر مولینا عبدالحکیم خاں اختر شاہجہانپوری

تصحیح و تہذیب از

سیّد حامد لطیف چشتی

ناشر

حامد اینڈ کمپنی مدینہ منزل / ۳۸ اردو بازار لاہور

رسول اللہ ؐ کے گھر میں شیطانی ساز بجائے جاتے تھے

اللہ انک قلت ھذہ لیاس من لا خلاق لہ وارسلت الی بھذہ الجبۃ فقال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تبیعھا وتصیب بھا حاجتک ؛

باب ۶۰۳ الحراب والدرق یوم العید

۹۰۰۔ حدثنا احمد قال حدثنا ابن وھب قال اخبرنی عمرو ان محمد بن عبد الرحمن الاسدی حدثہ عن عروۃ عن عائشۃ قالت دخل علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وعندی جاریتان تغنیان بغناء بعاث فاضطجع علی الفراش وحول وجھہ فدخل ابوبکر فانتھرنی وقال مزمارۃ الشیطان عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاقبل علیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال دعھما فلما غفل غمزتھما فخرجتا وکان یوم عید یلعب السودان بالدرق والحراب فاما سالت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واما قال تشتھین تنظرین فقلت نعم فاقامنی وراءہ خدی علی خدہ وھو یقول دونکم یا بنی ارفدۃ حتی اذا ملت قال لی حسبک قلت نعم قال فاذھبی ؛

باب ۶۰۴ سنۃ العید لاھل الاسلام ؛

۹۰۱۔ حدثنا حجاج قال حدثنا شعبۃ اخبرنی زبید قال سمعت الشعبی عن البراء قال سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یخطب فقال ان اول ما ننبدا من یومنا ھذا ان نصلی ثم نرجع فننحر فمن فعل فقد اصاب سنتنا ؛

۹۰۲۔ حدثنا عبیدۃ بن اسمعیل قال حدثنا ابو اسامۃ عن ھشام عن ابیہ عن عائشۃ قالت دخل ابوبکر وعندی جاریتان من جواری الانصار تغنیان بما تقاولت الانصار یوم بعاث قالت ولیستا بمغنیتین فقال ابوبکر امزامیر الشیطان فی بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا ابابکر ان لکل قوم عیدا وھذا

ہے جس کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں (لیکن) آپ نے یہ میرے پاس بھیج دیا تو ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے بیچ کر اپنی ضروریات پوری کر لو،

عید کے دن ڈھالوں اور برچھیوں سے کھیلنا ؛

سیدہ عائشہ روایت کرتی ہیں میرے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور میرے ہاں دو لڑکیاں جنگ بعاث کے متعلق گیت الاپ رہی تھیں آپ بستر پر لیٹ گئے اور اپنا منہ پھیر لیا ابوبکر آئے تو مجھے ڈانٹا اور فرمایا یہ شیطانی ساز اور پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں آپ نے فرمایا جانے دو، جب ابوبکر دوسری جانب متوجہ ہوئے تو میں نے ان دونوں لونڈیوں کو چلے جانے کا اشارہ کیا وہ چلی گئیں عید کے دن حبشی ڈھالوں اور برچھیوں سے کھیلتے تھے یا تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا یا پھر آپ نے فرمایا کیا تماشہ دیکھنے کا ارادہ ہے میں بولی ہاں، تو آپ نے مجھے اپنے پیچھے کھڑا کر لیا میرا رخسار آپ کے دوش پر تھا، آپ نے فرمایا اے بنی ارفدہ تماشہ دکھاؤ یہاں تک کہ جب دل بھر گیا تو آپ نے فرمایا بس! میں نے کہا ہی ہاں فرمایا تو چلی جاؤ،

مسلمانوں کے لیے عید کا طریقہ ؛

براء رضی اللہ عنہ [illegible] روایت کرتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دیتے ہوئے سنا آپ نے فرمایا پہلی بات جس سے ہم آج کے دن کی ابتداء کریں وہ یہ کہ نماز پڑھیں پھر گھر لوٹیں اور قربانی کریں اور جس نے اس طرح کیا تو اس نے میرے طریقے کی پیروی کی،

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا [illegible] کرتی ہیں ابوبکر میرے گھر آئے میرے پاس دو انصار [illegible] کاب بعاث کے (زمانہ) شعر پڑھ رہی تھیں اور یہ لڑکیاں پیشہ گانے والیاں نہ تھیں ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ شیطانی ساز اور پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں اور وہ عید کا دن تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر قوم کی عید ہوتی ہے

وَمَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ (قرآن)

اور جس نے رسول کا حکم مانا تو یقیناً اس نے اللہ کا حکم مانا

بخاری شریف مترجم

جلد اوّل

مصنفہ

امام المحدثین ابوعبداللہ محمدؐ بن اسمٰعیل بخاری رحمہ اللہ

ترجمہ از

فاضل شہیر مولینا عبدالحکیم خاں اختر شاہجہانپوری

تصحیح و تہذیب از

سیّد حامد لطیف چشتی

ناشر

حامد اینڈ کمپنی مدینہ منزل / ۳۸ اردو بازار لاہور

بِيَدِهِ ضَرْبَةً عَلَى الْأَرْضِ ثُمَّ نَفَضَهَا ثُمَّ مَسَحَ بِهَا ظَهْرَ كَفِّهِ بِشِمَالِهِ أَوْ ظَهْرَ شِمَالِهِ بِكَفِّهِ ثُمَّ مَسَحَ بِهِمَا وَجْهَهُ فَقَالَ عَبْدُ اللهِ أَلَمْ تَرَ عُمَرَ لَمْ يَقْنَعْ بِقَوْلِ عَمَّارٍ وَزَادَ يَعْلَى عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ شَقِيقٍ قَالَ كُنْتُ مَعَ عَبْدِ اللهِ وَأَبِي مُوسَى فَقَالَ أَبُو مُوسَى أَلَمْ تَسْمَعْ قَوْلَ عَمَّارٍ لِعُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَنِي أَنَا وَأَنْتَ فَأَجْنَبْتُ فَتَمَعَّكْتُ بِالصَّعِيدِ فَأَتَيْنَا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْنَاهُ فَقَالَ إِنَّمَا كَانَ يَكْفِيكَ هَكَذَا وَمَسَحَ وَجْهَهُ وَكَفَّيْهِ وَاحِدَةً ۞

تھا اور آپ نے اپنا ہاتھ زمین پر مارا پھر اسے جھاڑ دیا پھر بایاں ہاتھ دائیں ہاتھ کی پشت سے ملا اور داہنے ہاتھ سے بائیں ہاتھ کی پشت کو پھر اپنے منہ پر دونوں ہاتھوں سے مسح کیا، عبداللہ بن مسعود نے کہا آپ کو معلوم نہیں کہ حضرت عمر نے عمار کے اس قول پر قناعت نہیں کی یعلی نے اعمش کے حوالے سے شقیق نے اتنی زیادہ روایت کی کہ شقیق نے کہا میں عبداللہ بن مسعود اور ابوموسیٰ اشعری کے پاس تھا ابوموسیٰ نے عبداللہ سے کہا کیا آپ نے عمار کا وہ قول جو انہوں نے عمر سے بیان کیا تھا نہیں سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایک مہم پر بھیجا مجھے جنابت لاحق ہوگئی میں مٹی میں لوٹ گیا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے آپ کو بتایا تو فرمایا تم

بَابٌ ۲۴۱

۳۳۸ - حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ أَنَا عَبْدُ اللهِ قَالَ أَخْبَرَنَا عَوْفٌ عَنْ أَبِي رَجَاءٍ قَالَ ثَنَا عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ الْخُزَاعِيُّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى رَجُلًا مُعْتَزِلًا لَمْ يُصَلِّ فِي الْقَوْمِ فَقَالَ يَا فُلَانُ مَا مَنَعَكَ أَنْ تُصَلِّيَ فِي الْقَوْمِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ أَصَابَتْنِي جَنَابَةٌ وَلَا مَاءَ قَالَ عَلَيْكَ بِالصَّعِيدِ فَإِنَّهُ يَكْفِيكَ ۞

باب ۲۴۱ جنابت کے لیے تیمم

عمران بن حصین روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو کونے میں بیٹھا ہوا دیکھا کہ اس نے لوگوں کے ساتھ نماز ادا نہیں کی تو آپ نے فرمایا اے فلاں تمہیں لوگوں کے ساتھ نماز پڑھنے سے کس چیز نے روک دیا؟ عرض کیا یا رسول اللہ مجھے جنابت لاحق ہوگئی اور پانی نہیں مل رہا، فرمایا تمہارے لیے مٹی (سے تیمم کر لینا) کافی ہے۔

كِتَابُ الصَّلٰوةِ

نماز کا بیان

بَابٌ ۲۴۲ كَيْفَ فُرِضَتِ الصَّلٰوةُ فِي الْإِسْرَاءِ

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ حَدَّثَنِي أَبُو سُفْيَانَ بْنُ حَرْبٍ فِي حَدِيثِ هِرَقْلَ فَقَالَ يَأْمُرُنَا يَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالصَّلٰوةِ وَالصِّدْقِ وَالْعَفَافِ ۞

۳۳۹ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ ثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ أَبُو ذَرٍّ يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فُرِجَ عَنْ سَقْفِ بَيْتِي وَأَنَا بِمَكَّةَ فَنَزَلَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَفَرَجَ صَدْرِي ثُمَّ غَسَلَهُ بِمَاءِ زَمْزَمَ ثُمَّ جَاءَ بِطَسْتٍ مِنْ

معراج میں نماز کس طرح فرض ہوئی، ابن عباس فرماتے ہیں مجھ سے ابوسفیان بن حرب نے ہرقل کی حدیث میں بیان کیا کہ وہ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں نماز پڑھنے، سچ بولنے اور حرام سے بچے رہنے کا حکم دیتے ہیں ۞

انس بن مالک روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں مکہ میں تھا میرے گھر کی چھت شق ہوئی پھر حضرت جبرائیل اترے میرا سینہ چیر کر اسے آب زم زم سے دھویا گیا پھر ایک طشت سونے کا حکمت و ایمان سے بھرا ہوا لاکر میرے سینے میں ڈال دیا، پھر سینہ بند کر دیا پھر میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے آسمانوں پر لے گئے جب میں آسمان دنیا

أَبِي حَازِمٍ وَالدَّارَوَرْدِيِّ عَنْ يَزِيدَ بِهٰذَا وَقَالَ نُغْلٌ مِنْهُ أُمِّ دِمَاغِهِ ۔

بَاب ۴۵۵ حَدِيثِ الْإِسْرَاءِ وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصٰى ۔

۱۰۶۷۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَمَّا كَذَّبَنِي قُرَيْشٌ قُمْتُ فِي الْحِجْرِ فَجَلَا اللّٰهُ لِي بَيْتَ الْمَقْدِسِ فَطَفِقْتُ أُخْبِرُهُمْ عَنْ آيَاتِهٖ وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَيْهِ ۔

بَاب ۴۵۶ الْمِعْرَاجِ ۔

۱۰۶۸۔ حَدَّثَنَا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا هَمَّامُ بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ صَعْصَعَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَهُمْ عَنْ لَيْلَةِ أُسْرِيَ بِهٖ بَيْنَمَا أَنَا فِي الْحَطِيمِ وَرُبَّمَا قَالَ فِي الْحِجْرِ مُضْطَجِعًا إِذْ أَتَانِي آتٍ فَقَدَّ قَالَ وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ فَشَقَّ مَا بَيْنَ هٰذِهٖ إِلٰى هٰذِهٖ فَقُلْتُ لِلْجَارُودِ وَهُوَ إِلٰى جَنْبِي مَا يَعْنِي بِهٖ قَالَ مِنْ ثُغْرَةِ نَحْرِهٖ إِلٰى شِعْرَتِهٖ وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ مِنْ قَصِّهٖ إِلٰى شِعْرَتِهٖ فَاسْتَخْرَجَ قَلْبِي ثُمَّ أُتِيتُ بِطَسْتٍ مِنْ ذَهَبٍ مَمْلُوءَةٍ إِيمَانًا فَغُسِلَ قَلْبِي ثُمَّ حُشِيَ ثُمَّ أُتِيتُ بِدَابَّةٍ دُونَ الْبَغْلِ وَفَوْقَ الْحِمَارِ أَبْيَضَ فَقَالَ لَهُ الْجَارُودُ هُوَ الْبُرَاقُ يَا أَبَا حَمْزَةَ قَالَ أَنَسٌ نَعَمْ يَضَعُ خَطْوَهُ عِنْدَ أَقْصٰى طَرْفِهٖ فَحُمِلْتُ عَلَيْهِ فَانْطَلَقَ بِي جِبْرِيلُ حَتّٰى أَتَى السَّمَاءَ

سے اسی طرح روایت کرتے ہیں رفرق یہ ہے کہ (اس روایت میں ہے کہ بجائے دماغ کے) جو کھولنے لگے گا۔

شب اسرا کی حدیث، اور آیت قرآنی پاک ہے وہ ذات جو راتوں رات اپنے بندے (محمدؐ) کو مسجد حرام سے مسجد اقصےٰ تک لے گئی" کا بیان۔

یحییٰ بن بکیر لیث، عقیل، ابن شہاب، ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن، حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا، کہ (معراج کے سلسلہ میں) جب قریش نے میری تکذیب کی، تو میں حجر میں کھڑا ہو گیا پس اللہ تعالےٰ نے میرے سامنے بیت المقدس کو منکشف فرما دیا سو میں قریش کو اس کی علامتیں بتانے لگا اور بیت المقدس میری نظروں کے سامنے تھا۔

معراج کا بیان۔

ہدبہ بن خالد، ہمام بن یحییٰ، قتادہ، حضرت انس بن مالک، مالک بن صعصعہ رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کے سامنے شب اسرا (معراج) کا واقعہ اس طرح بیان فرمایا، کہ میں حطیم میں اور کبھی حطیم کی جگہ حجر کہا، لیٹا تھا کہ ایک آنے والا میرے پاس آیا، پس اس نے (میرا سینہ) یہاں سے وہاں تک چاک کر ڈالا (راوی کہتا ہے) کہ میں نے جارود سے جو میرے پہلو میں تھے پوچھا، یہاں سے یہاں تک کا کیا مطلب ہے؟ انہوں نے کہا، کہ حلقوم سے زیر ناف تک تو اس نے میرا قلب نکالا، پھر ایمان سے لبریز سونے کا ایک طشت میرے پاس لایا گیا، پس میرا دل دھویا گیا، پھر (وہیں) رکھ دیا گیا، پھر میرے پاس خچر سے چھوٹا اور گدھے سے بڑا ایک سفید جانور لایا گیا، جارود نے حضرت انس سے پوچھا، کہ اے ابوحمزہ وہ براق تھا، تو انس رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں! وہ اپنے منتہائے نظر پر اپنا قدم رکھتا تھا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ، مجھے اس پر سوار کر دیا گیا، اور وہ مجھے لے کر اڑا حتیٰ کہ آسمان دنیا پر آیا، تو (اس کا دروازہ) کھلوانا چاہا، پوچھا گیا کون ہے؟ کہا جبریل، پوچھا تمہارے ساتھ کون ہے؟ کہا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پوچھا کیا انہیں

رسول اکرمؐ نے بھول کر چار رکعتی نماز دو رکعت پڑھادی

۷۷۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَيُّوبَ بْنِ أَبِي تَمِيمَةَ السَّخْتِيَانِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْصَرَفَ مِنَ اثْنَتَيْنِ فَقَالَ لَهُ ذُو الْيَدَيْنِ أَقَصُرَتِ الصَّلَاةُ أَمْ نَسِيتَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصَدَقَ ذُو الْيَدَيْنِ فَقَالَ النَّاسُ نَعَمْ فَقَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى اثْنَتَيْنِ أُخْرَيَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ كَبَّرَ فَسَجَدَ مِثْلَ سُجُودِهِ أَوْ أَطْوَلَ ۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو رکعت نماز پڑھ کر فارغ ہوئے تو ذوالیدین نے آپ سے عرض کیا کیا نماز کم کر دی گئی ہے؟ یا آپ بھول گئے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسروں سے فرمایا ذوالیدین درست کہتے ہیں لوگ بولے ہاں پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو گئے اور دو رکعتیں اور پڑھ لیں پھر سلام پھیر کر پھر اللہ اکبر کہا اور (معمول کے مطابق) اپنے سجدے کی طرح سجدہ کیا یا اس سے ذرا لمبا کیا۔

۷۷۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ رَكْعَتَيْنِ فَقِيلَ قَدْ صَلَّيْتَ رَكْعَتَيْنِ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی دو رکعتیں پڑھیں تو کہا گیا آپ نے دو رکعتیں پڑھی ہیں پس آپ نے (اور) دو رکعتیں پڑھ لیں پھر سلام پھیر کر آپ نے (سہو کے) دو سجدے کئے۔

بَابٌ ۴۶ إِذَا بَكَى الْإِمَامُ فِي الصَّلَاةِ وَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ شَدَّادٍ سَمِعْتُ نَشِيجَ عُمَرَ وَأَنَا فِي الصُّفُوفِ يَقْرَأُ إِنَّمَا أَشْكُو بَثِّي وَحُزْنِي إِلَى اللّٰهِ ۔

۷۷۲۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي مَرَضِهِ مُرُوا أَبَا بَكْرٍ يُصَلِّي بِالنَّاسِ قَالَتْ عَائِشَةُ قُلْتُ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ إِذَا قَامَ فِي مَقَامِكَ لَمْ يُسْمِعِ النَّاسَ مِنَ الْبُكَاءِ فَمُرْ عُمَرَ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ فَقَالَ مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ فَقُلْتُ لِحَفْصَةَ قُولِي لَهُ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ إِذَا قَامَ فِي مَقَامِكَ لَمْ يُسْمِعِ النَّاسَ مِنَ الْبُكَاءِ فَمُرْ عُمَرَ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ فَفَعَلَتْ حَفْصَةُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَهْ إِنَّكُنَّ لَأَنْتُنَّ صَوَاحِبُ يُوسُفَ مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ لِلنَّاسِ

جب امام نماز میں رو دے، عبداللہ بن شداد کہتے ہیں میں نے عمر کے رونے کی آواز سنی جبکہ میں بالکل پچھلی صفوں میں تھا وہ انما اشکو بثی وحزنی الی اللہ ۔ کی تلاوت کر رہے تھے۔

ام المؤمنین عائشہ روایت کرتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیماری کے دوران فرمایا ابوبکر سے کہو وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں عائشہ کہتی ہیں میں نے آپ سے کہا ابوبکر جب آپ کی جگہ پر کھڑے ہوں گے تو رونے کے باعث لوگوں کو (اپنی قرأت) نہ سنا سکیں گے لہذا آپ عمر کو حکم دیجئے کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں پھر آپ نے فرمایا ابوبکر سے کہو وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں عائشہ کہتی ہیں میں نے حفصہ سے کہا تم حضور سے کہو کہ ابوبکر جب آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو رونے کے باعث لوگوں کو اپنی قرأت کی آواز نہیں سنا سکیں گے لہذا آپ عمر کو حکم دیں کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں حفصہ نے اس طرح کہا اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم یوسف (کو بہکانے) والی عورتیں ہو ابوبکر سے کہو وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں

وَمَا اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا

سُنَن

اَبُوْدَاوٗد شَرِیف مترجم اُردو

جلد اوّل

۵۲۰۱۔ احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا مُستند اور گراں بہا مجموعہ جس کو شیخ الاسلام زین المحدثین امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث نے پانچ لاکھ احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مجموعہ سے منتخب فرمایا تھا!

ترجمہ و فوائد:۔ حضرت علامہ وحید الزمانؒ!

تعلیقات و حواشی:۔ مولانا سبحان محمود صاحب!

باہتمام:۔ محمد سعید اینڈ سنز!!

(ناشران)۔

قرآن محل مقابل لوسی موسیٰ فرخانہ کراچی

زَيْدًا عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِحْدٰى صَلَاتَيِ الْعَشِيِّ الظُّهْرَ اَوِ الْعَصْرَ قَالَ فَصَلّٰى بِنَا رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ قَامَ اِلٰى خَشَبَةٍ فِيْ مُقَدَّمِ الْمَسْجِدِ فَوَضَعَ يَدَيْهِ عَلَيْهَا اَحَدُهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى يُعْرَفُ فِيْ وَجْهِهِ الْغَضَبُ ثُمَّ خَرَجَ سَرَعَانُ النَّاسِ وَهُمْ يَقُوْلُوْنَ قَصُرَتِ الصَّلٰوةُ قَصُرَتِ الصَّلٰوةُ وَفِي النَّاسِ اَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ فَهَابَا اَنْ يُكَلِّمَاهُ فَقَامَ رَجُلٌ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَمِّيْهِ ذَا الْيَدَيْنِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنَسِيْتَ اَمْ قَصُرَتِ الصَّلٰوةُ قَالَ لَمْ اَنْسَ وَلَمْ تُقْصَرِ الصَّلٰوةُ قَالَ بَلْ نَسِيْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَاَقْبَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْقَوْمِ فَقَالَ اَصَدَقَ ذُو الْيَدَيْنِ فَاَوْمَاُوْا اَيْ نَعَمْ فَرَجَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى مَقَامِهِ فَصَلّٰى اثْنَتَيْنِ الْبَاقِيَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ كَبَّرَ وَسَجَدَ مِثْلَ سُجُوْدِهِ اَوْ اَطْوَلَ ثُمَّ رَفَعَ وَكَبَّرَ ثُمَّ كَبَّرَ وَسَجَدَ مِثْلَ سُجُوْدِهِ اَوْ اَطْوَلَ ثُمَّ رَفَعَ وَكَبَّرَ قَالَ فَقِيْلَ لِمُحَمَّدٍ سَلَّمَ فِي السَّهْوِ فَقَالَ لَمْ اُحَفِّظْهُ مِنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ وَلٰكِنْ نُبِّئْتُ اَنَّ عِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ قَالَ ثُمَّ سَلَّمَ ۔

۹۹۶ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ مُحَمَّدٍ بِاِسْنَادِهِ وَحَدِيْثِ حَمَّادٍ اَتَمُّ قَالَ ثُمَّ صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَقُوْلَ بَدَلَ وَلَمْ يَقُلْ اَوْ مَا قَالَ فَقَالَ النَّاسُ نَعَمْ قَالَ ثُمَّ رَفَعَ وَلَمْ يَقُلْ وَكَبَّرَ ثُمَّ كَبَّرَ وَسَجَدَ مِثْلَ سُجُوْدِهِ اَوْ اَطْوَلَ ثُمَّ رَفَعَ وَثُمَّ حَدِيْثُهُ لَمْ يَذْكُرْ مَا بَعْدَهُ وَلَمْ يُسَمِّ قَالَ اَوْ مَا قَالَ اِلَّا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ ۔

۹۹۷ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ نَا بِشْرٌ يَعْنِي ابَا الْفَضْلِ نَا سَلَمَةُ يَعْنِي ابْنَ عَلْقَمَةَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ

سے روایت ہے، کہ رسول اللہ صلعم نے ان دونوں نمازوں میں سے جو دوپہر ڈھلنے کے بعد پڑھی جاتی ہیں یعنی ظہر اور عصر میں سے کوئی نماز پڑھائی مگر دو رکعتیں پڑھ کر سلام پھیر دیا آپ ایک لکڑی کی طرف جو مسجد کے آگے لگی گئی تھی اور دونوں ہاتھ اس پر رکھے آپ کے چہرے سے اس وقت غصہ معلوم ہوتا تھا جو لوگ جلد باز تھے وہ اور مسجد کے دروازوں سے نکل کر چل دیئے (جلد باز سے مراد یہ ہے کہ سلام پھیرتے ہی چلے جاتے تھے بعد نماز کے ذکر الٰہی اور دعا کے لئے مسجد میں نہیں ٹھہرتے تھے) اور باقی لوگ کہنے لگے نماز کم ہو گئی کم ہو گئی (ہمارے چار رکعتوں کے دو ہی رکعتیں رہ گئیں) ان لوگوں میں ابوبکر اور عمر بھی تھے وہ دونوں آپ کے ڈر سے آنحضرت سے عرض نہ کر سکے (کیونکہ اس وقت آپ غصے میں تھے) ایک شخص کھڑا ہوا جس کو آپ ذوالیدین کہتے تھے (یعنی لمبے ہاتھ والا اس کے ہاتھ بڑے بڑے تھے اس واسطے یہ اس کا نام ہو گیا اور وہ بولا یا رسول اللہ آپ بھول گئے یا نماز کم ہو گئی آپ نے فرمایا نہ میں بھولا نہ نماز کم ہو گئی وہ بولا آپ بھول گئے یا رسول اللہ اس وقت آپ لوگوں کی طرف مخاطب ہوئے اور پوچھا ذوالیدین سچ کہتا ہے لوگوں نے اشارے سے کہا ہاں آپ پھر اپنی جگہ پر آئے اور دو رکعتیں جو باقی رہ گئی تھیں پڑھیں پھر سلام پھیرا بعد اس کے اللہ اکبر کہا اور سجدہ کیا مانند اور سجدوں کے یا کچھ لمبا پھر سر اٹھایا اور اللہ اکبر کہا اور دوسرا سجدہ کیا مانند اور سجدوں کی یا کچھ لمبا پھر سر اٹھایا اللہ اکبر کہہ کر کہی۔ نے پوچھا محمد بن سیرین سے جو اس حدیث کے راوی ہیں کیا سجدہ سہو کے بعد سلام پھیرا تھا؟ کہا میں نہیں جانتا مجھ کو یہ حدیث ابوہریرہ سے نہیں پہنچی لیکن مجھ کو خبر دی ہے عمران بن حصین نے کہ سلام پھیرا تھا۔

روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ آپ نے نماز پڑھی لفظ بنا اور فاوموا نہیں کہا پھر آپ نے سر اٹھایا اور یہ نہیں کہا کہ آپ نے اللہ اکبر کہا پھر اللہ اکبر کہا اور سجدہ کیا مانند اور سجدوں کے یا کچھ لمبا پھر سر اٹھایا۔ پھر حدیث پوری کہی اس کے بعد کا مضمون کچھ نہیں بیان کیا اور اشارے کا ذکر کسی نے نہیں کیا سوا حماد بن زید کے۔

مسدد۔ بشر۔ سلمہ۔ محمد۔ ابوہریرہ سے روایت ہے۔ کہ نماز پڑھائی ہمارے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و

وقف لله تعالى

شرح الصدور

بتحريم رفع القبور

ورفع الريبة عما يجوز وما لا يجوز من الغيبة
والدواء العاجل في دفع المدد الصائل

تصنيف الامام المجدد

محمد بن عبد الوهاب

المتوفي سنة ١٢٠٦ هـ رحمه الله

طبعت على نفقة الفقير لله تعالى
سعد بن محمد بن عبد العزيز ال سعود

پیغمبر اسلامؐ کی قبر ایک بت ہے

ولا شك ان غـالب هؤلاء المغرورين المخدوعين لو طلب منهم طالب ان ينذر بذلك الذي نذر به لقبر ميت على ما هو طاعة من الطاعات وقربة من القربات لم يفعل ، ولا كاد .

فانظر الى اين بلغ تلاعب الشيطان بهؤلاء ؟ وكيف رمى بهم في هوة بعيدة القعر ، مظلمة الجوانب ؟ فهذه مفسدة من مفاسد رفع القبور وتشييدها ، وزخرفتها وتجصيصها .

ومن المفاسد البالغة الى حد يرمي بصاحبه الى وراء حائط الاسلام ، ويلقيـه على أم رأسه من اعلى مكان الدين : أن كثيراً منهم يأتي بأحسن ما يملكه من الأنعام واجود ما يحوزه من المواشي فينحره عند ذلك القبر ، متقرباً به اليه ، راجياً ما يضمر حصوله له منه . فيهل به لغير الله ، ويتعبد بـه لوثن من الاوثان إذ انه لا فرق بين النحائر لأحجـار منصوبة يسمونها وثنـاً ، وبين قبر لميت يسمونه قبراً [1] . ومجرد

---

(١) ان الوثنية في كل وقت ملة واحدة ، اوحاها الشيطان الى اوليائه بأسماء مختلفة . والحقيقة فيهـا واحدة . كما ان التوحيد واحد على لسان كل المرسلين . ومـا عظم الوثني الاول حجراً ولا شجراً إلا لأنه نال البركة — بزعمه الكاذب — من انتسابه الى الولي : اللات او العزى وغيرهـا ممن زعموهم وسائط بين الربوبية والبشرية ، وانهم ابناء ربهم لأنهم من نوره . فالقبر المعظم المقدس وثن وضم بكل معاني الوثنية لو كان الناس يعقلون ، لأن الاوثان في الجاهلية انما كانت باسم اولياء . كما ذكر الله ذلك في القرآن ما لا يحصى . ولقد كان العرب يقسمون بالله انهم حنفاء ليسوا مشركين .

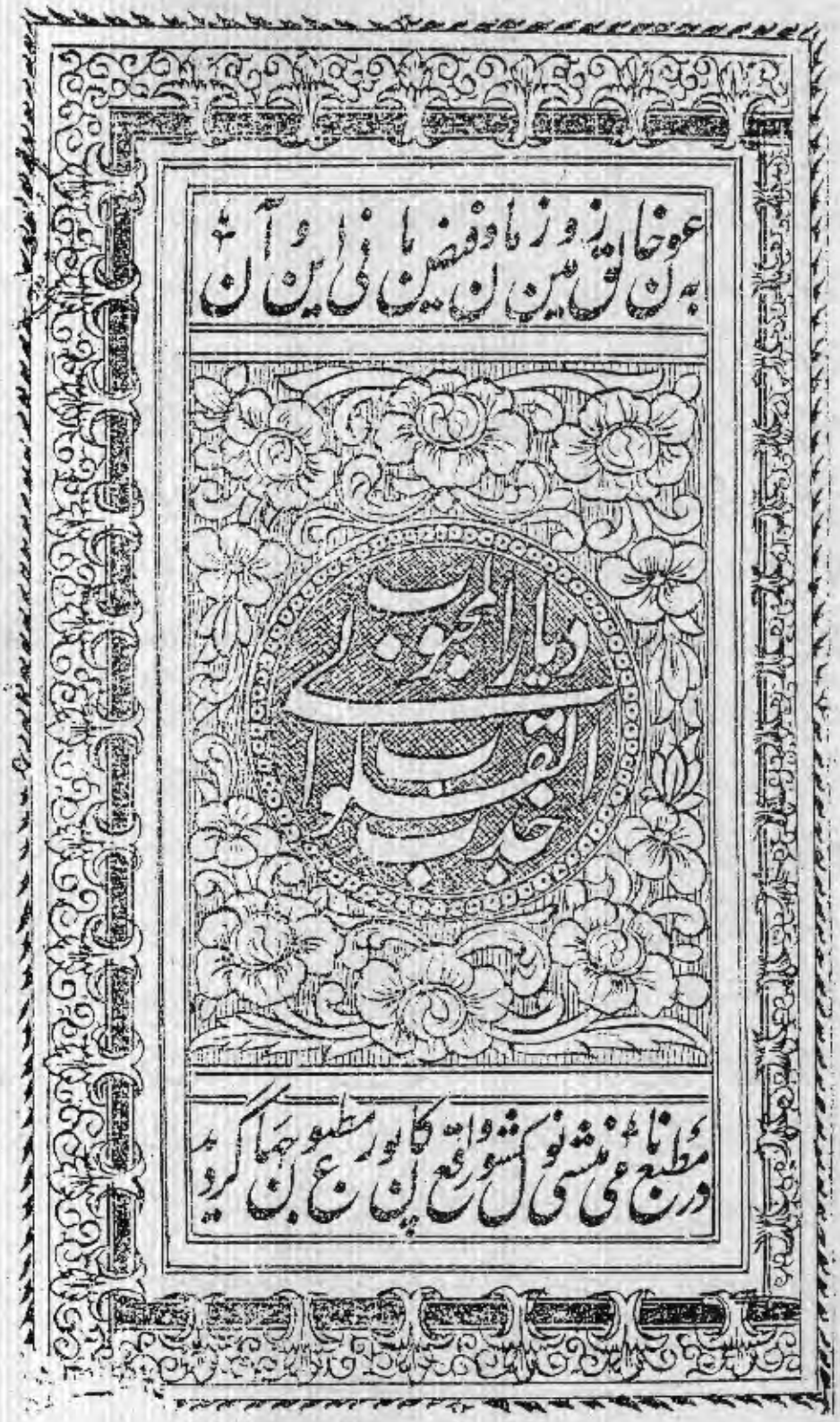
عوخا یزوزا وفضیا نی ایوآن
دیباچہ
در مطبع نامی منشی نول کشور واقع کانپور مطبوع جہاں گردید

در رسید نماز جمعہ ہمدران موضع ادا فرمود اول جمعہ کہ بعد از قدوم دینہ اقامت یافت این بود و قریب این مسجد واقع است کہ منازل بنی سالم بن عوف در عربی آن وادی بود و آثار منازل ایشان ہنوز باقی ست و خانۂ عتبان بن مالک کہ قصۂ آن در صحیح بخاری آمدہ ہست کہ در ملازمت آنحضرت آمد و عرض نمود کہ یا رسول اللہ باصرۂ من ضعف قوی پذیر فتہ و نزد کثرت مطار سیل وادی نتوانم کہ در مسجد قبیلہ آمدہ اقامت جماعت با ایشان کنم اگر بمنزل من تشریف آری و نماز بگذاری تا من آن موضع را مصلای خود گیرم و در وقت ضرورت ہمدران موضع شریف نماز کنم نیز ہمدرین وادی بود و بعضی علماے سیر فرمودہ اند کہ بنی سالم را دو مسجد بود این مسجد کہ او را مسجد جمعہ گویند صغر آن ست و مسجد دوتواند کہ مسجد کبیر ہمان مسجد باشد کہ در حدیث مذکور مسطور ست واللہ اعلم و عمارت قدیم این مسجد متہدم شدہ بود در حدود سنۃ تسعمائۃ بعضے اعاجم تجدید آن کردہ و او را مسقفی ست و حائطی طول از قبلہ تا شام بست گز و عرض ش از شرق تا غرب شانزدہ و نصف مسجد الفضیخ بفتح الفاء و کسر الضاد المعجمۃ بعد ہا شناۃ تحتیۃ و خاء معجمۃ و الآن مردم آنرا مسجد الشمس گویند مسجدی صغری ست قریب مسجد قبا در جانب مشرق در مکان عالی بنی لبنگ سیاہ بی سقف بر شکل مربع یازدہ در یازدہ گز در وقتی کہ سرور انبیا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم محاصرۂ بنی النضیر کردہ بود قریب آن قبہ زدہ بود و در موضع این مسجد شش روز نماز گذاردہ بعد ازان در ان جانبای مسجد کردند ابن شیبہ و ابن زبالہ آوردہ اند کہ ابو ایوب و جماعۃ از انصار ہم در موضع این مسجد نشستہ فضیخ کہ نوعی از مشروبات ست استعمال میکردند چون آیت حرمت خمر نزول یافت با استماع این خبر بند دہان مقارا کشادہ دادند و فضیخی کہ در وی بود ہمدران موضع ریختند از انجہت او را مسجد فضیخ گویند و بعضی علما گفتہ اند کہ این قصہ مکرر بیش از بنای مسجد باشد یا علم نجاست خمر بعد ازان حاصل شدہ و امام احمد در مسند خویش از حدیث ابن عمر آوردہ کہ ہمدرین موضع پیش آنسرور صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کوزۂ از فضیخ آوردند و آنرا بخورد از تحریمت او در مسجد فضیخ

اردو ترجمہ

فتح المجید شرح کتاب التوحید

تالیف
العلامۃ الشیخ عبدالرحمن بن حسن آل الشیخ
رحمہ اللہ

تصنیف
مجدد الدعوۃ الاسلامیۃ شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب
رحمہ اللہ

ترجمہ وتفہیم
عطاء اللہ ثاقب

طبع بأمر
صاحب الجلالۃ الملک المعظم فیصل بن عبدالعزیز آل سعود
وعلی نفقتہ الخاصۃ

الناشر
انصار السنۃ المحمدیۃ

فضل منزل ○ بیدن روڈ ○ لاہور

۸۱۱

لَا تَتَّخِذُوا قَبْرِيْ عِيْدًا وَّ لَا

بُيُوْتَكُمْ قُبُوْرًا

میری قبر کو میلا اور اپنے گھروں کو قبرستان نہ بنا لینا۔

یہ قبر کو میلہ بنانے کے مترادف ہے۔

دوسری بات یہ ثابت ہوئی کہ مسجد نبوی میں نماز کی نیت سے جانا اور پھر قصداً اور ارادۃً قبر نبوی پر سلام کے لیے جانا مشروع ہے شریعت نے اس قسم کا کوئی حکم نہیں دیا

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اہل مدینہ کے لیے اس بات کو مکروہ قرار دیا ہے کہ وہ جب بھی نماز کے لیے مسجد میں آئیں، قبر نبوی کے پاس جا کر سلام کہیں کیونکہ یہ سلف اُمت کا طریقہ نہ تھا۔ پھر فرماتے ہیں:

وَلَنْ يُّصْلِحَ اٰخِرَ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اِلَّا مَا اَصْلَحَ اَوَّلَهَا

اس اُمت کی اصلاح صرف اُن ہی باتوں سے ممکن ہے جن سے قرونِ اولیٰ کی اصلاح ہوئی تھی

صحابہ کرام اور تابعین عظام کا یہ دستور تھا کہ وہ مسجد نبوی میں نماز پڑھنے کے بعد اپنے کاروبار کے لیے نکل جاتے یا بیٹھ جاتے، قبر نبوی کے پاس سلام کے لیے نہ آتے۔ صحابہ کرام کو یہ مسئلہ معلوم تھا کہ صلوٰۃ وسلام جو ہم نے نماز میں پڑھا ہے وہ کامل اور افضل ترین ہے۔ اس کے بعد مزید کسی چیز کی ضرورت نہیں۔

قبر نبوی کے پاس آ کر صلوٰۃ وسلام کہنے یا وہاں نماز پڑھنے یا دعا وغیرہ کرنے کی شریعت اسلامیہ میں کوئی دلیل نہیں ملتی بلکہ اس سے روکا گیا ہے — جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

قبر نبوی پر صلوٰۃ وسلام کرنا شریعت میں ممنوع ہے

وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا

سُنَن

ابوداؤد شریف مترجم اردو

جلد اوّل

۵۲۰۱۔ احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا مستند اور گراں بہا مجموعہ
جس کو شیخ الاسلام زین المحدثین امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث نے
پانچ لاکھ احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مجموعہ سے منتخب فرمایا تھا!

ترجمہ و فوائد :۔ حضرت علامہ وحید الزمان رح!
تعلیقات و حواشی :۔ مولانا سبحان محمود صاحب!
باہتمام :۔ محمد سعید اینڈ سنز!!

(ناشران)۔

قرآن محل مقابل لوسی موسی فرخانہ کراچی

بَابُ ۳۲ الْعَمَلِ فِي الصَّلٰوةِ

نمازمیں کون سا کام درست ہے

۹۰۹۔ حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ نَا مَالِكٌ عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَمْرِو بْنِ سُلَيْمٍ عَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّيْ وَهُوَ حَامِلٌ اُمَامَةَ بِنْتَ زَيْنَبَ لِابْنَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِذَا سَجَدَ وَضَعَهَا وَاِذَا قَامَ حَمَلَهَا ۔

قعنبی ، مالک ، عامر بن عبداللہ ، عمرو بن سلیم ، ابوقتادہ سے روایت ہے ، کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے تھے اور امامہ بنت زینب کو جو نواسی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اٹھائے ہوئے تھے جب آپ سجدہ کرتے اسکو بٹھا دیتے اور جب کھڑے ہوتے پھر اس کو اٹھا لیتے ۔

ف: زینب صاحبزادی تھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور امامہ ان کی بیٹی تھیں ابوالعاص سے ۔ اس حدیث سے صاف معلوم ہوا کہ اگر لڑکا یا لڑکی تنگ کرے اور نماز نہ پڑھنے دے تو اس کو گود میں اٹھا کر یا کندھے پر بٹھا کر نماز پڑھنا درست ہے ۔ (علامہ)

۹۱۰۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ يَعْنِيْ ابْنَ سَعِيْدٍ نَا اللَّيْثُ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِيْ سَعِيْدٍ عَنْ عَمْرِو ابْنِ سُلَيْمٍ الزُّرَقِيِّ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا قَتَادَةَ يَقُوْلُ بَيْنَا نَحْنُ فِي الْمَسْجِدِ جُلُوْسًا اِذْ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْمِلُ اُمَامَةَ بِنْتَ اَبِي الْعَاصِ بْنِ الرَّبِيْعِ وَاُمُّهَا زَيْنَبُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ صَبِيَّةٌ يَحْمِلُهَا عَلٰى عَاتِقِهٖ فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ عَلٰى عَاتِقِهٖ يَضَعُهَا اِذَا رَكَعَ وَيُعِيْدُهَا اِذَا قَامَ حَتّٰى قَضٰى صَلَاتَهٗ يَفْعَلُ ذٰلِكَ بِهَا ۔

قتیبہ بن سعید ، لیث ، سعید بن ابی سعید ، عمرو بن سلیم ، ابوقتادہ سے روایت ہے ، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور آپ امامہ بنت ابی العاص کو جو آپ کی صاحب زادی زینب کی بیٹی تھیں اپنے کندھے پر اٹھائے ہوئے تھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی اور وہ آپ کے کاندھے پر رہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رکوع کرتے ان کو بٹھا دیتے پھر جب کھڑے ہوتے ان کو اٹھا لیتے اسی طرح اخیر نماز تک کرتے رہے ۔

۹۱۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ الْمُرَادِيُّ نَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ مَخْرَمَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَمْرِو بْنِ سُلَيْمٍ الزُّرَقِيِّ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا قَتَادَةَ الْاَنْصَارِيَّ يَقُوْلُ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ لِلنَّاسِ وَاُمَامَةُ بِنْتُ اَبِي الْعَاصِ عَلٰى عُنُقِهٖ فَاِذَا سَجَدَ وَضَعَهَا قَالَ اَبُوْدَاوٗدَ لَمْ يَسْمَعْ مَخْرَمَةُ مِنْ اَبِيْهِ اِلَّا حَدِيْثًا وَاحِدًا ۔

محمد بن سلمہ ، ابن وہب ، مخرمہ ، ان کے والد عمرو بن سلیم ، ابوقتادہ سے روایت ہے ، کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ نماز پڑھاتے اور امامہ بنت ابی العاص آپ کی گردن پر سوار تھیں جب آپ سجدہ کرتے ان کو بٹھا دیتے ، کہا ابوداؤد نے مخرمہ نے اپنے باپ سے صرف ایک حدیث سنی ، اور یہ حدیث مرسل ہے ۔

۹۱۲۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ خَلَفٍ نَا عَبْدُ الْاَعْلٰى نَا مُحَمَّدٌ يَعْنِي ابْنَ اِسْحٰقَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِيْ سَعِيْدٍ

یحیی بن خلف ، عبدالاعلی ، محمد بن اسحاق ، سعید بن ابوسعید ، عمرو بن سلیم ، ابوقتادہ سے روایت ہے کہ

هـذا كتاب كشف الغـمه عن جميع
الامـه للامام العـلامة قطب
دائرة المحقـقين الشـيخ
عبدالوهاب الشعرانى
رحمـه الله
ونفعنا به
آمين
م

صلى الله عليه وسلم فعل ذلك وكان رضي الله عنه يخوض في طين المطر ثم يدخل المسجد يصلي ولم يغسل رجليه وكان بعض الصحابة يحمل كثيرا معه الاداوة في يوم الوحل فاذا وصل المسجد غسل اقدامه وصلى * (فرع) * وكان صلى الله عليه وسلم هو واصحابه يحملون الاطفال الذين لم يميزوا في الصلاة سواء كانوا ذكورا أو اناثا قال أنس رضي الله عنه وصلى رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو حامل امامة بنت زينب بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم امرأة أبي العاص رضي الله عنهما فكان اذا ركع وضعها واذا قام حملها حتى فرغ من صلاته قال ابو هريرة رضي الله عنه وكان كثيرا ما نصلي مع رسول الله صلى الله عليه وسلم فيأتي الحسن أو الحسين أو كلاهما قد بان على ظهره صلى الله عليه وسلم فاذا رفع رأسه اخذهما من خلفه اخذا رفيقا ويضعهما على الارض فاذا عاد عادا حتى يقضي صلى الله عليه وسلم صلاته وكان الحسن رضي الله عنه كثيرا ما يطلع فوق ظهره صلى الله عليه وسلم وهو ساجد فيطيل صلى الله عليه وسلم السجود لاجله ويقول كرهت أن أعجل حتى يقضي حاجته ويشبع من اللعب وكان السلف رضي الله عنهم لا يرون بطلان الصلاة بطرح قذر على ظهر المصلي او جيفة لقصة أبي جهل ووضعه كرش الشاة على ظهر النبي صلى الله عليه وسلم وهو يصلي فمضى في صلاته حتى جاءت فاطمة رضي الله عنها فرفعته عنه * وكان صلى الله عليه وسلم يرخص للنساء في الصلاة وفي أيديهن الوشم وقال قيس بن أبي حازم دخلت مع أبي على أبي بكر رضي الله عنه وكان رجلا خفيف اللحم فرأيت يدي اسماء بنت عميس رضي الله عنها موشومة تذب عن أبي بكر الذباب وكانوا قد وشموها في الجاهلية نحو وشم البربر وكان عمر رضي الله عنه يقتل القملة في الصلاة حتى يظهر دمها وكذلك معاذ بن جبل رضي الله عنه وكان ابن مسعود رضي الله عنه يدفن القملة في حصبا المسجد كالنظامة ويقول ألم تجعل الارض كفاتا أحياء وأمواتا * (فرع) * وكان صلى الله عليه وسلم يصلي في الملاءة والكساء عليه بعضها وعلى بعض نسائه بعضها وهي حائض * وكان صلى الله عليه وسلم يصلي على البساط وعلى الحصير وعلى الفروة المدبوغة وعلى الحمرة من الخوص وغيره وربما كانوا ينضحون له الحصير بالماء اذا اسود من طول المكث فيصلي عليه ورأى عمر رضي الله عنه رجلا يصلي على حصير فقال اخ أعفر وكان عبد الله بن عامر رضي الله عنه يقول رأيت عمر بن الخطاب رضي الله عنه

ہر قسم کی کتب مصنفہ علمائے دیوبند خریدتے وقت مولوی سید احمد مالک کتبخانہ اعزازیہ دیوبند یوپی سے

اللّٰھم صل وسلم دائما ابدا علی حبیبک سید الخلق کلھم

حفظ الایمان

مع

بسط البنان

مصنفہ

حضرت مولانا محمد اشرف علی صاحب تھانوی قدس سرہٗ

جسکو

مولوی سید احمد مالک کتب خانہ اعزازیہ دیوبند نے

باہتمام خاص اپنے

کتبخانہ

زیر دفعہ ۲۰ ایکٹ نمبر ۲۵ مجریہ ۱۹۱۰ء محفوظ کردہ بحق پریس ایکٹ صاحب

ہر قسم کی درسی و غیر درسی کتب قرآن مجید ملنے کا پتہ مولوی سید احمد مالک کتبخانہ اعزازیہ دیوبند

نبی اکرمؐ کے علم غیب کو مجنون اور چوپایوں کے علم سے تشبیہ

۸

جواب سوال سوم مطلق غیب سے مراد اطلاقات شرعیہ میں وہی غیب ہے جس پر کوئی دلیل قائم نہو اور اسکے ادراک کے لئے کوئی واسطہ اور سبیل نہو اسی بنا پر قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ اور لو کنت اعلم الغیب وغیرہ فرما یا گیا ہے اور جو علم بواسطہ ہو اُس پر غیب کا اطلاق محتاج قرینہ ہے تو بلا قرینہ مخلوق پر علم غیب کا اطلاق موہم شرک ہونیکی وجہ سے ممنوع و ناجائز ہوگا قرآن مجید میں لفظ راعنا کی ممانعت اور حدیث مسلم میں عبدی وامتی و ربی کہنے سے نہی اسی وجہ سے وارد ہے اس لئے حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم پر عالم الغیب کا اطلاق جائز نہ ہوگا اور اگر ایسی دلیل سے ان الفاظ کا اطلاق جائز ہو تو خالق اور رازق وغیرہا بتاویل اسناد الی السبب کے بھی اطلاق کرنا جائز نہوگا کیونکہ آپ ایجاد اور بقائے عالم کے سبب ہیں بلکہ خدا یعنے مالک و معبود یعنی مطاع کہنا بھی درست ہوگا اور جسطرح آپ پر عالم الغیب کا اطلاق اس تاویل خاص سے جائز ہوگا اسیطرح دوسری تاویل سے اس صفت کی نفی حق جل وعلا شانہ سے بھی جائز ہوگی یعنی علم غیب بالمعنی الثانی بواسطہ اللہ تعالی کے لئے ثابت نہیں پس اگر اپنے ذہن میں معنی ثانی کو حاضر کرکے کوئی کہتا پھرے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم عالم الغیب ہیں اور حق تعالی شانہ لیس بعالم الغیب (نعوذ باللہ منہ) تو کیا اس کلام کو منہ سے نکالنے کی کوئی عاقل متدین اجازت دینا گوارا کرسکتا ہے اس بنا پر تو بانوا فقیروں کی تمام بیہودہ صدائیں بھی خلاف شرع نہونگی تو شرع کیا ہوا بچوں کا کھیل ہوا کہ جب چاہا بنا لیا جب چاہا مٹا دیا پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول ید صحیح ہو تو در مافیہ طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی ہی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کیلئے بھی حاصل ہے کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہوتا ہے جو دوسرے شخص سے مخفی ہے تو چاہیے کہ سبکو عالم الغیب کہا جاوے پھر اگر بعد اس کا التزام کرے کہ ہاں میں سب کو عالم الغیب کہونگا تو پھر علم غیب کو منجملہ کمالات نبویہ شمار کیوں کیا جاتا ہے جس امر میں مومن بلکہ انسان کی بھی خصوصیت نہو وہ کمالات نبوت سے کب ہوسکتا ہے اور التزام کیا جاوے تو نبی غیر نبی میں وجہ فرق بیان کرنا ضرور ہے اور اگر تمام علوم غیب مراد ہیں اسطرح کہ انکی ایک فرد بھی خارج نہ رہے تو اسکا بطلان دلیل نقلی و عقلی سے ثابت ہے دلائل نقلیہ بیشمار ہیں خود قرآن مجید میں آپ سے نفی کرنا علم غیب کی آیہ ولو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر میں اور نفی کرنا آپ سے علم غیبی قیامت کی اور بہت سے علوم کی نفی صاف صاف مذکور ہے احادیث میں ہزاروں واقعات آپکے کتب رسائل و انہ

يا أيها الناس قد جاءكم برهان من ربكم

اے لوگو! تحقیق آئی تمہارے پاس مجت تمہارے رب کی طرف سے

الحمد للہ العلی الاعلی کہ کتاب لاجواب باحی رسوم و مبدعات
دافع اوہام و ظلمات محقق بنج لامعہ موشی بدلائل نافعہ اعنی

البراہین لقاطعۃ

علی

ظلام الانوار الساطعۃ

الملقب

بالدلائل لواضحۃ

علی

کراہیۃ الہیر وج من المولود والفاتحۃ

بامر حضرت بقیۃ السلف عمدۃ الخلف رأس الفقہاء والمحدثین تاج العلماء الکاملین جناب مولنا
رشید احمد صاحب گنگوہی قدس سرہ
باہتمام۔ مختار علی ابن محمد علی
کتبخانہ قدیمہ دیوبند یوپی انڈیا

دیوبندی علماء نبی اکرمؐ کے استاد ہیں

وہ جائز نہ ہو ورنہ ناجائز یہ بات ہرگز محققین کامل کے نزدیک مسلم نہیں واضح ہو کہ یہاں تک سوال فتوی انکاری کی شہرت کی گئی اب اُسی کے جوابات جو مفتی صاحبوں نے لکھے ہیں اُسکی توضیح کرتا ہوں۔ نور دوم میں چھے لمعے ہیں لمعۂ اولیٰ نقل جواب واضح ہو کہ اُس سوال کا جواب اوّل دہلی میں لکھوایا گیا پھر اصحاب دیوبند نے اُس پر مہریں لگائیں وہ یہ ہے جواب فتوی انکاری انتقاء محض میلاد اور قیام وقت ذکر پیدائش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قرون ثلثہ سے ثابت نہیں ہوا پس یہ بدعت ہے اور علیٰ ہذا القیاس بر روز عیدین وغیر عیدین و شبِ شنبہ وغیرہا میں فاتحہ مروجہ ہاتھ اُٹھا کر پایا نہیں گیا۔ البتہ نیابۃً عن المیت بغیر تخصیص اُن امور مرقومہ سوال کے لئے مساکین و فقراء کو دیکر ثواب پہنچانا اور دعا اور استغفار کرنے میں اُمید منفعت ہے اور ایسا ہی حال دہم سوم چہلم وغیرہا اور ترجیع آیت اور چنوں اور شیرینی وغیرہ کا عدم ثبوت حدیث اور کتب دینیہ سے۔ خلاصہ یہ کہ بدعات مخترعات ناپسند شرع ہیں انتہی حرفاً حرفاً۔ اب مؤلف رسالہ ہذا اللہ تعالیٰ کی توفیق اور مدد پر بھروسہ کرکے بیان کرتا ہے اُن امور ناصواب کو جو اس جواب میں واضح ہو کہ اس جواب پر دہلی کے تین صاحبوں کی مُہر ہے ایک بخش حفیظ اللہ بشریف حسین یہ صاحب نبی ہیں غیر مقلد ہیں سب ان کو جانتے ہیں ان کا یہ جواب لکھنا کچھ تعجب نہ تھا لیکن اصحاب دیوبند بھی اس فتوے میں اُن کے تابع ہو گئے مدرسہ دیوبند کے طلبا اور مدرسین کی بائیس مُہریں چند دستخط ہیں ایسے ایسے مفتی کہ اُن میں سے ایک صاحب کی عبارت یہ ہے "ہذا مسئلہ جواب صحیح" حسن علی عفی اللہ عنہ" سبحان اللہ عبارت ان مفتی صاحب کی دیکھنے کے قابل ہے اور فصاحت بلاغت تذکروں میں لکھنے کے لائق ہے لفظ مسئلہ کی تذکیر تعریف مسئلہ کی تانیث و تنکیر جواب کی تذکیر صحیحہ کی تانیث غیر مسئلہ یعنی سوال مبتدا اور جواب صحیحہ اُسکی خبر سوال کی خبر جواب کیا کیا ہو رہی ہیں خیر ہم کو ان صاحبوں میں کسی سے کچھ تعارض نہیں الا مولوی محمد یعقوب صاحب۔ کہ اس مدرسہ کے مدرس اول ہیں چونکہ اُنھوں نے

اوّل نے ملتہ فحاول کو ظلمات مکنونہ سے کہ ظلمات جہل پیدا مثل بلعہ کے متارف کرکے اُسکی ظلمات اصلیہ کو واضح طور پر نمایاں حیا ناکردہ کیا یا۔ **قولہ۔ نور دوم الخ اقول**۔ اس میں مولف نے جواب بلفظہ نقل کیا ہے بعد اُس کے کچھ اپنے علم کے فخریہ کلمات لکھے ہیں کہ اُس کے جواب کی ضرورت نہیں علم مولف کا تو فاضل میں ہی خوب مشہور ہو چکا **قولہ**۔ اُن میں سے ایک صاحب کی عبارت یہ ہے الخ **اقول** حسن علی نام کوئی مدرس مدرسہ دیوبند میں نہیں ابتدائے بنا مدرسہ سے آجتک کی کیفیات موجود ہیں دیکھ لو مؤلف کو گر دیوبند کے مدرسہ پر طعن کرنا مقصود ہے تو اسی طرح طعن کر ناکہ جھکا کچھ ٹھکانا نہ ہو شرم کی بات ہے حق تعالیٰ فرماتا ہے ان بعض الظن اثم۔ پھر خواہ مخواہ حسن علی کو دیوبند کا مدرس بالخاصب علم قرار دیکر محض اپنی طرف سے یہ لکھنا کہ قدر خلاف امر حق تو لے رہے ہے اور جو توہین مدرسہ کی غرض مؤلف کی ہے تو ایسے واہی مطاعن سے کچھ نہیں ہوتا اور مدرسہ دیوبند کا جو کچھ علم ہے اگر کچھ نہیں خدا داد مولف کو ہے تو وہ دے اور دیکھے اس غیر کے گمان میں یہ آتا ہے کہ مدرسہ دیوبند کی علمیت حق تعالیٰ کی درگاہ پاک میں بہت ہے کہ صدہا عالم یہاں سے پڑھکر گئے اور خلق کثیر کو ظلمات ضلالت سے نکالا یہی سبب ہے کہ ایک صالح فخر عالم علیہ السلام کی زیارت خواب میں مشرف ہوئے تو آپکو اُردو میں کلام کرتے دیکھکر پوچھا کہ آپ کو یہ کلام کہاں سے آئی آپ نے فرمایا کہ جب سے علماء مدرسہ دیوبند سے ہمارا معاملہ ہوا ہم کو یہ زبان آگئی۔ سبحان اللہ اس کو رتبہ پس مدرسہ کا معلوم ہوا پس جس کا رتبہ عند اللہ زیادہ ہوگا

نبی اکرم ﷺ کا نہیں بلکہ شیطان کا علم ثابت ہے

۵۱

اور مشکوٰۃ میں ہے کہ ملک الموت وقت موت کے سب جانے ہوتا ہے مومن کے بھی اور کافر کے بھی یہ حدیث طویل ہے اور قاضی ثناء اللہ نے تذکرۃ الموتی میں نقل کیا ہے ایک حدیث کو طبرانی اور ابن مندہ سے اس میں یہ بھی ہے کہ ملک الموت نے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیان کیا کہ ایسا کوئی گھر نہیں نیک یا بد آدمیوں کا جسکی طرف بکو توجہ نہ ہو رات دن دیکھتا رہتا ہوں بلکہ ہر چھوٹے بڑے کو ایسا پہچانتا ہوں کہ وہ خود بھی اپنے کو اسقدر پہچانتے۔ ان احادیث سے معلوم ہوا کہ ملک الموت ہر جگہ موجود ہے بھلا ملک الموت علیہ السلام تو ایک فرشتہ مقرب ہے دیکھو شیطان ہر جگہ موجود ہے۔ درمختار کے مسائل نماز میں لکھا ہے کہ شیطان اولاد آدم کے ساتھ دن کو رہتا ہے اور اس کا بیٹا آدمیوں کے ساتھ رات کو رہتا ہے علامہ شامی نے اسکی شرح میں لکھا ہے کہ شیطان تمام بنی آدم کے ساتھ رہتا ہے عمر جسکو اللہ نے بچا لیا بعد اسکے لکھا ہے واقدر علی ذالک کما اقدرہ اللہ علی نظیرہ فافہ۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے شیطان کو اس بات کی قدرت دیدی ہے جس طرح ملک الموت کو سب جگہ موجود ہونے پر قادر کر دیا انتہی کلامہ۔ اب عالم باجسام محسوسہ میں اسکی مثال سمجھئے کوئی آدمی مشرق سے مغرب تک آبادی دنیا کی اگر سیر کرے جہاں جائیگا چاند کو موجود پاویگا اور سورج کو بھی پاویگا پھر اگر دیکھے کہ ایک چاند سب جگہ موجود ہے اور ایک سورج سب جگہ موجود تمہارے قاعدہ ہی چاہئے دہریہ ہو جاوے کہ اس نے چاند کو ہر جگہ موجود کہا حالانکہ تحقیق یہ ہے کہ نہ وہ مشرک ہوا نہ کافر نہ یہ مسلمان ہے

پیدا نہ کر سکے پس آفتاب ماہتاب کو جو اس ہیئت وصفت خود پر بنایا اور ملک الموت اور شیطان کو جو یہ وسعت علم دی گئی کا ہاں شاید اور نصوص قطعیہ سے معلوم ہوا اب اس پر کسی فضل کو قیاس کر کے اس میں بھی مثل یا زائد اس مفضل سے ثابت کرنا کسی عاقل فہمی کا کام نہیں۔ اور اتنے عقائد کے مسائل قیاسی نہیں کہ قیاس ہی سے ثابت ہو جاویں بلکہ قطعی ہیں قطعیات نصوص ہی سے ثابت ہوتے ہیں کہ خبر واحد بھی یہاں مفید نہیں لہٰذا اس کا اثبات اسوقت قابل التفات ہو کہ سلف قطعیات سے اسکو ثابت کرے اور خلاف تمام امت کا ایک قیاس فاسد سے عقیدہ خلق کا اگر فاسد کیا جاوے تو کب قابل التفات ہوگا۔ دوسرے قرآن و حدیث سے اسکے خلاف ثابت ہو پس اسکا خلاف کس طرح قبول ہو سکتا ہے بلکہ یہ سب قول مولف کا مردود ہوگا۔ خود فخر عالم علیہ السلام فرماتے ہیں۔ واللہ لا ادری ما یفعل بی ولا بکم الحدیث۔ اور شیخ عبدالحق روایت کرتے ہیں کہ مجھکو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں اور مجلس نکاح کا مسئلہ بھی بحر الرائق وغیرہ کتب سے لکھ گیا تیسرے اگر الفضلیت ہی موجب اسکی ہے تو تمام مسلمان اگرچہ فاسق ہوں اور خود مولف بھی شیطان سے افضل ہیں تو مولف سب عوام میں بسبب افضلیت کے شیطان سے زیادہ نہیں تو اسکی برابر تو علم غیب بزعم خود ثابت کر دیوے اور مولف خود اپنے زعم میں تو بہت بڑا اکمل الایمان ہے تو شیطان سے ضرور افضل ہو کر اعلم من الشیطان ہوگا۔ معاذ اللہ مولف کے ایسے جہل پر تعجب بھی ہوتا ہے اور رحم بھی ہوتا ہے کہ ایسی نالائق بات منہ سے نکالنا کس قدر دور از علم و عقل ہے الحاصل غور کرنا چاہئے کہ شیطان و ملک الموت کا حال دیکھکر عالم جو دین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بادلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کونسا ایمان کا حصہ ہے شیطان و ملک الموت کو وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے اور خاصہ کی تعریف تہذیب منطق پڑھکر مولف نے یاد کی ہے تہذیبی عقیدہ کی اختیار کی مگر فہم سے اشارالتہ ہنوز بہت دور ہیں خاصہ حق تعالیٰ کے علم کا یہ ہے کہ اسکا علم ذاتی حقیقی ہے کہ جس کا لازم احاطہ کل شئی کا ہے اور تمام مخلوق کا علم مجازی ظلی کہ قدر علم کی حق تعالیٰ کی طرف سے مستفاد ہے

۷۸۶

انہ ھو الحلیم الخبیر

الحمد للہ والمنۃ کہ یہ رسالہ مؤلفہ جناب مولانا محمد قاسم صاحب

مرحوم نانوتوی مزیل التباس در موضع اثر ابن عباس

مسمّٰی بہ

تحذیر الناس

۱۳۴۴

باہتمام

مولوی محمد طیب و مولوی محمد طاہر صاحبان مالکان

قاسمی پریس دیوبند میں طبع ہوا

نبی اکرمؐ کے بعد بھی کوئی نبی آسکتا ہے

انکار میں تو تکذیب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا بھی کھٹکا تھا اقرار میں تو کچھ اندیشہ ہی نہیں بلکہ سات زمینوں کی اگر لاکھ دو لاکھ اور نیچے اسی طرح اور زمینیں تسلیم کرلیں تو میں نہ کرتا ہوں کہ انکار سے زیادہ اس اقرار میں کچھ دقت نہ ہوگی نہ کسی آیت کا تعارض نہ کسی حدیث سے معارضہ، رہا اثر معلوم ہیر سات سے زیادہ کی نفی نہیں، سو جب انکار اثر مذکور میں باوجود تصحیح ائمہ حدیث یہ جرات ہے تو اقرار اراضی زائدہ از سبع میں تو کچھ ڈر ہی نہیں، علاوہ بریں برتقدیر خاتمیت زمانی انکار اثر مذکور میں مقدر نبوی صلے اللہ علیہ وسلم میں کچھ افزائش نہیں ظاہر ہے کہ اگر ایک شہر آباد ہو اور اسکا ایک شخص حاکم ہو یا سب میں افضل تو بعد اسکے کہ اس شہر کی برابر دوسرا ویسا ہی شہر آباد کیا جائے اور اسمیں بھی ایسا ہی ایک حاکم ہو یا سب میں افضل تو اس شہر کی آبادی اور اسکے حاکم کی حکومت یا اسکے فرد افضل کی افضلیت سے حاکم یا افضل شہر اول کے حکومت یا افضلیت میں کچھ کمی نہ آجائے گی اور اگر درصورت تسلیم اور چند زمینوں کے وہانکے آدم و نوح وغیرہم علیہم السلام وغیرہم سے زمانہ سابق میں ہوں تو باوجود مماثلت کلی بھی آپ کی خاتمیت زمانی سے انکار نہ ہوسکے گا جو وہاں کے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے مساوات میں کچھ حجت کیجیے، ہاں اگر خاتمیت بمعنی اوصاف ذاتی بوصف نبوت لیجیے جیسا اس سمجھدار نے عرض کیا ہے، تو پھر سوائے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور کسی کو افراد مقصود و مخلوق میں سے مماثل نبوی صلے اللہ علیہ وسلم نہیں کہہ سکتے بلکہ اس صورت میں فقط انبیاءؑ کی افراد خارجی ہی پر آپ کی افضلیت ثابت نہ ہوگی، افراد مقدورہ پر بھی آپ کی افضلیت ثابت ہوجائیگی بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلے اللہ علیہ وسلم کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئیگا چہ جائیکہ آپکے معاصر کسی اور زمین میں یا فرض کیجیے اسی زمین میں کوئی اور نبی مجوز کیا جائے، بالجملہ ثبوت اثر مذکور دونا مثبت ثابت خاتمیت ہی معارض و مخالف خاتم النبیین نہیں جو یوں کہا جائے کہ یہ اثر شاذ یعنے مخالف روایۃ ثقات ہے اور اس سے یہ بھی واضح ہوگیا ہوگا کہ حسب مفہوم منکران اثر اس اثر میں کوئی علت قادحہ بھی نہیں جو اسی راہ سے انکار صحت کیجے، کیونکہ اول تو امام بیہقی کا اس کی نسبت صحیح کہنا ہی اس بات کی دلیل ہے کہ اسمیں کوئی علت قادحہ خفیہ قادحے الصحتہیں دوسرے شذوذ تھا تو یہی تھا کہ مخالف جملہ خاتم النبیین ہے اور علت تھی تب تھی اگر اور کوئی آیت یا حدیث ایسی ہوتی جس سے سات سے کم زیادہ زمینوں کا ہونا یا انبیاءؑ کا کم و بیش ہونا یا نہ ہونا ثابت ہوتا تو کہہ سکتے تھے کہ یہ شذوذ ہے، مگر آجتک کسی نے ایسی آیت و حدیث سنی نہ مدعیوں نے پیش کی علے ہذا القیاس مضمون علت قادحہ کو خیال فرمائیے۔ آجتک سوائے مخالفت مضمون مذکور

اُردو ترجمہ کتاب

الوسیلہ

تالیف

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ

اعداد و تقدیم

احسان الٰہی ظہیر

ادارۃ ترجمان السنۃ شیش محل روڈ لاہور

شیطان نبی پاکؐ کی شکل میں آکر مدد کرتا ہے

۱۴۱

قَالُوْا سُبْحٰنَكَ اَنْتَ وَلِيُّنَا مِنْ دُوْنِهِمْ بَلْ كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ الْجِنَّ اَكْثَرُهُمْ بِهِمْ مُّؤْمِنُوْنَ ۝

تھے؟ وہ کہیں گے تو پاک ہے ہمارا تو والی ہے ان سے ہمارا تعلق نہیں بلکہ یہ لوگ جنوں کی عبادت کرتے تھے اکثر ان میں کے انہیں کو مانتے تھے۔

(سبا، ۴۰)

فرشتے شرک میں کسی کی امداد نہیں کرتے نہ حیات میں نہ موت میں اور نہ اسے پسند کرتے ہیں البتہ شیاطین کبھی کبھی ان کی مدد کرتے اور انسانی شکل میں ان کے سامنے نمودار ہوتے ہیں چنانچہ وہ انہیں اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں، پھر کبھی کوئی شیطان ان سے کہتا ہے میں ابراہیمؑ ہوں مسیحؑ ہوں، محمدؐ ہوں، خضر ہوں، ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ یا فلاں شیخ طریقت ہوں، اور کبھی ایک دوسرے کے متعلق بھی کہتے ہیں کہ یہ فلاں نبی، فلاں شیخ یا خضر ہے، حالانکہ وہ سب کے سب جن ہی ہوتے ہیں اور ایک دوسرے کے متعلق شہادت دیتے ہیں۔ جنات بھی انسانوں کے مانند ہیں۔ ان میں بعض کافر، فاسق، مجرم، باغی اور جاہل ہیں جب کہ دوسرے مسلمان، صالح، عبادت گذار اور مطیع و فرمانبردار ہیں۔ ان میں بعض ایسے بھی ہوتے ہیں جو کسی شیخ سے محبت کرنے لگتے ہیں اس کا روپ دھار لیتے ہیں۔ اور جنگلوں میں دکھائی دیتے ہیں، راہ گیروں کو کھانے پینے کی چیزیں دیتے، راستہ بتاتے اور مستقبل میں پیش آنے والے واقعات بتاتے ہیں۔ دیکھنے والا دھوکہ میں آجاتا ہے اور یقین کر لیتا ہے کہ اس نے فلاں مردہ یا زندہ شیخ کو دیکھا ہے حالانکہ اس نے صرف ایک جن اور شیطان کو دیکھا ہوتا ہے کیونکہ ملائکہ شرک، بہتان اور طغیان ظلم میں کسی کی امداد نہیں کرتے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے۔

قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ فَلَا يَمْلِكُوْنَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِيْلًا ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ يَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ وَيَرْجُوْنَ رَحْمَتَهٗ وَيَخَافُوْنَ عَذَابَهٗ ۚ اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ

تو کہہ کہ اللہ کے سوا جن لوگوں کو تم اختیار والے سمجھتے ہو ان کو پکارو پھر وہ تم سے تکلیف نہ دور کر سکیں گے اور نہ پھیر سکیں گے۔ جن لوگوں کو یہ لوگ پکارتے ہیں وہ تو خود اپنے پروردگار کے پاس قرب چاہتے تھے۔ کہ کون زیادہ مقرب ہے۔ اور اس کی رحمت کی امید رکھتے تھے۔ اور اس کے عذاب سے ڈرتے تھے تیرے پروردگار کا عذاب واقعی ڈرنے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

صراطِ مستقیم

سید احمد شہید
شاہ اسمٰعیل شہید

ترجمہ

مولانا محمد اکرم بی اے جامعی

اسلامی اکیڈمی
۴۰ اردو بازار لاہور

نماز میں حضورؐ کا خیال گدھے کے خیال سے بدتر ہے

۱۶۶

آگیا ہے - ہاں حاجتوں کی وہ دعائیں جو باکمال نمازی سے مطلق بے نیاز کی ذات میں حاجت روائی کے منحصر ہونے کے اعتقاد کے باعث عین نماز میں صادر ہوتی ہیں اسی قبیل سے ہیں یعنی نماز کے لیے کمال ہے گو وہ قلیل حاجتیں معاش ہی کے متعلق کیوں نہ ہوں اور اپنی حاجتوں کے بارے میں نفس کے ساتھ مشورے کرنا قبیح وسوسوں اور نماز کے نقصان میں سے ہے اور جو کچھ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نماز میں سامان لشکر کی تدبیر کیا کرتے - تجھے سو اس قصہ سے مغرور ہو کر اپنی نماز کو تباہ نہ کرنا چاہیئے۔

؎ کار پاکاں را قیاس از خود مگیر ؎ گرچہ ماند در نوشتن شیر و شیر

حضرت خضر علیہ السلام کے لیئے تو کشتی کے توڑنے اور بے گناہ بچے کے مار ڈالنے میں بڑا ثواب تھا اور دوسروں کے لیئے نہایت درجہ کا گناہ ہے جناب فاروق رضی اللہ عنہ کا وہ درجہ تھا کہ لشکر کی تیاری آپ کی نماز میں خلل انداز نہ ہوتی تھی بلکہ وہ بھی نماز کے کامل کرنے والوں میں سے ہو جاتی تھی اس لیے کہ وہ تدبیر اللہ جل شانہ کے الہامات میں سے آپ کے دل میں ڈالی جاتی تھی اور جو شخص خود کسی امر کی تدبیر کی طرف متوجہ ہو وہ امر دینی ہو یا دنیاوی بالکل اس کے برخلاف ہے اور جس شخص پر یہ مقام کھل جاتا ہے وہ جانتا ہے - ہاں بمقتضائے ظُلُمٰتٌ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ زنا کے وسوسے سے اپنی بیوی کی مجامعت کا خیال بہتر ہے اور شیخ یا انہی جیسے اور بزرگوں کی طرف خواہ جناب رسالت مآب ہی ہوں اپنی ہمت کو لگا دینا اپنے بیل اور گدھے کی صورت میں مستغرق ہونے سے زیادہ برا ہے کیوں کہ شیخ کا خیال تعظیم اور بزرگی کے ساتھ انسان کے دل میں چمٹ جاتا ہے اور بیل اور گدھے کے خیال کو نہ تو اس قدر چسپیدگی ہوتی ہے اور

خیر الحدیث کتاب اللہ خیر الھدیٰ ھدی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

بعہد سعادت مہد حضرت تاج بخت نواب شاہجہان سلیم صاحبقران گرانمایہ نامزد سلطنت

رئیس شاہجہانی خرد الاول کشتہ
در مطبع المطابع باہتمام ابو سعید
حلیۂ انطباع در پذیرفت

قبر نبیؐ کے قریب دعا مانگنا بدعت ہے

۴۳

نزد بعض محققین برآمدن بسوی میقات در عمرہ ثابت نشدہ بلکہ نزیل کہ ہم از کہ احرام عمرہ بستہ احمالش بجا آرد ہمیشہ قدر کافی ست و عمرہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا از تنعیم بنا بر تطییب خاطر عاطرش بود نہ بر طریق امر و این جواب خلاف ظاہر ست ماصل آنکہ از آنحضرت صلعم تعیین میقات از برای عمرہ واقع نشدہ و برای اہل ہر جہت تعیین میقات حج آمدہ پس اگر عمرہ ہمچو حج درین میقات ست پس در حدیث صحیح آمدہ فمن کان دونھن فمھلہ من اھلہ حتی اھل مکۃ یھلون منھا و این در صحیحین و غیرہا ست بلکہ در حدیث ابن عباس کہ در صحیحین و غیرہا ست بعد ذکر مواقیت اہل ہر محل آمدہ فمن لا ھن لھن و لمن اتی علیھن من غیرھن ان کان یرید الحج و العمرۃ و درین حدیث تصریح ست بعمرہ واللہ اعلم **فصل** حج قریب از میت قریب جائز ست و از غیر قریب باستیجار ثابت نشدہ پس الحاق غیر قرابت با قریب در نیابت حج صحیح نمیشود ہر کہ از طرف قریب حی خود حج برآورد و بر وی قضا آن نزد زوال عذر واجب نیست زیرا کہ این حج از طرف او در وقتی کہ مسوغ استنابت بود صحیح و مجزی واقع شدہ **فصل** در بیان زیارت قبر سلطہر منور حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہر کہ بمدینہ منورہ فرود آمد وی را باید کہ بمسجد نبوی بیاید و آنجا نماز گذارد کہ نماز درین مسجد بہتر از ہزار نماز در غیر اوست مگر مسجد حرام و جائز نیست بالان بستن مگر بسوی مسجد نبوی و مسجد حرام و مسجد اقصی و حکم زیادت درین مسجد حکم مزید علیہ ست بعد از جمیع احکام چون بر آنحضرت صلعم در روضہ صاحب وی سلام کند این عمر چنین میگفت السلام علیک یا رسول اللہ السلام علیک یا ابا بکر السلام علیک یا ابت و معنا اگر ممکن شود وی صلعم را ذکر کند مثل السلام علیک یا خیرۃ اللہ من خلقہ یا اکرم الخلق علی ربہ یا امام المتقین و جز آن پس این ہمہ آواز صحابہ ثابتہ آوست یا فی حیوتہ صلعم و بعد از وفات او صلعم بیشتر جائز نیست و صلوۃ و سلام بنبی امور دیگر ست و نزد سلام بر وی بحجرہ مبارک و پشت بقبلہ کردن و استلام و تقبیل حجرہ ثابت نشدہ و نہ طواف آن و نہ نماز بسوی آن و جا کردن نزد قبر مبارک از برای خود بدعت ست **فصل** بمقصود بزیارت شرعیہ

كِتَابٌ أُحْكِمَتْ آيَاتُهُ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَدُنْ حَكِيمٍ خَبِيرٍ

الحمد للہ کہ دریں ایام سعادت فرجام کتاب مستطاب مجموعہ لاجواب
تفسیر کلام مجید و شرح قرآن حکیم بطرز جدید و وجہ لطیف انیق الملتے

بُلغَۃُ الحَیرَان
فی
رَبطِ آیاتِ الفُرقَان

از زبدۃ المفسرین، عمدۃ المحدثین، رئیس الفقہاء، الصوفی الصفائی، مولانا حسین علی عم فیضہم الحنفی النقشبندی
تلمیذ ارشد و نادر رشید احمد القطب الجنوبی قدس سرہٗ و مولانا محمد مظہر نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ
بانی مظہر العلوم سہارن پور

(مولوی حسین علی صاحب پبلشر نے حیات اسلام پریس لاہور میں باہتمام شیخ حسن الدین پرنٹر چھپوا کر دکان بھجواں ضلع سیالوٹ سے شائع کیا

نبی پاکؐ نے بغیر عدت کے نکاح پڑھ لیا

کہ اے نبی علیہ السلام تمہارے واسطے فرض ہے کہ تبلیغ میں سستی نہ کرو۔ خوب اچھی طرح کرو۔ تمام انبیاء اور تجھ سے وعدہ لیا گیا ہے کہ تم خوب تبلیغ کرو اب وقت ہے۔ (۳) تیسرا خطاب اے مومنو ڈرو نہیں رسول اللہ صلعم کا ساتھی رہنا اللہ تعالیٰ اپنے رسول کو فتح دے گا جیسا جنگ احزاب میں دی تھی (۴) چوتھا خطاب اے نبی علیہ السلام ازواج مطہرات کو کہدے کہ تمہارے واسطے اطاعت الرسول فرض ہے طعن وغیرہ اس کے فضل پر نہ کرنا (۵) پانچواں خطاب اے ازواج مطہرات جس نے آنا بھی کہا کہ اپنی مرضی سے کام کرتا ہے ہماری بات نہیں مانتا اس کے واسطے دوگنا گناہ (۶) چھٹا خطاب۔ اے نساء نبی علیہ صلعم قول نرم لینی اس طرح نہ کہنا کہ اس کی اپنی مرضی ہے بلکہ کہو کہ خدا کے حکم کی تعمیل کر رہا ہے جس نے اسی طرح کیا اس کو دوگنا ثواب ہوگا (۷) ساتواں ہر ایک مومن اور مومنہ کو چاہئے کہ رسول اللہ صلعم کی مخالفت نہ کریں (۸) آٹھواں اے رسول اللہ صلعم کہ دل زید کو طلاق دینے پر زبر کرتے ہو۔ (۹) نواں خطاب رسول اللہ صلعم کو چاہئے کہ تبلیغ احکام میں دل تنگ نہ کرے (۱۰) اے مومنو زید کوئی ولد رسول اللہ صلعم کا نہیں تھا تاکہ زینب کے ساتھ نکاح کرنا منع ہوتا (۱۱) اے مومنو جو کچھ تمہارے دل میں خلاف فعل رسول اللہ صلعم کے خیال آیا ہے اس کے واسطے طلب معافی کی اللہ تعالیٰ سے کرو (۱۲) اے رسول ہم نے تم کو رسول کر کے بھیجا چاہئے کہ لوگوں کو حکم الٰہی بتلائے لہٰذا اس حکم کو جاری کرو (۱۳) اے مومنو اگر نکاح کرو مومنات کے ساتھ خواہ نتبنے کی عورت ہو یا نہ اور قبل الدخول طلاق دو تو اس عورت پر عدت لازم نہ ہوگی جیسا کہ زینب کو طلاق قبل الدخول دی گئی اور رسول اللہ صلعم نے اس کو بلا عدت نکاح کر لیا۔ جو یہ منے کرتے ہیں وہ اس حدیث میں جس میں عدت کا ذکر آیا ہے، کلام کرتے ہیں (۱۴) اے نبی صلعم تیرے واسطے چار قسم کی عورتیں حلال ہیں تاکہ تبلیغ پوری طرح سے ہو جائے (۱۵) اے مومنو ان قواعد پر تعمیل کرو تاکہ اتمام کبھی قوم کا نہ آئے (۱۶) اے مومنو! اللہ تعالیٰ اور ملائکہ رسول صلعم پر آفرین آفرین کر رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی تابعداری میں حکم کی اشاعت خوب طرح سے کی تم بھی آفرین کہو تہمت نہ دو (۱۷) اے نبی اس کے بعد ازواج مطہرات اور باقی مومنات کو چادریں اوڑھنے کا حکم کرو تاکہ منافقوں اور کافروں سے ایذا اور تہمت نہ آئے پھر بھی اگر اتمام دینے سے باز نہ آئے تو تمہارے ہاتھ سے انکو قتل کر دیں گے اور آخرت میں بھی اللہ تعالیٰ ان کو عذاب دے گا (۱۸) اے مومنو! رسول اللہ صلعم کو محض جھوٹے اتہام سے ایذا نہ دو جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام کو قارون نے محض کذب سے اتہام دیا وہ اس کے سبب سے ہلاک ہو گیا اور آخر میں زبر کی کہ زمین اور آسمان نے تو احکام مان لئے اور بعض انسان لینے منافق اور کافروں نے نہ مانے ان کو اللہ تعالیٰ عذاب دے گا۔ (خلاصہ) اوّل میں کہا گیا کہ اے کفار اور منافقو تم میں ایک اصول میں غلطی ہے اور دو فروعات میں ہیں اس کے بعد غلطی کے توڑنے کے واسطے اٹھارہ خطابات بیان کئے گئے اور اخیر میں ایک زبر کی گئی ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سورۃ السبا (مکیہ)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ الخ رسنوا والا تحقیق مقام القرآن کے چار حصے ہیں جیسا کہ اپنے مقام پر ذکر کئے گئے ہیں اور ہر ایک حصہ الحمد کے ساتھ شروع کیا گیا ہے اور چوتھا حصہ الحمد کا سورۃ سبا سے شروع ہوا ہے جو دو باتوں کا متضمن ہے ایک تو یہ کہ پیارے نے اور بادشاہی پر بیٹھنے کے بعد کوئی ملک مقرب اور نہ نبی مقرب شفاعت قہری کر سکے گا یہ لقمان حوامیم تک رہے گا اور دوسرا مضمون لب القرآن ہے کہ سب کچھ

قال تعالیٰ

وَلَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَاءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيحَ وَجَعَلْنَاهَا رُجُومًا لِّلشَّيَاطِينِ

بسلسلۂ ردِ بدعت

رجوم المذبذبین علی رؤس الشیاطین

المشہور بہ

الشہاب الثاقب

علی

المستقر الکاذب

مولفہ بحار العلوم مرکز دائرۃ التحقیق وحید العصر جانشین شیخ الہند حضرت مولانا السید حسین احمد صاحب مدنی رحمۃ اللہ علیہ صدر المدرسین دار العلوم دیوبند ضلع سہارنپور

جس کو

بار اول بتعداد (دو سو) سید احمد مالک کتبخانہ اعزازیہ دیوبند بے سہارنپور

بار دوم بتعداد (پانچ سو) کتبخانہ اعزازیہ دیوبند ضلع سہارنپور سے شائع ہوا

سرور کائناتؐ سے زیادہ ایک لاٹھی فائدہ مند ہے

الشہاب الثاقب ۴۷

پنجم۔ یہ کہ جب سفر مدینہ منورہ کا کرے تو مثل قول وہابیہ مسجد ہی کی نیت کرے کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ مدینہ طیبہ کو سفر کرنا جائز نہیں مگر بہ نیت مسجد شریف اور حضرت مولانا قدس اللہ سرہ العزیز صریح مخالف ہو کر فرماتے ہیں کہ فقط زیارت قبر مطہرہ کی نیت ہونی چاہیئے اب دیکھیئے دونوں مذہبوں میں کس قدر فرق ہو گیا۔

ششم۔ یہ کہ شفاعت حضرت رسول مقبول علیہ السلام کی ثابت مانتے ہیں بخلاف وہابیہ کے کہ مسئلہ شفاعت میں ہزاروں تاویلیں اور گھڑنت کرتے ہیں اور قریب قریب انکار شفاعت کے بالکل پہنچ جاتے ہیں۔

(۴) شان نبوت و حضرت رسالت علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں وہابیہ نہایت گستاخی کے کلمات استعمال کرتے ہیں اور اپنے آپ کو مماثل ذات سرور کائنات خیال کرتے ہیں اور نہایت تھوڑی سی فضیلت زمانہ تبلیغ کی مانتے ہیں اور اپنی شقاوت قلبی و ضعف اعتقادی کی وجہ سے جانتے ہیں کہ ہم عالم کو ہدایت کر کے راہ پر لا رہے ہیں ان کا خیال ہے کہ رسول مقبول علیہ السلام کا کوئی حق اب ہم پر نہیں اور نہ کوئی احسان اور فائدہ ان کی ذات پاک سے بعد وفات ہے اور اسی وجہ سے توسل دعا میں آپکی ذات پاک سے بعد وفات ناجائز کہتے ہیں، ان کے بڑوں کا مقولہ ہے، معاذ اللہ معاذ اللہ۔ نقل کفر کفر نباشد۔ کہ ہمارے ہاتھ کی لاٹھی ذات سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہمکو زیادہ نفع دینے والی ہے، ہم اس سے کتے کو بھی دفع کر سکتے ہیں، اور ذات فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے تو یہ بھی نہیں کر سکتے۔ اب اسکے مقابلہ میں ان بھلے حضرات اکابر کے اقوال۔ عقائد کو ملاحظہ فرمائیے۔ یہ حضرات ذات حضور پرنور علیہ السلام کو ہمیشہ سے اور ہمیشہ تک واسطہ فیوضات الٰہیہ و منبع آب رحمت غیر متناہیہ اعتقاد کیئے ہوئے بیٹھے ہیں۔ ان کا عقیدہ یہ ہے کہ ازل سے ابتک جو جو نعمتیں عالم پر ہوئی ہیں اور ہونگی عام ہے کہ وہ نعمت وجود کی ہو یا اور کسی قسم کی۔ ان سب میں آپ کی ذات پاک ایسی طرح پر واقع ہوئی ہے کہ جیسے آفتاب سے نور چاند میں آیا ہوا اور چاند سے نور ہزاروں آئینوں میں غرض کہ حقیقت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ واسطہ جملہ کمالات عالم و عالمیاں ہیں یہی معنی لولاک لما خلقت الافلاک اور اول ما خلق اللہ نوری اور انا نبی الانبیاء وغیرہ کے ہیں اس احسان و انعام عام میں جملہ عالم شریک ہے علاوہ اس کے آپ کی ذات مقدس کو ارواح مؤمنین سے وہ خاص نسبت ہے کہ جس وجہ سے آپ باپ روحانی جملہ مومنین کے ہیں اور یہ احسان بھی ابتداء عالم سے آخر تک کے مومنین کو عام ہے علاوہ اسکے مومنین امت مرحومہ کے ساتھ ماسوا اسکے اور بھی خاص علاقہ ہے جو کہ اور امم کے مومنین کو نہیں، حضرت سرور کائنات علیہ السلام کے احسانات غیر متناہیہ کی تفصیل اگر معلوم کرنی منظور ہو تو رسالہ آبحیات حضرت مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ وَمَنْ تَوَلّٰى فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا

جس نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اطاعت کی اس نے اللہ تعالیٰ کا حکم مانا اور جس نے منہ پھیرا تو ہم نے بھی آپ کو ان کا نگہبان (ذمہ دار) بنا کر نہیں بھیجا

جامع ترمذی

(مترجم)

مع

شمائل ترمذی

محدث جلیل امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ

(م ۱۳ رجب ۲۷۹ھ)

مترجم

مولانا علامہ محمد صدیق سعیدی ہزاروی

تصحیح وتزیین : سید حامد لطیف چشتی

ناشر

فرید بک سٹال اردو بازار لاہور ۲

شیطان، رسول پاکؐ سے نہیں بلکہ حضرت عمرؓ سے ڈرتا تھا

وَيُرْوٰى عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهٗ قَالَ رُؤْيَا الْاَنْبِيَاءِ وَحْيٌ

سے منقول ہے کہ انبیاء کا خواب وحی ہوتا ہے۔

باب ۵۵۹

۱۶۲۴۔ حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ نَا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ شَيْخٌ اَبِيْ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ بُرَيْدَةَ قَالَ سَمِعْتُ بُرَيْدَةَ يَقُوْلُ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَعْضِ مَغَازِيْهِ فَلَمَّا انْصَرَفَ جَاءَتْ جَارِيَةٌ سَوْدَاءُ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ كُنْتُ نَذَرْتُ اِنْ رَدَّكَ اللّٰهُ سَالِمًا اَنْ اَضْرِبَ بَيْنَ يَدَيْكَ بِالدُّفِّ وَاَتَغَنّٰى فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنْ كُنْتِ نَذَرْتِ فَاضْرِبِيْ وَاِلَّا فَلَا فَجَعَلَتْ تَضْرِبُ فَدَخَلَ اَبُوْبَكْرٍ وَهِيَ تَضْرِبُ ثُمَّ دَخَلَ عَلِيٌّ وَهِيَ تَضْرِبُ ثُمَّ دَخَلَ عُثْمَانُ وَهِيَ تَضْرِبُ ثُمَّ دَخَلَ عُمَرُ فَاَلْقَتِ الدُّفَّ تَحْتَ اِسْتِهَا ثُمَّ قَعَدَتْ عَلَيْهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الشَّيْطَانَ لَيَخَافُ مِنْكَ يَا عُمَرُ اِنِّيْ كُنْتُ جَالِسًا وَهِيَ تَضْرِبُ فَدَخَلَ اَبُوْبَكْرٍ وَهِيَ تَضْرِبُ ثُمَّ دَخَلَ عَلِيٌّ وَهِيَ تَضْرِبُ ثُمَّ دَخَلَ عُثْمَانُ وَهِيَ تَضْرِبُ فَلَمَّا دَخَلْتَ اَنْتَ يَا عُمَرُ اَلْقَتِ الدُّفَّ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ مِنْ حَدِيْثِ بُرَيْدَةَ وَفِي الْبَابِ عَنْ عُمَرَ وَعَائِشَةَ .

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کسی غزوہ میں تشریف لے گئے واپسی پر ایک سیاہ رنگ کی لڑکی حاضر ہوئی اور اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے نذر مانی تھی کہ اگر اللہ تعالیٰ آپ کو صحیح سلامت واپس لائے تو آپ کے سامنے دف بجاؤں گی۔ اور گانا گاؤں گی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تو نے نذر مانی ہے تو بجا ورنہ نہیں، چنانچہ اس نے بجانا شروع کیا اتنے میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تشریف لائے وہ بدستور بجاتی رہی پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ تشریف لائے وہ پھر بھی بجاتی رہی۔ ازاں بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو وہ پھر بجاتی ہی رہی۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو اس نے دف سرین کے نیچے رکھا اور اس پر بیٹھ گئی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عمر! تم سے شیطان (بھی) ڈرتا ہے۔ میں بیٹھا ہوا تھا تو یہ دف بجاتی رہی حضرت ابوبکر آئے بجاتی رہی حضرت علی آئے پھر بھی دف بجاتی رہی پھر حضرت عثمان آئے تو بھی بجاتی رہی لیکن اے عمر! جب تم داخل ہوئے اس نے دف پھوڑ دیا۔ یہ حدیث حسن صحیح بریدہ کی روایت سے غریب ہے اس باب میں حضرت عمر اور عائشہ رضی اللہ عنہما سے بھی روایات منقول ہیں۔

۱۶۲۵۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ الصَّبَّاحُ الْبَزَّازُ نَا عَبْدُ بْنُ الْحُبَابِ عَنْ حَارِجَةَ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سُلَيْمَانَ بْنِ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ اَنَا يَزِيْدُ بْنُ رُوْمَانَ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسًا فَسَمِعْنَا لَغَطًا وَصَوْتَ صِبْيَانٍ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے کہ ہم نے ایک شور سنا اور بچوں کی آواز بھی سنی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اٹھے تو کیا دیکھا کہ ایک حبشی عورت رقص کر رہی ہے اور اس کے اردگرد بچے جمع ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "عائشہ! آؤ

فتاوی رشیدیہ
کامل
محبوب لطائف مفید
از افاضات مبارک
حضرت مولانا الحاج الحافظ رشید احمد صاحب گنگوہی رح
ناشران
محمد علی کارخانہ اسلامی کتب دوکان ۲
اردو بازار کراچی ۱

رحمۃ للعالمین

سوال :۔ لفظ رحمۃ للعالمین مخصوص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہے یا یہ شخص کو کہہ سکتے ہیں؟

جواب :۔ لفظ رحمۃ للعالمین صفت خاصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نہیں ہے بلکہ دیگر اولیاء وانبیاء اور علماء ربانیین بھی موجب رحمت عالم ہوتے ہیں اگرچہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب میں اعلیٰ ہیں لہ مرے پر اس لفظ کو بتاویل بول دیوے تو جائز ہے فقط۔

شفاعت کبریٰ

سوال :۔ شفاعت کبریٰ کا وعدہ آپ سے اللہ تعالیٰ نے کیا۔ لیکن باقی اذن من جانب اللہ ہوتا ہے یا نہیں یا بدون اجازت وحکم خداوند ذوالجلال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شفاعت کریں گے۔

جواب :۔ کوئی شفاعت بغیر اذن کے نہیں ہو سکتی من ذا الذی یشفع عندہ الا باذنہ ترجمہ کون ہے ایسا جو شفاعت کر سکے اس کے پاس بدون اذن کے پس اس ذات ذوالمجد والکبریا کی بارگاہ میں کسی کو جرأت زبان ہلانے کی بدون اجازت کے نہیں ہوئے گی فقط۔

حضور کے والدین کا اسلام

سوال :۔ ہمارے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین مسلمان تھے یا نہیں۔

جواب :۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کے ایمان میں اختلاف ہے حضرت امام صاحب کا مذہب یہ ہے کہ ان کا انتقال حالت کفر میں ہوا ہے فقط۔

مزارات اولیاء سے فیض

سوال :۔ مزارات اولیاء رحمہم اللہ سے فیض حاصل ہوتا ہے یا نہیں اگر ہوتا ہے تو کس صورت سے؟

جواب :۔ مزارات اولیاء سے کاملین کو فیض ہوتا ہے مگر عوام کو اس کی اجازت دینی ہرگز جائز نہیں ہے اور تحصیل فیض کا طریقہ کوئی خاص نہیں ہے جب جانے والا اہل ہوتا ہے تو اس طرف سے حسب استعداد فیضان ہوتا ہے مگر عوام میں ان امور کا بیان کرنا کفر وشرک کا دروازہ کھولنا ہے فقط۔

اولیاء کی کرامات

سوال :۔ مولانا روم فرماتے ہیں ؎

ہست قدرت اولیاء را از الٰہ تیر جستہ باز گرداند ز راہ[1]

---

[1] اولیاء کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے قدرت حاصل ہے کہ نکلے ہوئے تیر کو راستہ سے پھیر دیتے ہیں۔

رحمۃ للعالمین رسول اللہ کی صفت خاصہ نہیں ہے؟

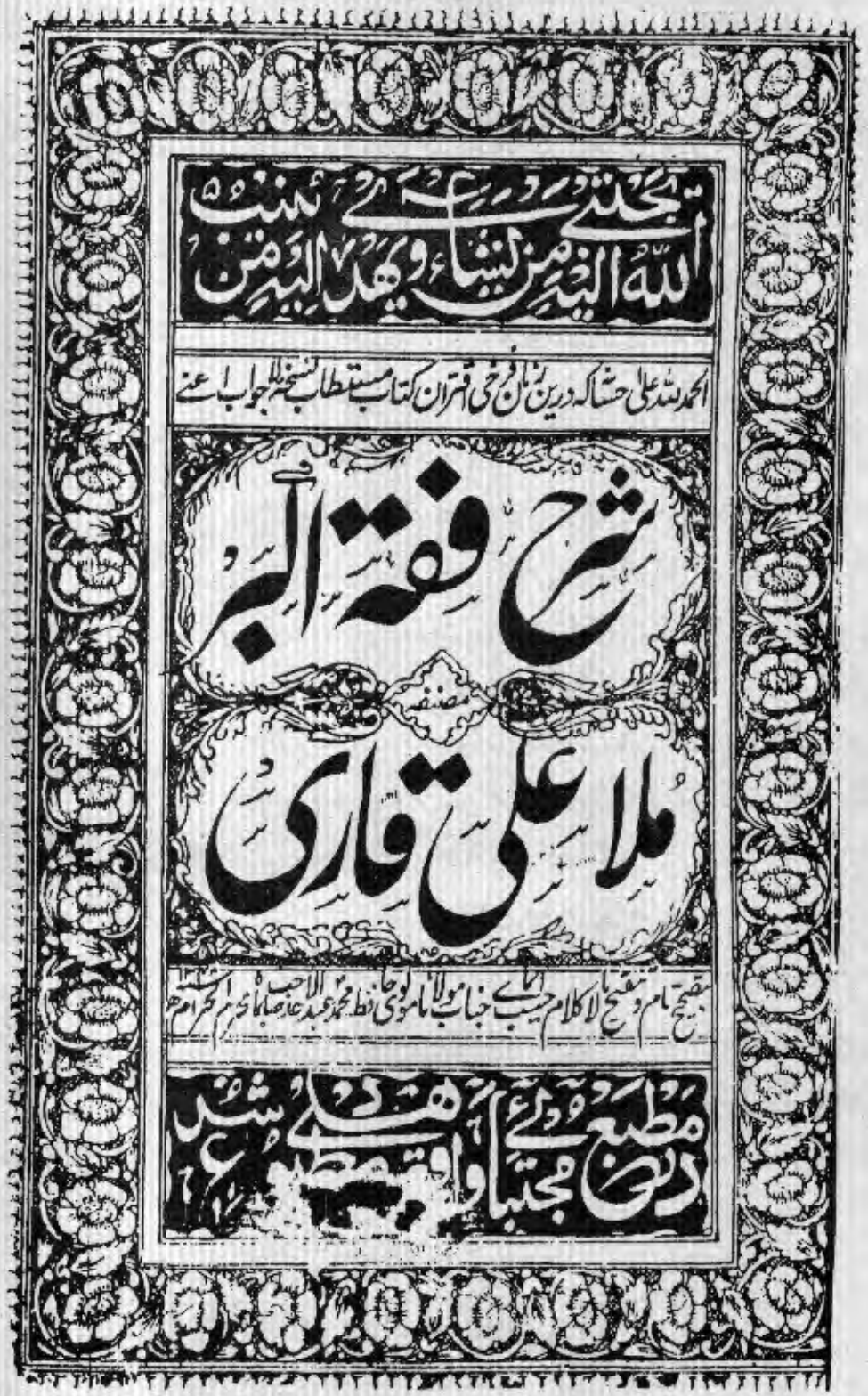
يجتبي اليه من يشاء ويهدي اليه من ينيب
الحمد لله على حسنه كه درين زمان فرخي اقتران كتاب مستطاب نسخه ملا جواب اعني
شرح فقه اكبر
مصنفه
ملا علي قاري
بتصحيح تمام وتنقيح لا كلام حسب الاي جناب مولانا مولوي حافظ محمد عبد الاحد صاحب مدظلهم الكرام
در مطبع مجتبائي واقع شد

رسول اللہ کے والدین کافر تھے (نعوذ باللہ)

علی ان امور الاسلام فی تکالیف الاحکام کانت تدریجیۃ من الاھون الی الاصعب لا بالعکس ولذا کان التکلیف اولا بالتوحید ثم زید الصلوٰۃ والزکوٰۃ ونحوھا کما ھو مقتضی حکمۃ الحکیم المجید ثم من فروع ھذا الاصل ما ذکرہ حجۃ الاسلام حیث قال یجوز اللہ ان یکلف عبادہ مالا یطیقونہ خلافا للمعتزلۃ اذ لو لم یجز لاستحال سؤال دفعہ وقد سألوا ذلک فقالوا ربنا ولا تحملنا ما لا طاقۃ لنا بہ ولانہ سبحانہ اخبر ان ابا جھل لا یصدق علیہ الصلوٰۃ والسلام ثم امرہ ان یصدق بجمیع اقوالہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ومن جملتھا انہ لا یصدق علیہ الصلوٰۃ والسلام فکیف یصدق علیہ الصلوٰۃ والسلام فی انہ لا یصدق وھذا محال انتھی ذکرہ غیرہ الا ان قال ابو لھب بدل ابی جھل وھو انسب قال ابن الھمام ولا یخفی ان دلیل الاول لیس فی محل النزاع وھو التکلیف اذ عند القائلین بامتناعہ یجوز ان یحملہ حیلا فیموت وامّا عند المعتزلۃ فبناء علی جواز انواع الایلام بقصد العوض وجوبا وامّا عند الحنفیۃ المانعین منہ ایضا فتفضلا بحکمۃ وعدلا علی المصائب ولا یجوز ان یکلفہ ان یحمل حیلا بحیث اذا لم یفعل یعاقب ای وجوزہ الاشاعرۃ کما قال اللہ تعالیٰ لا یکلف اللہ نفسا الا وسعھا وعن ھذا النص ذھب المحققون ممن جوزہ عقلا عن الاشاعرۃ الی امتناعہ سمعا وان جاز عقلا ای والا لزم وقوع خلاف خبرہ سبحانہ اما القول الفعل المستحیل باعتبار سبق العلم الازلی بعدم وقوعہ لعدم امتثالہ مختارا وھو مما یدخل تحت قدرۃ العبد عادۃ فلا خلاف فی وقوعہ کتکلیف ابی جھل وغیرہ من الکفرۃ بالایمان مع العلم بعدم ایمانہ والاجبار بہ لما تقدم من انہ لا اثر للعلم فی سلب قدرۃ المکلف وفی جبرہ علی المخالفۃ قال ومن فروعہ ایضا وھو ان للہ ایلام الخلق وتعذیبھم من غیر جرم سابق ولا ثواب لاحق خلافا للمعتزلۃ حیث لم یجوزوا ذلک الا بعوض او جرم والا لکان جورا عبثا لائق بالحکمۃ ولذا اوجبوا ان یقتص لبعض الحیوانات من بعض انتھی وقد سبق ان الظلم فی حقہ تعالیٰ محال وانہ سبحانہ لا یجب علیہ شیٔ بحال ففعلہ اما عدل واما فضل وامّا امر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

ماتا علی الکفر هذا رد علی من قال انهما ماتا علی الایمان او ماتا علی الکفر ثم احیاهما الله تعالی فماتا فی مقام الایقان وقد افردت لهذه المسئلة رسالة مستقلة ودفعت ما ذکره السیوطی فی رسائله الثلثة فی تقویة هذه المقالة بالادلة الجامعة المجتمعة من الکتاب والسنة والقیاس واجماع الامة ومن غریب ما وقع فی هذه القضیة انکار بعض الجهلة من الحنفیة علی ما فی بسط هذا الکلام بل اشار الی انه غیر لائق بمقام الامام الاعظم وهذا بعید کما قال الضال منهم من صفوان وددت ان احمد من المصحف قوله تعالی ثم استوی علی العرش واشارة الضال الاخر وهو احمد بن ابی داود القاضی الی الخلیفة المامون ان یکتب علی ستر الکعبة لیس کمثله شیء وهو العزیز الحکیم وقول الرافضی الاکبر انه بری من المصحف الذی فیه نعت الصدیق الاکبر وفی نسخة زید قوله ورسول الله صلی الله تعالی علیه وآله وسلم مات علی الایمان ولیس هذه النسخة فی اصل شارح تصدر لهذا المیل ان لکونه ظاهرا فی معرض البیان ولا یحتاج ذکره لعلوه صلی الله تعالی علیه وآله وسلم فی الشان ولعل مرام الامام علی تقدیر صحة ورود هذا الکلام ان صلی الله تعالی علیه وآله وسلم من حیث کونه نبیا من الانبیاء علیهم السلام وهو کلهم معصومون عن الکفر فی الابتداء والانتهاء نعتقد انه مات علی الایمان واما غیره من الاولیاء والعلماء والاصفیاء بالاعیان فلا نجزم بموتهم علی الایمان وان ظهر منهم خوارق العادات وکمال الحالات وجمال انواع الطاعات فان مبنی امره علی العیان وهو مستور عن افراد الانسان ولهذا کانت العشرة المبشرة وامثالهم خائفین من انقلاب احوالهم وسوء مآلهم فی مآلهم واعلم ان السلف رح فی الشهادة بالجنة ثلثة اقوال احدها ان لا یشهد لاحد الا للانبیاء علیهم السلام وهذا ینقل عن محمد بن الحنفیة والاوزاعی وهذا امر قطعی لا نزاع فیه والثانی ان یشهد لکل مؤمن جاء نص فی حقه وهذا اقول کثیر من العلماء لکنه حکم ظنی والثالث ان یشهد ایضا لمن شهد له المؤمنون کما فی الصحیحین انه علیه الصلوة والسلام مر بجنازة فاثنوا علیها بخیر فقال النبی صلی الله تعالی علیه وآله وسلم وجبت ومر باخری فاثنی علیها بشر فقال علیه الصلوة والسلام وجبت فقال عمر رضی الله تعالی عنه یا رسول الله ما وجبت فقال رسول الله

الجهال

السلف فی الشهادة بالجنة ثلثة اقوال

مسند الامام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

وھو اصح المسانید للحصکفی

مع

شرح ملا علی القاری

بفرمائش تاجران مولوی محمد روزشنواری
مولوی محمد شفیع رزقھم اللہ تعالیٰ ایمان کاملا

- ناشر -

مکتبہ توحید و سنت
کتب خانہ رشیدیہ

محلہ جنگی عقب قصہ خوانی ○ پشاور

عن ثلاث عن زيارة القبور فزوروها وهنيتكم ان تمسكوا لحوم الاضاحي فوق
ثلاثة ايام فامسكوها وتزودوا فانما نهيتكم ليوسع غنيكم على فقيركم ونهيتكم ان
تشربوا اى لتنبذ الكائن فى الدباء بالمد والقصر فاشربوا فيما بدا لكم اى ظهر عندكم
من الظروف فان الظرف اى جنسه لا يحل شيئا ولا يحرمه ولا تشربوا مسكرا
فان الله حرمه وفي رواية نحوه وفيه عن النبيذ اى نهيتكم عن الانتباذ فى الدباء
والحنتم والمزفت فاشربوا فى كل ظرف ولا تشربوا مسكرا **وبه** عن
علقمة عن ابن بريدة عن ابيه قال خرجنا مع النبي صلى الله عليه وسلم فى جنازة
اى معها ولاجلها فاتى قبر امه فجاء اى فرجع وهو يبكى اشد البكاء حتى كادت نفسه
تخرج من بين جنبيه اى من جميع اجزاء جسده والمعنى انه قرب ان يموت من شدة
حزنه قال اى بريدة قلنا اى نحن معشر الصحابة الحاضرين يا رسول الله ما يبكيك
اى اى شيء سبب بكائك قال استاذنت ربي في زيارة قبر امي محمد فيه وضع
الظاهر موضع المضمر اى قبر امي فاذن لي ولعل الحكمة فى اذنه ليكون سببا فى تخفيف
عذاب امه واستاذنته فى الشفاعة اى لرفع عذاب عنها من اجله فابى على الله لم ياذن
ولم يقبل مني لقوله سبحانه ان الله لا يغفر ان يشرك به ويغفر ما دون ذلك لمن يشاء
وهذا دليل صريح فى ان امه مات كافرة انها فى النار داخلة مخلدة وهو الذي اعتقده
ابو حنيفة وذكره في فقه الاكبر من ان والدي رسول الله صلى الله عليه وسلم ماتا على الكفر
وعارضه السيوطي في رسائل وابى ببعض الدلائل مما ليس تحتها شيء من الطائل
وقد جعلت رسالة مستقلة فى تحقيق هذه المسالة وتدقيق ما يتعلق بها من
الادلة وفى رواية لابي حنيفة عن بريدة قال استاذن النبي صلى الله عليه وسلم
ربه فى زيارة قبر امه فاذن له فانطلق وانطلق معه المسلمون حتى انتهوا الى قريب
من القبر فمكث المسلمون بضم الكاف وفتحها اى فلبثوا ومضى النبي صلى الله عليه
وسلم الى زيارة قبر امه فمكث طويلا اى زمانا او مكثا ثم اشتد بكاءه حتى ظننا
انه لا يسكن اى من البكاء فاقبل وهو يبكى فقال له عمر ما ابكاك يا نبي الله بابي انت و
امي اى افديك بهما قال استاذنت ربي في زيارة قبر امي فاذن لي فاستاذنته
فى الشفاعة فابى فبكيت رحمة لها اى بمقتضى الطبيعة وبكى المسلمون رحمة للنبي

فى رسالة له

اقتضاء الصراط المستقيم
مخالفة أصحاب الجحيم

تأليف

شيخ الإسلام ابن تيمية
٦٦١ – ٧٢٨ رحمه الله

بتحقيق

محمد حامد الفقي
رئيس جماعة أنصار السنة المحمدية

الطبعة الثانية
١٣٦٩هـ – ١٩٥٠م

مطبعة السنة المحمدية
١٧ شارع شريف باشا الكبير – عابدين
ت ٧٩٠١٧

ولا الأئمة المصنفون فى المسند كالإمام أحمد وغيره . وإنما روى ذلك من جمع الموضوع وغيره .

الأحاديث فى زيارة قبر النبى (ص) كلها مكذوبة

وأجل حديث روى فى ذلك ما رواه الدارقطنى ـ وهو ضعيف باتفاق أهل العلم ـ بل الأحاديث المروية فى زيارة قبره كقوله « من زارنى وزار أبى إبراهيم الخليل فى عام واحد ضمنت له على الله الجنة » و « من زارنى بعد مماتى فكأنما زارنى فى حياتى » وَ « من حج ولم يزرنى فقد جفانى » ونحو هذه الأحاديث كلها مكذوبة موضوعة .

لكن النبى صلى الله عليه وسلم رخص فى زيارة القبور مطلقاً بعد أن كان قد نهى عنها . كما ثبت عنه فى الصحيح أنه قال « كنت نهيتكم عن زيارة القبور فزوروها » وفى الصحيح عنه أنه قال « استأذنت ربى فى أن أستغفر لأمى فلم يأذن لى . واستأذنته فى أن أزور قبرها فأذن لى فزوروا القبور فإنها تذكركم الآخرة » .

إنما أبيحت زيارة القبور لتذكر الآخرة

فهذه زيارة لأجل تذكير الآخرة . ولهذا يجوز زيارة قبر الكافر لأجل ذلك . « وكان صلى الله عليه وسلم يخرج إلى البقيع . فيسلم على موتى المسلمين ويدعو لهم » فهذه زيارة مختصة بالمسلمين . كما أن الصلاة على الجنازة تختص بالمؤمنين .

وقد استفاض عنه صلى الله عليه وسلم فى الصحيح أنه قال « لعن الله اليهود والنصارى اتخذوا قبور أنبيائهم مساجد ، يُحَذِّر مافعلوا . قالت عائشة : ولولا ذلك لأبرز قبره . ولكن كره أن يتخذ مسجداً » .

وفى الصحيح « أنه ذكرت له أم سلمة كنيسة بأرض الحبشة . وذكرت من حسنها وتصاوير فيها . فقال : أولئك إذا مات فيهم الرجل الصالح بنوا على قبره مسجداً . وصوروا فيه تلك التصاوير . أولئك شرار الخلق عند الله يوم القيامة » وهذه فى الصحيح .

المصنوع
في
معرفة الحديث الموضوع
الشيخ الإمام العلامة المحقق الفهامة
علي بن سلطان محمد القاري رحمه الباري
المتوفى ١٠١٤هـ
الجزء الرابع
مكتبه امداديه ملتان
(پاکستان)

نبی اکرمؐ کے والد جہنمی ہیں دعاء مغفرت کی بھی اجازت نہیں دی گئی (العیاذباللہ)

ابن الجوزی فی کتاب الوفاء ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد وفاۃ أبیہ کان مع أمہ آمنۃ فلما بلغ ست سنین خرجت بہ الی أخوالہا بنی عدی بن النجار بالمدینۃ تزورهم و منهم أبوأیوب ثم رجعت به الی مکۃ فلما کانوا بالابواء توفیت فقبرها هناك و قیل لما افتتح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکۃ زار قبرها بالابواء ثم قام مستعبرا فقال انی استاذنت ربی فی زیارۃ قبر أمی فاذن لی و استاذنته بالاستغفار لها فلم یاذن لی و نزل ما کان للنبی و الذین آمنوا أن یستغفروا للمشرکین و لو کانوا أولی قربی الآیۃ و أغرب ابن حجر حیث قال و لعل حکمۃ عدم الاذن فی الاستغفار لها اتمام النعمۃ علیہ باحیائها له بعد ذلک حتی تصیر من أکابر المؤمنین أو الامهال الی احیائها لتؤمن به فتستحق الاستغفار الکامل حینئذ اه و فیه ان قبل الایمان لاتستحق الاستغفار مطلقا ثم الجمهور علی ان والدیه صلی اللہ علیہ وسلم ماتا کافرین و هذا الحدیث أصح ما ورد فی حقهما و أما قول ابن حجر و حدیث احیائهما حتی آمنا به ثم ماتا فحدیث ضعیف و من صححه الامام القرطبی و الحافظ بن ناصر الدین فعلی تقدیر صحته لا یصلح أن یکون معارضا لحدیث مسلم مع ان الحفاظ طعنوا فیه و منعوا جوازه أیضا بان ایمان الیائس غیر مقبول اجماعا لما دل علیه الکتاب و السنۃ و بان الایمان المطلوب من المکلف انما هو الایمان الغیبی وقد قال تعالی ولو ردوا لعادوا لما نهوا عنه و هذا الحدیث الصحیح صریح أیضا فی رد ما تشبث به بعضهم بانهما کانا من أهل الفترۃ ولاعذاب علیهم مع الخلاف فی المسئلۃ وقد صنف السیوطی رسائل ثلاثۃ فی نجاۃ والدیه صلی اللہ علیہ وسلم وذکر الادلۃ من الجانبین فعلیک بها ان أردت بسطها (فزوروا القبور فانها) أی القبور أو زیارتها (تذکر الموت) یعنی و تذکر الموت یزهد فی الدنیا و یرغب فی العقبی (رواہ مسلم) و رواہ أبو داود و النسائی و ابن ماجه قال مبرک حدیث أبی هریرۃ فی زیارۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ذکره الحافظ الکبیر أبو الحجاج المزی فی الاطراف وهو لم یوجد فی نسخ روایاتنا بالصحیح المسرقیۃ قال النووی فی شرحه هذا الحدیث وجد فی روایۃ أبی العلاء بن ماهان لاهل المغرب و لایوجد فی نسخۃ بلادنا من طریق عبدالغافر بن محمد الفارسی اه وقد رواہ محیی السنۃ من طریق عبدالغافر من صحیح مسلم فلعله یوجد فی بعض النسخ و لولا ذلک لم یذکره المزی فی الاطراف و قبر أم النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالابواء توفیت مرجعها من زیارۃ أخوال

إِنَّ فِي هٰذَا لَبَلَاغًا لِّقَوْمٍ عَابِدِينَ

الحمد لله مالك الملك والملكوت خالق العز والجبروت على ان الكتاب المقبول عند اولى الالباب المعروف

درس نظامی

تصحیح کامل من نسخ صحیحة قدیمة لمولانا المولوی محمد نعیم المکنوی غفرله الله بلطفه الخفی والجلی

قد انطبع فی المطبع المشتهر فی الآفاق یمنشی نول کشور الواقع فی لکنو

انبیاء کرامؑ خطا کار اور گنہگار ہیں

افضل ما تومر تعبدنی ان شاء اللہ من الصابرین وتقریر ذالک فی رای ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام کما کان غالبا عادۃ صحۃ عدم کون رویاہ منہیا او لما حصل اجتہادہ الیہ وجب الانتقال الی ان لظہر الخطا فہم فالذبح فلم یقطع حلقومہ اما بصفحۃ منزبت کما قیل او بغیرہ ولا تصغ الی قول من یقول ان الانبیاء یجوز ان یخطئوا فی احکام اللہ تعالے فان ہذا القول قد صدر من شیاطین اہل البدع کالروافض وغیرہم الم تزایل الحق من اہل السنۃ والجماعۃ القاصمین للبدعۃ کثرہم اللہ تعالے یجوز ان علی الانبیاء الخطاء کما ظہر فی اسارای بدر من سید العالم صلوۃ اللہ وسلامہ علیہ وعلے آلہ واصحابہ واذواجہ اجمعین وکیف وقع من داؤد علیہ السلام فی الحرث وفی الحکم لاحد المرأتین مع کونہ للآخرے کما ہو مشروح فی الصحیحین کیف وقع موسی علیہ السلام حین فعل باخیہ ہارون علیہ السلام ما فعل وحین قال لمن سال ہل احد اعلم منک لا احد اعلم منی فاوحے اللہ تعالے الی عبدنا خضر کما اخرجہ الشیخان وکیف وقع لنوح علیہ السلام حیث سال نجاۃ ابنہ من الغرق علی ما ہو المشہور ثم ان فی ارأۃ الرویا علی ہذا الوجہ وعدم الاعلام بالتعبیر ابتلاء یحظی بہا انبیاء علیہ السلام ونیل لمرتبۃ رفیعۃ لکن لما لم یکن الانبیاء مقرین علے الخطا واعلم اللہ تعالے ونادا ان یا ابراہیم قد صدقت الرویا واختار بعینۃ التفصیل ولم یقل صدقت فی الرویا لانہ لم یصدق فیہ وانما صدقہ ان ہذا لہو البلاء المبین مرسل الذبح العظیم وسماہ فداء علی حسب ظن ابراہیم والا کان ہذا اصل الواجب وفی ہذا الخطاء وذا العزم علی ذبح الولد سر آخر مذکور فی شرح فصوص الحکم للشیخ العلامۃ السامی عبد الرحمن الجامی قدس سرہ فیطلب منہ ولنذکر من کلام الشیخ الاکبر کما قال رضی اللہ عنہ فی فصوص الحکم اعلم ایدنا اللہ وایاک ان ابراہیم الخلیل علیہ السلام قال لابنہ انی اری فی المنام انی اذبحک والمنام حضرۃ الخیال فلم یعبر ہا وکان کبشا ظہر فی صورت ابن ابراہیم فی المثال فصدق ابراہیم الرویا فقد اور بر من وہم ابراہیم بالذبح العظیم وہو تعبیر رویاہ عند اللہ وہو لا یشعر بالتجلی الصوری فی حضرۃ الخیال فتنبہ الی علم آخر یدرک بہ ما اراد اللہ تبارک الصورۃ الاتری کیف قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم لامیر المومنین ابی بکر الصدیق یعنی اللہ تعالی عنہ فی تعبیر الرویا اصبت بعضا واخطأت بعضا فسالہ ابو بکر ان یعرفہ ما اصاب منہ وما اخطا فلم یفعل علیہ السلام قال تعالی لابراہیم حین نادا ان ابراہیم قد صدقت الرویا وما قال قد صدقت فی الرؤیا لانہ انک ما عبرہا بل اخذ بظاہر ما رای والرؤیا یطلب التعبیر انتہی کلمات الشریفۃ المنکرون للنسخ قبل التمکن قالوا الوجہ جواز النسخ لزوم صیرورۃ الشخص الواحد حال التمکن مامورا ومنہیا والمکلف الواحد بالواحد من الفعل فی الواحد من الزمان لا یومر ولا ینہی عنہ قانا لا سمیۃ فی التکلیف لحکم المنسوخ والناسخ ولا فی التعلق ای تعلق الحکمین بل یرفع احدہما الآخر فلا یلزم صیرورۃ شئی واحد مامورا ومنہیا فی زمان واحد وقد مر منا ما یفی لدفع ہذا الجواب ولا بأس بالاعادۃ لیزداد وضوحا فاعلم ان تعلق التکلیف وقت التمکن بالامر المنسوخ ام لا وعلی الثانی لا تکلیف فلا نسخ اذ لا تکلیف قبل التمکن لانہ من شرط التکلیف وعلی الاول صار الفعل واجبا فی الذمۃ ثم صار حراما فی ذلک الوقت ایضا بالناسخ فلزم اجتماعہما قطعا فان قیل المقصود من امر المنسوخ الاتیان بعقد القلب وبالنہی الکف عنہ وقت التمکن قلت عقد القلب بای شئی ان کان ہناک وجوب فیلزم المحذور وتقرری وان لم یکن ہناک وجوب صار المقصود عقد القلب خلاف الواقع والمطلوب جہلا مرکبا فتدبر ولا تغفل فان قیل ہذا الدلیل منقوض بجمیع صور النسخ فانہ یلزم ان یکون شئی واحد مامورا بالمنسوخ ومنہیا بالناسخ اقول الانتقاض ممنوع فان الوقت فی محل غیر النزاع متعدد فیجوز ان یبقے الوجوب بالامر المنسوخ الی امد ویکون النسخ بیانہ فیصح بیان الامد فتامل ذلک ان تقرح حدیث بیان الامد من المبین وتقول لما کان الوقت فی غیر محل النزاع متعددا فیجوز تعلق الوجوب بشئی وقت وارتفاعہ فی وقت آخر فلا محذور اصلا سوا کان النسخ نفس بیان مدۃ بقاء المنسوخ او الرفع فافہم ثم لو قرر الدلیل کذا یلزم فی النسخ قبل التمکن تعلق الوجوب والحرمۃ وقت النسخ لتوجہ النقض الثبتہ ولا یفید الجواب بتعدد زمان الوجوب والرفع فان الوجوب

وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا

رسول اللہ جو کچھ تم کو دیں، اُس کو لے لو اور جس سے منع کریں اس سے باز آجاؤ!

صحیح بخاری شریف مترجم

جلد دوم

۷۲۷۵، احادیث نبوی کا بیش بہا خزانہ

جس کو ابو عبداللہ امام بخاری نے جمع کر کے مسلمانانِ عالم پر احسان عظیم فرمایا ہے!

ترجمہ و فوائد اور ضروری تشریحات

(از)

(۱) مولانا ابوالعلیٰ صاحب (۲) مولانا ابوالفتح صاحب

(۳) مولانا سبحان محمود صاحب (۴) مولانا قاری احمد صاحب

ناشران: محمد سعید اینڈ سنز تاجران کتب قرآن محل مقابل مولوی مسافر خانہ کراچی

حضرت ابراہیمؑ نے تین جھوٹ بولے ہیں

حضرت ابراہیمؑ نے تین جھوٹ بولے ہیں

۵۸۱ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا مُغِيرَةُ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْقُرَشِيُّ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اخْتَتَنَ إِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَهُوَ ابْنُ ثَمَانِينَ سَنَةً بِالْقَدُومِ ۔

قتیبہ بن سعید، مغیرہ بن عبدالرحمٰن قرشی، ابوالزناد اعرج حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، کہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا حضرت ابراہیم (علیہ السلام) نے اپنے ختنہ ایک بسولے سے اسی سال کی عمر میں کی۔

۵۸۲ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ بِالْقَدُومِ مُخَفَّفَةً تَابَعَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِسْحَاقَ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ تَابَعَهُ عَجْلَانُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَرَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو وَعَنْ أَبِي سَلَمَةَ ۔

ابوالیمان، شعیب، ابوالزناد نے لفظ قدوم مخفیف دال سے روایت کیا ہے، اس کے متابع حدیث عبدالرحمٰن بن اسحٰق نے ابوالزناد سے، اور اس کے متابع عجلان نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے، اور اس کو محمد بن عمرو نے ابوسلمہ سے روایت کیا ہے۔

۵۸۳ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ تَلِيدٍ الرُّعَيْنِيُّ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَمْ يَكْذِبْ إِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِلَّا ثَلَاثَ كَذَبَاتٍ ثِنْتَيْنِ مِنْهُنَّ فِي ذَاتِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ قَوْلُهُ إِنِّي سَقِيمٌ وَقَوْلُهُ بَلْ فَعَلَهُ كَبِيرُهُمْ هٰذَا وَقَالَ بَيْنَا هُوَ ذَاتَ يَوْمٍ وَسَارَةُ إِذْ أَتَى عَلَى جَبَّارٍ مِنَ الْجَبَابِرَةِ فَقِيلَ لَهُ إِنَّ هٰهُنَا رَجُلًا مَعَهُ امْرَأَةٌ مِنْ أَحْسَنِ النَّاسِ فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ فَسَأَلَهُ عَنْهَا فَقَالَ مَنْ هٰذِهِ قَالَ أُخْتِي فَأَتَى سَارَةَ قَالَ يَا سَارَةُ لَيْسَ عَلَى وَجْهِ الْأَرْضِ مُؤْمِنٌ غَيْرِي وَغَيْرُكِ وَإِنَّ هٰذَا سَأَلَنِي فَأَخْبَرْتُهُ أَنَّكِ أُخْتِي فَلَا تُكَذِّبِينِي فَأَرْسَلَ إِلَيْهَا فَلَمَّا دَخَلَتْ عَلَيْهِ ذَهَبَ يَتَنَاوَلُهَا بِيَدِهِ فَأُخِذَ فَقَالَ ادْعِي اللّٰهَ لِي وَلَا أَضُرُّكِ فَدَعَتِ اللّٰهَ فَأُطْلِقَ ثُمَّ تَنَاوَلَهَا الثَّانِيَةَ فَأُخِذَ

سعید بن تلید رعینی، ابن وہب، جریر بن حازم، ایوب، محمد، ابوہریرہ سے روایت کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ ابراہیمؑ نے (ظاہری) جھوٹ نہیں بولا، البتہ تین مرتبہ کے سوا، جو (ظاہری) باتیں بھی (جھوٹ نہیں بولا اور ان ظاہری جھوٹ کو توریہ کہتے ہیں جس کے جواز میں قطعاً شبہ نہیں، بالخصوص مواضع حاجت میں)۔

محمد بن محبوب، حماد بن زید، ایوب، محمد، حضرت ابوہریرہ رضہ سے روایت کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ، ابراہیم علیہ السلام نے صرف تین مرتبہ (ظاہری) جھوٹ بولا ہے، دو تو خدا کے واسطے، ان کا یہ قول کہ میں بیمار ہوں اور یہ قول ان کے بڑے بت نے کیا ہے، یہ تو خدا کیلئے، اور ایک اپنے لئے یہ کہ فرمایا، ایک دن ابراہیمؑ اور ان کی زوجہ، سارہ جا رہے تھے، کہ ایک ظالم بادشاہ کے ملک میں سے گزرے کسی نے بادشاہ سے کہدیا کہ یہاں ایک ایسا شخص آیا ہے جس کے ساتھ بے انتہا خوبصورت عورت ہے، اس ظالم نے اس کے پاس آدمی بھیجکر سارہ کے متعلق پوچھا یہ کون ہے تو ابراہیم نے کہدیا میری بہن ہے، پھر ابراہیم سارہ کے پاس آئے، اور کہا کہ اے سارہ روئے زمین پر میرے اور تیرے علاوہ کوئی مومن نہیں، اس ظالم نے مجھ سے پوچھا تھا تو میں نے کہدیا یہ میری بہن ہے لہٰذا مجھے جھوٹا نہ کرنا، اس ظالم نے سارہ کو بلوا بھیجا، جب سارہ اس کے پاس پہنچیں، تو وہ انکی طرف ہاتھ بڑھانے لگا، فوراً اس جانب اللہ کی گرفت ہوگئی، اس نے سارہ سے کہا میرے لئے اللہ سے دعا کر میں تجھے بھی کچھ ضرر نہ پہنچاؤں گا، انہوں نے دعا کی، وہ اچھا ہوگیا، پھر دوسری مرتبہ

وَيُرِيدُ اللّٰهُ اَنْ يُّحِقَّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَيَقْطَعَ دَابِرَ الْكٰفِرِيْنَ ۝۸

اور اللہ چاہتا ہے کہ حق کو اپنی باتوں سے ثابت کر دے اور کافروں کی جڑ کاٹ دے

لِيُحِقَّ الْحَقَّ وَيُبْطِلَ الْبَاطِلَ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ۝۹

تاکہ حق ثابت کر دے اور باطل کو مٹا دے اگرچہ (اس سے) گنہگار ناخوش ہوں +

۲۰۵

کتاب شہادت

اس کتاب میں اسلام کے ان عظیم الشان واقعات پر جن پر پردہ پڑا ہوا تھا پوری روشنی ڈالی گئی ہے اور یہ ثابت کیا گیا ہے کہ جس طرح جنگ صفین و جمل ایک بے بنیاد افسانہ اور بعد کی گھڑنت ہیں اسی طرح امام حسین علیہ السلام کی شہادت کا واقعہ بالکل غلط اور محض بے بنیاد ہے

مصنفہ

مرزا حیرت دہلوی

کرزن پریس دہلی

۱۰ جولائی ۱۹۱۳ء سے یہ کتاب چھپنی شروع ہوئی

حضرت عیسیٰؑ اور حضرت موسیٰؑ کی لرزہ خیز توہین

اور اب وہ مجسمے ہیولیٰ اور ہیولیٰ سے ایک موہوم صورت بن گئے۔ مگر آج دنیا انھیں بھولی ہوئی ہے۔ اس دنیا نے کیا کیا تغیر و تبدل دیکھے کتنی بار اس میں طوفان آئے وہ طوفان کہ طوفان نوح بھی ان کے آگے پانی بھرے۔ کس قدر بنی نوع انسان برباد ہوئی۔ خدا کی مخلوق پر کتنی کتنی آفتیں آئیں۔ فطرت کے لاڈلے فرزند کس طرح ذبح کئے گئے اور کس بے دردی سے انسانی خون بہایا گیا۔ پھر کس طرح آبادی بڑھتی دنیا باوجود اس آسمانی تشدد اور سختی کے بڑھتی چلی گئی اور آج اسکی ترقی معراج کمال پر پہنچ گئی ہے۔ یہ ساری باتیں اور یہ ساری تبدیلیاں قدرت کا ایک راز تھا جو ہزاروں سال گزرنے پر اخیر محمد بن عبداللہ کے مبارک لبوں سے کھلا۔

ہزاروں موسے اور ہزاروں عیسے اسیطرح اور بہت سے پیغمبر گزر گئے جن کے زبانی یا دلی معتقدوں کی تعداد لاکھوں سے گزر کے کروروں تک پہنچی ہوئی ہے مگر سوال یہ ہے کہ ان میں سے کس موسے اور کس عیسے نے مخلوق خدا کے ساتھ کیا کیا۔ موسے کی تو تمام عمر محض بنی اسرائیل سے توتو میں میں کرنے اور جنگ و جدل میں مشغول رہنے میں گزر گئی اور انھوں نے آکر ایک جدید شریعت کی بنیاد ڈالی مگر ان کا دائرہ ہدایت یا شریعت بنی اسرائیل سے آگے نہ بڑھ سکا۔ بس ان کی قومی۔ ملکی اور انسانی خدمات کی یہی کائنات ہے۔

پھر مسیح ابن مریم پیدا ہوئے جنھیں لوگوں نے ان کی ماں کے نام سے پکارا کیونکہ یوسف ان کے والد کی شخصیت معدوم قرار دی گئی۔ جو کچھ انھوں نے تعلیم پائی۔ یحییٰ سے اسی کے وعظ سنے اور اسی سے جذبات دلی کا ابھار ہوا۔ چونکہ مطلق تعلیم یافتہ نہ تھے اسلئے کوئی نئی شریعت یا نیا قانون بنا نہیں سکتے تھے۔ کئی سال تک وہ اپنے باپ کی دکان میں بسولے کی آوازیں سنتے رہے اور پھر یحییٰ کے وعظوں سے پہلے

نبی کریمؐ نے بت پرست کے دودھ سے پرورش پائی

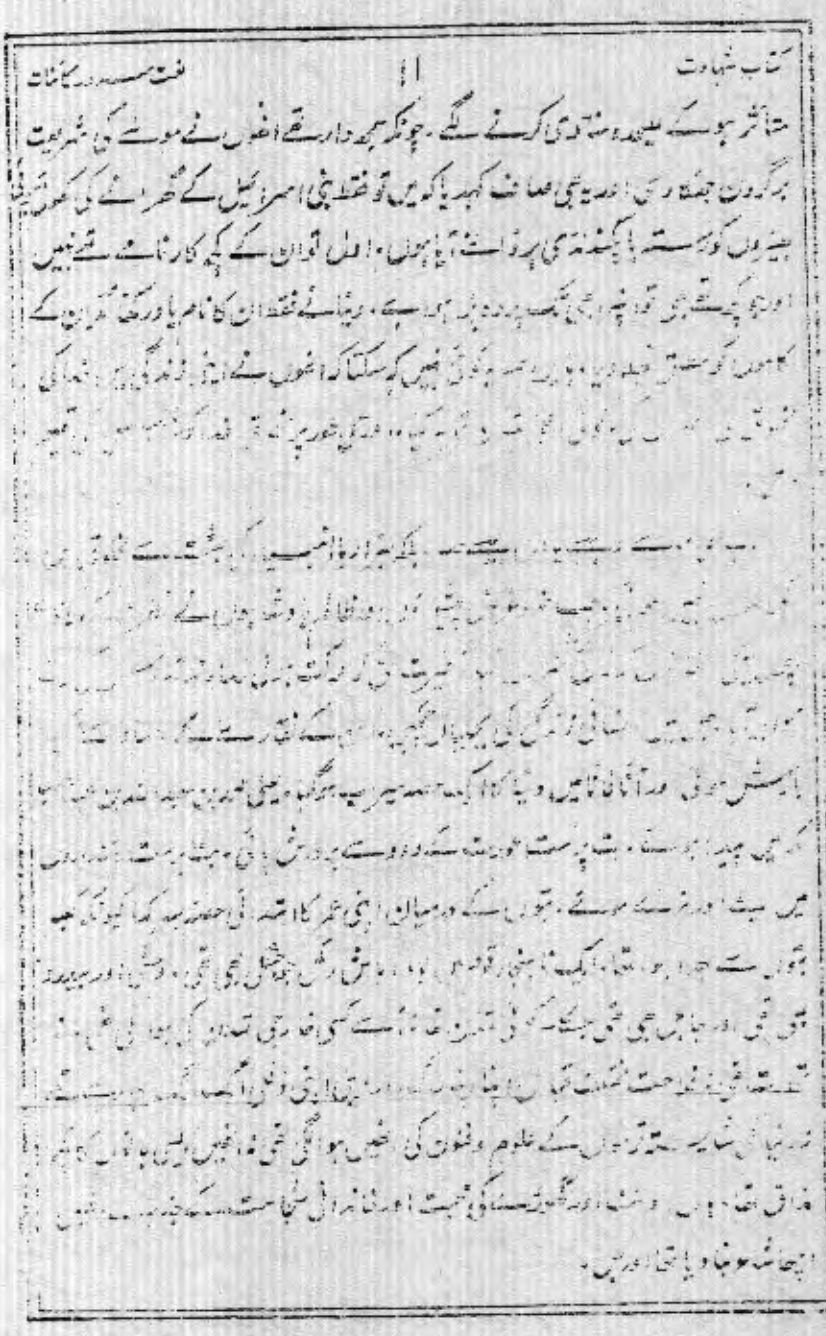

جتنی تعریف کی جائے کم ہے۔ اسکے احسان سے دنیا کی کوئی قوم ہرگز محروم نہیں رہی اسوقت دنیا کے چالیس کروڑ انفاس اسکے احسانات کا کھلے الفاظ میں شکریہ ادا کر رہے ہیں۔ ان کے علاوہ یونافیوٹا برابر احسان مانتے اور ماننے کی زبانی اور قلبی شہادت دے رہے ہیں بہت سے سکوت میں ہیں مگر سر ضرور ہلا رہے ہیں کوئی دن جاتا ہے کہ یہ بھی اسکا احسان مانکے اسکے حلقہ بگوش غلاموں کے حلقہ میں آجائیں گے۔ یہ بھی اسکا بہت بڑا معجزہ ہے کہ اسکے متبعین اگرچہ بعض عقاید مختلفہ کی وجہ سے گروہ گروہ بن گئے ہیں مگر اسکا احترام ہر گروہ اور ہر فرقہ میں جوں کا توں موجود ہے اور وہ سب اس امر پر ایسے متفق ہیں کہ اگر کسی مخالف کی طرف سے اسکی شان اقدس و اطہر میں کچھ بھی سوء ادبی صادر ہو جائے تو یک لخت سب یکساں بھڑک اٹھتے ہیں اور ان میں یہ بھی مادہ ہے کہ وہ اپنے اس محسن پر جان فدا کرنے کے لئے ایک ہی جھنڈے کے نیچے جمع ہو جائیں ایک روحانی آگ ہے جو تیرہ سو برس ہوئے مکہ میں سلگائی گئی تھی مگر آجتک اس آگ کی تندی جوں کی توں موجود ہے چند لفظوں کا ایک کلمہ ہے جس کے ہر ہر حرف میں روحانی آتشی مادہ مضمر ہے جہاں وہ کلمہ زبان سے نکلا رونگٹے رونگٹے میں بجلی دوڑ گئی اور انسان فوراً اپنے پاک جذبات میں ڈوب گیا۔ وہ کلمہ یہ ہے۔

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ محمد رسول اللہ

اگرچہ اس عظیم الشان انسان نے اپنی شاندار وجاہت کو پورا محسوس کر لیا تھا مگر پھر بھی وہ جب انبیاء گزشتہ کا ذکر کرتا تھا تو صاف طور پر اپنے متبعین کو منع کر دیتا تھا۔ کہ مجھ میں اور ان میں کچھ فرق نہ کرو حالانکہ پچاس ہزار عیسے اور پچاس ہزار موسے وہ تو وہ اسکے متبعین کے مقابلہ میں بھی کوئی ہستی نہیں رکھتے۔ ایک ابوبکر کل انبیاء کا خلاصہ موجود ہے نہ موسے اسکی برابری کر سکتے ہیں نہ عیسے خداوند قدوس نے خود اس سے باتیں

الرَّحمۃُ فی الطِّبِّ وَالحِکمۃ

تألیف

الامام العالم العـــلامة

جلال الدین عبد الرحمن البسیوطی

المتوفی سنة ۹۱۱ ھ رحمه الله تعالی

ناشر

مولوی محمد امیر حمزہ ۱۴۰۴ ہجری

باہتمام عبدالکریم

مکتبۂ اسلامیہ

میزان مارکیٹ کوئٹہ

۱٤۰٤ ھ

ران پر آدمؑ اور حواؑ کا نام لکھیں تو احتلام نہیں ہوگا

۱۵۹

وأصله وورقه وما يوجد منه فيطبخ بماء نظيف طاهر ويجعله على رأسه يبرأ باذن الله تعالى اه (علاج الجذام والسعلة ونقل الرأس) تأخذ على بركة الله تعالى من الزبيب الأحمر ماشئت وتسحقه سحقا ناعما وخذ من العسل والزيت والثوم والسمن البقرى والخل والكسبرة والكراوية والكمون والسانوج والخشخاش والسمسم وهو الجلجلان والفلفل والزنجبيل والقرنفل ولسان عصفور وجوزة الشرك وقاع قلة والحرمل والصعتر وزريعة الكتان والنونخة ومرغنيس وحبة حلاوة وزعفرانا وقمحا مقليا وحمصا أسود وحليب بقرة حمراء وتخلطهم جميعا بعد السحق والمزج جيدا كما ذكرنا وتجعلها فى اناء مزجج وتخمرهم سبعة أيام فحين إذ يأكل منه المريض يبرأ باذن الله تعالى من جميع ماذكرنا ومن البرص والأحناش التى تكون فى الجوف وتخبيل العقل والسوداء والبلغم والأخلاط الباردة ومرض النشاف والحمرة والهرة والجرب والدود والريح ووجع الكبد والطحال ووجع الطارق اه .

الباب الخمسون والمائة

فى علاج من به الوسواس ، وهو ثلاثة أبواب

قال جالينوس الحكيم : ومما جربناه أن صاحب الوسواس والجنون اذا أكل دماغ الرخمة نفعه باذن الله تعالى اه واذا بخر الموسوس والمجنون بعرف الديك شفاه الله تعالى اه ودقيق الثبت اذا عمل منه شراب وشرب به صاحب الوسواس السوداوى ثلاثة أيام متوالية نفع نفعا عظيما (علاج لمن يريد دفع الوسواس) يكتب خاتم الغزالى بكماله فى جام ذهب أو فضة أو نحاس أو قصدير أو رصاص ويكتب حول الخاتم آية الكرسى وقوله تعالى « ان الذين اتقوا اذا مسهم طائف الى مبصرون» وتنجمه وتمحيه وتشربه على ثلاث ليال وأيام على الريق يبرأ باذن الله تعالى اه (علاج لمن أراد أن يحول الله بينه و بين وسواس الشيطان الرجيم) فليدع بهذا الدعاء وهو هذا : ياألله الرقيب الحفيظ الرحيم ياألله الحى الحليم العظيم الرءوف الكريم ياألله الحى القيوم القائم على كل نفس بما كسبت حل بينى و بين عدوّى اه .

الباب الحادى والخمسون والمائة

فى دفع الاحتلام ، وهو بابان

اذا أراد الانسان ألا يحتلم اذا نام يقرأ عند النوم «والسماء والطارق الى حافظ» صدق الله وعده ونصر عبده وكذب الشيطان وحده فلا يحتلم أبدا اه (علاج لمن لايريد الاحتلام) يكتب على فخذه الأيمن آدم وعلى الأيسر حوّاء فلا يحتلم اه .

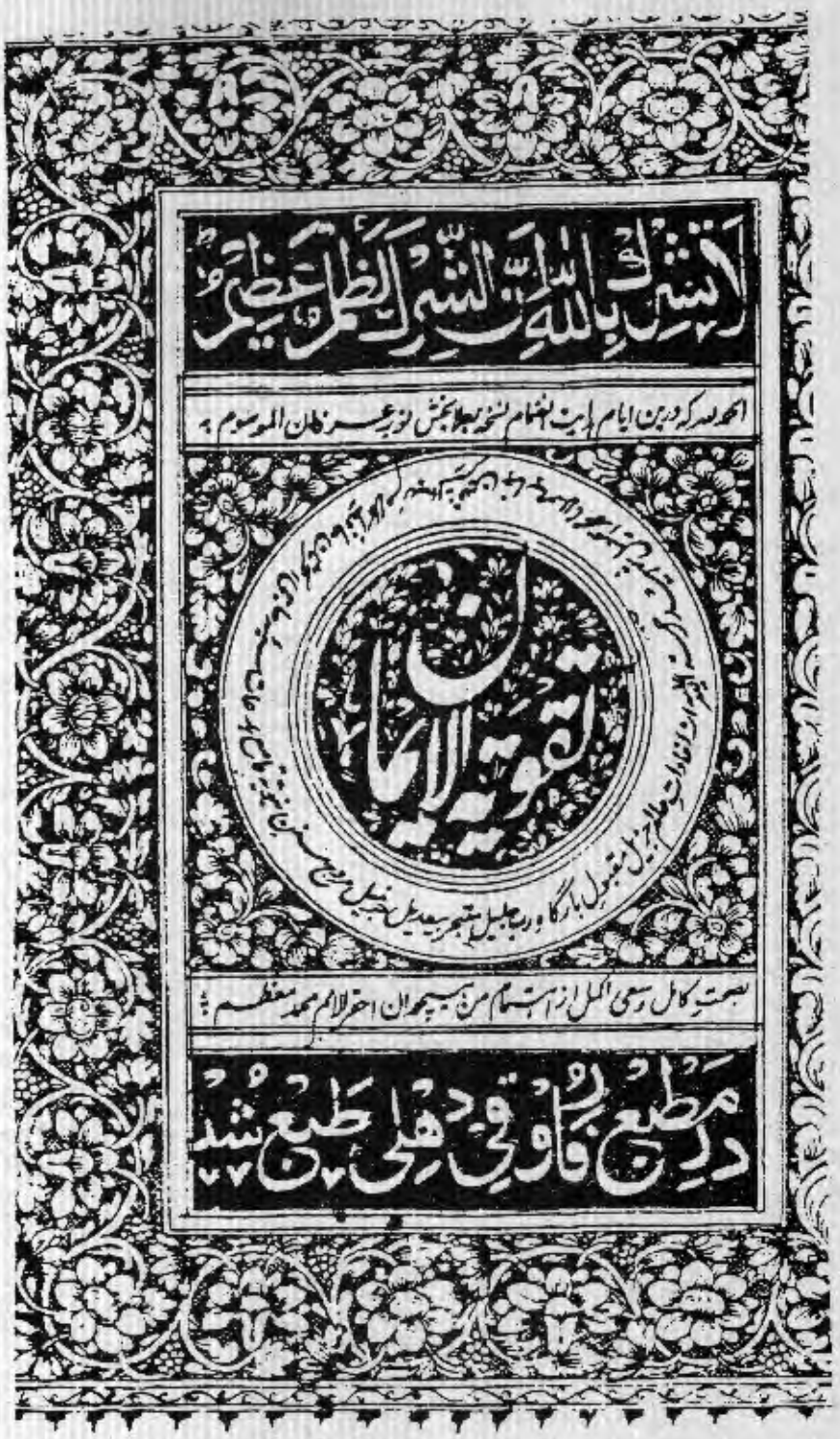
لا شریک باللہ ان الشرک لظلم عظیم

الحمد للہ کہ دریں ایام بایں اہتمام نسخہ بعلا بخش نور عرفان الموسوم بہ

تقویۃ الایمان

بصحت کامل و سعی اکمل از اہتمام من بسپوران اخر الانام محمد معظم

در مطبع فاروقی دہلی طبع شد

پیغمبر اسلام ایک گنوار کے ہاتھوں دہشت زدہ اور بے حواس ہو گئے

اپنی انکھیون سے کہ قہر کی طرح اور ہینگ وہ چڑچڑ بولتا ہے اُس سے جیسا چڑچڑ بولے بالات اونٹ کا سوار کے وجہ سے **ف** یعنے ملک عرب مین قحط پڑا تھا سو ایک گنوار نے اکر پیغمبر خدا کے روبرو اسکی سختی بیان کی اور دعا طلب کی اور یہ کہا کہ تمھاری سفارش اللہ کے پاس ہم چاہتے ہین اور اللہ کی تمھارے پاس سو یہ بات سنکر پیغمبر خدا بہت خوف اور دہشت مین آگئے اور اللہ کی بڑائی اُنکے مُنھ سے نکلنے لگی اور ساری مجلس کے لوگون کے چہرے اللہ کی عظمت سے متغیر ہو گئے پھر اوس شخص کو سمجھایا کہ کسی کو جو کسی پاس اپنا سفارشی ٹھہرائے تو یون ہوتا ہے کہ اصل کارد بار اُسکے اختیار مین ہو اور سفارش کرنے والے کی خاطر سے وہ کردے سو جب یہ کہا اللہ کو سفارشی پیغمبر کے پاس ہمنے ٹھہرایا سو گویا اصل مختار پیغمبر کو سمجھا اور اللہ کو سفارشی سو یہ بات محض غلط ہے اللہ کی شان بہت بڑی ہے کہ سب انبیا اور اولیا اور سکے دوسرا ایک ذرہ ناچیز سے بھی کمتر ہین کہ سارے آسمان و زمین کو عرش اوسکا قبہ کی طرح گھیر رہا ہے اور باوجود اس بڑائی کے اُس شہنشاہ کی عظمت نہین تھام سکتا بلکہ اُسکی عظمت سے چڑچڑ بولتا ہے سو کسی مخلوق کی کیا طاقت کہ اُسکی بڑائی کا بیان بھی کر سکے اور اوسکی عظمت کے میدان مین اپنا خیال اور وہم بھی دوڑا سکے پھر کسی کام مین دخل کرنے کی اور اوسکی سلطنت مین ہاتھ ڈالنے کی تو کیسکو جورت وہ خود مالک الملک بغیر لشکر اور فوج کے اور بغیر کسی وزیر اور مشیر کے ایک آن مین کروڑون کام کرتا رہتا ہے وہ کسیکے روبرو سفارش کرے اور کیسکا یہ مُنھ کہ اوسکے سامنے کسی کا حمایتی بنکے بیٹھے سبحان اللہ اشرف المخلوقات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تو اُسکے دربار مین یہ حالت ہے کہ ایک گنوار کے مُنھ سے اُنکی بات سنتے ہی مارے دہشت کے بیحواس ہو گئے اور عرش سے فرش تک جو اللہ کی عظمت بھری ہوئی ہے بیان کرنے لگے پھر کیا کہیے اِن لوگون کو کہ اُس مالک الملک سے ایک بھائی بند کا سا رشتہ یا دوستی آشنائی کا سا علاقہ سمجھکر کیا کیا بڑھ بڑھ کر باتین کرتے ہین کوئی کہتا ہے کہ مین نے اپنے رب کو ایک کوڑی کو مول لیا اور کوئی کہتا ہے کہ مین اپنے رب سے دو برس بڑا ہون اور کوئی کہتا ہے کہ اگر میرا رب میرے پیر کے سوا کسی اور

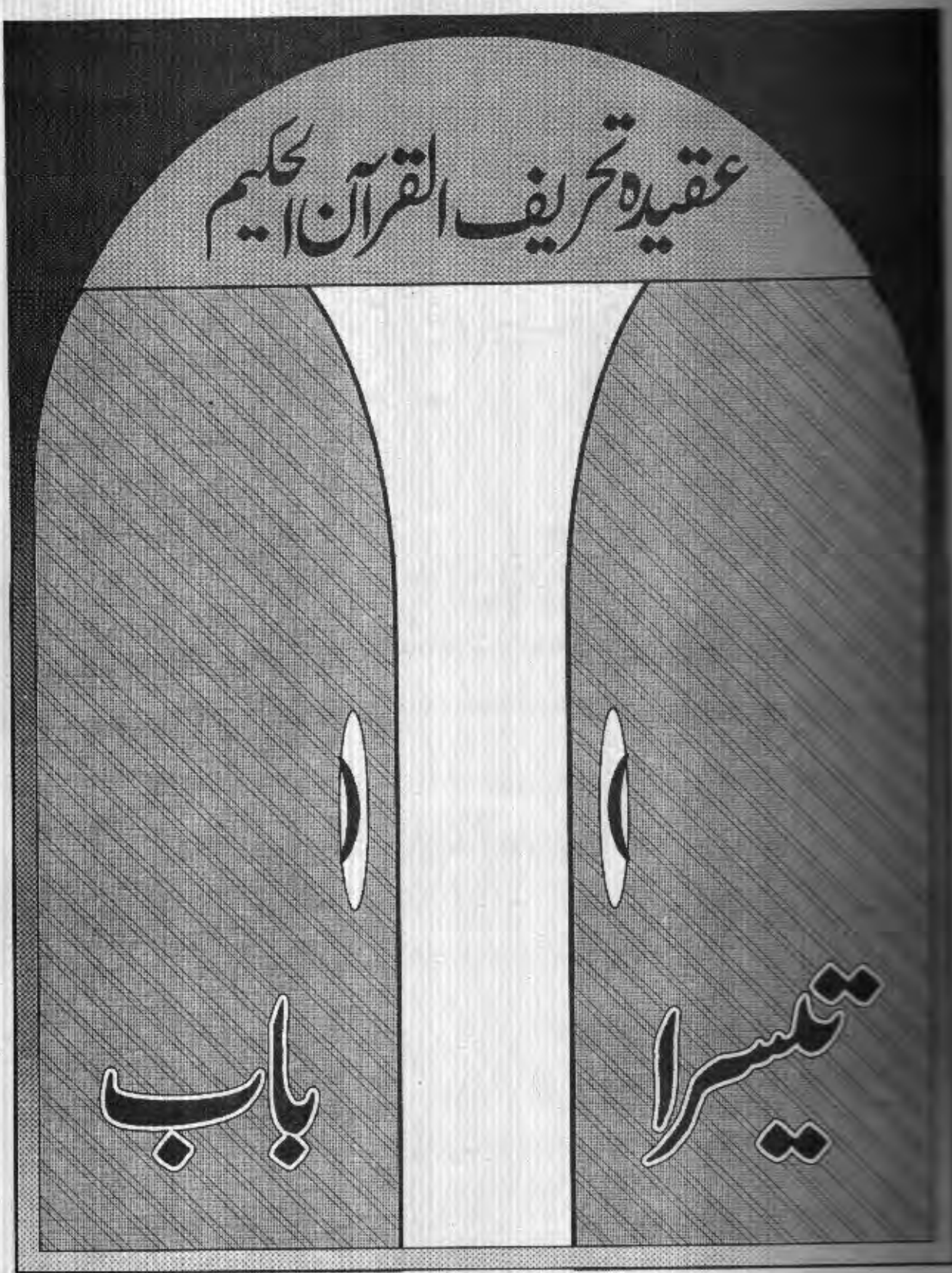
عقیدہ تحریف القرآن الحکیم
تیسرا باب

فیض الباری

علی صحیح البخاری

من أمالی الفقیہ المحدث الأستاذ الکبیر

إمام العصر الشیخ محمد أنور الکشمیری ثم الدیوبندی

المتوفی سنہ ۱۳۵۲ھ

مع حاشیۃ البدر الساری إلی فیض الباری

من صاحب الفضیلۃ الأستاذ محمد بدر عالم المیرٹھی

من أساتذۃ الحدیث بالجامعۃ الإسلامیۃ بدابھیل

الجزء الثالث

طبع علی نفقۃ

[illegible]

بتحت إشراف المجلس العلمی بدابھیل - سورت (الھند)

[illegible]

الطبعۃ الأولی

۱۳۵۷ھ — ۱۹۳۸م

مطبعۃ زاد الطالبین بشبیر شارع الأزھار نمبر ۱

[illegible]

قوله : | وقال الشعبي : لاتجوز شهادة أهل الملل بعضهم على بعض لقوله تعالى : ﴿ فأغرينا بينهم العداوة ﴾ الآية : قلت : باب الحقد والغمر غير باب الشهادة ، ولا اختصاص له بالكافر ، والمسلم ، فانها لاتقبل فى الوجهين .

قوله : | وقال ابن عباس | الخ ، واعلم أن فى التحريف ثلاثة مذاهب : ذهب جماعة إلى أن التحريف فى الكتب السماوية قد وقع بكل نحو فى اللفظ والمعنى جميعاً ، وهو الذى مال إليه ابن حزم ، وذهب جماعة إلى أن التحريف قليل ، ولعل الحافظ ابن تيمية جنح إليه ، وذهب جماعة إلى إنكار التحريف اللفظى رأساً ، فالتحريف عندهم كله معنوى . قلت : يلزم على هذا المذهب أن يكون القرآن أيضاً محرفاً ، فان التحريف المعنوى غير قليل فيه أيضاً ، والذى تحقق عندى أن التحريف فيه لفظى أيضاً ، أما إنه عن عمد منهم أو لمغالطة ، فالله تعالى أعلم به .

باب " القرعة فى المشكلات " - وهى عندنا لتطييب الخاطر لاغير ، ولاتقوم حجة على أحد . ولم يأت فيه المصنف بما يكون من باب الحكم ، وما أتى به فكله من باب الديانات .

قوله : | وعلا قلم زكريا الجرية | (يعنى دهاركى أوپر جرهكيا قلم زكريا عليه الصلاة والسلام كا)

قوله : | المسهومين | أى مغلوبين فى السهم ، قوله | مدحضين | (الزام كهايا هوا) .

وهذا سند جيد : وروى ابن ماجه عنه أنه عليه الصلاة والسلام أجاز شهادة أهل الكتاب بعضهم على بعض ، قال العلامة : وهذا على شرط مسلم ، وفى " الأشراف " لابن المنذر : ومن رأى شهادتهم جائزة بعضهم على بعض : شريح ، وعمر بن عبد العزيز ، والزهرى ، وقتادة ، وحماد بن أبى سليمان ، والثورى ، والنعمان ، اه " الجوهر النقى " ص ٢٤٦ - ج ٢ ملخصاً ، وراجع معه العينى : ص ٣٩٧ - ج ٦ .

وفى "المختصر" وعلى ذلك وجدنا المتقدمين من أئمة الأمصار فى الفقه يجيزون شهادة أهل الكتاب بعضهم على بعض ، وإن اختلفت ملاهم ، ففيه خلاف : منهم شريح - وهو قاضى الخلفاء الراشدين - عمر ، وعثمان ، وعلى . والشعبى كان يجيز شهادة بعضهم على بعض ، ومنهم عمر بن عبد العزيز ، كان يجيز شهادة أهل الملل بعضهم على بعض ، ومنهم ابن شهاب ، ويحيى بن سعيد ، وربيعة ، والليث إذا اتفقت ملاهم ، كالنصرانى على النصرانى ، واليهودى على اليهودى . قال ابن وهب : خالف مالك معليه : كابن شهاب ، ويحيى بن سعيد ، وربيعة فى رده شهادة النصارى بعضهم على بعض ، وعن يحيى بن أكثم جمعت قول مائة فقيه من المتقدمين فى قبول شهادة أهل الكتاب ، بعضهم على بعض إلا عن ربيعة ، فانى وجدت عنه قولها وردها ، وإنما جاز شهادتهم دون الفساق منا ، لأن الكفر لم يخرجهم عن ولاية بعضهم على بعض فى تزويج بناتهم ، والبيع على صغارهم ، كما أخرج أهل الفسق فسقهم عن ذلك ، ولأنه يجوز تقرير الكافر على كفره ، ولايجوز تقرير الفاسق على فسقه ، وهو قول أبى حنيفة ، وأبى ليلى ، والثورى ، وسائر الكوفيين ، إلا أن أبا ليلى يعتبر اتفاق الملة للقبول ، اه : ص ٣٢١ .

تحقیق دستاویز

مسند
الإمام أحمد بن حنبل

وبهامشه
منتخب كنز العمال في سنن الأقوال والأفعال

المجلد السادس

دار صادر
بيروت

آیت رجم موجودہ قرآن میں غائب ہے

الرجل فقال قالت نعم هو عندي يارسول الله فابعث من يقبضه فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم للرجل اذهب به فاوفه الذي له قال فذهب به فارضاه الذي له قالت فرالاعرابي برسول الله صلى الله عليه وسلم وهو بالبين في اصحابه فقال جزاك الله يا فقد أوفيت وأطيبت قالت فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم أولئك خيار عباد الله عند الله يوم القيامة المؤفون المطيبون حدثنا عبد الله حدثني أبي ثنا يعقوب وسعد قالا ثنا أبي عن محمد بن اسحق قال حدثني محمد بن ابراهيم بن الحرث التيمي عن اسحق بن سهل بن أبي حثمة عن أبيه عن عائشة زوج النبي صلى الله عليه وسلم قالت كانت في حجري جارية من الانصار فزوجتها قالت فدخل علي رسول الله صلى الله عليه وسلم يوم عرسها فلم يسمع لعبا فقال ياعائشة ما هذا الحي من الانصار يحبون كذا وكذا حدثنا عبد الله حدثني أبي ثنا يعقوب قال ثنا أبي عن ابن اسحق قال حدثني يحيى بن سعيد بن قيس الانصاري عن عمرة بنت عبد الرحمن عن عائشة زوج النبي صلى الله عليه وسلم قالت كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا أراد سفرا أقرع بين نسائه فايتهن ما خرج سهمها خرج بها حدثنا عبد الله حدثني أبي ثنا يعقوب قال حدثنا أبي عن ابن اسحق قال حدثني الزهري عن عروة عن عائشة قالت أتت سهلة بنت سهيل رسول الله صلى الله عليه وسلم فقالت له يارسول الله ان سالما كان مناحيث قد علمت انا كانعده ولدا فكان يدخل علي كيف شاء لانحتشم منه فلما أنزل الله فيمن أنزل ما أنزل أنكرت وجه أبي حذيفة اذرآه يدخل علي قال فارضعيه عشر رضعات ثم ليدخل عليك كيف شاء فعلت ما هو ابنك فكانت عائشة تراه عاما للمسلمين وكان من سواه من أزواج النبي صلى الله عليه وسلم يرى انها كانت خاصة لسالم ولي أبي حذيفة الذي ذكرت سهلة من شأنه رخصته حدثنا عبد الله حدثني أبي ثنا يعقوب قال ثنا أبي عن ابن اسحق قال حدثني عبد الله بن أبي بكر بن عمرو بن حزم عن عمرة بنت عبد الرحمن عن عائشة زوج النبي صلى الله عليه وسلم قالت لقد أنزلت آية الرجم ورضعات الكبير عشرا فكانت في ورقة تحت سريري فلما اشتكى رسول الله صلى الله عليه وسلم تشاغلنا بامره ودخلت دويبة لنا فاكلتها حدثنا عبد الله حدثني أبي ثنا يعقوب قال ثنا أبي عن ابن اسحق قال حدثني محمد بن مسلم الزهري وهشام بن عروة بن الزبير كلاهما حدثني عن عروة بن الزبير عن عائشة قالت كانت بريرة عند عبد فعتقت فجعل رسول الله صلى الله عليه وسلم أمرها بيدها حدثنا عبد الله حدثني أبي ثنا يعقوب قال ثنا أبي عن صالح وحدث ابن شهاب ان أبا سلمة بن عبد الرحمن بن عوف أخبره ان عائشة أم المؤمنين قالت سجى رسول الله صلى الله عليه وسلم حين مات بثوب حبرة حدثنا عبد الله حدثني أبي ثنا يعقوب قال ثنا أبي عن أبيه عن عروة عن عائشة قالت سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول ما من نبي يمرض الا خير بين الدنيا والآخرة قالت فلما مرض رسول الله صلى الله عليه وسلم المرض الذي قبض فيه أخذ بحة فسمعته يقول مع الذين أنعم الله عليهم من النبيين والصديقين والشهداء والصالحين قالت فظننت انه خير حدثنا عبد الله حدثني أبي ثنا يعقوب وسعد قالا ثنا أبي عن أبيه عن

تحميل الكتاب

صحيح البخاري

الإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل بن إبراهيم
ابن المغيرة بن بردزبة البخاري الجعفي

طبعة بالأوفست عن طبعة دار الطباعة العامرة باستانبول

الجزء السادس

حقوق الطبع محفوظة للناشر

١٤٠١ هـ - ١٩٨١ م

دار الفكر
للطباعة والنشر والتوزيع

تحقيق وستاوز

288

مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ زَمْعَةَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلُ أَبِي زَمْعَةَ عَمِّ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ

سُورَةُ وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَى

(بِسْمِ اللهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ) وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ بِالْحُسْنَى بِالْخَلَفِ - وَقَالَ مُجَاهِدٌ تَرَدَّى مَاتَ - وَتَلَظَّى تَوَهَّجُ وَقَرَأَ عُبَيْدُ بْنُ عُمَيْرٍ تَلَظَّى **بَابٌ** وَالنَّهَارِ إِذَا تَجَلَّى **حَدَّثَنَا** قَبِيصَةُ بْنُ عُقْبَةَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ دَخَلْتُ فِي نَفَرٍ مِنْ أَصْحَابِ عَبْدِ اللهِ الشَّامَ فَسَمِعَ بِنَا أَبُو الدَّرْدَاءِ فَأَتَانَا فَقَالَ أَفِيكُمْ مَنْ يَقْرَأُ فَقُلْنَا نَعَمْ قَالَ فَأَيُّكُمْ أَقْرَأُ فَأَشَارُوا إِلَيَّ فَقَالَ أَقْرَأْ فَقَرَأْتُ وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَى وَالنَّهَارِ إِذَا تَجَلَّى وَالذَّكَرِ وَالْأُنْثَى قَالَ أَنْتَ سَمِعْتَهَا مِنْ فِي صَاحِبِكَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ وَأَنَا سَمِعْتُهَا مِنْ فِي النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهَؤُلَاءِ يَأْبَوْنَ عَلَيَّ **بَابٌ** وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْأُنْثَى **حَدَّثَنَا** عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ قَدِمَ أَصْحَابُ عَبْدِ اللهِ عَلَى أَبِي الدَّرْدَاءِ فَطَلَبَهُمْ فَوَجَدَهُمْ فَقَالَ أَيُّكُمْ يَقْرَأُ عَلَى قِرَاءَةِ عَبْدِ اللهِ قَالَ كُلُّنَا قَالَ فَأَيُّكُمْ يَحْفَظُ وَأَشَارُوا إِلَى عَلْقَمَةَ قَالَ كَيْفَ سَمِعْتَهُ يَقْرَأُ وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَى قَالَ عَلْقَمَةُ وَالذَّكَرِ وَالْأُنْثَى قَالَ أَشْهَدُ أَنِّي سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُهَكَذَا وَهَؤُلَاءِ يُرِيدُونِي عَلَى أَنْ أَقْرَأَ وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْأُنْثَى وَاللهِ لَا أُتَابِعُهُمْ ﴿ قَوْلُهُ فَأَمَّا مَنْ أَعْطَى وَاتَّقَى **حَدَّثَنَا** أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ السُّلَمِيِّ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَقِيعِ الْغَرْقَدِ فِي جَنَازَةٍ فَقَالَ مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا وَقَدْ كُتِبَ مَقْعَدُهُ مِنَ الْجَنَّةِ وَمَقْعَدُهُ مِنَ النَّارِ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ أَفَلَا نَتَّكِلُ فَقَالَ اعْمَلُوا فَكُلٌّ مُيَسَّرٌ ثُمَّ قَرَأَ فَأَمَّا مَنْ أَعْطَى وَاتَّقَى وَصَدَّقَ بِالْحُسْنَى إِلَى قَوْلِهِ لِلْعُسْرَى **بَابٌ** قَوْلِهِ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنَى **حَدَّثَنَا** مُسَدَّدٌ

(حدثنا)

قوله بالحسنى وفى نسخة العينى زيادة وكذب

قوله بالخلف أى وكذب ماوعده الله تعالى للمعطى من الخلف عن اعطائه والعوض عن انفاقه

قوله تردى أى تتوقد

قوله يريدونى ولابى ذر يريدوننى كذا فى الشارح وفى متن العينى المطبوع وهؤلاء يردونى قال ويروى يردوننى واصله تحريف الطابع

قوله والله لاأتابعهم وفى نسخة العينى وأنا لاأتابعهم

سورة والليل اذا يغشى ... وما خلق الذكر والانثى

الجزء الثاني من كتاب

السراج الوهاج من كشف مطالب صحيح مسلم بن الحجاج

تاليف

السيد الامام العلامة الملك المؤيد من الله تعالى ابي الطيب صديق بن حسن
بن علي الحسيني القنوجي البخاري شرح الله في مدته وبارك في عمره
وعدته وهو شرح كتاب ملخص صحيح مسلم للحافظ
المنذري رحمه الله تعالى
رحمة واسعة
امين

طبع في المطبع الصديقي الكائن في بهوپال المحمية

بادارة العبد الضعيف كرامة الله غفر الله له

سنة ١٣٠١

سورة ويل للمطففين باب في قوله تعالى يوم يقوم الناس لرب العلمين

وهو في النووي في باب صفة يوم القيامة اعاذنا الله عن اهواله عن ابن عمر رضي الله عنهما عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم يوم يقوم الناس لرب العالمين قال حتى يغيب احدهم في رشحه الى انصاف اذنيه وفي رواية فيكون الناس على قدر اعمالهم في العرق قال عياض يحتمل المراد عرق نفسه وغيره ويحمل عرق نفسه خاصة وسبب كثرة العرق تراكم الاهوال ودنو الشمس من رؤسهم وزحمة بعضهم بعضا انتهى قال في نهج في معنى الآية اي يوم يقومون من قبورهم لامر رب العالمين او لجزائه او لحسابه او لحكمه وقضائه وقيل المراد قيامهم في شهادة الاعضاء عليهم وذكر حديث الباب قال وقيل المراد قيامهم بما عليهم من حقوق العباد وقيل المراد قيام الرسل بين يدي الله للقضاء الاول اولى وعن ابي هريرة عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم يوم يقوم الناس لرب العالمين مقدار نصف يوم من خمسين الف سنة فيهون ذلك على المؤمن كتدلي الشمس الى الغروب الى ان تغرب اخرجه ابو يعلى وابن حبان وابن مردويه انتهى قلت ولا مانع من الحمل على الجميع ويدخل فيه ما في حديث الباب بعموم الاولى

سورة الانشقاق باب في قوله تعالى فسوف يحاسب حسابا يسيرا

وهو في النووي في باب اثبات الحساب عن عائشة رضي الله عنها قالت قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم من حوسب يوم القيامة عذب فقلت اليس الله تعالى يقول فسوف يحاسب حسابا يسيرا فقال ليس ذلك الحساب انما ذاك العرض من نوقش الحساب يوم القيامة هلك معنى نوقش استقصي عليه قال عياض هذا مشكل لان احدهما ان نفس المناقشة وهو ان الذنوب والتوقيف عليها هو التعذيب بها فيه والتوبيخ والثاني انه مخير الى العذاب بالنار بين بداية قوله في الرواية الاخرى هلك مكان عذب قال النووي هذا الثاني هو الصحيح معناه ان الاقتصار في الحساب فمن اريد قضي عليه ولو بسبب هلك دخول النار ولكن الله تعالى يعفو ويغفر ابتداء وبالشرك لمن يشاء قال وفي اسناد هذا الحديث عبد الله بن ابي مليكة عن عائشة هذا مما استدركه الدارقطني على البخاري ومسلم وقال اختلف العلماء عن ابن ابي مليكة فروى عنه عن عائشة وروى عنه عن القاسم عنها وهذا استدراك ضعيف لانه يحمل على انه سمعه من القاسم عن عائشة وسمعه ايضا منها بلا واسطة فرواه بالوجهين وقد سبقت نظائر هذا انتهى وفي فتح البيان حسابا يسيرا اي سهلا هينا لا مناقشة فيه قال لانها تغفر ذنوبه ولا يحاسب عليها وقال المفسرون هو ان تعرض عليه سيئاته ثم يغفرها الله ذلك هو الحساب اليسير وعن عائشة قالت سمعت رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يقول في بعض صلاته اللهم حاسبني حسابا يسيرا فلما انصرف قلت يا رسول الله ما الحساب اليسير قال ان ينظر في كتابه فيتجاوز له عنه انه من نوقش الحساب هلك اخرجه احمد وعبد بن حميد وابن جرير والحاكم وصححه وابن مردويه وعن ابي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم لملك من كرم فيه يحاسب الله حسابا يسيرا ويدخله الجنة برحمته فقال ملك من خزنة الجنة انت هو يا ملك قال نعم وتصلي وتطول اخرجه البزار والطبراني في الاوسط والبيهقي والحاكم انتهى

سورة والليل باب في قوله تعالى والذكر والانثى

وهو في النووي في الجزء الثاني في باب ما يعلق بالقرآن عن علقمة قال قدمنا الشام فاتانا ابو الدرداء رضي الله عنه فقال افيكم احد يقرأ على قراءة عبد الله قلت نعم انا قال فكيف سمعت عبد الله يقرأ هذه الآية والليل اذا يغشى قال سمعته يقرأ والليل اذا يغشى الذكر والانثى قال وانا والله هكذا سمعت رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يقرأها ولكن هؤلاء يريدون ان اقرأ وما خلق الذكر والانثى فلا اتابعهم قال الماوردي يحتمل ان يعني بهذه الخبر ما في معناه وان لك كان قرانا نزخ ولم يعلم من خالف النسخ فتوقف على النسخ قال ولعل هذا وهم من بعضهم قبل ان يبلغهم صحف عثمان

اُصولُ الکرخی

فقہِ حنفی کے رہنما اُصول، جنہیں کلیاتِ فقہ کا مقام حاصل ہے

مصنف

امام عبید اللہ بن الحسین الکرخیؒ

۲۶۰ھ — ۳۴۰ھ

مع مثالی مسائل

امام ابو حفص عمر بن محمد النسفیؒ

۴۶۱ھ — ۵۳۷ھ

مترجم

عبدالرحیم اشرف بلوچ

ادارۂ تحقیقات اسلامی - اسلام آباد

۱۴۰۲ھ

صحابہؓ کی رائے کے خلاف ہر آیت منسوخ ہے

۲۴

(۲۴) شئی کا اعتبار اس وقت تک ہوگا جب تک کہ وہ اپنے موضوع پر نقض اور ابطال نہ لائے۔

مثال ۔ علامہ نسفی فرماتے ہیں: اس کے مسائل میں سے یہ ہے کہ عبد مجور جب ایک مدت معلوم تک کے لئے خود کو کرائے پر دے دے کوئی کام کرنے کی خاطر تو یہ درست نہیں ہوگا اس کے مالک سے دفع ضرر کی وجہ سے اگر ہم اس کے فاسد ہونے کا فیصلہ صادر کرتے مدت گزرنے اور کام ختم ہو جانے کے بعد تو یہ مالک کو نقصان پہنچانے کے مترادف ہوتا کہ اس کے غلام کے منافع کو بغیر کسی معاوضے کے معطل کر دیا جاتا۔ تو یہاں دفع ضرر اس کو صحیح قرار دینے میں ہے اس لئے کہ اگر ہم اس کے فاسد ہونے کا فیصلہ کرتے تو یہ دفع مضرت نہ ہوتا بلکہ ضرر کو متحقق کرنے کا باعث بنتا لہٰذا نظر بوث آئے گا ضرر کی بناء پر

اصل (۲۸) ہر وہ آیت جو ہمارے اصحاب کے قول کے خلاف ہو تو اسے نسخ یا ترجیح پر محمول کیا جائے گا اور بہتر یہ ہے کہ اسے تاویل پر محمول کیا جائے تاکہ توافق ظاہر ہو جائے۔

مثال ۔ علامہ نسفی فرماتے ہیں: اس کے مسائل میں سے یہ ہے کہ اگر کسی شخص نے اشتباہ کے وقت تحری کر کے قبلہ کی طرف پیٹھ کر کے نماز ادا کر دی تو یہ جائز ہوگا ہمارے نزدیک کیونکہ اللہ تعالیٰ کے قول "فولوا وجوھکم شطرہ" کی تاویل یہ ہے کہ جب تمہیں معلوم ہو اس کی سمت اور جس رخ پر تمہاری تحری واقع ہو وقت اشتباہ ـــــ نسخ کی مثال جیسے اللہ تعالیٰ کا قول "ولرسول ولذی القربیٰ" کہ اس آیت سے ذوی القربیٰ کا حصہ مال غنیمت سے ثابت ہے اور ہم کہتے ہیں کہ یہ حکم منسوخ ہو گیا ہے اجماع صحابہ سے۔ ترجیح کی مثال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا قول "والذین یتوفون منکم ویذرون ازواجا" تو اس آیت کی ظاہر سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ یہ مشتمل ہے حاملہ متوفی عنھا زوجھا پر بھی کہ وہ اپنی عدت صرف وضع حمل سے ختم نہیں کرے گی چار ماہ دس دن گزرنے سے قبل کیوں کہ آیت کریمہ عام ہے، ہر متوفی عنھا زوجھا کے بارے میں ہے چاہے وہ حاملہ ہو یا نہ ہو اور اللہ تعالیٰ کا یہ قول "واولات الاحمال اجلھن ان یضعن حملھن" اس بات کا متقاضی ہے کہ ان کی عدت وضع حمل کے ساتھ ہی ختم ہو جائے (مقررہ) مہینے گزرنے سے قبل ہی۔ کیونکہ یہ عام ہے متوفی عنھا زوجھا اور غیر متوفی عنھا زوجھا سب پر مشتمل ہے۔ لیکن ہم نے اس آیت کو ابن عباس کے قول کی بناء پر ترجیح دی کہ یہ آیت اس پہلی آیت کے بعد نازل ہوئی تھی لہٰذا اس نے اسے منسوخ

الدر المنثور
في
التفسير بالمأثور

للإمام جلال الدين السيوطي
رحمه الله تعالى.

وبهامشه القرآن الكريم
مع تفسير ابن عباس رضي الله عنه

الجزء الأول

دار المعرفة
للطباعة والنشر
بيروت - لبنان

ابن حمید وابن جریر وابن المنذر والطبرانی فی أمالیہ من نسخۃ المصنف والحاکم وصححہ عن جابر بن عبداللہ فی قولہ اھدنا الصراط المستقیم قال ھو الاسلام وھو أوسع مما بین السماء والارض * وأخرج ابن جریر عن ابن عباس قال الصراط المستقیم الاسلام * وأخرج ابن جریر عن ابن مسعود ونا س من الصحابۃ الصراط المستقیم الاسلام * وأخرج أحمد والترمذی وحسنہ والنسائی وابن جریر وابن المنذر وأبو الشیخ والحاکم وصححہ وابن مردویہ والبیہقی فی شعب الایمان عن النواس بن سمعان عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ضرب اللہ صراطا مستقیما وعلی جنبتی الصراط سوران فیھما أبواب مفتحۃ وعلی الابواب ستور مرخاۃ وعلی باب الصراط داع یقول یا أیھا الناس ادخلوا الصراط جمیعا ولا تتفرقوا وداع یدعو من فوق الصراط فاذا أراد الانسان أن یفتح شیأ من تلک الابواب قال ویحک لا تفتحہ فانک ان تفتحہ تلجہ فالصراط الاسلام والسوران حدود اللہ والابواب المفتحۃ محارم اللہ وذلک الداعی علی رأس الصراط کتاب اللہ والداعی من فوق واعظ اللہ تعالی فی قلب کل مسلم * وأخرج وکیع وسعید بن حمید وابن جریر وابن المنذر وأبو بکر بن الانباری فی کتاب المصاحف والحاکم وصححہ والبیہقی فی شعب الایمان عن عبداللہ بن مسعود فی قولہ اھدنا الصراط المستقیم قال ھو کتاب اللہ * وأخرج ابن الانباری عن ابن مسعود قال ان ھذا الصراط محتضر تحضرہ الشیاطین یا عباد اللہ ھذا الصراط فاتبعوہ والصراط المستقیم کتاب اللہ فتمسکوا بہ * وأخرج ابن أبی شیبۃ والدارمی والترمذی وضعفہ وابن جریر وابن أبی حاتم وابن الانباری فی المصاحف وابن مردویہ والبیہقی فی شعب الایمان عن علی قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ستکون فتن قلت وما المخرج منھا قال کتاب اللہ فیہ نبأ ما قبلکم وخبر ما بعدکم وحکم ما بینکم ھو الفصل لیس بالھزل وھو حبل اللہ المتین وھو ذکرہ الحکیم وھو الصراط المستقیم * وأخرج الطبرانی فی الکبیر عن ابن مسعود قال الصراط المستقیم الذی ترکنا علیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم * وأخرج ابن مردویہ والبیہقی فی شعب الایمان عن ابن مسعود قال الصراط المستقیم ترکنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی طرفہ والطرف الآخر فی الجنۃ * وأخرج البیہقی فی الشعب من طریق أنیس بن سعد عن رجل عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال القرآن ھو النور المبین والذکر الحکیم والصراط المستقیم * وأخرج عبد بن حمید وابن جریر وابن أبی حاتم وابن عدی وابن عساکر من طریق عاصم الاحول عن أبی العالیۃ فی قولہ الصراط المستقیم قال ھو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وصاحباہ من بعدہ قال فذکرنا ذلک للحسن فقال صدق أبو العالیۃ ونصح * وأخرج الحاکم وصححہ من طریق أبی العالیۃ عن ابن عباس فی قولہ الصراط المستقیم قال ھو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وصاحباہ * وأخرج عبد بن حمید عن أبی العالیۃ الریاحی قال تعلموا الاسلام فاذا علمتموہ فلا ترغبوا عنہ وعلیکم بالصراط المستقیم فان الصراط المستقیم الاسلام ولا تحرفوہ یمینا ولا شمالا * وأخرج سعید بن منصور فی سننہ وابن المنذر والبیہقی فی کتاب الرؤیۃ عن سفیان قال لیس فی تفسیر القرآن اختلاف انما ھو کلام جامع رادیہ ھذا وھذا * وأخرج ابن سعد فی الطبقات وأبو نعیم فی الحلیۃ عن أبی قلابۃ قال قال أبو الدرداء انک لا تفقہ کل الفقہ حتی تری للقرآن وجوھا * وأخرج ابن سعد عن عکرمۃ قال سمعت ابن عباس یحدث عن الحوارج الذین أنکروا الحکومۃ فاعتزلوا علی بن ابی طالب قال فاعتزل منھم اثنا عشر ألفا فدعانی علی فقال اذھب الیھم فخاصمھم وادعھم الی الکتاب والسنۃ ولا تحاجھم بالقرآن فانہ ذو وجوہ ولکن خاصمھم بالسنۃ * وأخرج ابن سعد عن عمران بن مناح قال قلت لابن عباس یا أمیر المؤمنین فانا أعلم بکتاب اللہ منھم فی بیوتنا انزل فقال صدقت ولکن القرآن جال ذو وجوہ یقول ویقولون ولکن خاصمھم بالسنن فانھم ان یجدوا عنھا محیصا فرجع ابن عباس الیھم فخاصمھم بالسنن فلم یبق بایدیھم حجۃ * قولہ تعالی (صراط الذین أنعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین) * أخرج وکیع وأبو عبید وسعید بن منصور وعبد بن حمید وابن المنذر وابن أبی داود وابن الانباری کلاھما فی المصاحف من طرق عن عمر بن الخطاب أنہ کان یقرأ صراط من أنعمت علیھم غیر المغضوب علیھم وغیر الضالین * وأخرج أبو عبید وعبد بن حمید وابن أبی داود وابن الانباری عن عبداللہ بن الزبیر قرأ صراط من أنعمت علیھم غیر المغضوب علیھم وغیر الضالین فی الصلاۃ * وأخرج ابن

سورۃ الحمد میں کیا پڑھا گیا ہے

كتاب المصاحف

تأليف

أبي بكر عبد الله بن أبي داود سليمان بن الأشعث السجستاني

رحمه الله

دار الكتب العلمية
بيروت - لبنان

قرآن حکیم میں چار حرف غلط ہیں

حدثنا عبد الله، حدثنا إسحاق بن إبراهيم، حدثنا أبو داود، حدثنا عمران بن داود القطان، عن قتادة، عن نصر بن عاصم الليثي، عن عبد الله بن فطيمة، عن يحيى بن يعمر قال قال عثمان بن عفان رضي الله عنه: إن في القرآن لحناً وستقيمه العرب بألسنتها. [قال أبو بكر هذا عبد الله بن فطيمة أحد كتّاب المصاحف].

حدثنا عبد الله حدثنا عمرو بن عثمان حدثنا بقية عن أرطاة[1] قال: حدثني ابن عون قال: ربما اختلف الناس في الأمرين وكلاهما حق.

حدثنا عبد الله، حدثنا أبو حاتم السجستاني، حدثنا عبيد بن عقيل، عن هارون، عن الزبير بن الخريت، عن عكرمة الطائي قال: لما أتي عثمان رضي الله عنه بالمصحف رأى فيه شيئاً من لحن فقال، لو كان المملي من هذيل والكاتب من ثقيف لم يوجد فيه هذا.

حدثنا عبد الله، حدثنا الفضل بن حماد الخيري، حدثنا خلاد يعني ابن خالد، حدثنا زيد بن الحُباب عن أشعث، عن سعيد بن جبير قال، في القرآن أربعة أحرف لحن ﴿ الصَّابِئُونَ ﴾ (س ٥ آ ٦٩) ﴿ وَالمُقِيمِينَ ﴾ (س ٤ آ ١٦٢) ﴿ فَأَصَّدَّقَ وَأَكُنْ مِنَ الصَّالِحِينَ ﴾ (س ٦٣ آ ١٠) و ﴿ إِنْ هَذَانِ لَسَاحِرَانِ ﴾ (س ٢٠ آ ٦٣).

حدثنا عبد الله، حدثنا إسحاق بن وهب، حدثنا يزيد قال؛ أخبرنا حماد عن الزبير أبي خالد قال: قلت لأبان بن عثمان: كيف صارت (س ٤ آ ١٦٢) ﴿ لَكِنِ الرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ مِنْهُمْ والمؤمنونَ يُؤمِنونَ بِما أُنْزِلَ إِلَيْكَ وما أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ والمُقِيمينَ الصلوةَ والمُؤْتونَ الزَّكوةَ ﴾ ما بين يديها وما خلفها رفع وهي نصب ؟ قال من قِبَل الكتاب[2] كتب ما قبلها ثم قال، ما أكتب ؟ قال اكتب

---

(١) أرطاة: هو أرطاة بن المنذر بن الأسود الحمصي، أنظر تهذيب التهذيب ١ : ١٩٨

(٢) من قبل الكتاب: وفي غير هذا الحديث من عمل الكتاب، انظر تفسير الطبري ٦ : ١٦

قرآن میں کتابت کی غلطیاں ہیں

المقيمين الصلاة فكتب ما قيل له .

حدثنا عبد الله، حدثنا عمرو بن عبد الله الأودي، حدثنا أبو معاوية، عن هشام بن عروة، عن أبيه قال: سألت عائشة عن لحن القرآن ﴿ إِنْ هَـٰذَانِ لَسَاحِرَانِ ﴾، وعن قوله ﴿ وَالْمُقِيمِينَ الصَّلَاةَ وَالْمُؤْتُونَ الزَّكَاةَ ﴾، وعن قوله ﴿ وَالَّذِينَ هَادُوا وَالصَّابِئُونَ ﴾، فقالت: يا ابن أختي هذا عمل الكتاب أخطأوا في الكتاب

انتزاع عثمان رضي الله عنه المصاحف

حدثنا عبد الله، حدثنا علي بن محمد الثقفي، حدثنا منجاب بن الحارث قال قال إبراهيم، حدثني أبو المحياة عن بعض أهل طلحة بن مصرف قال: دفن عثمان المصاحف بين القبر والمنبر، [قال أبو بكر هذا إبراهيم بن يوسف السعدي من ولد سعد بن أبي وقاص روى عنه المنجاب كتاب المبتدأ عن زياد وهو لا بأس به] .

ما كتب عثمان رضي الله عنه من المصاحف

حدثنا عبد الله، حدثنا علي بن محمد الثقفي، حدثنا المنجاب بن الحارث قال: حدثني قبيصة بن عقبة قال: سمعت حمزة الزيات يقول: كتب عثمان أربعة مصاحف فبعث بمصحف منها إلى الكوفة، فوضع عند رجل من مُراد، فبقي حتى كتبت مصحفي عليه، وحمزة القائل كتبت مصحفي عليه.

حدثنا عبد الله قال: سمعت أبا حاتم السجستاني قال: لما كتب عثمان المصاحف حين جمع القرآن كتب سبعة مصاحف، فبعث واحداً إلى مكة، وآخر إلى الشام، وآخر، إلى اليمن، وآخر إلى البحرين، وآخر إلى البصرة، وآخر إلى الكوفة، وحبس بالمدينة واحداً.

حدثنا عبد الله، حدثنا زياد بن يحيى أبو الخطاب الحساني، حدثنا كثير

حضرت عمرؓ نے سورۃ الحمد میں اضافہ کیا

باب اختلاف مصاحف الصحابة

[قال أبو بكر بن أبي داود: إنما قلنا مصحف فلان لما خالف مصحفنا هذا من الخط أو الزيادة أو النقصان أخذته عن أبي رحمه الله هكذا فعارِ في كتاب التنزيل] .

مصحف عمر بن الخطاب رضي الله عنه

حدثنا عبد الله، حدثنا عبد الله بن سعيد، حدثنا يحيى بن إبراهيم بن سويد النخعي، حدثنا أبان بن عمران النخعي. قال قلت لعبد الرحمن بن الأسود إنك تقرأ (س ١ آ ٧) ﴿ صِرَاطَ مَنْ أَنْعَمْتَ[1] عَلَيهِمْ غَيْرَ[2] المَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَغَيْرَ الضَّالِينَ ﴾ .

حدثنا عبد الله، حدثنا محمد بن عبد الله بن الحسن، حدثنا سهل، حدثنا علي بن مسهر، عن الأعمش، عن إبراهيم، عن الأسود وعلقمة أنهما صليا خلف عمر فقرأ بهذا .

حدثنا عبد الله، حدثنا شعيب بن أيوب، حدثنا يحيى[3]، حدثنا يزيد بن عبد العزيز، عن الأعمش، عن إبراهيم، عن علقمة والأسود بهذا. قالا: سمعنا

---

(١) من أنعمت: وفي مصاحفنا ﴿ الذين أنعمت ﴾ .

(٢) وغير: في مصاحفنا « ولا » .

(٣) يحيى: يعني يحيى بن آدم. انظر ص ٣٢ .

قرآن مجید سے چار الفاظ غائب ہیں

حدثنا عبد الله، حدثنا محمد بن اسماعيل الأحمسي، حدثنا عبيد الله، حدثنا سفيان، عن ابن أبي نجيح، عن مجاهد [أو غيره] عن عمر قرأ ﴿ الْحَيُّ الْقَيَّامُ ﴾ .

مصحف علي بن أبي طالب رضي الله عنه

حدثنا عبد الله، حدثنا محمد بن عبد الله المخرمي، حدثنا مسهر بن عبد الملك، حدثنا عيسى بن عمر بن عطاء بن السائب، عن أبي عبد الرحمن[1] عن علي أنه قرأ (س ٢ آ ٢٨٥) ﴿ آمَنَ الرَّسُولُ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِ وَآمَنَ الْمُؤْمِنُونَ ﴾[2] .

مصحف أُبَيّ بن كعب رضي الله عنه

حدثنا عبد الله، حدثنا نصر بن علي قال: أخبرني أبو أحمد، عن عيسى بن عمر، عن عمرو بن مرة، عن سعيد بن جبير (س ٤ آ ٢٤) ﴿ فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ مِنْهُنَّ إِلَى أَجَلٍ [3]مُسَمًّى ﴾ وقال هذه قراءة أُبَيٍّ بن كعب .

حدثنا عبد الله قال: حدثنا إسحاق بن إبراهيم بن زيد حدثنا حجاج، حدثنا حماد قال: قرأت في مصحف أُبَيٍّ (.س ٢ آ ٢٢٦) ﴿ لِلَّذِينَ يُقْسِمون ﴾ ، [وقال ابن أبي داود مصحفنا فيه ﴿ يُؤْلُونَ مِنْ نِسَائِهِمْ ﴾] .

حدثنا إسحاق بن إبراهيم بن زيد، حدثنا حجاج، حدثنا حماد قال: وجدت في مصحف أُبَيٍّ (س ٢ آ ١٥٨) ﴿ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَلَّا يَطُوفَ[4] بهما ﴾ .

---

(١) أبي عبد الرحمن: يعني السلمي .

(٢) (س ٢ آ ٢٨٥) : وفي مصاحفنا ﴿ بما أنزل إليه من ربه والمؤمنون ﴾ .

(٣) (س ٤ آ ٢٤) : زاد أبي ﴿ إلى أجل مسمى ﴾ .

(٤) (س ٢ آ ١٥٨) : وفي مصاحفنا ﴿ أن يطوّف ﴾ .

قرآن حکیم سے "الی اجل مسمی" غائب ہے

بسم الله الرحمن الرحيم

توكلت على الله وحده

حدثنا أبو بكر عبد الله بن سليمان بن الاشعث قال: حدثنا أسيد بن عاصم، حدثنا الحسين، حدثنا سفيان، عن أبي إسحاق، عن أبي هلال، عن ابن عباس أنه قرأ (س ٤ آ ٢٤) ﴿وَلاَ جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهِنَّ إِلَى أَجَلٍ مُسَمًّى﴾.

حدثنا عبد الله، حدثنا محمد بن بشار، حدثنا محمد، حدثنا شعبة قال: سمعت أبا إسحاق أنه سمع عمير بن يريم أنه سمع ابن عباس يقول في هذه الآية ﴿فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ مِنْهُنَّ إِلَى أَجَلٍ مُسَمًّى﴾.

حدثنا عبد الله، حدثنا حماد بن الحسن الوراق، حدثنا حجاج بن نصير، حدثنا شعبة، عن أبي إسحاق، عن هبيرة، عن ابن عباس أنه كان يقرأ ﴿فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ مِنْهُنَّ إِلَى أَجَلٍ مُسَمًّى﴾.

حدثنا عبد الله، حدثنا حماد بن الحسن، حدثنا الحجاج يعني ابن نصير، حدثنا شعبة، عن أبي مسلمة، عن أبي نضرة[1] قال: قرأت على ابن عباس ﴿فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ مِنْهُنَّ﴾ فقال ابن عباس ﴿إِلَى أَجَلٍ مُسَمًّى﴾، قال قلت ما هكذا أقرأها، قال والله لقد نزلت معها، قالها ثلاث مرات.

حدثنا عبد الله، حدثنا هارون بن إسحاق، حدثنا وكيع، عن شعبة، عن

(١) أبو نضرة: هو المنذر بن مالك البصري مات سنة ١٠٩، انظر تهذيب التهذيب ١٠: ٣٠٢.

حضرت عائشہ کا قرآن موجودہ قرآن سے مختلف تھا

التي كانت مع عمرو. قال أبو بكر وزاد أبي في هذا الحديث، عن محمد بن العلاء، عن أبي بكر قال مصحف جده الذي كتبه هو وما هو في قراءة عبد الله ولا في قراءة أصحابنا، قال أبو بكر بن عياش قرأ قوم من أصحاب النبي ﷺ القرآن فذهبوا ولم أسمع قراءتهم .

مصحف عائشة زوج النبي ﷺ

حدثنا عبد الله، حدثنا عبد الله بن إسحاق الناقد، وأبو عبد الرحمن الأذرمي قالا: حدثنا يزيد قال: أخبرنا حماد، عن هشام، عن أبيه قال: كان مكتوباً في مصحف عائشة (س ٢ آ ٢٣٨) ﴿حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَى وَصَلَاةِ الْعَصْرِ﴾

حدثنا عبد الله، حدثنا محمد بن إسماعيل الأحمسي، حدثنا جعفر بن عون قال أخبرنا هشام عن زيد عن أبي يونس مولى عائشة قال: كتبت لعائشة مصحفاً فقالت إذا مررت بآية الصلاة فلا تكتبها حتى أمليها عليك، قال فأملتها عليَّ ﴿حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَى وَصَلَاةِ الْعَصْرِ﴾

حدثنا عبد الله، حدثنا أبو الطاهر، قال: أخبرنا ابن وهب قال: أخبرني مالك عن زيد بن أسلم، عن القعقاع بن حكيم، عن أبي يونس مولى عائشة أم المؤمنين أنه قال: أمرتني عائشة رضي الله عنها أن أكتب لها مصحفاً، ثم قالت: إذا بلغت هذه الآية ﴿ حَافِظُوا عَلَى الصلَوَاتِ والصلاةِ الْوُسْطَى ﴾ فآذني، فلما بلغتها آذنتها فأملت عليَّ ﴿ حَافِظُوا عَلَى الصلَوَاتِ والصلاةِ الْوُسْطَى وَصَلاةِ الْعَصْرِ وَقُومُوا لله قَانِتِينَ ﴾، ثم قالت سمعتها من رسول الله ﷺ.

حدثنا عبد الله، حدثنا محمد بن معمر، حدثنا أبو عاصم، عن ابن جريج قال: أخبرني بن أبي حميد قال أخبرتني حميدة قالت: أوصت لنا عائشة رضي الله عنها بمتاعها فكان في مصحفها ﴿حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ والصَّلَاةِ الْوُسْطَى وَصَلَاةِ الْعَصْرِ﴾

حدثنا عبد الله، حدثنا إسحاق بن إبراهيم بن زيد، حدثنا أبو عاصم، قال: أخبرنا ابن جريج قال: أخبرني عبد الملك بن عبد الرحمن عن أمه أم حميدة ابنة عبد الرحمن أنها سألت عائشة أم المؤمنين رضي الله عنها عن الصلاة الوسطى، فقالت كنا نقرأ في الحرف الأول: ﴿حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَى وَصَلَاةِ العَصْرِ وقُومُوا لِلَّهِ قَانِتِينَ﴾.

حدثنا عبد الله، حدثنا إسماعيل بن أسد قال: حدثنا حجاج قال: قال ابن جريج أخبرني عبد الملك بن عبد الرحمن عن أمه أم حميدة بنت عبد الرحمن أنها سألت عائشة رضي الله عنها عن قول الله تعالى ﴿الصَّلَاةِ الْوُسْطَى﴾، فقالت كنا نقرأها على الحرف الأول على عهد النبي ﷺ ﴿حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ والصَّلَاةِ الْوُسْطَى وَصَلَاةِ الْعَصْرِ وقُومُوا لِلَّهِ قَانِتِينَ﴾.

حدثنا عبد الله، حدثنا أحمد بن الحباب، حدثنا مكي، حدثنا عبد الله بن لهيعة، عن ابن هبيرة، عن قبيصة بن ذؤيب قال في مصحف عائشة رضي الله عنها ﴿حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ والصَّلَاةِ الْوُسْطَى وَصَلَاةِ الْعَصْرِ﴾، هكذا قال ابن أبي داود.

حدثنا عبد الله قال: حدثنا محمد بن معمر، حدثنا أبو عاصم، عن ابن جريج قال أخبرني ابن أبي حميد قال أخبرتني حميدة قالت: أوصت لنا عائشة رضي الله عنها بمتاعها فكان في مصحفها (س ٣٣ آ ٥٦) ﴿إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ وَالَّذِينَ يَصِلُونَ الصُّفُوفَ الأول﴾.

† مصحف حفصة زوج النبي ﷺ

حدثنا عبد الله، حدثنا محمد بن بشار، حدثنا محمد، حدثنا شعبة عن أبي بشر، عن عبد الله بن يزيد الأزدي [قال ابن أبي داود: وبعضهم يقول الأودي]،

---

(١) يصلون: وفي الدر المنثور ٥: ٢٢٠ «يصفون»، وهي في مصاحفنا «يصلون على النبي» فقط.

والذی فطرنا فاقض ما انت قاض

الحمد للہ القاضی الحاجات الرافع الدرجات والصلوٰۃ علی نبیہ سراج البریات وعلی آلہ واصحابہ واولیائہ اما بعد

فقد انطبع المجلد الکامل من الفتاوی الخانیۃ الشہیرۃ التی تمس الحاجۃ الیہا المتحقق المسائل الشرعیۃ بحقیقتہ المعروف بہ

فتاوی قاضی خان

۱۹۲۶ء

بالتصحیح التام الکامل والتحقیق للمرام والاعتضاد فی کل عبارۃ من عباراتہ وحل فقرۃ من فقراتہ من العلماء

الذین بذلوا جہدہم فی تصحیحہ وحل مہماتہ والفضلاء الذین صرفوا ہمتہم الی تنقیحہ وتدقیق الفاظہ وکلماتہ وعباراتہ

باہتمام کیتسری داس سپرنٹنڈنٹ مطبع ہذا

فی المطبع العالی الواقع فی اللکنو المعروف بامشی نولکشور

فی موضع واحد اد فی واضع فی کالقطة لاکل لانه کان شیئا فخلف النواة لان النواة ترمی فیصیر شجارا بالرمی والجوز لایرمی الا اذا وجد ما تحت شجار الجوز فیلتقط کالسنابل اذا بقیت فی الارض ومن محمد بن سلمة رجل شجرة مثمرة فی ارض رجل واغصانها خارجة الی الطریق فتناثر من ثمرها فی الطریق قال قد وسع فی هذا من العلماء الاسلاف من لایشک فی زهدهم وعلمهم فلا نأخذهم وکیف نأکل الطین لان ذلک یضره فیصیر قاتلا نفسه اذا علم انه یأکل الفتیت واخباره ذلک الاجل السمن قال بو مطیع البلخی لا بأس بان یأکل فوق الشبع وکره الاکل فوق الشبع وکذا الرجل اذا اکل مقدار حاجته فی مخمصة بدنه لا بأس به اذا لم یأکل فوق الشبع وکره البلان الآن للعرق وغیره وکذلک لحومها وکذا الاقداد یکل حرام نقول علیه السلام ان اصدق الحل شقارکم فیما حرم علیکم وان ادخل مرارة فی واحد للتداوی قال الفقیه ابو جعفر رحمه الله روی عن ابی حنیفة رحمه الله انه یکره ذلک وعن ابی یوسف رحمه الله کان لایکره وهو علی الاختلاف فی شرب بول ما یؤکل لحمه للتداوی وقول ابی یوسف رحمه الله اخذ الفقیه ابو اللیث رحمه الله وهو یجوز الحقنة للتداوی للمرأة وغیرها وکذا الحقنة للرجل المزال لان المزال واقش یفضی الی السل ویجوز للرجل النظر الی فرج الرجل للحقنة ذکره شمس الائمة السرخسی رحمه الله عن ابی مقاتل رحمه الله وفی البلغة لطبنستان اذا سمان ینوی به الرجل السمن یعظم الربان فذاک کروه اما من رزق ربطا عظیما کان ذلک فاقة اسمن غیر ان ینوی السمن فلا شیء علیه واذا اکل الرجل اکثر من حاجته اختلفوا قال الحسن رحمه الله لا بأس به قال رأیت انس بن مالک یأکل اوانا من الطعام وکثیرا ثم قیاد ونیفه ذلک الرجل استطلق بطنه اورهدت عینه فلم یعالج حتی انه قد کان مات منه قالوا لا ثم علیه ولو انه جاع ولم یأکل وهو قادر علی الاکل کان آثما وفرض علیه ان یأکل مقدار قوته وان جاء ظهر ذلک فقال له الطبیب علیک الاثم فاخر به فلم یفعل حتی مات لا یکون آثما لانه لم یتیقن ان شفاءه فیه رجل به جراحة قالوا یکره له ان یعالج بعظم الانسان واختر یرا لا یحرم الانتفاع وذلک وضع العجین علی الجرح ان عرف بالشفاء قالوا لا بأس به لانه دواء والذی عرف شفاءه بخبر طبیب فاسق او مسلم غیر فاسق او ان یکتب به علی جبهته شیئا من القرآن قال ابو بکر الاسکاف رحمه الله یکره قیل وکتب بالبول قال وکان فقیه شفاء قالوا لا بأس به قیل او کتب علی جلد میتة قال ان کان فیه شفاء جاز وعن ابی نصر بن سلام رحمه الله قول علیه السلام ان الله لم یجعل شفاءکم فیما حرم علیکم انما قال ذلک فی الاشیاء التی لا یکون فیها شفاء فاما اذا کان فیها شفاء فلا بأس به قال ابو نصر رحمه الله سمعت ابا حفص یقول سمعت ابا سلیمان الجوزجانی یقول سمعت محمد بن الحسن رحمه الله قال اذا رأی الرجل ان العطشان یحل له شرب الخمر حال الاضطرار الجدی اذا رأی لبن الاتان قال ابن المبارک رحمه الله یکره واکله قال واخبرنی رجل عن الحسن رحمه الله قال اذا رأی الرجل ان العطشان یحل له شرب الخمر یرید به لا بأس به قال معناه اذا اشتد به العطش بعد ذلک کالمجاعة رجل آجر نفسه من انصاری لیسقی له الناقوس کل یوم بکسرة خبز وفلس فی عمل آخر کل یوم درهم قال ابراهیم بن یوسف رحمه الله ینبغی ان یؤاجر نفسه منهم انما علیه ان یطلب الرزق من موضع آخر وذکر ابو الاجر نفسه لهم بصر العنب للخمر لان النبی صلی الله علیه وآله وسلم لعن العاصر وکذا الکاسر وناقل الخمر اذا استؤجر علی حیاکة ثوب من زی الفساق ویعطی له فی ذلک کثیر اجر لا یطیب له ان یعمل لانه اعانة علی المعصیة وکره للجنب رجلا کان او امرأة ان یأکل طعاما او یشرب شرابا قبل غسل الفم والیدین ولا یکره ذلک للحائض وأحب تطهیر الفم فی سبع المواضع المستقرض اذا اهدی الی المقرض شیئا ذکر فی الکتاب انه لا بأس بقبول هدیته لان هذه منفعة لم تکن مشروطة فی القرض وان توضع ولم یقبل کان افضل قالوا انما یتوضع اذا علم انه اهدی لاجل الدین واما اذا علم انه اهدی لاجل الدین فان توضع کان افضل واما اذا علم انه اهدی لا لاجل الدین فانه لا یتوضع لان قبول الهدیة من حقوق المسلم علی المسلم فلا یقطع به قبول السبب الظاهر لقیام مقام العلم ان یکون بینهما معاملة قبل القرض اقرضه مرارا وصداقته او غیرها او کان المهدی رجلا معروفا بالجود والسخاوة فان ذلک الیوم مقام العلم انه اهدی الیه لا لاجل الدین فقط لم یجد بیته وخاف الهلاک فقال لرجل اقطع یدی وکلها او قال اقطع منی قطعة فکلها الاسیر ان یفعل ذلک لان فیه امره بکسر الاسیر للمضطر ان یقطع قطعة من لحم نفسه فیاکل رجل نبی بامرأة قالوا ینبغی ان یتخذ ولیمة ویدعو الیها الاقرباء والاصدقاء ویضع لهم طعاما ویدعو لهم علیه الصلوة والسلام او لدعو بشاة واذا اتخذ ولیمة ودعاهم کان علیهم ان یجیبوا فمن لم یجب کان آثما ولا بأس بان یدعو الذی یأکل یوم دعا او بعد غد ثم ینقطع العرس والولیمة ولا بأس

قرآن مجید کو پیشاب سے لکھنا جائز ہے

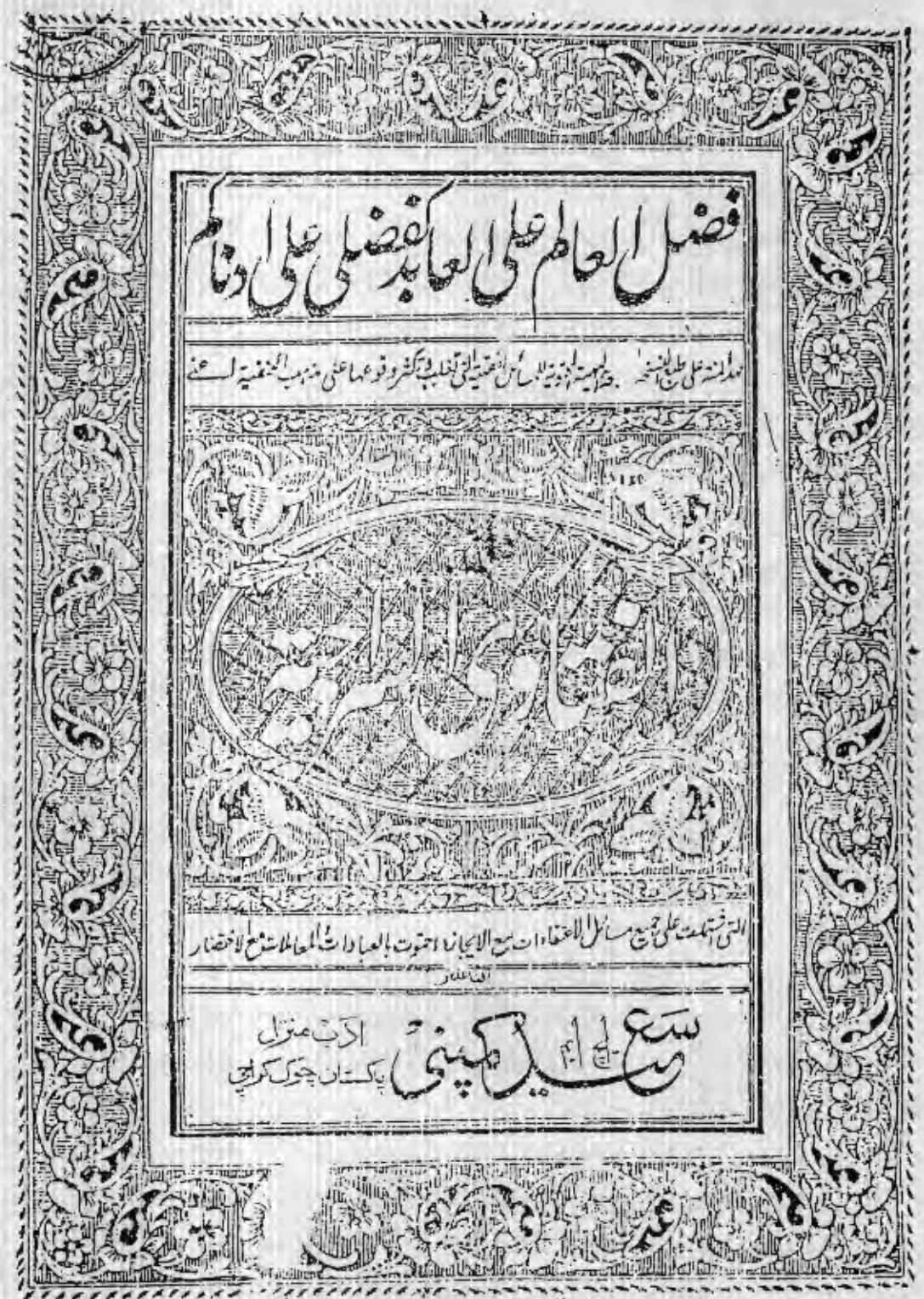
فضل العالم علی العابد کفضلی علی ادناکم

محمد اللہ علی طبع النسخہ المہمۃ النبویۃ للمسائل الفقہیۃ الی تغلب وتکثر وقوعہا علی مذہب الحنفیۃ اعنی

التی اشتملت علی جمیع مسائل الاعتقادات مع الایجاز احتوت بالعبادات والمعاملات مع الاختصار

الفقیر

سعید کمپنی ادب منزل پاکستان چوک کراچی

مطبوعہ ایجوکیشنل پریس پاکستان چوک کراچی

من غلمان ایلم اباحتہ جاز قدر بلغ وقعت فیہ نجاسۃ لم تؤکل المرقۃ وکذا اللبن اذا کان فی مالۃ الغلیان فان لم یکن فی حالۃ الغلیان فان لم یؤکل یکرہ الاکل والشرب والادہان والتطیب فی آنیۃ الذہب والفضۃ للرجال والنساء والصبیان من جاع فلم یاکل حتی مات اثم لانہ یعنی الناس ان یاکلوا من طعامہ انظلمۃ لتضییع الامر علیہم وزجرہم عما یرتکبون وان کان اکل یحل

باب اللبس لبس الثیاب الجمیلۃ مباح اذا لم یتکبر وتخیر ان یکون مہلہلا کان قبلہا الافضل ان یلبس ثوبا وسطا لا جیدا غایۃ ولا ردیۃ غایۃ یکرہ لبس الحریر للذکور صغیرا کان او کبیرا والاثم علی من البس الصغیر یکرہ مالحمۃ حریر وسداہ غیر ذلک لا بأس بلبس الحریر للرجل فی حالۃ الحرب لا بأس بلبس ما سداہ حریر ولحمۃ غیر ذلک لا بأس بلبس الخز للرجال وان کان سداہ ابریسما قال السید الامام ناصر الدین رحمہ اللہ الخز فی زمانہم کان من اوبار ذلک الحیوان المالی الذی یسمی بالترکیۃ قندز والعربیۃ قضاعۃ والیوم یتخذ من الحریر القز فیجب ان یکون مکروہا کالقز الابریق والملیحۃ اذا کانا من الحریر لا یکرہ یکرہ ان یلبس الذکور قلنسوۃ من الحریر او الذہب او الفضۃ او الکرباس الذی خیط علیہ ابریسم کثیر او شیء من الذہب او الفضۃ اکثر من قدر اربع اصابع ولا بأس بان یکون علی طرف القلنسوۃ قدر اربع اصابع من ذلک وکذا علی طرف العمامۃ وکذا علی علم الجبۃ ولا بأس للصبی المولود وکذا البالغ یکرہ التختم بالحدید والصفر والنحاس والشبہ للذکر یکرہ الخرقۃ التی تجعل فی مسیح بہا العرق وکذا التی یحفظ فیہا ویمسح بہا الوضوء یرید بہ اذا فعلہ للتکبر فاما اذا فعل للحاجۃ فلا بأس ینبغی ان یلبس الخاتم فی خنصرہ الیسری ولا یلبسہ بالیمنی لانہ تشبہ بالروافض التختم بالفضۃ مباح وبالذہب للرجال لا التختم بالحدید والصفر حرام وبالحجر الذی یقال لہ یشب قال شمس الائمۃ السرخسی رحمہ اللہ وذکرہ قاضی امام الدین لا التختم انما یکون سنۃ اذا کانت لہ حاجۃ الی التختم بان کان سلطانا او قاضیا اما اذا لم یکن محتاجا الی التختم فالترک اولی ینبغی ان یجعل الرجل الفص الی باطن الکف لا بأس بسد الحریر ونحوہ علیہ لا بأس بتعلیق ستر الحریر علی الابواب

باب الولیمۃ والختان لا بأس بان یکون لیلۃ العرس ولا یضرب لاعلان النکاح اذا لم یکن لہ جلاجل ولا یضرب علی ہیئۃ التطریب ویکرہ للمغنی اتخاذ عمل الشعوذۃ والنظر الی ذلک رجل بنی بامرأۃ ینبغی ان یتخذ ولیمۃ الا ان الولیمۃ سنۃ لا یباح اتخاذ الضیافۃ فوق ثلثۃ ایام فی العرس والولیمۃ لا یباح تخلوم ضیافۃ عند ثلثۃ ایام فی المصیبۃ لا بأس بضیافۃ الاولی غسل الایدی قبل الطعام وبعدہ سنۃ السنۃ ان یبدأ بالشباب قبل الطعام وبعد الطعام یبدأ بالشیوخ ثم بالشباب الاکل فوق الشبع حرام یکرہ وحلی الملحۃ وضع الخوان وکذا تعلیق الخبز علی الخوان یکرہ مسح الید بالکاغد لصلح للکتابۃ یکرہ مسح الاصابع والسکین بالخبز الا اذا اکلہ بعد ذلک رفع الزلۃ حرام مالم یقل صاحب البیت ارفعوا یکرہ السکوت حالۃ الاکل لانہ تشبہ بالمجوس ابتداء الوقت المستحب للختان من سبع سنین الی اثنا عشرۃ سنۃ والختان وقال ابو اللیث رحمہ اللہ الی عشرین غلام ختن فلم یقطع الجلد کلہا ولکن قطع الاکثر جاز وان قطع النصف لا یجزہ اہل مصر اجتمعوا علی ترک الختان عمارہم الامام لان الختان سنۃ موکدۃ بعضہم یقولون لا یجب ان یحد جلدۃ ذکرہ وحشفتہ ظاہرۃ اذا رآہا الانسان یراہ کانہ مختون وقال اہل البصرۃ علی خلاف ما یمکن ختنہ فانہ لا یشد علیہ بل یترک وکذا الشیخ من المجوس اذا اسلم وقال اہل البصرۃ لا یطیق الختان یترک

لا بأس بنثر السکر والدراہم فی الضیافۃ وعقد النکاح

باب التداوی والعلاج الاشتغال بالتداوی لا بأس بہ اذا اعتقد ان الشافی ہو اللہ تعالی وانہ جعل الدواء سببا فاما اذا اعتقد ان الشافی ہو الدواء فلا اذا سال الدم من انف انسان یکتب بفاتحۃ الکتاب بالدم علی جبہتہ والانف ونحو ذلک للاستشفاء والمعالجۃ لو کتب بالبول ان علم ان فیہ شفاء لا بأس بہ ولکن لم افعل تعلیق التعویذ لا بأس بہ لکن نزعہ عند الخلاء والقربان اذا احرق الطبیب وغیرہ للجن التی تتبع بعضہم ہذا فعل العوام الجہال الاکتحال یوم عاشورا لا بأس بہ کتابۃ الرقاع والزاقہا علی الابواب ایام النیروز لا یجعل العوام مکروہ والمداواۃ بالعظم ہال لا بأس بہ الا ان یکون عظم آدمی

تيسير الأدب

مكتبة ابن قتيبة

أبي محمد عبد الله بن مسلم بن قتيبة

٢١٣ — ٢٧٦ هـ

الكتاب الأول

تأويل مشكل القرآن

بشرح وتعليق

السيد أحمد صقر

دار إحياء الكتب العربية
عيسى البابي الحلبي وشركاه

تحقيق وتدقيق

308

قرآن مجید سے چار آیات غائب ہیں

﴿إِنْ هَذَانِ لَسَاحِرَانِ﴾، وقرأ ﴿وَالْمُقِيمُونَ الصَّلَاةَ﴾[1]، وقرأ ﴿إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَادُوا وَالصَّابِئُونَ﴾[2] وكان يقرأ أيضا في سورة البقرة ﴿وَالصَّابِرُونَ فِي الْبَأْسَاءِ [٢٥] وَالضَّرَّاءِ﴾[3] ويكتبها: ﴿الصابرين﴾.

وإنما فرق بين القراءة والكتاب لقول عثمان رحمه الله: أرى فيه لحنا وستقيمه العرب بألسنتها، فأقامه بألسنته، وترك الرسم على حاله.

وكان الحجاج وكاتبه عاصما هذا وناجية بن رمح وعلي بن أصمع[4] يتتبع المصاحف، وأمرهم أن يقطعوا كل مصحف وجدوه خالفا لمصحف عثمان، ويعطوا صاحبه ستين درهما، حكى ذلك أبو حاتم عن الأصمعي قال: وفي ذلك يقول الشاعر:

ولا يأمنون الدار فقرا كأنها ... كتابة عاصما ابن أصمعا

وقرأ بعضهم: ﴿إِنْ هَذَانِ لَسَاحِرَانِ﴾ اعتبارا بقراءة أبي لأنها في مصحفه: إن ذان لساحران، وفي مصحف عبد الله ﴿وَأَسَرُّوا النَّجْوَى أَنْ هَذَانِ سَاحِرَانِ﴾ منصوبة الألف بجعل «أن هذان» تأويلا للنجوى.

وقالوا في قوله تبارك وتعالى: ﴿إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَادُوا وَالصَّابِئُونَ» رفع الصابئين لأنه رد على موضع ﴿إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا﴾ وموضعه رفع لأن «إن» مبتدأة ليست بحدث في الكلام فتعمى كما تحدث أخواتها، ألا ترى أنك تقول: زيد قائم، ثم تقول: إن زيدا قائم ولا يكون بين الكلامين فرق في المعنى، وتقول: زيد قائم، ثم تقول: لعل زيدا قائم، فتحدث في الكلام معنى الشك. وتقول: زيد قائم، ثم تقول: ليت زيدا قائم، فتحدث في الكلام معنى التمني، ويدلان على ذلك فولهم: إن عبد الله قائم وزيد، ترفع زيدا كأنك قلت: عبد الله قائم وزيد، وتقول: لعل عبد الله قائم وزيدا، فتنصب

(١) سورة النساء ١٦٢.
(٢) سورة المائدة ٦٩.
(٣) سورة البقرة ١٧٧.
(٤) في الفرس: علي بن أصمع عم أبي الأصمعي.

تیسرا باب

الدر المنثور
في
التفسير بالمأثور

للامام جلال الدين السيوطي
رحمه الله تعالى

وبهامشه القرآن الكريم
مع تفسير ابن عباس رضي الله عنه

الجزء الثالث

دار المعرفة
للطباعة والنشر
بيروت - لبنان

فكان اذا نزل عليه الشيء دعا بعض من كان يكتب فيقول ضعوا هؤلاء الآيات في السورة التي يذكر فيها كذا وكذا وكانت الانفال من أوائل ما نزل بالمدينة وكانت براءة من آخر القرآن نزولا وكانت قصتها شبيهة بقصتها فظننا انها منها فقبض رسول الله صلى الله عليه وسلم ولم يبين لنا انها منها فمن أجل ذلك قرنت بينهما ولم أكتب بينهما سطر بسم الله الرحمن الرحيم ووضعتها في السبع الطوال * وأخرج ابن ابي شيبة والبخاري والنسائي وابن الضريس وابن المنذر والنحاس في ناسخه وأبو الشيخ وابن مردويه عن البراء رضي الله عنه قال آخر آية نزلت يستفتونك قل الله يفتيكم في الكلالة وآخر سورة نزلت تامة براءة * وأخرج ابو الشيخ عن ابي رجاء قال سألت الحسن رضي الله عنه عن الانفال وبراءة أسورتان أو سورة قال سورتان * وأخرج ابو الشيخ عن ابن جريج قال الانفال وبراءة سورة واحدة وأخرج النحاس في ناسخه عن عثمان رضي الله عنه قال كانت الانفال وبراءة تدعى في زمن رسول الله صلى الله عليه وسلم القرينتين فلذلك جعلتهما في السبع الطوال * وأخرج الحارث في الافراد عن عمرو بن سلامة رضي الله عنه قال قلت لعثمان رضي الله عنه ما أيها المؤمنين ما بال الانفال وبراءة ليس بينهما بسم الله الرحمن الرحيم قال كانت تنزل السورة فلا تزال تكتب حتى تنزل بسم الله الرحمن الرحيم فكان جاءت بسم الله الرحمن الرحيم كتبت سورة أخرى فنزلت الانفال ولم تكتب بسم الله الرحمن الرحيم * وأخرج الطبراني في الاوسط عن علي رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم المنافق لا يحفظ سورة هود وبراءة ويس والدخان وعم يتساءلون * وأخرج ابو عبيد وسعيد بن منصور وابو الشيخ والبيهقي في الشعب عن ابي عبد الرحمن السلمي قال كتب عمر بن الخطاب رضي الله تعالى عنه تعلموا سورة براءة وعلموا نساءكم سورة النور * وأخرج ابن أبي شيبة والطبراني في الاوسط وابو الشيخ والحاكم وابن مردويه عن حذيفة رضي الله عنه قال التي تسمون سورة التوبة هي سورة العذاب والله ما تركت أحدا الا نالت منه ولا تقرؤن منها مما كنا نقرأ الا ربعها * وأخرج ابو عبيد وابن المنذر وابو الشيخ وابن مردويه عن حذيفة رضي الله عنه انه سمع رجلا يقرأ براءة فلما فرغ من قراءتها قال ما يقرأ سورة التوبة وهي سورة العذاب * وأخرج ابو عبيد وابن المنذر وابو الشيخ وابن مردويه عن سعيد بن جبير رضي الله عنه قال قلت لابن عباس رضي الله عنهما سورة التوبة قال التوبة بل هي الفاضحة ما زالت تنزل ومنهم حتى ظننا ان لا يبقى منا أحد الا ذكر فيها * وأخرج ابو عبيد وابن المنذر وابو الشيخ وابن مردويه عن ابن عباس رضي الله عنهما ان عمر رضي الله عنه قيل له سورة التوبة قال هي الى العذاب أقرب ما أقلعت عن الناس حتى ما كادت تدع منهم أحدا * وأخرج أبو الشيخ عن عكرمة رضي الله عنه قال قال عمر رضي الله عنه ما فرغ من تنزيل براءة حتى ظننا انه لم يبق منا أحد الا سينزل فيه وكانت تسمى الفاضحة * وأخرج ابو الشيخ وابن مردويه عن زيد بن أسلم رضي الله عنه ان رجلا قال لعبد الله سورة التوبة فقال ابن عمر رضي الله عنه وأيتهن سورة التوبة فقال براءة فقال ابن عمر وهل فعل بالناس الافاعيل الا هي ما كنا ندعوها الا المثيرة * وأخرج ابو الشيخ عن عبد الله بن عبيد بن عمير رضي الله عنه قال كانت براءة تسمى المنقرة نقرت عما في قلوب المشركين * وأخرج ابو الشيخ عن حذيفة رضي الله عنه قال ما تقرؤن ثلثها يعني سورة التوبة * وأخرج ابن مردويه عن ابن مسعود رضي الله عنه قال يسمونها سورة التوبة وانما السورة عذاب يعني براءة * وأخرج ابن المنذر عن محمد بن اسحق رضي الله عنه قال كانت براءة تسمى في زمان النبي صلى الله عليه وسلم المبعثرة لما كشفت من سرائر الناس * وأخرج سعيد بن منصور والحاكم وصححه والبيهقي في سننه عن ابي ذر رضي الله عنه قال دخلت المسجد يوم الجمعة والنبي صلى الله عليه وسلم يخطب فجلست قريبا من أبي بن كعب رضي الله عنه فمر النبي صلى الله عليه وسلم سورة براءة فقلت لابي متى نزلت هذه السورة فلم يكلمني فلما قضى النبي صلى الله عليه وسلم صلاته قلت لابي رضي الله عنه ما لك فعجلتني ولم تكلمني فقال أبي ما لك من صلاتك الا ما لغوت فذهبت الى النبي صلى الله عليه وسلم فأخبرته فقال صدق أبي * وأخرج ابن أبي شيبة عن الشعبي رضي الله عنه أن أبا ذر والزبير بن العوام رضي الله عنهما سمع أحدهما من النبي صلى الله عليه وسلم آية يقرؤها وهو على المنبر يوم الجمعة فقال لصاحبه متى أنزلت هذه الآية فلما قضى صلاته قال له عمر بن الخطاب لا جمعة لك فقال النبي صلى الله عليه وسلم فذكر ذلك له فقال صدق عمر * وأخرج البيهقي في شعب الايمان وضعفه عن جابر بن

سورۃ توبہ کا دوسرا نام کیا ہے

تيسير الوهاب

الدر المنثور
في
التفسير بالمأثور

للإمام جلال الدين السيوطي
رحمه الله تعالى

وبهامشه القرآن الكريم
مع تفسير ابن عباس رضي الله عنه

الجزء السادس

الناشر
دار المعرفة
للطباعة والنشر
بيروت - لبنان

تحقيق وتدقيق

والطلاق فيما استطاعوا * وأخرج ابن سعد وأحمد وأبو داود عن الحكم بن حزن الكلفي قال وفدنا على رسول الله صلى الله عليه وسلم فلبثنا أيامًا شهدنا فيها الجمعة مع رسول الله صلى الله عليه وسلم فقام متوكئًا على قوس فحمد الله وأثنى عليه كلمات طيبات خفيفات مباركات ثم قال أيها الناس انكم لن تطيقوا كل ما أمرتم به فسددوا وابشروا * قوله تعالى (ومن يوق شح نفسه فأولئك هم المفلحون) * أخرج عبد بن حميد عن عطاء رضي الله عنه ومن يوق شح نفسه قال في النفقة * وأخرج عبد بن حميد عن حبيب بن شهاب العنبري انه سمع أنسًا يقول لقيت ابن عمر يوم عرفة فأردت أن أقتدي من سيرًا واسمع من قوله فسمعته أكثر ما يقول اللهم اني أعوذ بك من الشح الفاحش حتى قاض ثم بان بجمع فسمعته أيضًا يقول ذلك فلما أردت أن أفارقه قلت يا عبد الله اني أردت أن اقتدي بسيرتك فسمعتك أكثر ما تقول ان تعوذ من الشح الفاحش قال وما رأيي أفضل من أن أكون من المفلحين قال تعوذوا من يوق شح نفسه فأولئك هم المفلحون * قوله تعالى (ان تقرضوا الله) الآية * أخرج الحاكم وصححه عن أبي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول الله استقرضت عبدي فأبى أن يقرضني وشتمني عبدي وهو لا يدري يقول وادهراه وادهراه وأنا الدهر ثم تلا أبو هريرة ان تقرضوا الله قرضًا حسنًا يضاعفه لكم * وأخرج عبد بن حميد عن أبي سفيان من ابنه عن شيخ لهم انه كان يقول اذا سمع السائل يقول من يقرض الله قرضًا حسنًا قال سبحان الله والحمد لله ولا اله الا الله والله أكبر ذا القرض الحسن

* (سورة الطلاق مدنية) *

* أخرج ابن الضريس والنحاس وابن مردويه والبيهقي عن ابن عباس قال نزلت سورة الطلاق بالمدينة * وأخرج عبد الرزاق في المصنف وسعيد بن منصور عن طاوس ان النبي صلى الله عليه وسلم قرأ في الجمعة بسورة الجمعة يا أيها النبي اذا طلقتم النساء * قوله تعالى (يا أيها النبي اذا طلقتم النساء) الآية * أخرج ابن أبي حاتم من أنس قال طلق رسول الله صلى الله عليه وسلم حفصة فأتت أهلها فأنزل الله يا أيها النبي اذا طلقتم النساء فطلقوهن لعدتهن فقيل له راجعها فانها صوامة قوامة وانها من أزواجك في الجنة * وأخرج ابن المنذر عن ابن سيرين في قوله لعل الله يحدث بعد ذلك أمرًا قال في خفة بيت عمر طلقها النبي صلى الله عليه وسلم واحدة فقال يا أيها النبي اذا طلقتم النساء الى قوله يحدث بعد ذلك أمرًا قال فراجعها * وأخرج الحاكم عن ابن عباس قال للنبي عبد بن زيد أبو ركانة أم ركانة ثم تكلم امرأة من مزينة فجاءت الى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقالت يا رسول الله ما يغني عني الا ما تغني هذه الشعرة أشعرة أخذتها من رأسها فأخذت رسول الله صلى الله عليه وسلم حمية عند ذلك فدعا رسول الله صلى الله عليه وسلم ركانة واخوته ثم قال لجلسائه أترون كذا من كذا فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم لعبد يزيد طلقها ففعل فقال لابي ركانة ارتجعها فقال يا رسول الله اني طلقتها قال قد علمت ذلك فارتجعها فقرأ يا أيها النبي اذا طلقتم النساء فطلقوهن لعدتهن قال الذهبي اسناده واه والخبر خطأ فان عبد يزيد لم يدرك الاسلام * وأخرج ابن أبي حاتم عن مقاتل قال بلغنا في قوله يا أيها النبي اذا طلقتم النساء فطلقوهن لعدتهن انها نزلت في عبد الله بن عمر وبن العاص وطفيل بن الحارث وعمرو بن سعيد بن العاصي * وأخرج ابن مردويه من طريق أبي الزبير عن ابن عمر انه طلق امرأته وهي حائض على عهد النبي صلى الله عليه وسلم فانطلق عمر فذكر ذلك له فقال مره فليراجعها ثم يمسكها حتى تطهر ثم تحيض ثم تطهر ثم ان شاء امسك بعد وان شاء طلق قبل أن يمس فتلك العدة التي أمر الله أن تطلق لها النساء وقرأ النبي صلى الله عليه وسلم يا أيها النبي اذا طلقتم النساء فطلقوهن لقبل عدتهن * وأخرج عبد الرزاق في المصنف وابن المنذر والحاكم وابن مردويه عن ابن عمر ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قرأ

سورۃ اذا طلقتم النساء کی تفسیر

انی لاقول هذه السورة نزلت فی السماحة والبخل والليل اذا يغشى * وأخرج ابن المنذر عن ابن عباس والليل اذا يغشى قال اذا أظلم * وأخرج عبد بن حميد وابن المنذر وابن أبي حاتم عن سعيد بن جبير والليل اذا يغشى قال اذا أقبل فغطى كل شئ * وأخرج سعيد بن منصور وأحمد وعبد بن حميد والبخاري ومسلم والترمذي والنسائي وابن جرير وابن المنذر وابن مردويه عن علقمة انه قدم الشام فاس الى أبي الدرداء فقال له أبو الدرداء ممن أنت قال من أهل الكوفة قال كيف سمعت عبد الله يقرأ والليل اذا يغشى قال علقمة والذكر والانثى فقال أبو الدرداء أشهد انى سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقرأها هؤلاء يريدوني على انى أقرؤها على الذكر والانثى والله لا أتابعهم * وأخرج البخاري في تاريخه بغداد من طريق الضحاك عن ابن عباس انه كان يقرأ القرآن على قراءة زيد بن ثابت الانصاري عشر حرفا أخذها من قراءة عبد الله بن مسعود وقال ابن عباس ما يسرني اني تركت هذا الحرف ولو ملئت لي الدنيا ذهبة حمراء منها حرف في البقرة من قالها وخافها وثوبها بالتاء وفي الاعراف فلنسألن الذين أرسل اليهم قبلك من رسلنا ولنسألن المرسلين وفي براءة يا أيها الذين آمنوا اتقوا الله وكونوا مع الصادقين وفي ابراهيم وان كان مكرهم لتزول منه الجبال وفي الانبياء وكنا لحكمهم شاهدين وفيها وهم من كل جدث ينسلون وفي الحج يأتون من كل فج عميق وفي الشعراء فعلتها اذا وأنا من الجاهلين وفي النمل انما أمرت ان أعبد رب هذه البلدة التي حرمها وفي الصافات فما سلام وله للصبيين وفي الفتح وتعزروه وتوقروه وتسبحوه بالتاء وفي النجم والله جاء من ربكم الهدى وفيها ان تتبعون الا الظن وفي الحديد لئلا يعلم أهل الكتاب أن لا يقدرون على شئ وفي ن لولا أن تداركته نعمة من ربه على النا نابت وفي اذا الشمس كورت واذا الموؤدة سألت باي ذنب قتلت وفيها وما هو على الغيب بضنين وفي الليل والذكر والانثى قال هو قسم فلا تقطعوه * وأخرج ابن جرير عن أبي اسحق قال في قراءة عبد الله والليل اذا يغشى والنهار اذا تجلى والذكر والانثى * وأخرج ابن جرير وابن أبي حاتم عن الحسن انه كان يقرؤها وما خلق الذكر والانثى يقول والذي خلق الذكر والانثى * وأخرج ابن أبي حاتم عن عكرمة في قوله ان سعيكم لشتى قال السعي العمل * وأخرج ابن جرير عن قتادة قال وقع القسم ههنا ان سعيكم لشتى يقول مختلف * وأخرج ابن أبي حاتم وأبو الشيخ وابن عساكر عن ابن مسعود ان أبا بكر الصديق اشترى بلالا من أمية بن خلف وأبي بن خلف ببردة وعشر أواق فاعتقه لله فانزل الله والليل اذا يغشى ان سعيكم لشتى سعي أبي بكر وأمية وأبي الى قوله وكذب بالحسنى قال لا اله الا الله الى قوله فسنيسره للعسرى قال النار * وأخرج سعيد بن منصور وعبد بن حميد وابن المنذر وابن أبي حاتم وابن جرير والبيهقي في شعب الايمان من طريق عكرمة عن ابن عباس في قوله فاما من أعطى من الفضل واتقى قال اتقى ربه وصدق بالحسنى قال صدق بالخلف من الله فسنيسره لليسرى قال الخير من الله وأما من بخل واستغنى قال بخل بما له واستغنى عن ربه وكذب بالحسنى قال بالخلف من الله فسنيسره للعسرى قال للشر من الله * وأخرج عبد بن حميد وابن أبي حاتم عن قتادة فاما من أعطى قال أعطى حق الله عليه واتقى محارم الله وصدق بالحسنى قال بوعود الله على نفسه وأما من بخل قال بحق الله عليه واستغنى في نفسه عن ربه وكذب بالحسنى قال بموعود الله الذي وعد * وأخرج ابن جرير من طرق عن ابن عباس وصدق بالحسنى قال أيقن بالخلف * وأخرج ابن جرير عن ابن عباس وصدق بالحسنى يقول صدق بلا اله الا الله وأما من بخل واستغنى يقول من أغناه الله فبخل بالزكاة * وأخرج الفريابي وعبد بن حميد وابن جرير وابن المنذر وابن أبي حاتم عن أبي عبد الرحمن السلمي وصدق بالحسنى قال بلا اله الا الله * وأخرج الفريابي وعبد بن حميد وابن جرير وابن المنذر وابن أبي حاتم عن مجاهد وصدق بالحسنى قال بالجنة * وأخرج ابن أبي حاتم عن زيد بن أسلم فسنيسره لليسرى قال الجنة * وأخرج ابن جرير وابن عساكر عن عامر بن عبد الله بن الزبير قال كان أبو بكر يعتق على الاسلام فكان يعتق عجائز ونساء اذا أسلمن فقال له أبوه أي بني أراك تعتق أناسا ضعفاء فلو انك تعتق رجالا جلدا يقومون معك ويمنعونك ويدفعون عنك قال أي أبت انما أريد ما عند الله قال فحدثني بعض أهل بيتي ان هذه الآية نزلت فيه فاما من أعطى واتقى وصدق بالحسنى فسنيسره لليسرى * وأخرج عبد بن حميد وابن مردويه وابن عساكر من طريق الكلبي عن أبي صالح عن ابن عباس في قوله فاما من أعطى واتقى وصدق بالحسنى فسنيسره لليسرى قال أبو بكر الصديق وأما من

الدر المنثور
في
التفسير بالمأثور

للإمام جلال الدين السيوطي
رحمه الله تعالى.

وبهامشه القرآن الكريم
مع تفسير ابن عباس رضي الله عنه

الجزء الأول

دار المعرفة
للطباعة والنشر
بيروت - لبنان

والبخاری ومسلم عن ابن عباس قال سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول لو ان لابن آدم وادیا من مال لاحب ان له الیه مثله ولا یملأ عین ابن آدم الا التراب ویتوب الله علی من تاب قال ابن عباس فلا أدری أمن القرآن هو أم لا * وأخرج البزار وابن الضریس عن بریدة سمعت النبی صلی الله علیه وسلم یقرأ فی الصلاة لو ان لابن آدم وادیا من ذهب لابتغی الیه ثانیا ولو أعطی ثانیا لابتغی الیه ثالثا ولا یملأ جوف ابن آدم الا التراب ویتوب الله علی من تاب * وأخرج ابن الانباری عن ذر قال فی قراءة أبی بن کعب ابن آدم لو أعطی وادیا من مال لابتغی ثانیا ولو أعطی ثانیا لابتغی ثالثا ولا یملأ جوف ابن آدم الا التراب ویتوب الله علی من تاب * وأخرج ابن الضریس عن ابن عباس قال کنا نقرأ لا ترغبوا عن آبائکم فانه کفر بکم وان کفر بکم ان ترغبوا عن آبائکم * وأخرج عبد الرزاق وأحمد وابن حبان عن عمر بن الخطاب قال ان الله بعث محمدا بالحق وأنزل معه الکتاب فکان فیما أنزل علیه آیة الرجم فرجم ورجمنا بعده ثم قال قد کنا نقرأ ولا ترغبوا عن آبائکم فانه کفر بکم ان ترغبوا عن آبائکم * وأخرج الطیالسی وأبو عبید والطبرانی عن عمر بن الخطاب قال کنا نقرأ فیما نقرأ لا ترغبوا عن آبائکم فانه کفر بکم ثم قال لزید بن ثابت أکذلک یا زید قال نعم * وأخرج ابن عبد البر فی التمهید من طریق عدی بن عدی بن عمیرة بن فروة عن أبیه عن جده عمیر بن فروة ان عمر بن الخطاب قال لابی أولیس کنا نقرأ فیما نقرأ من کتاب الله ان انتظامکم من آبائکم کفر بکم فقال بلی ثم قال أولیس کنا نقرأ الولد للفراش وللعاهر الحجر فیما أنزل الله علینا من کتاب الله فقال أبی بلی * وأخرج أبو عبید وابن الضریس وابن الانباری عن المسور ابن مخرمة قال قال عمر لعبد الرحمن بن عوف ألم تجد فیما أنزل علینا ان جاهدوا کما جاهدتم أول مرة فانا لا نجدها قال أسقطت فیما أسقط من القرآن * وأخرج أبو عبید وابن الضریس وابن الانباری فی المصاحف عن ابن عمر قال لا یقولن أحدکم قد أخذت القرآن کله ما یدریه ما کله قد ذهب منه قرآن کثیر ولکن لیقل قد أخذت ما ظهر منه * وأخرج ابن أبی شیبة فی المصنف وابن الانباری والبیهقی فی الدلائل عن عبیدة السلمانی قال القراءة التی عرضت علی رسول الله صلی الله علیه وسلم فی العام الذی قبض فیه هذه القراءة التی یقرؤها الناس التی جمع عثمان الناس علیها * وأخرج ابن الانباری وابن اشته فی المصاحف عن ابن سیرین قال کان جبریل یعارض النبی صلی الله علیه وسلم کل سنة فی شهر رمضان فلما کان العام الذی قبض فیه عارضه مرتین فیرون أن تکون قراءتنا هذه علی العرضة الاخیرة * وأخرج ابن الانباری عن أبی ظبیان قال قال لنا ابن عباس أی القراءتین تعدون أول فلنا قراءة عبد الله وقراءتنا هی الاخیرة فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم کان یعرض علیه جبریل القرآن کل سنة مرة فی شهر رمضان وانه عرضه علیه فی آخر سنة مرتین فشهد منه عبد الله ما نسخ وما بدل * وأخرج ابن الانباری عن مجاهد قال قال لنا ابن عباس أی القراءتین تعدون أول فلنا قراءة عبد الله قال فان رسول الله صلی الله علیه وسلم کان یعرض القرآن علی جبریل مرة وانه عرضه علیه فی آخر سنة مرتین فقراءة عبد الله آخرهن * وأخرج ابن الانباری عن ابن مسعود قال کان جبریل یعارض النبی صلی الله علیه وسلم بالقرآن فی کل سنة مرة وانه عارضه بالقرآن فی آخر سنة مرتین فاخذته من النبی صلی الله علیه وسلم ذلک العام * وأخرج ابن الانباری عن ابن مسعود قال لو أعلم أحدا أحدث بالعرضة الاخیرة منی لرحلت الیه * وأخرج الحاکم وصححه عن سمرة قال عرض القرآن علی رسول الله صلی الله علیه وسلم ثلاث عرضات فیقولون ان قراءتنا هذه هی العرضة الاخیرة * وأخرج أبو جعفر النحاس فی ناسخه عن أبی الجعثری قال دخل علی بن أبی طالب المسجد فاذا رجل یخوف فقال ما هذا فقالوا رجل یذکر الناس ولکنه یقول انا فلان بن فلان فاعرفونی فارسل الیه فقال أتعرف الناسخ من المنسوخ فقال لا قال فاخرج من مسجدنا ولا تذکر فیه * وأخرج أبو داود والنحاس کلاهما فی الناسخ والمنسوخ والبیهقی فی سننه عن أبی عبد الرحمن السلمی قال مر علی بن أبی طالب برجل یقص فقال أعرفت الناسخ والمنسوخ قال لا قال هلکت وأهلکت * وأخرج النحاس والطبرانی عن الضحاک بن مزاحم قال مر ابن عباس بقاص یقص فرکله برجله وقال أتدری الناسخ والمنسوخ قال لا قال هلکت وأهلکت * وأخرج الدارمی فی مسنده والنحاس عن حذیفة قال انما یفتی الناس أحد ثلاثة رجل یعلم ناسخ القرآن من منسوخه وذلک عمر

صلى الله عليه وسلم الا الاذن والاصبعان فانزل الله حافظوا على الصلوات والصلاة الوسطى وقوموا لله قانتين فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم اكتبوها كما أنزلت * وأخرج ابن جرير في رواية من طريق عبد الرحمن بن أبان عن أبيه عن زيد بن ثابت في حديث مرفوعه قال الصلاة الوسطى صلاة الظهر * وأخرج البيهقي وابن عساكر من طريق سعيد بن المسيب انه كان قائما وعروة بن الزبير وابن عبد الله بن عمر فقال سعيد بن المسيب سمعت أبا سعيد الخدري يقول صلاة الوسطى هي صلاة الظهر قال فرجعنا الى ابن عمر فقال عروة وارسلوا الى ابن عمر فاسألوه فارسلنا اليه غلاما فسأله ثم جاء الرسول فقال هي صلاة الظهر فشككنا في قول الغلام فقمنا جميعا فذهبنا الى ابن عمر فسألناه فقال هي صلاة الظهر * وأخرج ابن أبي شيبة وعبد بن حميد وابن جرير وابن الانباري في المصاحف والبيهقي من طريق قتادة عن سعيد بن المسيب عن ابن عمر عن زيد بن ثابت قال الصلاة الوسطى صلاة الظهر * وأخرج مالك وعبد الرزاق وابن أبي شيبة وأحمد وعبد بن حميد والبخاري في تاريخه وابن جرير وابن المنذر من طرق عن زيد بن ثابت قال الصلاة الوسطى صلاة الظهر * وأخرج عبد الرزاق وعبد بن حميد وابن المنذر عن جرير عن زيد بن ثابت قال تماري زيد بن ثابت وأبي بن كعب في الصلاة الوسطى فارسلاني الى عائشة فسألتها أي صلاة هي فقالت الظهر فكان زيد يقول هي الظهر فلا أدري عنها أخذه أو عن غيرها * وأخرج ابن المنذر من طرق أبي جعفر محمد بن علي بن حسين بن علي بن ابي طالب قال الصلاة الوسطى هي الظهر * وأخرج ابن جرير وابن المنذر من طرق عن ابن عمر قال صلاة الوسطى الظهر * وأخرج ابن جرير عن أبي سعيد الخدري قال صلاة الظهر هي الصلاة الوسطى * وأخرج عبد الرزاق والبخاري في تاريخه وابن جرير وابن أبي داود في المصاحف عن أبي رافع مولى حفصة قال استكتبتني حفصة مصحفا فقالت اذا أتيت على هذه الآية فآذني حتى أملي عليك كما أقرتنيها فلما أتيت على هذه الآية حافظوا على الصلوات قالت اكتب حافظوا على الصلوات والصلاة الوسطى وصلاة العصر فلقيت أبي بن كعب فقلت أبا المنذر ان حفصة قالت كذا وكذا فقال هو كما قالت أوليس أشغل ما تكون عند صلاة الظهر في عملها وتجارتها * وأخرج مالك وأبو عبيد وعبد بن حميد وأبو يعلى وابن جرير وابن الانباري في المصاحف والبيهقي في سننه عن عمرو بن رافع قال كنت أكتب مصحفا لحفصة زوج النبي صلى الله عليه وسلم فقالت اذا بلغت هذه الآية فآذني حافظوا على الصلوات والصلاة الوسطى فلما بلغتها آذنتها فاملت علي حافظوا على الصلوات والصلاة الوسطى وصلاة العصر وقوموا لله قانتين وقالت أشهد اني سمعتها من رسول الله صلى الله عليه وسلم * وأخرج عبد الرزاق عن نافع أن حفصة دفعت مصحفها الى مولى لها يكتبه وقالت اذا بلغت هذه الآية حافظوا على الصلوات والصلاة الوسطى فآذني فلما بلغها جاءها فكتبت بيدها حافظوا على الصلوات والصلاة الوسطى وصلاة العصر * وأخرج مالك وأحمد وعبد بن حميد ومسلم وأبو داود والترمذي والنسائي وابن جرير وابن أبي داود وابن الانباري في المصاحف والبيهقي في سننه عن أبي يونس مولى عائشة قال أمرتني عائشة أن أكتب لها مصحفا وقالت اذا بلغت هذه الآية فآذني حافظوا على الصلوات والصلاة الوسطى فلما بلغتها آذنتها فاملت علي حافظوا على الصلوات والصلاة الوسطى وصلاة العصر وقوموا لله قانتين وقالت عائشة سمعتها من رسول الله صلى الله عليه وسلم * وأخرج عبد الرزاق وابن جرير وابن أبي داود في المصاحف وابن المنذر عن أم حميد بنت عبد الرحمن أنها سألت عائشة عن الصلاة الوسطى فقالت كنا نقرؤها في الحرف الاول على عهد النبي صلى الله عليه وسلم حافظوا على الصلوات والصلاة الوسطى وصلاة العصر وقوموا لله قانتين * وأخرج ابن أبي شيبة عن عكرمة قال الصلاة الوسطى هي الظهر قبلها صلاتان وبعدها صلاتان * وأخرج عبد الرزاق وابن أبي داود عن هشام بن عروة قال قرأت في مصحف عائشة حافظوا على الصلوات والصلاة الوسطى وصلاة العصر وقوموا لله قانتين * وأخرج ابن الانباري في المصاحف من طريق سليمان بن أرقم عن الحسن وابن سيرين وابن شهاب الزهري وكان الزهري أشبههم حديثا قالوا لما سرع القتل في قراء القرآن يوم اليمامة قتل معهم يومئذ أربعمائة رجل لقي زيد بن ثابت عمر بن الخطاب فقال له ان هذا القرآن هو الجامع لدينا فان ذهب القرآن ذهب ديننا وقد عزمت على أن أجمع القرآن في كتاب فقال له انتظر حتى نسأل أبا بكر فضيا الى أبي بكر فاخبراه بذلك فقال

فائل شده بعض آیات غائب ہیں

الدر المنثور
في
التفسير بالمأثور

للإمام جلال الدين السيوطي
رحمه الله تعالى.

وبهامشه القرآن الكريم
مع تفسير ابن عباس رضي الله عنه

الجزء الأول

دار المعرفة
للطباعة والنشر
بيروت - لبنان

ان الله بعث محمدا بالحق وأنزل عليه الكتاب فكان فيما أنزل عليه آية الرجم فقرأناها ووعيناها الشيخ والشيخة اذا زنيا فارجموهما البتة رجم رسول الله صلى الله عليه وسلم ورجمنا بعده وليوشكن ان يقول قائل لا نجد آية الرجم في كتاب الله فيضلوا بترك فريضة أنزلها الله * وأخرج ابن مردويه عن عمر بن الخطاب أنه قال يوما على المنبر يا أيها الناس قد سنت لكم الرجم وقرأت لكم آية الرجم فرجم النبي صلى الله عليه وسلم ورجمنا بعده وليأتين على الناس زمان يقول قائلون والله ما نجد الرجم في كتاب الله فيضلون بترك فريضة أنزلها الله ألا وان الرجم حق على من زنى من الرجال والنساء اذا قامت البينة أو كان الحبل أو الاعتراف * وأخرج النسائي وأبو يعلى عن كثير بن الصلت قال جلس زيد بن ثابت وابن عباس وأبو هريرة فذكروا الرجم فقال زيد ما نقرأ الشيخ والشيخة اذا زنيا فارجموهما البتة فقال مروان الا تجيء بها كما تقول فذكر ذلك لابن عباس وأبي هريرة فقال ابن عباس دعنا من ذكر هذا أو نحو هذا منك يا مروان فقال أبو هريرة كيف تقول يا ابن عباس قال سأخبرك أنا كنا نرى أو نظن ان آية الرجم التي أنزلها الله على نبيه صلى الله عليه وسلم آية الرجم فقال لا أستطيع الآن * وأخرج ابن مردويه عن عائشة قالت كان يقرأ من سورة الاحزاب مائتا آية فلما كتب عثمان المصاحف لم نقدر منها الا على ما هو الآن * وأخرج ابن مردويه عن عائشة قالت كانت سورة الاحزاب تقرأ في زمان النبي صلى الله عليه وسلم مائتي آية فلما كتب عثمان المصاحف لم نقدر منها الا على ما هو الآن * وأخرج ابن مردويه عن عائشة قالت كانت سورة الاحزاب تقرأ في زمان النبي صلى الله عليه وسلم مائتي آية فلما كتب عثمان المصاحف لم نقدر منها الا على ما هو الآن * قوله تعالى (يا أيها النبي اتق الله الآية) * أخرج ابن مردويه من طريق جويبر عن الضحاك عن ابن عباس قال ان أهل مكة هموا أن يعطوا النبي صلى الله عليه وسلم شيئا على أن يدع عبادة الأوثان فأنزل الله يا أيها النبي اتق الله الآية * وأخرج ابن مردويه عن ابن عباس قال قام النبي صلى الله عليه وسلم يصلي فجاء نفر من المنافقين فقالوا ان له قلبين قلبا معكم وقلبا معهم فأنزل الله ما جعل الله لرجل من قلبين في جوفه * وأخرج ابن أبي حاتم عن طريق شبيب عن سعيد بن جبير ومجاهد وعكرمة قالوا كان رجل يدعى ذا القلبين فأنزل الله ما جعل الله لرجل من قلبين في جوفه * وأخرج ابن جرير وابن مردويه عن ابن عباس قال كان رجل من قريش يسمى ذا القلبين فأنزل الله هذا في شأنه * وأخرج ابن جرير وابن مردويه عن ابن عباس قال كان رجل على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم يسمى ذا القلبين كان يقول لي نفس تأمرني ونفس تنهاني فأنزل الله فيما تحدثون * وأخرج الفريابي وابن أبي شيبة وابن جرير وابن المنذر وابن أبي حاتم عن [illegible] قال [illegible] في جوفه قلبين [illegible] * وأخرج [illegible] في رجل من

سورۃ الاحزاب کا آگ حصہ حضرت عثمان نے ضائع کر دیا

الله صلى الله عليه وسلم قال صلوا على أنبياء الله ورسله فان الله بعثهم كما بعثني * وأخرج ابن أبي شيبة والقاضي اسمعيل وابن مردويه والبيهقي في شعب الايمان عن ابن عباس رضي الله عنهما قال لا تصلح الصلاة على أحد الا النبي صلى الله عليه وسلم ولكن يدعى للمسلمين والمسلمات بالاستغفار * وأخرج ابن أبي داود في المصاحف عن جيدة قالت أوصت لنا عائشة رضي الله عنها عناعها فكان في صحفها ان الله وملائكته يصلون على النبي والذين يصفون الصفوف الاول * قوله تعالى (ان الذين يؤذون الله ورسوله) الآية * أخرج ابن جرير وابن أبي حاتم عن ابن عباس رضي الله عنهما في قوله ان الذين يؤذون الله ورسوله الآية قال نزلت في الذين طعنوا على النبي صلى الله عليه وسلم حين أخذ صفية بنت حيي رضي الله عنها * وأخرج ابن جرير عن ابن عباس رضي الله عنهما قال أنزلت في عبد الله بن أبي وناس معه قذفوا عائشة رضي الله عنها فغلب النبي صلى الله عليه وسلم وقال من يعذرني في رجل يؤذيني ويجمع في بيته من يؤذيني فنزلت * وأخرج الحاكم عن ابن أبي مليكة قال جاء رجل من أهل الشام فسب عليا رضي الله عنه عند ابن عباس رضي الله عنهما فصبه ابن عباس رضي الله عنهما وقال ياعدو الله آذيت رسول الله ان الذين يؤذون الله ورسوله لعنهم الله في الدنيا والآخرة لو كان رسول الله صلى الله عليه وسلم حيا لآذيته * وأخرج ابن المنذر عن ابن جريج رضي الله عنه في قوله ان الذين يؤذون الله ورسوله لعنهم الله في الدنيا والآخرة قال آذوا الله فيما يدعون معه وآذوا رسول الله قالوا انه ساحر مجنون * وأخرج ابن جرير وابن أبي حاتم عن عكرمة رضي الله عنه في قوله ان الذين يؤذون الله ورسوله قال أصحاب التصاوير * وأخرج ابن أبي حاتم عن قتادة رضي الله عنه في الآية قال ذكر لنا ان نبي الله صلى الله عليه وسلم كان يقول فيما روى عن ربه عز وجل شتمني ابن آدم ولم ينبغ له أن يشتمني وكذبني ولم ينبغ له أن يكذبني فاما شتمه اياي فقوله اتخذ الله ولدا وأنا الاحد الصمد أما تكذيبه اياي فقوله لن يعيدني كما بدأني قال قتادة ان كعبا رضي الله عنه كان يقول تخرج يوم القيامة عنق من النار فيقول يا أيها الناس اني وكلت منكم بثلاث بكل عنيد كريم وبكل جبار عنيد ومن دعا مع الله الها آخر فانتقاهم كما يلتقط الطير الحب من الارض فتنطوي عليهم فتدخل النار فتخرج عنق أخرى فتقول يا أيها الناس اني وكلت منكم بثلاثة من كذب الله وكذب على الله وآذى الله فاما من كذب الله فمن زعم ان الله لا يبعثه بعد الموت وأما من كذب على الله فمن زعم ان الله يتخذ ولدا وأما من آذى الله فالذين يصورون لا يجبون فتلتقطهم كما يلتقط الطير الحب من الارض فتنطوي عليهم فتدخل النار * قوله تعالى (والذين يؤذون المؤمنين والمؤمنات) الآية * أخرج الفريابي وابن سعد في الطبقات وابن أبي شيبة وعبد ابن حميد وابن جرير وابن المنذر وابن أبي حاتم عن مجاهد رضي الله عنه في قوله والذين يؤذون المؤمنين والمؤمنات قال يقعون بغير ما اكتسبوا يقول بغير ما عملوا فقد احتملوا بهتانا قال اثما * وأخرج ابن أبي حاتم عن مجاهد رضي الله عنه في الآية قال يأتي الجريء على أهل النار فيحكون حتى تبدو العظام فيقولون ربنا هم أصابنا هذا فيقال باذاكم المسلمين * وأخرج عبد بن حميد وابن المنذر وابن أبي حاتم عن قتادة رضي الله عنه في الآية قال اياكم وأذى المؤمنين فان الله محوطهم ويغضب لهم وقد زعموا أن عمر بن الخطاب قرأها ذات يوم فأفزعه ذلك حتى ذهب الى أبي ابن كعب رضي الله عنه فدخل عليه فقال يا أبا المنذر اني قرأت آية من كتاب الله تعالى فوقعت مني كل موقع والذين يؤذون المؤمنين والمؤمنات والله اني لاعافيهم وأضربهم فقال له الله أنت منهم انما أنت معلم * وأخرج ابن المنذر عن الشعبي رضي الله عنه ان عمر بن الخطاب رضي الله عنه قال اني لابغض فلانا فقيل للرجل ما شأن عمر رضي الله عنه يبغضك قال أكثر القوم في الذكر جاء فقال يا عمر أفقهت في الاسلام فقال لا قال فجئت جناية قال لا قال أحدثت حدثا قال لا قال فعلام يبغضني وقد قال الله والذين يؤذون المؤمنين والمؤمنات بغير ما اكتسبوا فقد احتملوا بهتانا واثما مبينا فقد آذيتني فلا غفرها الله لك فقال عمر رضي الله عنه صدق والله ما فتئ فقالا ولا لا فاغفرها الى فلم يزل به حتى غفرها له * وأخرج عبد بن حميد وابن جرير عن ابن عمر رضي الله عنهما والذين يؤذون المؤمنين والمؤمنات الى قوله واثما مبينا قال فكيف بمن أحسن اليهم يضاعف لهم الاجر * وأخرج الطبراني وابن مردويه وابن عساكر عن عبد الله بن بسر رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال ليس منا ذو حسد ولا نميمة ولا

فتح القدير

الجامع بين فني الرواية والدراية من علم التفسير

تأليف الحافظ الضابط المحدث المفسر الشهير محمد بن علي بن محمد الشوكاني اليماني الصنعاني صاحب (نيل الأوطار وغيره) المتوفى بمدينة صنعاء في جمادى الآخرة سنة ١٢٥٠ هـ عن ست وسبعين سنة وسبعة أشهر رحمه الله تعالى وإيانا والمؤمنين آمين

الطبعة الأولى

على النسخة الوحيدة بقلم المؤلف الإمام الشوكاني رحمه الله تعالى أمن لنا بالظفر عليها من خزانة الشجرة اليمنية حضرة صاحب العصبة العلامة السيد محمد بن محمد زبارة الحسني الصنعاني أحد علماء رجال الدولة الإسلامية اليمنية الأبية أدام الله مآثر البر له آمين

تنبيه ... لا يجوز لأحد أن يطبع كتاب ... التحبير للشوكاني ... من هذه الطبعة وكل من طبعها يكون مكافأ بإبراز أصل قديم ... أنه طبع منه والا فيكون مسئولا عن التعويض قانونا

الجزء الثاني

طبع بمطبعة

مصطفى البابي الحلبي وأولاده بمصر

وبالأزهر المعمور حماه الله آمين بجوار

سنة الأصل ١٣٥٠ سنة نقل ٢٤٦

[illegible] في دين الله وشدة [illegible] رسول الله [illegible] في الطريق لأنها لا تأتي إلا [illegible] قوله (إن الله لا يهدي القوم الكافرين) [illegible]

وأخرج عبد بن حميد وابن جرير وابن أبي حاتم وأبو الشيخ عن مجاهد قال: لما نزلت (بلغ ما أنزل إليك من ربك) قال: يا رب إنما أنا واحد كيف أصنع يجتمع علي الناس، فنزلت (وإن لم تفعل فما بلغت رسالته).
وأخرج أبو الشيخ عن الحسن أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: إن الله بعثني برسالة فضقت بها ذرعا وعرفت أن الناس مكذبي فوعدني لأبلغن أو ليعذبني، فأنزل (يا أيها الرسول بلغ ما أنزل إليك من ربك).
وأخرج ابن جرير وابن أبي حاتم عن ابن عباس في قوله (وإن لم تفعل فما بلغت رسالته) يعني إن كتمت آية مما أنزل إليك من ربك لم تبلغ رسالته. وأخرج ابن أبي حاتم وابن مردويه وابن عساكر عن أبي سعيد الخدري قال: نزلت هذه الآية (يا أيها الرسول بلغ ما أنزل إليك من ربك) على رسول الله صلى الله عليه وسلم يوم غدير خم في علي ابن أبي طالب رضي الله عنه. وأخرج ابن مردويه عن ابن مسعود قال: كنا نقرأ على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم (يا أيها الرسول بلغ ما أنزل إليك من ربك أن عليا مولى المؤمنين وإن لم تفعل فما بلغت رسالته والله يعصمك من الناس). وأخرج ابن أبي حاتم عن عنترة قال: كنت عند ابن عباس فجاء رجل فقال: إن ناسا يأتونا فيخبرونا أن عندكم شيئا لم يبده رسول الله صلى الله عليه وسلم للناس، فقال: ألم تعلم أن الله قال (يا أيها الرسول بلغ ما أنزل إليك من ربك) والله ما ورثنا رسول الله صلى الله عليه وسلم سوداء في بيضاء. وأخرج ابن مردويه والضياء في المختارة عن ابن عباس أن رسول الله صلى الله عليه وسلم سئل: أي آية أنزلت من السماء أشد عليك؟ فقال: كنت بمنى أيام موسم واجتمع مشركو العرب وأفناء الناس في الموسم، فنزل علي جبريل فقال (يا أيها الرسول بلغ ما أنزل إليك من ربك) الآية، قال: فقمت عند العقبة فناديت: يا أيها الناس من ينصرني على أن أبلغ رسالات ربي ولكم الجنة، أيها الناس قولوا لا إله إلا الله وأنا رسول الله إليكم تفلحوا وتنجحوا ولكم الجنة، قال: فما بقي رجل ولا امرأة ولا صبي إلا يرمون علي بالتراب والحجارة ويبصقون في وجهي ويقولون: كذاب صابئ، فعرض علي عارض فقال: يا محمد إن كنت رسول الله فقد آن لك أن تدعو عليهم كما دعا نوح على قومه بالهلاك، فقال النبي صلى الله عليه وسلم: اللهم اهد قومي فإنهم لا يعلمون، فجاء العباس عمه فأنقذه منهم وطردهم عنه. قال الأعمش: فبذلك تفتخر بنو العباس ويقولون فيهم نزلت (إنك لا تهدي من أحببت ولكن الله يهدي من يشاء) هوى النبي صلى الله عليه وسلم أبا طالب، وشاء الله عباس بن عبد المطلب.
وأخرج عبد بن حميد والترمذي وابن جرير وابن أبي حاتم وأبو الشيخ والحاكم وأبو نعيم والبيهقي كلاهما في الدلائل وابن مردويه عن عائشة قالت: كان النبي صلى الله عليه وسلم يحرس حتى نزلت (والله يعصمك من الناس) فأخرج رأسه من القبة فقال: أيها الناس انصرفوا فقد عصمني الله. قال الحاكم: [illegible] في الدلائل [illegible] وأخرج [illegible] ابن مردويه من حديث أبي سعيد. وقد روي في هذا المعنى [illegible] وأخرج ابن أبي [illegible] قال [illegible] رسول الله صلى الله عليه وسلم [illegible]

الفرقان

لابن الخطيب

جمع القرآن وتدوينه ، هجاؤه ورسمه
تلاوته وقراءاته ، وجوب ترجمته وإذاعته

كلمتان : إن أنصفت خلوقا فقد أرضيت خالقا
وإن ساءت جاهلا فقد سرت عالما
وإن أغضبت بعض المتزهين فقد نصحت سائر المسلمين

[الطبعة الأولى]

مطبعة دار الكتب المصرية بالقاهرة

١٣٦٧هـ — ١٩٤٨م

لحن الكتاب في المصحف

وقد سئلت عائشة رضي الله تعالى عنها عن اللحن الوارد في قوله تعالى: ﴿إِنْ هَٰذَانِ لَسَاحِرَانِ﴾[1]. وقوله عز من قائل: ﴿وَالْمُقِيمِينَ الصَّلَاةَ وَالْمُؤْتُونَ الزَّكَاةَ﴾[2]. وقوله جل وعز: ﴿إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَادُوا وَالصَّابِئُونَ﴾[3]. فقالت: هذا من عمل الكُتَّاب، أخطأوا في الكتاب.

وقد ورد هذا الحديث بمعناه بإسناد صحيح على شرط الشيخين.

وأخرج الإمام أحمد رضي الله تعالى عنه في مسنده، عن أبي خلف مولى بني جمح، أنه دخل على عائشة رضوان الله تعالى عنها فقال: جئت أسألك عن آية في كتاب الله تعالى، كيف كان يقرؤها رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم؟ قالت: أيَّةُ آيَةٍ؟ قال: ﴿الَّذِينَ يَأْتُونَ مَا أَتَوْا﴾

(١) سورة طه - آية ٦٣ القاعدة العربية «إن هذين لساحران» وذهب قوم إلى جواز «إن هذان لساحران» على لغة من يجرى المثنى بالألف في أحواله الثلاث. وذهب آخرون إلى أن إبدال حرف في الكتابة بمكان حرف آخر جائز. مثل: «الصلوة، والزكوة، والحيوة» بالواو مكان الألف، وفي الجميع نظر. وهو تحمل ظاهر، وتكلف لا داعي له.

(٢) سورة النساء - آية ١٦٢ القاعدة العربية «والمقيمون الصلاة والمؤتون الزكاة» بالرفع في الحالتين. وقرأ بها سعيد بن جبير رضي الله تعالى عنه. وكان يقول: هو من لحن الكتاب.

(٣) سورة المائدة - آية ٦٩ القاعدة العربية «والصابئين»

أو ﴿ الَّذِينَ يُؤْتُونَ مَا آتَوا ﴾ (١) ؟ قالت : أيتهما أحب إليك ؟ قال : والذى نفسى بيده لإحداهما أحب إلىّ من الدنيا جميعا . قالت : أيتهما ؟ قال : ﴿ الَّذِينَ يَأْتُونَ مَا أَتَوْا ﴾ . فقالت : أشهد أن رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم كذلك كان يقرؤها ، وكذلك أنزلت ، ولكن الهجاء حرف .

وعن سعيد بن جبير ، قال : فى القرآن أربعة أحرف لحن : ﴿ وَالصَّابِئُونَ ﴾ (٢) . ﴿ وَالْمُقِيمِينَ ﴾ (٣) و ﴿ فَأَصَّدَّقَ وَأَكُنْ مِنَ الصَّالِحِينَ ﴾ (٤) و ﴿ إِنْ هَذَانِ لَسَاحِرَانِ ﴾ (٥) .

(١) سورة المؤمنون . آية ٦٠ وتمامها « والذين يؤتون ما آتوا وقلوبهم وجلة أنهم إلى ربهم راجعون » وهى القراءة المشهورة على غير رأى عائشة رضى الله تعالى عنها . ومعنى هذه القراءة : يعطون ما أعطوا من الزكاة والصدقات ، وقلوبهم خائفة ألا تقبل منهم صدقاتهم لتقصيرهم فى أدائها .

ومعنى القراءة التى أقرتها عائشة وجمهور الصحابة رضوان الله تعالى عليهم « الذين يأتون ما أتوا » من الذنوب والآثام « وقلوبهم وجلة » خائفة مشفقة لـ « أنهم إلى ربهم راجعون » فجاءهم على ما قدموا وفرطوا . ولم يورد هذه القراءة أحد من القراء ، مع وثوق روايتها عن عائشة رضى الله تعالى عنها ، وهى من هى من قربها ممن نزل عليه القرآن صلى الله تعالى عليه وسلم .

(٢) سورة المائدة . آية ٦٩ وأولها : « إن الذين آمنوا والذين هادوا والصابئون والنصارى » يريد بذلك أنه يجب لغة أن تكون « والصابئين » بالنصب . وتعليلهم فى الرفع أن « الذين آمنوا » قبل دخول « إن » عليها : مبتدأ مرفوع . و « الصابئون » معطوف على محل اسم « إن » وهو تعليل عقيم .

والأعجب من هذا أن هذه الآية بنصها قد وردت فى سورة الحج . آية ١٧ بالنصب ، فما الذى أدى إلى نصبها فى الحج ورفعها فى المائدة ؟ وقد جاءت فى سورة البقرة . آية ٦٢ بالنصب أيضا .

(٣) سورة النساء . آية ١٦٢ ، وأولها : « لكن الراسخون فى العلم منهم والمؤمنون يؤمنون بما أنزل إليك وما أنزل من قبلك والمقيمين الصلاة والمؤتون الزكاة والمؤمنون بالله واليوم الآخر » يريد بذلك أنه يجب لغة أن تكون « والمقيمون » بالرفع . وتعليلهم فى النصب أنه على الاختصاص . أى وأمدح المقيمين . وهو تعليل سقيم .

(٤) سورة المنافقون . آية ١٠ ، وأولها : « وأنفقوا مما رزقناكم من قبل أن يأتى أحدكم الموت فيقول رب لولا أخرتنى إلى أجل قريب فأصدق وأكن من الصالحين » يريد بذلك أنه يجب لغة أن تكون « فأصدق وأكون من الصالحين » . وقرأ بها أبو عمرو .

(٥) سورة طه . آية ٦٣ ، يريد بذلك أنه يجب لغة أن تقرأ « إن هذين لساحران » . وقرأ بها أبو عمرو ويعقوب .

قرآن مجید میں تین حروف غلط ہیں

— ٩١ —

ثلاثة أحرف فى كتاب الله تعالى ، هى خطأ من الكاتب : ﴿ إِنْ هَٰذَانِ لَسَاحِرَانِ ﴾[1] ، و ﴿ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَادُوا وَالصَّابِئُونَ ﴾[2] ، و ﴿ لَٰكِنِ الرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ مِنْهُمْ وَالْمُؤْمِنُونَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَالْمُقِيمِينَ الصَّلَاةَ وَالْمُؤْتُونَ الزَّكَاةَ[3] ﴾ .

أما وقد ثبت لنا الآن من قول عائشة رضى الله تعالى عنها ، ومن قول كثير من فضلاء الصحابة : خطأ الكاتب للصحف الأول ؛ فلا معنى للتمسك بهذا الرسم ، الذى ثبت خطؤه بقول الرسول عليه الصلاة والسلام ، وقول عثمان رضى الله تعالى عنه ، وقول عقلاء الأمة وأدبائها ومفكريها .

وقد كان هذا الرسم سببا فى خطإ بعض القراء المشهورين[4] ، كما سنبينه فى الفصول القادمة إن شاء الله تعالى .

---

(١) سورة طه . آية ٦٣

(٢) سورة المائدة . آية ٦٩ .

(٣) سورة النساء . آية ١٦٢ — انظر ما كتبناه فى « رأى عائشة رضى الله عنها » .

(٤) انظر ما كتبناه فى « رأى الامام الزمخشرى فى بعض القراءات » .

ومن سورة البقرة : ﴿ لِلَّذِينَ يُقْسِمُونَ ﴾[1] . و ﴿ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَلَّا يَطَّوَّفَ بِهِمَا ﴾[2] .

ومن سورة المائدة : ﴿ فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مُتَتَابِعَاتٍ فِي كَفَّارَةِ الْيَمِينِ ﴾[3] .

وروى عن ابن مسعود رضى الله تعالى عنه : أنه قرأ من سورة النساء ﴿ إِنَّ اللَّهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ نَمْلَةٍ ﴾[4]

ومن سورة آل عمران : ﴿ وَارْكَعِي وَاسْجُدِي فِي السَّاجِدِينَ ﴾[5] .

ومن سورة البقرة : ﴿ مِنْ بَقْلِهَا وَقِثَّائِهَا وَفُومِهَا ﴾[6] .

وقرأ أيضا من سورة البقرة : ﴿ وَتَزَوَّدُوا فَإِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوَى ﴾[7] .

و ﴿ لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ أَنْ تَبْتَغُوا فَضْلًا مِنْ رَبِّكُمْ فِي مَوَاسِمِ الْحَجِّ فَابْتَغُوا حِينَئِذٍ ﴾[8] .

---

(١) سورة البقرة . آية ٢٢٦ ، والقراءة المشهورة « للذين يؤلون » والإيلاء بمعنى القسم : آلى ، وائتلى ، وتألى : أقسم .

(٢) سورة البقرة . آية ١٥٨ ، والقراءة المشهورة « فلا جناح عليه أن يطوف بهما » وهى فى معناها بتقدير « لا » كقراءة أبيّ بن كعب .

(٣) سورة المائدة . آية ٨٩ ، والقراءة المشهورة « فصيام ثلاثة أيام ذلك كفارة أيمانكم » .

(٤) سورة النساء . آية ٤٠ ، والقراءة المشهورة « إن الله لا يظلم مثقال ذرة » والذرة : النملة الصغيرة ، أو هى دابة أصغر منها . ولعل المقصود : الهباء المنثور فى الهواء .

(٥) سورة آل عمران . آية ٤٣ ، والقراءة المشهورة « واسجدى واركعى مع الراكعين » .

(٦) سورة البقرة . آية ٦١ ، والقراءة المشهورة « وفومها » مكان « وثومها » والفوم : الثوم .

(٧) سورة البقرة . آية ١٩٧ ، والقراءة المشهورة « وتزودوا فان خير الزاد التقوى » .

(٨) سورة البقرة . آية ١٩٨ ، والقراءة المشهورة « ليس عليكم جناح أن تبتغوا فضلا من ربكم » . بدون هذه الزيادة .

و﴿ أَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ إِلَى الْبَيْتِ ﴾[١] . و﴿ حَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ قِبَلَهُ ﴾[٢] . و﴿ مَا نُنْسِكَ مِنْ آيَةٍ أَوْ نَنْسَخْهَا ﴾[٣][٤] .

ومن سورة المائدة : ﴿ بَلْ يَدَاهُ بَسْطَانِ ﴾[٥] .

ومن سورة التوبة : ﴿ قُلْ أُذُنُ خَيْرٍ وَرَحْمَةٍ لَكُمْ ﴾[٦] .

ومن سورة يونس : ﴿ حَتَّى إِذَا كُنْتُمْ فِي الْفُلْكِ وَجَرَيْنَ بِكُمْ ﴾[٧] .

ومن سورة مريم : ﴿ ذَلِكَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ قَالَ الْحَقِّ الَّذِي فِيهِ يَمْتَرُونَ ﴾[٨] .

ومن سورة العصر : ﴿ وَالْعَصْرِ ، إِنَّ الْإِنْسَانَ لَفِي خُسْرٍ ، وَإِنَّهُ فِيهِ إِلَى آخِرِ الدَّهْرِ ، إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ ، وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ﴾[٩] .

وروى عن ابن عباس رضى الله تعالى عنهما ، أنه قرأ من سورة البقرة : ﴿ فَإِنْ آمَنُوا بِالَّذِي آمَنْتُمْ بِهِ فَقَدِ اهْتَدَوْا ﴾[١٠] . وكان يقول : لا تقولوا ﴿ بِمِثْلِ ﴾

---

(١) سورة البقرة - آية ١٩٦ ، والقراءة المشهورة « وأتموا الحج والعمرة لله » .

(٢) سورة البقرة - آية ١٤٤ ، والقراءة المشهورة « وحيث ما كنتم فولوا وجوهكم شطره » . وشطره ، وقبله : بمعنى .

(٣) من النسيان .

(٤) سورة البقرة - آية ١٠٦ ، والقراءة المشهورة « ما ننسخ من آية أو ننسها » .

(٥) سورة المائدة - آية ٦٤ ، والقراءة المشهورة « بل يداه مبسوطتان » .

(٦) سورة التوبة - آية ٦١ ، والقراءة المشهورة « قل أذن خير لكم » .

(٧) سورة يونس - آية ٢٢ ، والقراءة المشهورة « حتى إذا كنتم فى الفلك وجرين بهم » .

(٨) سورة مريم - آية ٣٤ ، والقراءة المشهورة « ذلك عيسى ابن مريم قول الحق » ، ويمترون : يجادلون .

فإن الله تعالى ليس له مثل . قولوا : ﴿ فَإِنْ آمَنُوا بِالَّذِي آمَنْتُمْ بِهِ ﴾ أو ﴿ بِمَا آمَنْتُمْ بِهِ ﴾ (١) .

وقرأ أيضا من سورة البقرة : ﴿ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ لَا يَطَّوَّفَ بِهِمَا ﴾ (٢) . و ﴿ أَقِيمُوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلْبَيْتِ ﴾ (٣) . و ﴿ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَبْتَغُوا فَضْلًا مِنْ رَبِّكُمْ فِي مَوَاسِمِ الْحَجِّ ﴾ (٤) . و ﴿ حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَى وَصَلَاةِ الْعَصْرِ ﴾ (٥) .

ومن سورة آل عمران : ﴿ وَشَاوِرْهُمْ فِي بَعْضِ الْأَمْرِ ﴾ (٦) . و ﴿ إِنَّمَا ذَلِكُمُ الشَّيْطَانُ يُخَوِّفُكُمْ أَوْلِيَاءَهُ ﴾ (٧) .

ومن سورة النساء : ﴿ فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ مِنْهُنَّ إِلَى أَجَلٍ مُسَمًّى ﴾ (٨) . و ﴿ طَيِّبَاتٍ كَانَتْ أُحِلَّتْ لَهُمْ ﴾ (٩) .

(١) يؤخذ من ذلك : أنه رضى الله تعالى عنه ، كان يجيز القراءة بالمعنى . وهو مذهب جمهور الصحابة من أن الله تعالى يعلم ـ أنفا ما يكتفاه عند هما « في القرآن بالمعنى » و « عدم جواز قراءته بالمعنى » .

وقد رد ابن أبي داود على هذا : بأن التعبير بالمثل جائز شائع في لغة العرب . وقد جاء بها الكتاب الكريم في قوله تعالى : « ليس كمثله شيء » .

(٢) سورة البقرة . آية ١٥٨ ، والقراءة المشهورة « فلا جناح عليه أن يطوف بهما » وهي في معناها بتقدير « لا » كقراءة ابن عباس ، وأبي بن كعب .

(٣) سورة البقرة . آية ١٩٦ ، والقراءة المشهورة « وأتموا الحج والعمرة لله » .

(٤) سورة البقرة . آية ١٩٨ ، والقراءة المشهورة ليس فيها « في مواسم الحج » .

(٥) سورة البقرة . آية ٢٣٨ ، والقراءة المشهورة ليس فيها « وصلاة العصر » .

(٦) سورة آل عمران . آية ١٥٩ ، والقراءة المشهورة « وشاورهم في الأمر » .

(٧) سورة آل عمران . آية ١٧٥ ، والقراءة المشهورة « إنما ذلكم الشيطان يخوف أولياءه » .

(٨) سورة النساء . آية ٢٤ ، والقراءة المشهورة ليس فيها « إلى أجل مسمى » .

(٩) سورة النساء . آية ١٦٠ ، والقراءة المشهورة « طيبات أحلت لهم » بغير « كانت » .

هو القیوم

الإتقان في علوم القرآن

شیخ الاسلام جلال الدین عبد الرحمن السیوطی الشافعی

المتوفی سنة ۹۱۱ هجریة

○

والبقیة

إعجاز القرآن

القاضي ابي بكر الباقلاني

طبع الأول

سهیل اکیڈمی ○ لاہور ○ پاکستان

قرآن حکیم سے سورۃ "حفد" اور "نج" غائب ہیں

باجماع من يعتد به وقيل وثلاث عشرة بجعل الانفال وبراءة سورة واحدة * أخرج أبو الشيخ عن أبي زرعة قال الانفال وبراءة سورة واحدة وأخرج عن أبي رجاء قال سألت الحسن عن الانفال وبراءة سورتان أم سورة قال سورتان ونقل مثل قول أبي زرعة عن مجاهد وأخرجه ابن أبي حاتم عن سفيان * وأخرج ابن أشتة عن ابن لهيعة قال يقولون ان براءة من يستلونك وانما لم تكتب في براءة بسم الله الرحمن الرحيم لانها من يستلونك وشبهتهم اشتباه الطرفين وعدم البسملة وبرده تسمية النبي ﷺ كلا منهما (ونقل) صاحب الاقناع عن البسملة ثابتة لبراءة في مصحف ابن مسعود قال ولا يؤخذ بهذا * وأخرج القشيري الصحيح أن التسمية إنما تكره فيها لان جبرئيل عليه السلام لم ينزل بها فيها وفي المستدرك عن ابن عباس قال سألت علي بن أبي طالب لم لم تكتب في براءة بسم الله الرحمن الرحيم قال لانها أمان وبراءة نزلت بالسيف وعن مالك أن أولها لما سقط سقط معه البسملة فقد ثبت أنها كانت تعدل البقرة لطولها * وفي مصحف ابن مسعود مائة واثنتا عشرة سورة لانه لم يكتب المعوذتين وفي مصحف أبي ست عشرة لانه كتب في آخره سورتي الحفد والخلع * وأخرج أبو عبيد عن ابن سيرين قال كتب أبي بن كعب في مصحفه فاتحة الكتاب والمعوذتين واللهم إنا نستعينك واللهم إياك نعبد ونركهن ابن مسعود وكتب عثمان منهن فاتحة الكتاب والمعوذتين * وأخرج الطبراني في الدعاء من طريق عباد بن يعقوب الاسدي عن يحيى بن يعلى الاسلمي عن ابن لهيعة عن أبي هبيرة عن عبد الله بن زرير الغافقي قال قال لي عبد الملك بن مروان لقد علمت ما حملك على حب أبي تراب إلا انك اعرابي جاف فقلت والله لقد جمعت القرآن من قبل أن يجتمع أبواك ولقد علمني منه علي بن أبي طالب سورتين علمها إياه رسول الله ﷺ ما علمتهما أنت ولا أبوك اللهم إنا نستعينك ونستغفرك ونثني عليك ولا نكفرك ونخلع ونترك من يفجرك اللهم إياك نعبد ولك نصلي ونسجد واليك نسعى ونحفد نرجو رحمتك ونخشى عذابك إن عذابك بالكفار ملحق * وأخرج البيهقي من طريق سفيان الثوري عن ابن جريج عن عطاء عن عبيد بن عمير أن عمر بن الخطاب قنت بعد الركوع فقال بسم الله الرحمن الرحيم اللهم إنا نستعينك ونستغفرك ونثني عليك ولا نكفرك ونخلع ونترك من يفجرك اللهم إياك نعبد ولك نصلي ونسجد واليك نسعى ونحفد نرجو رحمتك ونخشى عذابك إن عذابك بالكافرين ملحق قال ابن جريج حكيت البسملة انهما سورتان في مصحف بعض الصحابة * وأخرج محمد بن نصر المروزي في كتاب الصلاة عن أبي بن كعب أنه كان يقنت بالسورتين فذكر هما وأنه كان يكتبهما في مصحفه * وقال ابن الضريس (أنبأنا) أحمد بن جميل المروزي عن عبد الله بن المبارك (أنبأنا) الاجلح عن عبد الله ابن عبد الرحمن عن أبيه قال في مصحف ابن عباس قراءة أبي وأبي موسى بسم الله الرحمن الرحيم اللهم إنا نستعينك ونستغفرك ونثني عليك الخير ولا نكفرك ونخلع ونترك من يفجرك وفيه اللهم إياك نعبد ولك نصلي ونسجد واليك نسعى ونحفد نخشى عذابك ونرجو رحمتك ان عذابك بالكفار ملحق * وأخرج الطبراني بسند صحيح عن أبي اسحق قال أملى أمية بن عبد الله بن خالد بن أسيد بغراسان فقرأ بهاتين السورتين إنا نستعينك ونستغفرك * وأخرج البيهقي وأبو داود في المراسيل عن خالد بن أبي عمران أن جبريل نزل بذلك على النبي صلى الله عليه وسلم وهو في الصلاة مع قوله ايبي لك من الامر شيء الآية لما قنت يدعو على مضر فكف عن تنبيه * كذا نقل جماعة عن مصحف أبي انه ست عشرة سورة والصواب أنه خمس عشرة فان سورة الفيل وسورة لا ئلاف قريش فيه سورة واحدة ونقل ذلك السخاوي في جمال القراء عن جعفر الصادق وأبي نهيك أيضا * قلت وبرده ما أخرجه الحاكم والطبراني من [illegible] أم هانئ * أن رسول الله ﷺ قال فصل الله قريشا بسبع الحديث وفيه وان الله أنزل [illegible] ورة من القرآن لم يذكر فيها معهم غيرهم لا ئلاف قريش

موجودہ قرآن ناقص ہے

مقدار طاعة هذه الامة فی المسارعة الی بذل النفوس بطریق الظن من غیر استقصال لطلب طریق مقطوع به فیسرعون بایسر شیء کاسارع الخلیل الی ذبح ولده بمنام والمنام أدنی طریق الوحی وأمثلة هذا الضرب کثیرة قال أبو عبید حدثنا اسماعیل بن ابراهیم عن أیوب عن نافع عن ابن عمر قال یقول أحدکم قد أخذت القرآن کله وما یدریه ما کله قد ذهب منه قرآن کثیر ولکن لیقل قد أخذت منه ما ظهر وقال حدثنا ابن أبی مریم عن ابن لهیعة عن أبی الأسود عن عروة بن الزبیر عن عائشة قالت کانت سورة الاحزاب تقرأ فی زمن النبی ﷺ مائتی آیة فلما کتب عثمان المصاحف لم یقدر منها الا ما هو الآن وقال حدثنا اسماعیل بن جعفر عن المبارک بن فضالة عن عاصم بن أبی النجود عن زر بن حبیش قال لی أبی بن کعب کاین تعد سورة الاحزاب قلت اثنتین وسبعین آیة أو ثلاثة وسبعین آیة قال ان کانت لتعدل سورة البقرة وان کنا لنقرأ فیها آیة الرجم قلت وما آیة الرجم قال اذا زنا الشیخ والشیخة فارجموهما ألبتة نکالا من الله والله عزیز حکیم وقال حدثنا عبد الله بن صالح عن اللیث عن خالد بن یزید عن سعید بن أبی هلال عن مروان بن عثمان عن أبی أمامة بن سهل ان خالته قالت لقد أقرأنا رسول الله ﷺ آیة الرجم الشیخ والشیخة فارجموهما ألبتة بما قضیا من اللذة وقال حدثنا حجاج عن ابن جریج أخبرنی ابن أبی حمید عن حمیدة بنت أبی یونس قالت قرأ علی أبی وهو ابن ثمانین سنة فی مصحف عائشة ان الله وملائکته یصلون علی النبی یا أیها الذین آمنوا صلوا علیه وسلموا تسلیما وعلی الذین یصلون الصفوف الاول قالت قبل أن یغیر عثمان المصاحف * وقال حدثنا عبد الله بن صالح عن هشام بن سعید عن زید ابن أسلم عن عطاء بن یسار عن أبی واقد اللیثی قال کان رسول الله ﷺ اذا أوحی الیه أتیناه فعلمنا ما أوحی الیه قال فجئت ذات یوم فقال ان الله یقول انا أنزلنا المال لاقام الصلاة وایتاء الزکاة ولو ان لابن آدم وادیا لاحب أن یکون الیه الثانی ولو کان الیه الثانی لاحب أن یکون الیهما الثالث ولا یملأ جوف ابن آدم الا التراب ویتوب الله علی من تاب * وأخرج الحاکم فی المستدرک عن أبی بن کعب قال قال لی رسول الله ﷺ ان الله أمرنی أن أقرأ علیک القرآن فقرأ لم یکن الذین کفروا من أهل الکتاب والمشرکین ومن یقتهم الوان ابن آدم سأل وادیا من مال فاعطیه سأل ثانیا وان سأل ثانیا فاعطیه سأل ثالثا ولا یملأ جوف ابن آدم الا التراب ویتوب الله علی من تاب وان ذات الدین عند الله الحنیفیة غیر الیهودیة ولا النصرانیة ومن یعمل خیرا فلن یکفره وقال أبو عبید حدثنا حجاج عن حماد بن سلمة عن علی بن زید عن أبی حرب بن أبی الأسود عن أبی موسی الأشعری قال نزلت سورة نحو براءة أو نحوها فرفعت وحفظ منها ان الله سیؤید هذا الدین باقوام لا خلاق لهم ولو أن لابن آدم وادیین من مال لتمنی ثالثا ولا یملأ جوف ابن آدم الا التراب ویتوب الله علی من تاب * وأخرج ابن أبی حاتم عن أبی موسی الأشعری قال کنا نقرأ سورة شبهها باحدی المسبحات ما أحفظ منها غیر أنی حفظت منها یا أیها الذین آمنوا لم تقولون ما لا تفعلون فتکتب شهادة فی أعناقکم فتسألون عنها یوم القیامة وقال أبو عبید حدثنا حجاج عن سعید عن الحکم بن عیینة عن عدی بن عدی قال قال عمر کنا نقرأ لا ترغبوا عن آبائکم فانه کفر بکم أن ترغبوا عن ثلاثة أو کذلک قال ثم وقال حدثنا ابن أبی مریم عن نافع بن عمر الجمحی حدثنی ابن أبی ملیکة عن المسور بن مخرمة قال قال عمر بعد الرحمن بن عوف ألم تجدنا فیما أنزل علینا ان جاهدوا کما جاهدتم أول مرة فانا لا نجدها قال أسقطت فیما أسقطت من القرآن وقال حدثنا ابن أبی مریم عن ابن لهیعة عن یزید بن عمرو المعافری عن أبی سفیان الکلاعی ان م[illegible] محمد الانصاری قال لهم ذات یوم أخبروني بآیتین فی القرآن لم یکتبا فی المصحف فلم یخبروه وعندهم [illegible] کنود سعد بن مالک فقال ابن مسلمة ان الذین آمنوا

یتحجب منه وانما تشددت وتعسرت علیه وحلفت علیه فهو کلام ردیء السمج لافائدة لذکرها ان حبیبته تمنعت علیه یوما بموضع بسببه وعصفه وأنت تجد فی شعر المحدثین من هذا الجنس فی الغزل ما یذوب معه اللب وتطرب علیه النفس وهذا مما تستنکره النفس ویشمئز منه القلب ولیس فیه شیء من الاحسان والحسن وقوله أقطع مهلا بعض هذا التدلل

وان کنت قد أزمعت صرمی فاجملی
أغرک منی ان حبک قاتلی
وانک مهما تأمری القلب یفعل

وکانت الاول فیه رقة کما تجد وأنت ورقة ولکن فیها تحبب وهذا قائلا یقول ان کلام المسلم یجب أن یصان من الطبع أوقع وأغزل وأرق وأحسن کقولک لانک تجد الشعراء فی الشعر القدیم لم یعدلوا عن رصانة قولهم والمصراع الثانی منقطع عن الاول لا یلائمه ولا

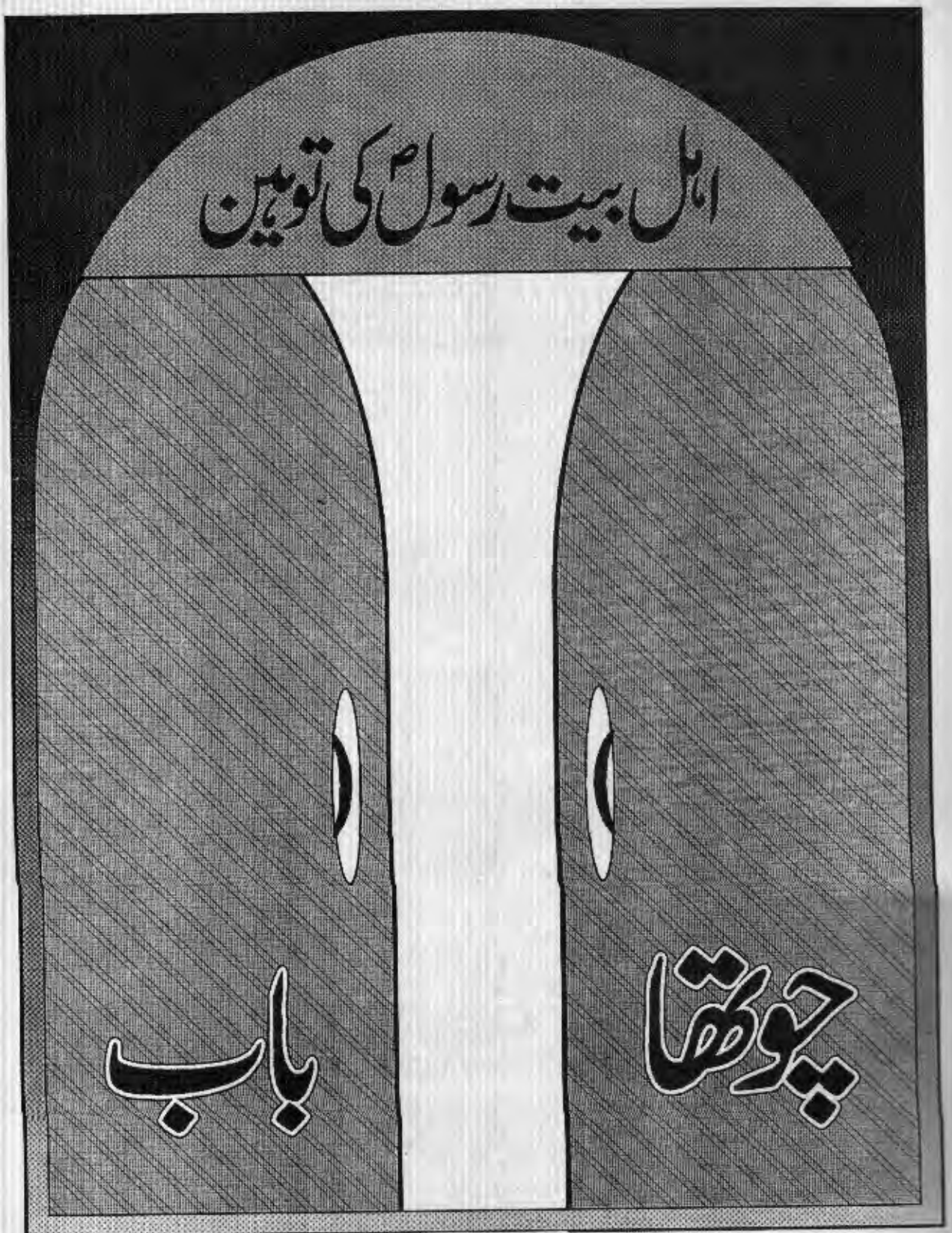
اہل بیت رسولؐ کی توہین
چوتھا
باب

حضرت عمرؓ دروازہ فاطمہ زہراؑ پر آگ لگانے کے لئے آئے

ذوق فی الفضی فتجیج علیہ بانہ انما استحل منہ بما استحل من حقہ وقد کان اصاب من مال اللہ بضعۃ وثمانین الف
فکسر بہا رباعہ وکزہ بہا کفالۃ اولادہ فاذا بالی الخلیفۃ من بعدہ وفارق الدنیا تقیا نقیا علی منہاج
ثم انک یا عمر بنی الدنیا ولدتک ملوکہا والتمتک ثدیہا ونبت فیہا تتمتہا مظانہا فایا ولیتہا اعتدیہا
القایا اللہ بحیرتہا وجنوتہا وقذرتہا الا ماتزودت منہا فالمحمد للہ الذی جلابک جوعتہا وکشف بکماتہا
فامض ولا تلتفت فانہ لا یغیر علی حق شئی ولا یزال علی الباطل شئی اقول قولی ہذا واستغفر اللہ
وللمومنین والمومنات قال ابو ایوب فکان عمر بن عبد العزیز یقول فی الشئی قال لی ابن الاہتم
ولا تلتفت اخرجہ الدارمی وعن سالم بن عبد اللہ انہ قال دخل رجل من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم المسجد یوم الجمعۃ وعمر بن الخطاب یخطب فقال عمر ایۃ ساعۃ ہذہ فقال یا امیر المومنین انقلبت
من السوق فسمعت النداء فما زدت علی ان توضات فقال عمر الوضوء ایضا وقد علمت ان رسول
صلی اللہ علیہ وسلم کان یامر بالغسل اخرجہ مالک واصحاب سبہم حدیث تفسیر کردہ اند باانکہ مراد ازیں
سبہم حضرت عثمانؓ است وعن عمرو بن میمون الاودی ان عمر بن الخطاب لما حضر قال ادعوا لی
علیا وطلحۃ والزبیر وعثمان وعبد الرحمن بن عوف وسعدا قال فلم یکلم احدا منہم الا علیا وعثمان فقال
یا علی لعل ہؤلاء القوم یعیرونک قرابتک ومااتاک اللہ من العلم والفقہ فاتق اللہ وان ولیت
ہذا الامر فلا ترفعن بنی فلان علی رقاب الناس وقال لعثمان یا عثمان ان ہؤلاء القوم لعلہم یعیرونہ
لک صہرک من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وستک وشرفک فان انت ولیت ہذا الامر فاتق اللہ
ولا ترفعن بنی فلان علی رقاب الناس فقال ادعوا لی صہیبا فقال صل بالناس ثلثا ولیجتمع ہؤلاء الرہط
فلیخلوا فان اجمعوا علی رجل فاضربوا راس من خالفہم اخرجہ ابن ابی شیبۃ وعن اسلم انہ حین بویع لابی
بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان علی وزبیر یدخلان علی فاطمۃ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم فیشاورونہا ویرتجعون فی امرہم فلما بلغ ذلک عمر بن الخطاب خرج حتی دخل علی فاطمۃ فقال یا بنت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واللہ ما من الخلق احد احب الینا من ابیک وما من احد احب الینا بعد ابیک
منک وایم اللہ ذلک بانی ان اجتمع ہؤلاء النفر عندک ان امر بہم ان یحرق علیہم البیت قال فلما خرج

فرجاروا فقالت تعلمون ان عمر قد جارنی وقد حلف بالله لئن عدتم لیحبرقن علیکم البیت وایم الله لیمضین لما حلف علیه فانصرفوا راشدین فروا رایکم ولا ترجعوا الی فانصرفوا عنها فلم یرجعوا الیها حتی بایعوا لابی بکر

اخرجه ابن ابی شیبة وعن اسلم مولی عمر ان عمر بن الخطاب رأی علی طلحة بن عبید الله ثوبا مصبوغا وهو محرم فقال عمر ما هذا الثوب المصبوغ یا طلحة فقال طلحة یا امیر المومنین انما هو مدر فقال عمر انکم ایها الرهط ائمة یقتدی بکم الناس فلو ان رجلا جاهلا رأی هذا الثوب لقال ان طلحة بن عبید الله کان یلبس الثیاب المصبغة فی الاحرام فلا تلبسوا ایها الرهط شیئا من هذه الثیاب المصبغة اخرجه مالک وعن جابر بن عبد الله قال سمعت عمر بن الخطاب یقول لطلحة بن عبید الله مالی اراک قد شعثت واغبررت منذ توفی رسول الله صلی الله علیه وسلم لعلک سارک یا طلحة امارة ابن عمک قال معاذ الله انی لاجدرکم ان لا افعل ذلک انی سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول انی لاعلم کلمة لا یقولها رجل عند ما حضرت الموت الا وجد روح

الله وحاجین یخرج من جسده وکانت له نورا الیوم القیمة فلم اسئال رسول الله صلی الله علیه وسلم عنها ولم یخبرنی بها فذلک الذی دخلنی قال عمر فانا اعلمها قال فلله الحمد فما هی قال هی الکلمة التی قالها لعمه لا الله الا الله قال طلحة صدقت اخرجه احمد وعن عبد الله بن عباس فی قصة سرغ قنادی عمر بن الخطاب انی مصبح علی ظهر فاصبحوا علیه فقال ابو عبیدة افرارا من قدر الله فقال عمر لو غیرک قالها یا ابا عبیدة نعم نفر من قدر الله الی قدر الله ارایت لو کانت لک ابل فهبطت وادیا له عدوتان احداهما خصبة والاخری جدبة الیس ان رعیت الخصبة رعیتها بقدر الله وان رعیت الجدبة رعیتها بقدر الله اخرجه مالک وعن عیاض بن رفاعة قال بلغ عمر ان سعدا المانی القصر قال القطع الصعوبة فبعث الیه محمد بن مسلمة فلما قدم اخرج زنده واوراه ناره واتباع حطبا بدرهم وقیل لسعد ان رجلا فعل کذا وکذا فقال ذلک محمد بن مسلمة خرج الیه فحلف بالله ما قاله فقال نودی عنک الذی تقول ونفعل ما امرنا به فاحرق الباب ثم اقبل یعرض علیه ان یزوده فابی فخرج فقدم علی عمر فخبره الیه فسار ذیابه ورجوعه تسع عشرة فقال لو لا حسن الظن بک لرأینا انک سلمت تودعنا قال بلی ارسل یقرء السلام ویعتذر ویحلف بالله ما قاله قال فهل زودک شیئا قال ما قال فما منعک ان تزودنی انت قال انی کرهت ان آمرک فیکون لک البارد ویکون لی الحار

تاريخ الأمم والملوك

للامام أبي جعفر محمد بن جرير الطبري

الجزء الثاني

[قوبلت هذه الطبعة على النسخة المطبوعة]
[بمطبعة « بريل » بمدينة ليدن فى سنة ١٨٧٩ م]

راجعه وصححه وضبطه

نخبه من العلماء الأجلاء

يطلب من المكتبة التجارية الكبرى بأول شارع محمد على بمصر
لصاحبها : مصطفى محمد

مطبعة الاستقامة بالقاهرة
شارع نوبار باشا ١٢
١٣٥٧ — ١٩٣٩

قد مات ۞ حدثنا ابن حميد قال حدثنا جرير عن مغيرة عن أبي معشر زياد بن كُلَيْب عن أبي أيوب عن إبراهيم قال لما قبض النبي صلى الله عليه وسلم كان أبو بكر غائباً فجاء بعد ثلاث ولم يجترئ أحدٌ أن يكشف عن وجهه حتى أربدَّ بطنُه فكشف عن وجهه وقبل بين عينيه ثم قال بأبي أنت وأمي طبْت حيًّا وطبت ميتًا ثم خرج أبو بكر فحمد الله وأثنى عليه ثم قال من كان يعبد الله فان الله حيٌّ لا يموت ومن كان يعبد محمداً فان محمداً قد مات ثم قرأ « وما محمد إلا رسول قد خلت من قبله الرسل أفإن مات أو قتل انقلبتم على أعقابكم ومن ينقلب على عقبيه فلن يضر الله شيئاً وسيجزي الله الشاكرين » وكان عمر يقول لم يمت وكان يتوعد الناس بالقتل في ذلك فاجتمع الأنصار في سَقيفة بني ساعدة ليبايعوا سعد ابن عبادة فبلغ ذلك أبا بكر فأتاهم ومعه عمر وأبو عبيدة بن الجراح فقال ماهذا فقالوا منا أميرٌ ومنكم أمير فقال أبو بكر منا الأمراء ومنكم الوزراء ثم قال أبو بكر إني قد رضيتُ لكم أحد هذين الرجلين عمر أو أبا عبيدة ان النبي صلى الله عليه وسلم جاءه قومٌ فقالوا ابعث معنا أميناً فقال لأبعثنَّ معكم أميناً حقَّ أمين فبعث معهم أبا عبيدة بن الجراح وأنا أرضى لكم أبا عبيدة فقام عمر فقال أيكم تطيب نفسه أن يخالف قَدَمَيْن قدَّمهما النبي صلى الله عليه وسلم فبايعه عمر وبايعه الناس فقالت الأنصار أو بعض الأنصار لا نبايع إلا عليا ۞ حدثنا ابن حميد قال حدثنا جرير عن مغيرة عن زياد بن كليب قال أتى عمر بن الخطاب منزل علي وفيه طلحة والزبير ورجال من المهاجرين فقال والله لاحرقن عليكم أو لتخرُجُن إلى البيعة فخرج عليه الزبيرُ مُصلتًا بالسيف فعثر فسقط السيف من يده فوثبوا عليه فأخذوه ۞ حدثنا زكرياء بن يحيى الضرير قال حدثنا أبو عوانة قال حدثنا داود بن عبد الله الأودي عن حُمَيد بن عبد الرحمن الحميري قال توفي رسول الله صلى الله عليه وسلم وأبو بكر في طائفة من المدينة فجاء فكشف الثوب عن وجهه فقبله وقال فداك أبي وأمي ما أطيبَك حيًّا وميتا مات محمدٌ ورب الكعبة قال ثم انطلق إلى المنبر فوجد عمر بن الخطاب قائما يوعدُ

كِتابُ
العِقْدُ الفَرِيدُ

تأليف

أبي عمر أحمد بن محمد بن عبد ربه الأندلسي

شرحه وضبطه وعنون موضوعاته

أحمد أمين ، أحمد الزين ، ابراهيم الابياري

الجزء الثالث

دار الأندلس
للطباعة والنشر والتوزيع

ثم أغلق بابه ودخل.

ومن حديث حذيفة قال: كنّا جلوساً عند رسول الله ﷺ، فقال: إني لا أدري ما بقائي فيكم، فاقتدوا بالذين من بعدي، وأشار إلى أبي بكر وعمر. واهتدوا بهدْي عمّار، وما حدّثكم ابنُ مسعود فصدّقوه.

الذين تخلفوا عن بيعة أبي بكر ـ عليّ والعباس والزُبير وسعدُ بن عُبادة. فأما عليّ والعباس والزبير، فقعدوا في بيت فاطمة حتى بعث إليهم أبو بكر عمر ابن الخطاب ليخرجهم من بيت فاطمة، وقال له: إن أبوا فقاتلهم. فأقبل بقبس من نار على أن يُضرم عليهم الدار، فلقيته فاطمة، فقالت: يابن الخطاب، أجئت لتُحرق دارنا؟ قال: نعم، أو تدخلوا فيما دخلت فيه الأمة. فخرج عليّ حتى دخل على أبي بكر فبايعه، فقال له أبو بكر: أكرهتَ إمرتي؟ فقال: لا، ولكني آليتُ أن لا أرتدي بعد موت رسول الله ﷺ حتى أحفظ القرآن، فعليه حبستُ نفسي.

ومن حديث الزُهري عن عُروة عن عائشة قالت: لم يُبايع عليٌّ أبا بكر حتى ماتت فاطمة، وذلك لستة أشهر من موت أبيها ﷺ. فأرسل عليٌّ إلى أبي بكر، فأتاه في منزله فبايعه. وقال: والله ما نَفسنا عليك ما ساق الله إليك من فضل وخير، ولكنّا كُنّا نرى أن لنا في هذا الأمر شيئاً فاستبددْتَ به دوننا، وما نُنكر فضلك. وأما سعدُ بن عبادة فإنه رحل إلى الشام.

أبو المنذر هشام بن محمد الكلبيّ[1] قال: بث عمرُ رجلاً إلى الشام، فقال: أدْعه إلى البيعة وأحمل له بكل ما قدرت عليه، فإن أبى فاستعن الله عليه. فقدم الرجلُ الشام، فلقيه بحُوران في حائط، فدعاه إلى البيعة، فقال: لا أُبايع قُرشيّاً أبداً. قال: فإني أقاتلك. قال: وإن قاتلتني! قال: أفخارجٌ أنت مما دخلتْ فيه الأمة؟ قال: أمّا من البيعة فأنا خارج. فرماه بسهم، فقتله.

ميمون بن مِهران عن أبيه قال: رُمي سعد بنُ عبادة في حمّام بالشام. فقُتل.

سعيد بن أبي عَروبة عن ابن سيرين قال: رُمي سعد بن عُبادة بسهم فوُجد دفينا في جسده. فمات، فبكته الجنّ، فقالت:

وقتلنا[2] سيّد الخزْ ... رج سعد بن عُبادهْ

... ...

(١) في بعض الأصول: «أبو محمد عن الكلبي».

(٢) في بعض الأصول: «نحن قتلناه».

(٣) في شرح نهج البلاغة (ج٣ ص ٥٤): «فلم يخطأه، وخطىء خطأ مثل الحظ لخضر».

حضرت عمرؓ نے فاطمہؓ کے گھر کو آگ لگانے کی جسارت کی

الإمامة والسياسة

تأليف

الإمام الفقيه أبي محمد عبد الله بن مسلم
ابن قتيبة الدينوري

المولود سنة ٢١٣ والمتوفى سنة ٢٧٦ هـ رحمه الله

وهو المعروف بتاريخ الخلفاء

الجزء الأول

الطبعة الثالثة

١٣٨٢ هـ = ١٩٦٣ م

ملتزم الطبع والنشر

شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي وأولاده بمصر

محمود نصار الحلبي وشركاه - خلفاء

أبا بكر إلاّ أقوى على هذا الأمر منك ، وأشد احتمالا واضطلاعا به . فسلم لأبى بكر هذا الأمر ، فإنك إن تعش ويطل بك بقاء ، فأنت لهذا الأمر خليق وبه حقيق ، فى فضلك ودينك ، وعلمك وفهمك ، وسابقتك ونسبك وصهرك . فقال علىّ كرّم الله وجهه : الله الله يامعشر المهاجرين ، لا تخرجوا سلطان محمد فى العرب عن داره وقعر بيته ، إلى دوركم وقعور بيوتكم ، ولا تدفعوا أهله عن مقامه فى الناس وحقه ، فوالله يامعشر المهاجرين ، لنحن أحق الناس به ، لأنا أهل البيت ، ونحن أحق بهذا الأمر منكم ما كان فينا القارئ لكتاب الله ، الفقيه فى دين الله ، العالم بسنن رسول الله ، المضطلع بأمر الرعية ، المدافع عنهم الأمور السيئة ، القاسم بينهم بالسوية ، والله إنه لفينا ، فلا تتبعوا الهوى فتضلوا عن سبيل الله ، فتزدادوا من الحق بعدا . فقال بشير بن سعد الأنصارى : لو كان هذا الكلام سمعته الأنصار منك يا علىّ قبل بيعتها لأبى بكر ، ما اختلف عليك اثنان : قال : وخرج علىّ كرّم الله وجهه يحمل فاطمة بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم على دابة ليلا فى مجالس الأنصار تسألهم النصرة ، فكانوا يقولون : يا بنت رسول الله ، قد مضت بيعتنا لهذا الرجل ، ولو أن زوجك وابن عمك سبق إلينا قبل أبى بكر ما عدلنا به . فيقول علىّ كرّم الله وجهه أفكنت أدع رسول الله صلى الله عليه وسلم فى بيته لم أدفنه ، وأخرج أنازع الناس سلطانه ؟ فقالت فاطمة : ما صنع أبو الحسن إلا ما كان ينبغى له ، ولقد صنعوا ما الله حسيبهم وطالبهم .

كيف كانت بيعة على بن أبى طالب كرم الله وجهه

قال : وإن أبا بكر رضى الله عنه تفقد قوما تخلفوا عن بيعته عند علىّ كرّم الله وجهه ، فبعث إليهم عمر ، فجاء فناداهم وهم فى دار علىّ ، فأبوا أن يخرجوا فدعا بالحطب وقال : والذى نفس عمر بيده : لتخرجن أولأحرقنها على من فيها ، فقيل له ياأبا حفص : إن فيها فاطمة ؟ فقال وإن ، فخرجوا فبايعوا إلا عليا فإنه زعم أنه قال : حلفت أن لا أخرج ولا أضع ثوبى على عاتقى حتى أجمع

وَمَا اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا

رسول اللہ جو کچھ تم کو دیں، اُس کو لے لو اور جس سے منع کریں اس سے باز آجاؤ!

صحیح بخاری شریف مترجم

جلد دوم

۷۲۷۵، احادیث نبوی کا بیش بہا خزانہ

جس کو ابو عبداللہ امام بخاریؒ نے جمع کر کے مسلمانانِ عالم پر احسان عظیم فرمایا ہے

ترجمہ و فوائد اور ضروری تشریحات

(از)

(۱) مولانا امجد العلی صاحب (۲) مولانا ابوالفتح صاحب

(۳) مولانا سبحان محمود صاحب (۴) مولانا قاری احمد صاحب

ناشران: محمد سعید اینڈ سنز تاجران کتب قرآن محل مقابل مولوی مسافر خانہ کراچی

وَهَا هُوَذَا فِي بَيْتٍ مَعَهُ شَرْبٌ فَدَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرِدَائِهِ فَارْتَدَى ثُمَّ انْطَلَقَ يَمْشِي وَاتَّبَعْتُهُ أَنَا وَزَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ حَتَّى جَاءَ الْبَيْتَ الَّذِي فِيهِ حَمْزَةُ فَاسْتَأْذَنَ فَأَذِنُوا لَهُمْ فَإِذَا هُمْ شَرْبٌ فَطَفِقَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلُومُ حَمْزَةَ فِيمَا فَعَلَ فَإِذَا حَمْزَةُ قَدْ ثَمِلَ مُحْمَرَّةً عَيْنَاهُ فَيَنْظُرُ حَمْزَةُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ صَعَّدَ النَّظَرَ فَنَظَرَ إِلَى رُكْبَتَيْهِ ثُمَّ صَعَّدَ النَّظَرَ فَنَظَرَ إِلَى سُرَّتِهِ ثُمَّ صَعَّدَ النَّظَرَ فَنَظَرَ إِلَى وَجْهِهِ ثُمَّ قَالَ حَمْزَةُ هَلْ أَنْتُمْ إِلَّا عَبِيدٌ لِآبَائِي فَعَرَفَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَدْ ثَمِلَ فَنَكَصَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى عَقِبَيْهِ الْقَهْقَرَى وَخَرَجْنَا مَعَهُ ۔

۳۳۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ ابْنَةَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَأَلَتْ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ بَعْدَ وَفَاةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَقْسِمَ لَهَا مِيرَاثَهَا مِمَّا تَرَكَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّا أَفَاءَ اللّٰهُ عَلَيْهِ فَقَالَ لَهَا أَبُو بَكْرٍ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا نُورَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ فَغَضِبَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهَجَرَتْ أَبَا بَكْرٍ فَلَمْ تَزَلْ مُهَاجِرَتَهُ حَتَّى تُوُفِّيَتْ وَعَاشَتْ بَعْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِتَّةَ أَشْهُرٍ قَالَتْ وَكَانَتْ فَاطِمَةُ تَسْأَلُ أَبَا بَكْرٍ نَصِيبَهَا مِمَّا تَرَكَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ خَيْبَرَ وَفَدَكَ وَصَدَقَتِهِ بِالْمَدِينَةِ

پر ظلم کیا، ان کے کوہان کاٹ لئے، اور ان کے کوکھے توڑ ڈالے، اور وہ ایک گھر میں بیٹھا ہوا شراب پی رہا تھا۔ غرض آپ نے اپنی چادر منگوا کر اوڑھی، اور چل دیئے، اور آپ کے ساتھ میں، اور زید بن حارثہ تھے جہاں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ تھے آپ نے اس گھر میں پہنچ کر اندر آنے کی اجازت طلب کی، اور ان کی اجازت پر آپ اندر تشریف لائے، تو آپ نے دیکھا کہ شراب لوٹی کرتے دیکھا، اور حمزہ کو ان کی حرکت پر ملامت کرنے لگے، مگر حمزہ بدمست تھے، اور ان کی سرخ سرخ آنکھیں باہر کو نکل پڑ رہی تھیں، انہوں نے پہلے تو نظریں اٹھا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گھٹنوں تک دیکھا، پھر ناف تک دیکھا، پھر آنکھیں اونچی کر کے آپ کے چہرے کو دیکھا کہ کہا تم لوگ تو میرے باپ کے غلام ہو، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سمجھ گئے کہ یہ تو شراب کے نشہ میں بالکل مست ہے، پھر آپ الٹے پاؤں لوٹ آئے اور ہم بھی آپ کے ساتھ ہی واپس آ گئے۔

عبدالعزیز بن عبداللہ، ابراہیم بن سعد، صالح، ابن شہاب، عروہ بن زبیر، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے استدعا کی کہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ترکہ میں سے جو اللہ تعالیٰ نے سرکار دو عالم کو بطور فئے عنایت فرمایا تھا، ان کا میراثی حصہ ان کو دے دیں، تو صدیق اکبر نے ان کو جواب دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرما گئے ہیں، کہ ہمارے مال میں عمل میراث نہیں ہوتا، ہم جو کچھ چھوڑ جائیں، وہ سب صدقہ ہے، اس پر جناب فاطمہ رضی اللہ عنہا خوش نہ ہوئیں، اور اسی وفات تک صدیق اکبر سے گفتگو نہ کی، اور رسالت مآب کی رحلت کے بعد آپ چھ ماہ تک زندہ رہیں، حضرت عائشہ نے فرمایا کہ جناب فاطمہ نے صدیق اکبر سے اپنا حصہ رسول اللہ کے مال سے جو کہ خیبر و فدک میں سے اور اس مال صدقہ میں سے جو مدینہ منورہ میں تھا طلب کیا، تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ان کے دینے سے انکار کیا اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ اس میں تصرف فرمایا ہے، میں اس میں آپ کے عمل کو نہیں چھوڑ سکتا، میں ڈرتا ہوں کہ اگر

وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا

رسول اللہ جو کچھ تم کو دیں اس کو لے لو اور جس سے منع کریں اس سے باز آجاؤ!

صحیح بخاری

شریف مترجم

جلد سوم

۷۲۷۵ احادیث نبوی کا بیش بہا خزانہ

جس کو ابو عبداللہ امام بخاری نے جمع کر کے مسلمانان عالم پر احسان عظیم فرمایا ہے

ترجمہ و فوائد اور ضروری تشریحات

(از)

(۱) مولانا احمد علی صاحب (۲) مولانا ابوالفتح صاحب

(۳) مولانا سبحان محمود صاحب (۴) مولانا قاری محمد طیب صاحب

ناشران: محمد سعید اینڈ سنز تاجران کتب قرآن محل مقابل میونسپل آفس کراچی

باب ۹۱۹ تَعْلِيمِ الْفَرَائِضِ. وَقَالَ عُقْبَةُ بْنُ عَامِرٍ: تَعَلَّمُوا قَبْلَ الظَّانِّينَ. يَعْنِي الَّذِينَ يَتَكَلَّمُونَ بِالظَّنِّ ۞

فرائض کی تعلیم کا بیان، اور عقبہ بن عامر نے کہا، کہ ظانین یعنی ان لوگوں سے پہلے علم حاصل کرو جو ظن سے گفتگو کرتے ہیں ۞

۱۶۳۰ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا ابْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيثِ وَلَا تَحَسَّسُوا وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا تَبَاغَضُوا وَلَا تَدَابَرُوا وَكُونُوا عِبَادَ اللَّهِ إِخْوَانًا ۞

موسیٰ بن اسمٰعیل، وہیب، ابن طاؤس، طاؤس، حضرت ابوہریرہ سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے بیان کیا، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ تم گمان سے بچو، اس لئے کہ گمان سب سے جھوٹی بات ہے، اور نہ کسی کی عیب جوئی کرو، اور نہ کسی کی برائی کی ٹوہ میں لگے رہو، اور نہ ایک دوسرے سے بغض رکھو، اور نہ پیٹھ پیچھے برائی بیان کرو، اور اللہ کے بندے سچے بھائی بھائی ہو جاؤ ۞

باب ۹۲۰ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نُورَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ ۞

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ ہمارا کوئی وارث نہ ہوگا اور جو کچھ ہم نے چھوڑا وہ صدقہ ہے ۞

۱۶۳۱ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ فَاطِمَةَ وَالْعَبَّاسَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ أَتَيَا أَبَا بَكْرٍ يَلْتَمِسَانِ مِيرَاثَهُمَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَهُمَا حِينَئِذٍ يَطْلُبَانِ أَرْضَهُمَا مِنْ فَدَكَ وَسَهْمَهُمَا مِنْ خَيْبَرَ، فَقَالَ لَهُمَا أَبُو بَكْرٍ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: لَا نُورَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ إِنَّمَا يَأْكُلُ آلُ مُحَمَّدٍ مِنْ هَذَا الْمَالِ. قَالَ أَبُو بَكْرٍ وَاللَّهِ لَا أَدَعُ أَمْرًا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُهُ فِيهِ إِلَّا صَنَعْتُهُ، قَالَ فَهَجَرَتْهُ فَاطِمَةُ فَلَمْ تُكَلِّمْهُ حَتَّى مَاتَتْ ۞

عبداللہ بن محمد، ہشام، معمر، زہری، عروہ، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے بیان کیا، کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ترکہ سے اپنی میراث مانگنے آئے اور وہ دونوں اس وقت فدک کی زمین سے اور خیبر سے اپنا حصہ طلب کر رہے تھے، تو ان دونوں سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا، کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا، کہ ہمارا کوئی وارث نہ ہوگا، اور جو کچھ ہم نے چھوڑا وہ صدقہ ہے، صرف اس مال سے آل محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کھائیں گے، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا، کہ خدا کی قسم! میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جو کام جس طرح کرتے ہوئے دیکھا ہے، اس کو نہیں چھوڑتا ہوں، چنانچہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ناراض ہو کر چھوڑ دیا، اور ان سے گفتگو چھوڑ دی، یہاں تک کہ وفات پا گئیں ۞

۱۶۳۲ - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبَانَ أَخْبَرَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يُونُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا نُورَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ ۞

اسمٰعیل بن ابان، ابن مبارک، یونس، زہری، عروہ، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے بیان کیا، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ ہمارا کوئی وارث نہ ہوگا، اور جو کچھ ہم نے چھوڑا ہے، وہ صدقہ ہے ۞

تاريخ الأمم والملوك

للامام أبي جعفر محمد بن جرير الطبري

الجزء الثاني

[قوبلت هذه الطبعة على النسخة المطبوعة]
[بمطبعة بريل بمدينة ليدن في سنة ١٨٧٩ م]

راجعه وصححه وضبطه

نخبة من العلماء الأجلاء

يطلب من المكتبة التجارية الكبرى بأول شارع محمد علي بمصر
لصاحبها : مصطفى محمد

مطبعة الاستقامة بالقاهرة
شارع نوبار باشا ١٢
١٣٥٧ — ١٩٣٩

حدثنا عبد الرزاق بن همام عن معمر عن الزهری عن عروة عن عائشة أن فاطمة والعباس أتيا أبا بكر يطلبان ميراثهما من رسول الله صلى الله عليه وسلم وهما حينئذ يطلبان أرضه من فدك وسهمه من خيبر فقال لهما أبو بكر أما إني سمعت رسول الله يقول لا نورث ما تركنا فهو صدقة إنما يأكل آل محمد في هذا المال وإني والله لا أدع أمرا رأيت رسول الله يصنعه إلا صنعته قال فهجرته فاطمة فلم تكلمه في ذلك حتى ماتت ودفنها علي ليلا ولم يؤذن بها أبا بكر وكان لعلي وجه من الناس حياة فاطمة فلما توفيت فاطمة انصرفت وجوه الناس عن علي فمكثت فاطمة ستة أشهر بعد رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم توفيت قال معمر فقال رجل للزهري أفلم يبايعه علي ستة أشهر قال لا ولا أحد من بني هاشم حتى بايعه علي فلما رأى علي انصراف وجوه الناس عنه ضرع إلى مصالحة أبي بكر فأرسل إلى أبي بكر أن ائتنا ولا يأتنا معك أحد وكره أن يأتيه عمر لما علم من شدة عمر فقال عمر لا تأتهم وحدك قال أبو بكر والله لآتينهم وحدي وما عسى أن يصنعوا بي قال فانطلق أبو بكر فدخل على علي وقد جمع بني هاشم عنده فقام علي فحمد الله وأثنى عليه بما هو أهله ثم قال أما بعد فإنه لم يمنعنا أن نبايعك يا أبا بكر إنكار لفضيلتك ولا نفاسة عليك بخير ساقه الله إليك ولكنا كنا نرى أن لنا في هذا الأمر حقا فاستبددتم به علينا ثم ذكر قرابته من رسول الله صلى الله عليه وسلم وحقهم فلم يزل علي يقول ذلك حتى بكى أبو بكر فلما صمت علي تشهد أبو بكر فحمد الله وأثنى عليه بما هو أهله ثم قال أما بعد فوالله لقرابة رسول الله أحب إلي أن أصل من قرابتي وإني والله ما آلوت في هذه الأموال التي كانت بيني وبينكم غير الخير ولكني سمعت رسول الله يقول لا نورث ما تركنا فهو صدقة إنما يأكل آل محمد في هذا المال وإني أعوذ بالله لا أذكر أمرا صنعه محمد رسول الله إلا صنعته فيه إن شاء الله ثم قال علي موعدك العشية للبيعة فلما صلى أبو بكر الظهر أقبل على الناس ثم عذر عليا ببعض ما اعتذر ثم قام علي فمدح من حق أبي بكر وذكر فضيلته وسابقته ثم مضى إلى أبي بكر فبايعه قالت فأقبل

حضرت فاطمہ زہراؓ حضرت ابوبکرؓ سے ناراض ہو کر دنیا سے رخصت ہوئیں

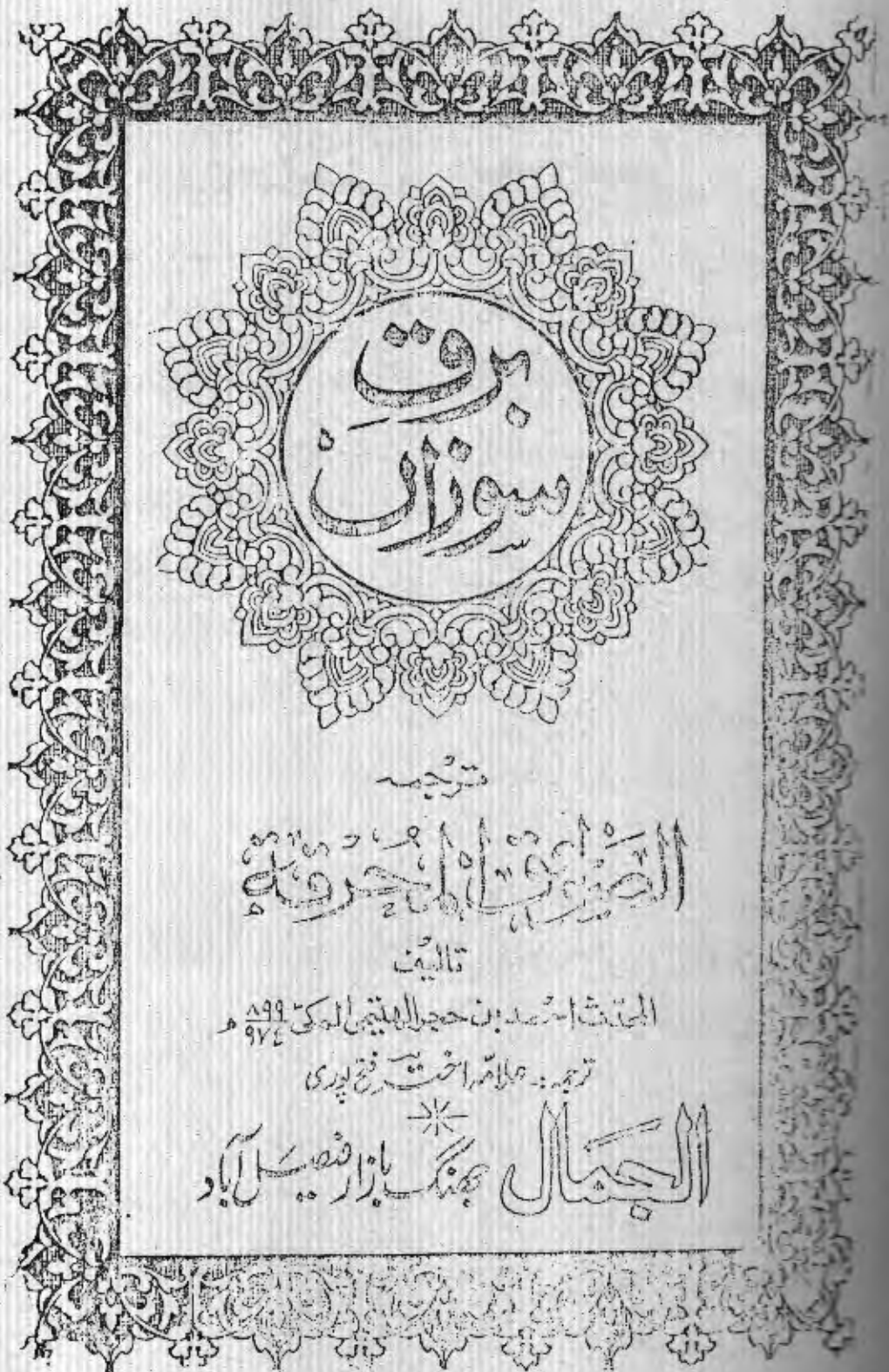
برق سوزاں
ترجمہ
الصواعق المحرقہ
تالیف
المحدث احمد بن حجر الہیتمی المکی ۹۹۷ھ / ۹۷۴ھ
ترجمہ: علامہ اختر فتح پوری
الجمال جھنگ بازار فیصل آباد

۸۱

دریافت کیا جو اللہ تعالیٰ نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بلا جنگ مال مدینہ اور فدک میں دیا تھا اور خمس خیبر کا جو بقیہ تھا اس کے بارے میں بھی پوچھا تو حضرت ابوبکرؓ نے جواب دیا کہ حضور علیہ والسلام نے فرمایا ہے کہ لا نورث ما ترکنا صدقۃ کہ ہم جو کچھ چھوڑتے ہیں وہ صدقہ ہوتا اور اس کا کوئی وارث نہیں ہوتا، آل محمدؐ کو صرف اس مال سے کھانے کی اجازت ہے اور قسم بخدا میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ میں کوئی تغیر نہیں کروں گا بلکہ اسے اسی حال میں رہنے دوں گا جیسا کہ وہ آپ کے زمانہ میں تھا اور آپ کے عمل کے مطابق اس پر عمل کروں گا، حضرت ابوبکرؓ نے اس میں سے کوئی چیز حضرت فاطمہؓ کو نہ دی جس سے آپ حضرت ابوبکرؓ سے ناراض ہو گئیں اور وفات تک آپ نے حضرت ابوبکرؓ سے گفتگو نہیں کی آپ حضور علیہ السلام کی وفات کے چھ ماہ تک زندہ رہیں جب آپ وفات پا گئیں تو حضرت علیؓ نے رات کے وقت آپ کو دفن کیا اور حضرت ابوبکرؓ کو اس کی اطلاع تک نہ دی اور آپ ہی نے ان کا جنازہ بھی پڑھا، حضرت فاطمہؓ کی وجہ سے حضرت علیؓ کو لوگوں میں ایک مقام حاصل تھا جب آپ کی وفات ہو گئی تو حضرت علیؓ نے دیکھا کہ اب لوگوں کا معاملہ ان سے ویسا نہیں رہا جیسا حضرت فاطمہؓ کی زندگی میں تھا تو آپ نے حضرت ابوبکر کی بیعت اور ان سے مصالحت کرنا چاہی، ان مہینوں میں آپ نے ان کی بیعت نہ کی تھی، آپ نے حضرت ابوبکرؓ کی طرف پیغام بھیجا کہ آپ اکیلے ہی ہمارے ہاں تشریف لائیں یہ اس لئے کہا کہ آپ حضرت عمرؓ کی آمد کو پسند نہ کرتے تھے، حضرت عمرؓ نے آپ سے کہا کہ واللہ وہاں اکیلے نہ جائیں۔ آپ نے کہا مجھے امید نہیں کہ وہ مجھ سے ناروا سلوک کریں، خدا کی قسم میں ان کے پاس ضرور جاؤں گا، جب آپ ان کے پاس گئے تو حضرت علیؓ نے کہا کہ ہم آپ کی فضیلت اور اللہ نے آپ کو جو مقام دیا ہے اس سے بخوبی واقف ہیں، ہم آپ سے کسی نیکی میں آگے ہونے کے دعویدار نہیں لیکن امر خلافت کے بارے

إنسان العيون

في

سيرة الأمين المأمون

الشهير بالسيرة الحلبية

تأليف

علي بن برهان الدين الحلبي

(٩٧٥ - ١٠٤٤هـ)

الجزء الثالث

شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي وأولاده بمصر

محمود نصار الحلبي وشركاه - خلفاء

حضرت عمرؓ نے جناب فاطمہ زہراؓ کا میراث نہ چھوڑ دیا

واعترض عليه الرافضة بأن فاطمة معصومة بنص (إنما يريد الله ليذهب عنكم الرجس أهل البيت) وخبر « فاطمة بضعة منى » فدعواها صادقة لعصمتها . وأيضا شهد لها بذلك الحسن والحسين وأم كلثوم رضى الله تعالى عنهم .

ورد عليهم بأن من جملة أهل البيت أزواجه صلى الله عليه وسلم ولسن بمعصومات اتفاقا فكذلك بقية أهل البيت . وأما كونها بضعة منه فمجاز قطعا ، وإنها كبضعة فيما يرجع للخير والشفقة . وأما زعم أنه شهد لها الحسن والحسين وأم كلثوم فباطل لم ينقل عن أحد ممن يعتمد عليه ، على أن شهادة الفرع للأصل غير مقبولة .

وفى كلام سبط ابن الجوزى رحمه الله أنه رضى الله تعالى عنه كتب لها بفدك ، ودخل عليه عمر رضى الله تعالى عنه فقال : ماهذا . فقال : كتاب كتبته لفاطمة بميراثها من أبيها فقال : بماذا تنفق على المسلمين وقد حارت بنك العرب كما ترى ، ثم أخذ عمر الكتاب فشقه

وقد جاء أن بعد موت فاطمة رضى الله تعالى عنها: أى وذلك بعد ستة أشهر من موته صلى الله عليه وسلم إلا ليالى على ماتقدم ، أرسل على كرم الله وجهه وقد اجتمع على وبنو هاشم إلى أبى بكر وقالوا : ائتنا ولا يأت معك أحد ، كراهة أن يحضر عمر رضى الله تعالى عنه لما علموا من شدته ، فخافوا أن ينتصر لأبى بكر رضى الله تعالى عنه ، فيتكلم بكلام يوحش قلوبهم على أبى بكر رضى الله تعالى عنه ، فقال له رضى الله تعالى عنه لأبى بكر لا والله لا تدخل عليهم وحدك ، قال ذلك خوفا عليه أن يغلظوا عليه فى المعاتبة ، وربما كان ذلك سببا لتغير قلبه فيترتب عليه مالا ينبغى ، فقال أبو بكر رضى الله تعالى عنه : وما يفعلون بى ، والله لآتينهم ، أى فدخل عليهم أبو بكر رضى الله تعالى عنه وحده ، فقال له على كرم الله وجهه : إنا قد عرفنا لك فضلك وما أعطاك الله ، ولم ننفس عليك خيرا ساقه الله إليك : أى لا نحسدك عليه ، ولكن استبديت علينا بالأمر : أى لم تشاورنا فيه وكنا نرى لقرابتنا من رسول الله صلى الله عليه وسلم أن لنا نصيبا : أى فى المشاورة ، ففاضت عينا أبى بكر رضى الله تعالى عنه وقال : والذى نفسى بيدى لقرابة رسول الله صلى الله عليه وسلم أحب إلى من قرابتى ، فقال له على كرم الله وجهه : موعدك العشية للبيعة ، فلما صلى أبو بكر رضى الله تعالى عنه الظهر ، أى وقد حضر عنده على كرم الله وجهه رقى المنبر بكسر القاف ، فتشهد وذكر شأن على كرم الله وجهه وعذره فى تخلفه عن البيعة ثم إن عليا رضى الله تعالى عنه بايعه : أى بعد أن عظم أبا بكر رضى الله تعالى عنه

الحمد للہ وحدہ والصلوٰۃ علی سیدنا محمد وآلہ الذی بفضلہ وفیضہ وامتنانہ کمل کتاب

الصواعق المحرقہ

تصنیف ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ مشہور ہے

بر فاطمین

کہ کمال الدین بن محمد الدین جہرمی رحمۃ اللہ علیہ سنہ ۹۲۴ ہجری ترجمہ نمودہ

در مطبع منشی نولکشور کانپور بطبع رسید

مروان منبروں پر جمعہ کو حضرت علیؑ پر سب کرتا تھا

واضیفا شمائیم و ما از اہل بیتیم کہ خدائے تعالیٰ در حق ایشان فرمود انما یرید اللہ لیذھب
عنکم الرجس اھل البیت و یطھرکم تطہیرا و امثال این سخنان میگفت تا یکجا از اہل مسجد
از آنکہ بگریہ افتاد و ابن سعد از عمر بن اسحاق روایت کرد کہ گفت گفتم خوش از امام حسن رضؓ
شنیدم مگر چیزی نیست کہ میان وی و عمر ابن عثمان بن عفان بواسطہ زمینے خصومت واقع شد گفت
لہ عندنا الا ملک غم الفقر یعنے عمر را چیزے نزد ما نیست مگر زمانہ و خواری و اینکہ سخت
خوش بود نزد وی کہ مثل این ہرگز از وی نشنیدہ بود و قتیکہ مروان عامل مدینہ بود
پیش نزد وی فرستاد کہ وبر است کردہ ہر جمعہ امیر المومنین علیؑ شیر پروردگار علی کرم اللہ
وجہہ را بر منبر سب میکرد حسن رضؓ گفت کہ ای رسول مروان بگو کہ من ترا نیز سب نمیکنم کہ گناہی
تو محو کنم و لیکن وعدہ ما تو روز قیامت ست نزد خدائے تعالیٰ اگر آنچہ میگوئی راست خواہد
جزا و صدق خواہد داد و اگر دروغ گفتہ عذاب خدائے تعالیٰ سخت ترست از ہمہ چیز و زنے
ان بینی خود را بدست رہاند خود پاک کرد و حسن رضؓ او را سرزنش کرد و گفت
زمینداری کہ دست رہانیدن از چہ ست و بہ ست و دست چپ از برای فرج ست و مروان
ابی بود و سباکت شد نقل ست کہ حسن رضؓ زنان را بسیار طلاق میداد و ہیچ زن را مفارقت
نکرد تا آنکہ حسن رضؓ دوست داشتی و نمودی زن بسیار بود و ابن سعد از علی کرم اللہ وجہہ روایت
کرد کہ گفت کہ ای اہل کوفہ عقد و مزاوجت با حسن کنید کہ او کثیر الطلاق ست از گاہ مردے
پیش ما حاضر بود گفت ما دختران را بوی تزویج میکنیم اگر آن راضی ست نگاہ میدارد و اگر
راضی نیست طلاق میدہد نقل ست کہ مروان بعد از فوت حسن رضؓ میگریست و قتیکہ در جنازہ
وی حسین رضؓ گفت ای مروان بروی گریہ میکنی و حال آنکہ در ایام حیات چہ مقدار آزار
بروی و چندان بخرج عضض مینمود از تو مروان گفت اینہا کہ من کردم کسے میکرد کہ
از کوہ بود و ابن عساکر روایت کردہ کہ حسن رضؓ را گفتند کہ ابو ذر رحمۃ اللہ علیہ میگوید فقر
نزد من دوست ترست از غنا و مرض نزد من دوست ترست از صحت حسن رضؓ گفت رحم اللہ
ابا ذر من میگویم ہر کس کہ توکل کند بر حسن اختیار خدائے تعالیٰ برائے او تمنا نمیکند بجز آنکہ او
خدائے تعالیٰ برای او اختیار فرمود نقل ست کہ ..... عطا کہ از بیت المال حسن رضؓ میرسید
ہر سال صد ہزار درم بود و در بعضی سالہا معاویہ آنرا منع نمود و حسن رضؓ ازین ہمہ سختے و تنگے
دید و میگفت وقتی قلم و دوات طلبیدم کہ رقعہ در جواب معاویہ بنویسم از خود را نگاہ

حضرت علی بن ابی طالبؓ

تالیف

علامہ عبّاس محمود العقاد (مصری)

ترجمہ

مولانا اختر فتح پوری

نفیس اکیڈیمی

تیرتھ داس روڈ، اردو بازار۔ کراچی

عمرو بن العاص نے حضرت علیؓ کو منبروں پر برا بھلا کہنے کا حکم دیا

۵۹

حضرت علی بن ابی طالبؓ

آپ نے انہیں اپنی عادت نہیں بنایا جس طرح کہ انہوں نے آپ کو منابر پہ برا بھلا کہا اور شہروں کے لوگوں میں آپ کی مذمت کی اشاعت کی۔

اشعث بن قیس نے آپ کے متعلق فتنہ برپا کیا اور فوج نے بھی آپ پر حملہ کیا اور آپ کے انصار کے درمیان فتنہ پھیلایا اور اس نے ایک بار جب آپ کوفہ کے منبر پہ خطبہ دے رہے تھے آپ کو ٹوکا تو آپ کا غصہ بھڑک اٹھا تو آپ نے جلدی سے کہا:۔

"تجھ پہ اللہ اور لعنت کرنے والوں کی لعنت ہو، جولاہا کا بیٹا جولاہا، کافر کا منافق بیٹا، خدا کی قسم ایک دفعہ تجھے کفر نے قید کیا اور دوسری بار اسلام نے، اور دونوں دفعہ کسی نے تیرا فدیہ نہ دیا، تیرا کوئی حسب ہی نہیں ہے اور جب کوئی آدمی اپنی قوم پہ تلوار سے غالب آ جائے اور موت کو ان کی طرف سے لے آئے تو وہ اس بات کا سزاوار ہے کہ قریبی اس سے ناراض ہوں اور دُور کے آدمی اس سے مامون نہ ہوں۔"

اور ابن العاص اہل شام کے درمیان مذاق و ٹھٹھے اور خوش طبعی کے رنگ میں آپ کی تعریف کرنے لگا اور منابر پہ آپ کو برا بھلا کہنے کا حکم دینے لگا یہاں تک کہ اس کا رد کرنا اور اس کے خیالات کو باطل کرنا واجب ہو گیا آپ نے اپنے ایک خطبے میں

عمرو بن العاص کے توہین علیؑ کے بارے میں خطرناک عزائم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رب یسر واعن یا کریم

العامل

یعنی اردو ترجمہ الکامل للمبرد ابواب ضرب الامثال

تابعہ۔ الکامل للمبرد کا باب الخوارج عرصہ دراز تک فاضل عربی کے نصاب میں شامل رہا ہے۔ اب کچھ عرصے سے اس کے ابواب ضرب الامثال شامل نصاب کر دیے گئے ہیں جس کا اردو ترجمہ شدید ضرورت کے پیش کر دیا گیا ہے۔

مجھے اپنی علمی تہی دامنی اور بے بضاعتی کا پورا پورا احساس ہے۔ قارئین اور ناقدین سے التماس ہے کہ ناقدانہ نظر کی بجائے اگر کہیں غلطی محسوس فرمائیں تو ذرہ نوازی فرما کر مجھے مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ اس کا اعادہ نہ ہو پائے۔ چودھری شیر احمد صاحب میں کی زندگی کو اشاعت علوم اسلامی اور دینی کتب کی اشاعت و ترویج کے لئے سنگ میل بنانے کی خاطر ان کی کوششوں سے کتاب ہذا منظر عام پر آ رہی ہے۔

احقر العباد عبد الحلیم

شیخ الحدیث جامعہ فتحیہ اوکاڑہ

ناشر آزاد بک ڈپو اردو بازار، سرگودھا

اے معاویہ اس کے والد نے مجھے کٹھے کے دن (لڑائی کے دن) ہمارے خلاف دشمنوں کی مدد کی تھی۔

نقتلناهتی جری من دمائنا بصفین مثال البحور الخضارم

اس نے ہمیں نہایت بے دردی سے قتل کیا صفین مقام میں ہمارے خون بھرے سمندروں کی طرح ٹھاٹھیں مارتے تھے۔

وهذا ابنه والمرء یشبه فعله ویوشك ان تلقی به جدّ نادم

یہ اسی کا بیٹا ہے اور آدمی اپنے اصل کے مشابہ ہوتا ہے ہوسکتا ہے تجھ کو اس پر نادم ہونا پڑے۔

فبعث معاویة بابیاته الی عبد الله بن هاشم فکتب الیه عبد الله

معاویہ نے یہ اشعار عبد اللہ بن ہاشم کی طرف بھیجے وہ بھی عبد اللہ بن ہاشم بن هاشم۔

نے ان کی طرف لکھ بھیجا۔

معاوی ان المرء عمرًا اثبت له صغینة نجت شیخًا غیر نائم

اے معاویہ عمرو کے خبث باطن نے حق پرستی سے روک دیا ہے جس کو کھوٹ کبھی غافل ہونے نہیں دیتی۔

یری انك قتلی یابن هند وانما ثری سایری عمرو وملوك الاعاجم

اے ابن ہند معاویہ! وہ میرے قتل کا منصوبہ دیکھ رہا ہے۔ عمرو کا جو خیال ہے یہی بادشاہ ایسا کیا کرتے ہیں۔

انا لم نجد لایقتلون اسیرهم اذا کان منهم بیعة للمسالم

لیکن وہ بھی اپنے قیدی کو قتل نہیں کرتے تھے۔ جبکہ صلح کرنے والے کی بیعت ان سے ثابت ہو

فان تعف عنی تعف عن ذی قرابة وان ترتقنی تستحل محارم

اگر مجھے معاف کریں گے تو اپنے رشتہ دار کو معاف کریں گے۔ اور اگر قتل کرنے کے درپے ہیں تو جنگ حلال میں مبتلا ہوں گے۔

فصفح عنه۔ وقال عمرو لعائشة رحمها الله لوددت انك کنت قتلت

حضرت معاویہ نے معاف کر دیا ہے حضرت عمرو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہنے لگے۔ میں چاہتا تھا کہ جمل کی لڑائی میں آپ قتل ہو

یوم الجمل فقالت لم لا ابالك فقال کنت تموتین باجلك وتدخلین الجنة

جاتیں۔ وہ کہنے لگیں تمہارا باپ نہ ہو۔ ایسا خیال کیوں ہے وہ کہنے لگے آپ تو اپنی اجل سے مرتیں اور جنت میں

و تحملت کبیر التشیع علی علی۔ وحدثنی العباس بن الفرج الریاشی قال

داخل ہوتیں۔ حضرت علی کو برا بھلا کہنے کا بھی ایک موقعہ ہاتھ آجاتا۔ عباس بن فرج ریاشی نے اپنی سند کے

حدثنی ابو عکرمة الضبی قال حدثنی ابن عباس قال دخلت علی عمرو بن العاص وقد احتضر

ساتھ بیان کیا جس کے آخر میں ابن عباس ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ میں حضرت عمرو بن عاص پر داخل ہوا جبکہ ان

فدخل علیه عبد الله بن عمرو فقال له یا عبد الله خذ ذلك الصندوق

پر نزع کا وقت قریب تھا۔ ان کے بیٹے عبد اللہ بن عمرو ان کے پاس داخل ہوئے وہ کہنے لگے، اے عبد اللہ وہ صندوق لے لو۔

نفع المفتی والسائل

بجمع

متفرقات المسائل (اردو)

پہیلیوں کے انداز میں مختلف فقہی مسائل پر مشتمل ایک مستند کتاب۔ اہل علم حضرات کے لئے بیش بہا علمی ذخیرہ اور عام قارئین کے لئے دلچسپ معلومات کے ساتھ ان کے مشکل مسائل کے حل کے لئے ایک لاجواب تحفہ۔

تالیف

الفقیہ الجلیل والمحدث النبیل المفتی العلام والعالم الہمام

ابی الحسنات مولانا محمد عبدالحیٔ لکھنوی رح

ترجمہ

حضرت مولانا محمد علی لطفی رح

تصحیح وترمیم

مولانا انوار الحق قاسمی مدظلہ

ایچ ایم سعید کمپنی

ادب ، پاکستان چوک ، کراچی

بنو امیہ کے سلاطین خلیفہ چہارم پر طعن و تشنیع کرتے تھے

۲۸۰

کی بنا پر پڑھا تھا، اور الف لام کو داخل کرنا اس کے منصرف ہونے کو چاہتا ہے پس خطباء کو چاہیئے کہ وہ اس نام کو منصرف پڑھیں۔ اور حمزہ کو لام کے داخل کرنے کے ساتھ پڑھیں جو اسکے منصرف ہونے کا مقتضی ہے۔

اسی طرح بعض خطباء اس کو نکرہ کرتے ہیں اور اس کو غیر باقی رکھتے ہیں، اور لفظ عباس کو معرف باللام کرتے ہوئے اس کو منصرف پڑھتے ہیں، آخر ان دونوں میں فرق کرنے کی کیا وجہ ہے؟

سوال ۲۶۸:۔ دوسرے خطبہ میں عام طور پر مروج ہے کہ خطباء کلام اللہ کی آیت اِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ الآیہ کی تلاوت کرتے ہیں، اس کی اصل کیا ہے؟

جواب:۔ بنو امیہ کے سلاطین، دوسرے خطبہ میں خلیفہ چہارم پر طعن و تشنیع کرتے تھے، جب حضرت عمر بن عبدالعزیز خلیفہ ہوئے، وہ ایک دیندار عابد زاہد اور متقی امیر تھے تو انہوں نے اس مروج طریقہ طعن کو منسوخ کر دیا اور اسکی جگہ دوسرے خطبہ میں اس آیت، کا پڑھنا مقرر فرما دیا۔ جیسا کہ نزہتہ المجالس و منتخب النفائس میں لکھا ہے۔ جو عبدالرحمٰن الصفوری الشافعیؒ کی تصنیف ہے۔

سوال ۲۶۹:۔ جمعہ کی نماز یا دوسری وقتی نمازوں کے فوت ہو جانے کے خوف سے کھانا ترک کر دینا ضروری ہے۔

جواب:۔ ہاں جمعہ کی نماز کے فوت ہونے کے خوف سے کھانا ترک کر دینا واجب ہے، باقی دوسری نمازوں میں واجب نہیں، اِلّا یہ کہ اگر وقت کے چلے جانے کا اندیشہ ہو تو بے شک کھانا چھوڑ کر نماز پڑھنا ضروری ہے۔ جیسا کہ السراجیہ میں لکھا ہے۔

سوال ۲۷۰:۔ اگر عید اور جمعہ کی دونوں نمازیں ایک دن میں جمع ہو جائیں، تو کیا دونوں نمازوں کا ادا کرنا ضروری ہے یا یہ کہ دو میں سے ایک کو ادا کیا جائے؟

جواب:۔ اگر دونوں نمازیں ایک دن میں جمع ہو جائیں تو دو میں سے ایک

خلیفۃ الزاھد

حضرت عمر بن عبدالعزیز

تاریخ اسلام کی وہ عظیم المرتبت شخصیت جس نے اسلام کی مثالی معاشی نظام کو عملی طور پر نافذ کرکے ثابت کر دیا کہ یہ خدائی نظام ہر دور کے سیاسی اور اقتصادی مسائل حل کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے

جس کے حسن سلوک نے غیر مسلموں کے دل موہ لئے اور لوگ جوق در جوق حلقہ اسلام میں شامل ہوگئے جس نے اسلامی سلطنت کی حدود کو حیرت انگیز وسعت بخشی جس نے اقتدار کو اللہ کی امانت سمجھا اور درویشی میں سلطانی کی

مصنفہ:
عبدالعزیز سید الاھل

ترجمہ:
مولانا راغب رحمانی

ناشر: نفیس اکیڈمی اردو بازار۔ کراچی

بن نعمان باہلی آذربائیجان کی طرف سے جنگ میں مصروف تھے۔ اور حملہ آوروں کو وہاں سے نکال رہے تھے[1]

بدعتِ معاویہؓ

اسلامی شہروں میں قابلِ افسوس و رسوا کن اور حیا سوز ایک بدعت سرایت کر رہی تھی۔ جس نے شہروں کی ناک کاٹ کر رکھ دی تھی۔ پھر یہ بدعت بڑھتے تمام منبروں پر چھا گئی تھی۔ اور تمام کانوں میں بھی گونجنے لگی تھی۔ اور مسجد نبویؐ میں بھی گھس گئی تھی۔ اور آپ کے منبر پہ بھی چڑھ گئی تھی اور ذرا نہیں شرمائی تھی۔ یہ بدعت معاویہؓ بن سفیان کی پھیلائی ہوئی تھی۔ اور ان کا اپنے حکام کو حکم تھا کہ اس بدعت کو جمعہ کے خطبوں میں منبروں پر دہرایا جائے۔ معاویہؓ کا خیال تھا کہ جب یہ بات لگاتار لوگوں کے کان کھٹکھٹاتی رہے گی اور لوگوں کے دلوں میں ٹھونسی جاتی رہے گی تو لوگ ضرور اس سے متاثر ہوں گے۔ اور ان کے دل ہماری طرف جھک جائیں گے۔

حضرت معاویہؓ کی پالیسی

حضرت معاویہؓ چاہتے تھے کہ اپنی حکومت مضبوط و مستحکم کر دیں اور لوگوں کے دلوں میں یہ بات بٹھا دیں کہ خلافت میں بنو ہاشم کا حصہ نہیں۔ اور یہ بھی کہ ان کے سردار (حضرت علیؓ) کا جن کی اعانت کے لئے وہ مصروفِ کار رہیں۔ اور جن پر فخر کرتے ہیں یہ حال ہے اور یہ مرتبہ ہے۔ لہٰذا جو ان کی طرف منسوب ہو وہ خلافت سے بدرجہ اولیٰ بہت دور ہے۔ اور اسے خلافت تک پہنچنے کا حق حاصل نہیں[2]

انسان ایک بُری چیز سے بھی مانوس ہو جاتا ہے جب وہ بار بار اس کے سامنے آتی ہے

حضرت معاویہؓ کا خیال تھا کہ جب لوگ شروع میں دیکھ کر کوئی بُرا چیز ناپسند کریں گے۔ تو جب وہ بار بار ان کے سامنے آئے گا۔ اور عام و مکرر ہو جائے گا تو اس سے ان کی نفرت ختم ہو جائے گی۔ اور تنفر ہٹ جائے گا۔ اور پھر وہ ایک مانوس عادت بن جائے گی۔ اور ایک قابلِ قبول طریقہ ہو جائے گا۔ پھر وہ ایک دن کے لئے بھی غائب

[1]: حماۃ الاسلام ج ۱ ص ۱۷۶
[2]: خطط الشام ج ۶ ص ۱۵۵

ہو گا تو لوگ اس کے منتظر رہیں گے اور اس کے دیکھنے کے مشتاق ہوں گے۔

حضرت معاویہؓ کی یہ رائے غلط تھی

اس رائے میں حضرت معاویہؓ غلطی پر تھے اور اس علم سے متجاوز کر گئے تھے جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ آپ اس سے متصف و ممتاز تھے۔ علاوہ ازیں آپ کی رائے اور گمان کے خلاف یہ بدعت لوٹ گئی تھی کیونکہ یہ لوگوں کے دلوں میں شدت غیض و غضب پیدا کر رہی تھی۔ اور ان میں ندامت پیدا کر رہی تھی۔ جو استغفار پر مجبور کرتی تھی۔ ایک ذہین خطیب یہ بات سمجھتا تھا۔ اور وہ اس سے بچنا چاہتا تھا اور اس پر عمل کرنے میں پس و پیش کرتا تھا۔ اگرچہ یہ غیر ذہین خطیب سے اوجھل رہتی تھی۔ اور دلوں کو ہلاک کرتی ہوئی اور چیختی چلاتی ہوئی چلی جاتی تھی۔

معاویہؓ کی ایک اور بدعت

معاویہؓ نے عید و بقرعید کی نماز میں خطبہ کو مقدم کر دیا تھا۔ کیونکہ لوگ لعنت کو ناپسند کر کے خطبہ نہیں سنا کرتے تھے اور نماز پڑھتے ہی مسجد سے نکل جایا کرتے تھے۔ اس لیے حضرت معاویہؓ نے نماز سے پہلے خطبہ دے کر لوگوں کو لعنت سننے پر مجبور کر دیا تھا لیکن لوگ ہر نماز کے بعد خطبہ سننے کے بعد خصوصاً طالبی حضرات جمع ہوتے اور اپنی تمام لعنتیں بنو امیہ پر الٹ دیا کرتے تھے۔

اس بدعت کے خون میں اسلامی ممالک کے تمام خطباء ملوث ہو گئے اور رنگ گئے اور امیر کے حکم سے منبروں پر حضرت علیؓ کی شان گرامی میں گستاخیاں کرنے لگے۔ اور بنی امیہ کے خطبانے توحد کر دی اور وہ عقل و مروت کو بالائے طاق رکھ کر ڈنکے کی چوٹ حضرت علی کو برا کہنے لگے۔ فسطاط مصر میں جامع مسجد کے منبر پر خود عبدالعزیز بن مروان نے ایسا کیا۔ لیکن عبدالعزیز ذہین و ذکی تھے۔ اس لیے آپ بے چین ہوتے رکتے بچتے اور پس و پیش کرتے۔ جب کبھی لعنت کا ارادہ کرتے۔ پھر آپ محسوس کرتے کہ بہت سے دلوں میں غصہ ہے۔ اور بہت سے چہروں پر بل ہے اور بہت سے مونہوں سے آہیں نکل رہی ہیں۔ لیکن اب تو لعنت ایک رسمی تقلید تھی۔ اور کوئی اس سے آپ کو روکنے والا نہ تھا۔ اگر آپ کسی کو اس سے روکنے والا پاتے۔ تو یقیناً یا شاید رک جاتے۔

عمرؒ بن عبدالعزیز نے فرمایا: میرے محترم والد صاحب جب خطبہ کے آخیر میں حضرت علیؓ پر لعنت کرنا چاہتے تھے تو پس و پیش کرتے تھے۔ میں نے کہا: ابا جان! آپ اپنا خطبہ برابر جاری رکھتے ہیں اور کہیں نہیں رکتے۔ لیکن جب آپ حضرت علیؓ کے ذکر پر آتے ہیں تو میں آپ میں کوتاہی پاتا ہوں۔ فرمایا! تم نے یہ بات میرے اندر محسوس کر لی۔ میں نے کہا۔ ہاں! فرمایا: جو لوگ ہمارے اردگرد

حکم امیر معاویہ مبنی بر حضرت علی کی شان میں گستاخیاں کی گئیں

البداية والنهاية

تأليف

أبو الفداء الحافظ ابن كثير الدمشقي
المتوفى سنة ٧٧٤ هجرية

دقق أصوله وحققه

دكتور أحمد أبو ملحم — دكتور علي نجيب عطوي
الأستاذ فؤاد السيد — الاستاذ مهدي ناصر الدين
الأستاذ علي عبد الساتر

المجلد الرابع
الجزء السابع

دار الكتب العلمية
بيروت - لبنان

معاویہ قنوت میں حضرت علی، امام حسن، امام حسین اور ابن عباس پر لعنت کرتا تھا

بالسوط وقام إليه ابن لعمرو فضربه بالسوط ، وتفرق الناس في كل وجه إلى بلادهم ، فأما عمرو وأصحابه فدخلوا على معاوية قد لمعوا عليه بنحية الخلافة ، وأما ابو موسى فاستحيى من علي فذهب إلى مكة ، ورجع ابن عباس وشريح بن هانيء إلى علي فأخبراه بما فعل ابو موسى وعمرو ، فاستصعفوا راي أبي موسى وعرفوا انه لا يوازن عمرو بن العاص . فذكر أبو مخنف عن أبي حباب الكلبي ان علياً لما بلغه ما فعل عمرو وكان يلعن في قنوته[1] معاوية ، وعمرو بن العاص ، وأبا الأعور السلمي ، وحبيب بن مسلمة ، والضحاك بن قيس ، وعبد الرحمن بن خالد بن الوليد ، والوليد بن عقبة ، فلما بلغ ذلك معاوية كان يلعن في قنوته علياً وحسناً وحسيناً وابن عباس والأشتر النخعي ، ولا يصح هذا والله أعلم . فأما الحديث الذي قال البيهقي في الدلائل : أخبرنا علي بن أحمد بن عبدان أنا أحمد بن عبيد الصفار ثنا إسماعيل بن الفضل ثنا قتيبة بن سعيد عن جرير عن زكريا بن يحيى عن عبد الله بن يزيد وحبيب بن يسار عن سويد بن غفلة قال : إني لا مشي مع علي شط الفرات فقال قال رسول الله ﷺ : « إن بني إسرائيل اختلفوا فلم يزل اختلافهم بينهم حتى بعثوا حكمين فضلا وأضلا ، وإن هذه الأمة ستختلف فلا يزال اختلافهم بينهم حتى يبعثوا حكمين فيضلان ويضلان من اتبعهما » فإنه حديث منكر ورفعه موضوع والله أعلم . إذ لو كان هذا معلوماً عند علي لم يوافق على تحكيم الحكمين حتى لا يكون سبباً لضلال الناس ، كما تعلق به هذا الحديث . وراوه هذا الحديث هو زكريا بن يحيى وهو الكندي الحميري الأعمى قال ابن معين ليس بشيء .

خروج الخوارج من الكوفة ومبارزتهم علياً

لما بعث علي أبا موسى ومن معه من الجيش إلى دومة الجندل اشتد أمر الخوارج وبالغوا في التكبير على عليّ وصرحوا بكفره ، فجاء إليه رجلان منهم ، وهما زرعة بن البرج الطائي ، وحرقوص ابن زهير السعدي فقالا : لا حكم إلا لله ، فقال علي : لا حكم إلا لله ، فقال له حرقوص : تب من خطيئتك ، اذهب بنا إلى عدونا حتى نقاتلهم حتى نلقى ربنا . فقال علي : قد أردتكم على ذلك فأبيتم ، وقد كنا بينا لكم القوم عهوداً وقد قال الله تعالى : ﴿وأوفوا بعهد الله إذا عاهدتم﴾[2] الآية فقال له حرقوص : ذلك ذنب يسعني أن تتوب منه ، فقال علي : ما هو بذنب ولكنه عجز من الرأي ، وقد تقدمت إليكم فيما كان منه ، ونهيتكم عنه ، فقال له زرعة بن البرج : أما والله يا علي لئن لم تدع تحكيم الرجال في كتاب الله لأقاتلنك أطلب بذلك رحمة الله ورضوانه ، فقال علي : تباً لك ما أشقاك ! كأني بك قتيلاً تسفي عليك الريح ، فقال : وددت أن قد كان ذلك ، فقال له علي : إنك لو كنت محقاً كان في الموت تعزية عن الدنيا ، ولكن الشيطان قد استهواكم . فخرجا من عنده بحكمان وفشى فيهم ذلك ، وجاهروا به الناس ، وتعرضوا لعلي في خطبه وأسمعوه السب والشتم والتعريض

---

(1) قنوته : صلاته

(2) الآية ٩١ من سورة النحل

تتمّة المختصر في أخبار البشر

(تاريخ ابن الوردي)

للأستاذ العلّامة الشيخ
زين الدّين عمر بن الوردي

اشراف وتحقيق
أحمد رفعت البدراوي

الجزء الأوّل

الناشر
دار المعرفة
بيروت - لبنان

معاویہ قنوت میں حضرت علی پر بددعا کرتا تھا

ثم بث معاوية سراياه على عمال علي . فبعث النعمان بن بشير إلى عين التمر فنهب وهزم من بها من اصحاب علي ، وبعث سفيان بن عوف إلى هيت والأنبار فنهب ورجع بما بها من المـــال إلى معاوية ، وسير عبد الله بن مسعد الفزاري إلى الحجاز فجهز علي رضي الله عنه اليه خيلاً فالتقوه بتيماء[1] فانهزم أصحـاب معاوية ولحقوا بالشام . كل هذا وعلي يخطب الخطب البليغة ويجتهد على الخروج لقتال معاوية وعسكره يتقاعد عنه .

سنة تسع وثلاثين :

ودخلت والأمر على ما هو عليه . وفيها : بعث عبدالله بن عباس وهو عامل البصرة زياداً إلى فارس ، فأصلح ما اختل منها بسبب قتـــال علي ومعاوية وضبطها حتى قالت الفرس : ما رأينا مثل سياسة انوشروان إلا سياسة هـذا العربي .

سنة اربعين :

دخلت وكل واحد من علي ومعاوية يقنت ويدعو على الآخر واصحابه .

وفيها بعث معاوية بسر بن ارطاة في عسكر إلى الحجاز ، فهرب ابو ايوب الأنصاري عامل علي على المدينة ولحق بعلي ، وسفك بسر بها الدماء واستكره الناس على بيعة معاوية ، ثم سار إلى اليمن وقتل الوفا ، فهرب منه عبيد الله بن العباس عامل علي باليمن ، فوجد لعبيد الله ابنين صبيين فذبحهما وأتى بعظيمة فقالت امهما عائشة بنت عبدالله بن عبد المدان تبكيهما :

ها من أحس ابنيّ اللذين هما ... كالدرتين تشظى عنهما الصدف
هـا من أحس ابني اللذين هما ... قلبي وسمعي فقلبي اليوم يختطف
من دلّ والهة حرّى مدلهمة ... على صبيين ذلا إذ غدا السلف
خبرت بسراً وما صدّقت ما زعموا ... من افكه ومن القول الذي اقترفوا

(١) تيماء انظر ص ٢٦٧ من الثاني للصحاح .

★ یا اللہ مدد ★

خلافت راشدہ حق چار یار ★ آئین تحفظِ ختم نبوت زندہ باد

بسلسلۂ ردِ مودودیت

مفتی محمد یوسف صاحب کے "علمی جائزہ" کا

علمی محاسبہ

از

حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب دامت برکاتہم

بانی و امیر تحریک خدام اہل سنت والجماعت پاکستان

ناشر

تحریک خدام اہلسنت والجماعت چکوال ضلع جہلم

لاہور میں ملنے کا پتہ:۔ کتب خانہ شانِ اسلام۔ راجہ مارکیٹ اردو بازار لاہور

بارِ اول ۱۹۷۶ء تعداد ۲۰۰۰ قیمت -/۱۲ روپے

حضرت معاویہؓ کی منقبت:۔ مندرجہ بالا تین نمبروں میں حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلاف جو الفاظ مودودی صاحب نے استعمال کئے ہیں مدیر ماہنامہ التبلاغ کراچی نے اپنی کتاب "حضرت معاویہؓ اور تاریخی حقائق" میں دیا ہے ماشاء اللہ مولانا موصوف کی یہ کتاب قابل مطالعہ ہے جس میں علمی طور پر مودودی تلبیسات کا جواب بہت متانت سے دیا گیا ہے مجموعی اعتبار سے یہ کتاب بہت مفید ہے۔

(ب) روافض کی طرف سے جو بہتان حضرت معاویہ پر لگایا جاتا ہے کہ آپ منبر رسول پر حضرت علی المرتضیٰ کو گالیاں دیتے تھے اسی کو مودودی صاحب نے خلافت وملوکیت میں پرزور طور پر دوہرا دیا ہے لیکن مودودی صاحب نے تاریخ کا یہ حوالہ کیوں نہیں نقل کیا کہ لعنت کرنے کی ابتداء حضرت علیؓ کی طرف سے ہوئی تھی۔

کیا حضرت علیؓ نے حضرت معاویہؓ پر لعنت کی:۔ چنانچہ تاریخ ابن خلدون میں واقعہ تحکیم کے سلسلہ میں لکھا ہے کہ:۔ ابو موسیٰ (اشعری) مجلس حکم سے نکل کر مکہ چلے گئے اور عمرو بن العاص مع اہل شام شام کی طرف واپس ہوئے معاویہؓ سے کل ماجرا بیان کر کے خلافت سپرد کر دی۔ ابن عباس اور شریح امیر المؤمنین علیؓ کی خدمت میں آئے اور کل واقعہ بیان کیا۔ امیر المومنین علیؓ نماز میں قنوت پڑھنے اور بددعا کرنے لگے اَللّٰھُمَّ الْعَنْ معاویہ وعمرو۔ وحبیبا وعبدالرحمٰن بن مخلص والضحاک بن قیس وابا الاعور (ترجمہ) اے اللہ لعنت بھیج اوپر معاویہ، عمرو بن العاص ... کے الخ معاویہؓ کو جب اس کی خبر لگی تو وہ بھی حضرت علیؓ وابن عباس وحسن وحسین وشتر پر لعن کرنے لگے (تاریخ ابن خلدون مترجم جلد اول ص ۵۳۹ اشاعت اول جون ۱۹۶۶ء مطبوعہ نفیس اکیڈمی کراچی) ہم نے یہاں ابن خلدون کی عربی عبارت بخوف طوالت ترک کر دی ہے۔ اس روایت میں تصریح ہے کہ حضرت علیؓ نے حضرت معاویہؓ پر لعن کرنے میں سبقت کی اور حضرت معاویہؓ

چوتھا باب

محمد أبو زهرة

الإمام زيد

حياته وعصره - آراؤه وفقهه

ملتزم الطبع والنشر
دار الفكر العربي

تحقيق وستاوز
379

معاویہ نے اسلام میں بری سنت حضرت علیؓ پر لعن طعن ایجاد کی

الأمر الثانی ـ هو أحقاد القلوب ، ونفرة ذوی الإیمان منهم ، حتی لقد اعتبروا حکم الحجاج ومن ولوه ابتلاء من الله ، واختباراً لإیمانهم ، بل إن الکثیرین قد اعتبروه نقمة الله تعالی لتخاذلهم عن نصرة آل البیت ، وتمکین الأمویین من الحسین رضی الله عنه .

۷٦ ـ ولقد زاد القلوب بغضاً لحکام الأمویین ما کانوا یحاولون به من الغض من مقام علی رضی الله عنه ، فقد کان ذلك دیدنهم ، واستوی فی ذلك السفیانیون والمروانیون .

فقد سن معاویة سنة سیئة فی الإسلام ، وهی لعن إمام الهدی علی بن أبی طالب کرم الله وجهه علی المنابر ، بعد خطبة الجمعة ، وقد تضافرت علی ذلك أخبار المؤرخین ، فذکره ابن جریر فی تاریخه ، وابن الأثیر وغیرهما ، ولقد نهاه عن تلك السنة السیئة ، بل عن تلك الجریمة الکبری الأتقیاء من بقیة الصحابة رضی الله عنهم ومن هؤلاء السیدة أم سلمة زوج رسول الله ﷺ وأم المؤمنین ، فقد أوصلت إلیه کتاباً هذا نصه :

« إنکم تلعنون الله ورسوله علی منابرکم ، وذلك أنکم تلعنون علی بن أبی طالب ومن أحبه ، وأشهد أن الله أحبه ورسوله » ولکن معاویة لم یلتفت إلی کلامها ، واستمر فی غیّه ، وقد استمر ذلك طول حکم الأمویین ، ولم یلغ إلا فی فترة حکم الحاکم العادل عمر بن عبد العزیز رضی الله عنه ، فقد کان حکمه فی وسط حکم الأمویین کالجزء الأبیض فی وسط صفحة سوداء ، فقد ألغاه ، وأحل محله قوله تعالی : « إن الله یأمر بالعدل والإحسان وإیتاء ذی القربی وینهی عن الفحشاء والمنکر » ولکن حکام الأمویین الذین جاءوا من بعده أعادوا الفجور إلی منابرهم ، ولا حول ولا قوة إلا بالله تعالی .

۷۷ ـ وکان هذا بلا شك مثیراً لأحقاد المؤمنین ولم یرضه أحد من المسلمین معلناً رضاه إلا أولئك الذین وضعوا قلوبهم تحت سلطان الحکام ، وتحت سلطان

چوتھا باب

الخلفاء الراشدون

تأليف

عبدالوهاب النجار

دار الكتب العلمية
بيروت - لبنان

تحقیقی دستاویز

381

— ٤٢٨ —

رجع ابن عباس وشريح إلى على وأوقفاه على جلية ماتم . وهذا الأمر لا يرضيه كما قدمنا ، فكان إذا صلى صلاة الصبح يقنت فيقول : اللهم العن معاوية وعمرا وأبا الأعور وحبيبا وعبد الرحمن بن خالد والضحاك بن قيس والوليد . وإنى بإزاء هذا القنوت أقول : إن عليا رحمه الله قد سن لخصومه أن يقابلوه بمثل عمله ويتخذوا من لعنه نوعا من العبادة فى أعقاب الصلوات فكان معاوية إذا قنت سب عليا وابن عباس والحسن والحسين والأشتر وصار ذلك سنة فى بنى أمية إلى زمن عمر بن عبد العزيز يأخذون الناس به فى أقطار بلاد الإسلام .

ليس للمؤرخ أمام ما كان من الفريقين أن يخطئهما فيما صنعا ويلومهما فيما أتيا وهذا عمر بن الخطاب قد وقع رجل أمامه فى الفرس فأظهر له النفور من قوله ، وقال له : إن الفرس حكمت فعدلت وعمرت بلاد الله فهم لا يستحقون ما تقول أو كما قال . فإذا كان هذا شأنه مع خصومه من الفرس فما بال أهل القبلة يتلاعبون ويأتون بما لا يليق بأمثالهم من الوقيعة فى أهل دينهم ؟ على أن عليا قد مات واستمر بنو أمية يسبونه فى أعقاب الخطب ستين سنة

ويذكر ابن الأثير أن سعد بن أبى وقاص كان حاضرا يوم إعلان الحكمين أمرهما فقال لأبى موسى : ما أضعفك عن عمرو ومكائده ! فقال أبو موسى : فما أصنع ، وافقنى على أمر ثم نزع عنه . فقال ابن عباس . لا ذنب لك يا أبا موسى الذنب لمن قدمك فى هذا المقام . فقال . غدرا فما أصنع ؟ فقال ابن عمر انظروا إلى ما صار إليه أمر هذه الأمة ، صار إلى رجل لا يبالى ما صنع ، وإلى آخر ضعيف وابن الأثير يصحح أن معاوية حضر الحكمين وأنه قام عشية فى الناس

چوتھا باب

حضرت علی رضی اللہ عنہ

تاریخ اور سیاست کی روشنی میں

مصر کے مشہور نقاد اور نامور محقق

ڈاکٹر طٰہٰ حسین

کے قلم سے

اردو ترجمہ

علامہ عبدالحمید نعمانی

نفیس اکیڈمی اردو بازار کراچی

مغیرہ بن شعبہ امیر معاویہ کے حکم سے حضرت علیؑ کو برا بھلا کہتا تھا

۲۲۱

حضرت علیؑ تاریخ اور سیاست کی روشنی میں

شیعوں کے ساتھ ان کا طرز عمل اس سے بھی زیادہ نرمی اور درگذر کا تھا، ان کو کوئی تکلیف نہیں پہنچائی۔ بعض اوقات شیعوں نے ان سے سخت کلامی کی تو ان کو سمجھا دیا اور نرمی سے پیش آئے ان کو امن و عافیت کی طرف متوجہ کیا اور حکومت کی گرفت کا خوف دلایا نہ ایذا پہنچائی نہ دولت میں نقصان کا باعث بنے۔

اس نرم اور روادار پالیسی سے شیعوں نے فائدہ اٹھایا، انھوں نے اپنی تنظیم کی اور کھل کر بنی امیہ کی مخالفت کی، امیر معاویہؓ اس سے ناراض تھے لیکن وہ مخالفین پر قابو نہیں پاتے تھے، کوفہ میں مغیرہ دس سال تک امیر معاویہؓ کے گورنر رہے، اس عرصہ میں شیعوں کو ان کی کوئی بات غیر معمول طور پر ناگوار نہیں ہوئی سوائے حضرت علیؓ کو برا بھلا کہنے کے جس پر وہ جدید حکومت کے باعث مجبور تھے۔ اس حرکت پر شیعہ کبھی چشم پوشی کرتے کبھی اظہار ناراضی۔

مغیرہؓ شدید حرص کے درجے میں چاہتے تھے کہ امیر معاویہؓ کو راضی رکھیں تاکہ کوفہ کی گورنری ان کے لئے مستقل ہو جائے، چنانچہ وہ امیر معاویہؓ اور زیاد کے درمیان واسطہ بنے، زیاد کی طرف سے امیر معاویہؓ کو اطاعت کا اور معاویہؓ کی طرف سے زیاد کو امان دینے کا اطمینان دلایا۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ زیاد اور معاویہؓ کے درمیان رشتے کے اعلان میں بھی انھیں کا ہاتھ رہا ہو۔ اس طرح کہنا چاہیئے کہ مغیرہ نے زیاد کے اس احسان کا بدلہ چکا دیا جو اس نے تردد آمیز گواہی دے کر ان پر کیا تھا اللہ حضرت عمرؓ سزا دینے سے رک گئے تھے۔ بہر حال مغیرہ نے زیاد کی چال بازی اور چالاکی کا خطرہ دور کر کے ایک مکار اور فریبی دشمن کو مخلص خیر خواہ بنا کر امیر معاویہؓ کو رضامند کر لیا۔ پھر شیعہ ہی نے امیر معاویہؓ کے دماغ میں ولی عہدی کا تخیل پیدا کیا، اور نہ صرف اس طرف متوجہ کیا بلکہ اس کے اعلان پر امیر معاویہؓ کو آمادہ کیا، اس کی گارنٹی بھی کی کہ کوفہ کے لوگ اس کو منظور کریں گے، اس کے بعد مغیرہ ہی نے خود یزید کے دل میں بھی یہ تجویز اتاری، اور اس طرح انھوں نے یزید کے سامنے آرزوؤں کا ایک ایسا دروازہ کھول دیا، جس کا وہم و گمان بھی نہیں ہو سکتا تھا۔

مغیرہ نے یہ دس سال اس طرح گذارے کہ خود بھی خوش رہے دوسروں کو بھی خوش رکھا، حکومت بھی ان سے راضی رہی اور رعایا بھی مطمئن۔ ہر چند کہ اپنے آپ کو مطمئن رکھنا ان کے لئے آسان نہ تھا اس لئے کہ وہ ایک لذت آشنا اور لطف اندوز آدمی تھے، اس معاملے میں وہ اپنے لئے اور لوگوں کے لئے حد سے بڑھے ہوئے تھے، بڑے شادی باز اور بڑے طلاق باز تھے، ایک ایک شادی نہیں کرتے تھے اور نہ چار ہو جانے پر یزید کے لئے ایک کو طلاق دیتے تھے بلکہ اسی اوقات چاروں کو طلاق اور پھر چار

امیر معاویہ حضرت علیؓ سے بیزاری، اور لعنت کرنے کی بیعت لیتا تھا

دیا، اور بعضوں نے کہا کہ ان کو شام کے دیہاتوں میں منتشر کر دیا جائے، امیر معاویہؓ کچھ دنوں تک فیصلہ نہ کر سکے اور زیاد کو لکھا کہ وہ اس معاملے میں کچھ توقف کرے، تب زیاد نے امیر معاویہؓ کے تردد پر تعجب کا اظہار کرتے ہوئے لکھا: اگر آپ کو عراق کی ضرورت ہے تو ان کو میرے پاس نہ بھیجنا۔

اب امیر معاویہؓ پر راہ کھل گئی، اس نے ان قیدیوں پر اپنے آدمیوں کے ذریعے دو باتیں پیش کیں، حضرت علیؓ سے برأت اور ان پر لعنت، اور حضرت عثمانؓ سے محبت، جس نے یہ منظور کر لیا چھوڑ دیا اور جس نے ان سے انکار کیا اس کی گردن اُڑا دی۔

شام کے سربرآوردہ حضرات کی ایک جماعت نے ان قیدیوں میں سے بعض کی سفارش کی، معاویہؓ نے ان کی سفارش منظور کر لی، اب ان میں سے صرف آٹھ آدمی رہ گئے، جن پر علیؓ سے بیزاری پیش کی گئی اور انھوں نے اس سے انکار کر دیا۔ ان کے قتل کا ایک طویل قصہ ہے، دو نے دیکھا کہ تلواریں کھچی ہوئی ہیں قبریں تیار ہیں اور کفن کی چادریں پھیلی ہوئی ہیں، جیسا کہ اپنی موت سے کچھ پہلے حجرؓ نے کہا تھا تو انھوں نے درخواست کی کہ ان کو امیر معاویہؓ کے پاس بھیج دیا جائے، وہ علیؓ اور عثمانؓ کے بارے میں امیر معاویہؓ کے ہم خیال ہیں، چنانچہ ان کی درخواست منظور کر لی گئی اور باقی چھ آدمیوں کو قتل کر دیا گیا۔ بہادری کے ساتھ قتل ہونے والوں میں یہ پہلے مسلمان ہیں۔

اس کے بعد ان دونوں کو امیر معاویہؓ کے پاس لے گئے، ایک نے اپنی زبان سے علیؓ سے بیزاری کا اظہار کیا اور کسی شامی نے اس کی سفارش بھی کر دی۔ معاویہؓ نے اس کو ایک ماہ جیل میں رکھا اور پھر اس شرط کے ساتھ رہا کر دیا کہ شام کے کسی حصے میں بھی قیام کرے، عراق نہ جائے۔ چنانچہ اس نے موصل میں اقامت کی اور وہیں مرا۔

دوسرے نے علیؓ سے برأت کا انکار کر دیا، بلکہ عثمانؓ اور خود معاویہؓ کے بارے میں ناگوار باتیں سنائیں، معاویہؓ نے اس کو زیاد کے حوالے کیا اور حکم دیا کہ اس کو بُری طرح قتل کیا جائے، زیاد نے اسکو زندہ درگور کر دیا

اس طرح یہ شرمناک المیہ اپنی انتہا کو پہنچا جس میں مسلمانوں کے ایک گورنر نے لوگوں کو ایسی مخالفت پر سزا دی جو گناہ نہ تھی اور سربرآوردہ اور ممتاز لوگوں کو مجبور کیا کہ وہ بہتان طرازی کریں اور جھوٹے بیان پر دستخط کریں، پھر قاضی کے دستخط بغیر اس کے علم و خواہش کے ثبت کر دیئے، اور جب حجرؓ کو ان کی گردن مارنے کے لئے لایا گیا تو انھوں نے کہا، ہمارے اور اُمت کے درمیان خدا ہے، عراق والوں نے ہمارے خلاف گواہی دی اور شام والوں نے ہماری گردن ماری۔

ایک مسلمان حاکم نے اس گناہ کو مباح اور اس بدعت کو حلال سمجھا اور اپنے لئے جائز رکھا کہ ان لوگوں کو

عمدة القاري

شرح

صحيح البخاري

للشيخ الامام العلامة بدر الدين أبي محمد محمود بن أحمد العيني

المتوفى سنة ٨٥٥ هـ

الجزء الرابع والعشرون

قوبل على عدة نسخ خطية

دار الفكر

۲۴ - ﴿ حدثنا محمد بن المثنى حدثنا الوليد بن مسلم حدثنا ابن جابر حدثني بسر بن عبيد الله الحضرمي أنه سمع أبا إدريس الخولاني أنه سمع حذيفة بن اليمان يقول كان الناس يسألون رسول الله صلى الله عليه وسلم عن الخير وكنت أسأله عن الشر مخافة أن يدركني فقلت يارسول الله إنا كنا في جاهلية وشر فجاءنا الله بهذا الخير فهل بعد هذا الخير من شر قال نعم قلت وهل بعد ذلك الشر من خير قال نعم وفيه دخن قلت وما دخنه قال قوم يهدون بغير هديي تعرف منهم وتنكر قلت فهل بعد ذلك الخير من شر قال نعم دعاة على أبواب جهنم من أجابهم إليها قذفوه فيها قلت يارسول الله صفهم لنا قال هم من جلدتنا ويتكلمون بألسنتنا قلت فما ترى إن أدركني ذلك قال تلزم جماعة المسلمين وإمامهم قلت فإن لم يكن لهم جماعة ولا إمام قال فاعتزل تلك الفرق كلها ولو أن تعض بأصل شجرة حتى يدركك الموت وأنت على ذلك ﴾

مطابقته للترجمة تؤخذ من قوله فان لم يكن لهم جماعة ولا امام الخ ورواه ابن جابر بالجيم وكسر الباء الموحدة هو عبد الرحمن بن زيد بن جابر كما صرح به مسلم في روايته عن محمد بن المثنى شيخ البخاري فيه وبسر بضم الباء الموحدة وسكون السين المهملة ابن عبد الله الحضرمي بفتح الحاء المهملة وسكون الضاد المعجمة وابو ادريس عائذ الله بالذال المعجمة الخولاني بفتح الخاء المعجمة والحديث مضى في علامات النبوة عن يحيى بن موسى واخرجه مسلم في الفتن عن محمد بن المثنى به واخرجه ابن ماجه فيه عن علي بن محمد به بعضه قوله مخافة أي لاجل مخافة ان يدركني أي الشر وكلمة ان مصدرية قوله في جاهلية وشر يشير به الى ما كان قبل الاسلام من الكفر وقتل بعضهم بعضا ونهب بعضهم بعضا وارتكاب الفواحش قوله بهذا الخير يعني الايمان والامن وصلاح الحال واجتناب الفواحش قوله دخن بفتح الدال المهملة وفتح الخاء المعجمة وهو الدخان واراد به ليس خيرا خالصا بل فيه كدورة بمنزلة الدخان من النار وقيل اراد بالدخن الحقد وقيل الدغل وقيل فساد في القلب وقيل الدخن كل امر مكروه وقال النووي اراد من الدخن ان لا تصفو القلوب بعضها لبعض كما كانت عليه من الصفاء قوله يهدون بفتح اوله قوله بغير هديي بياء الاضافة عند الاكثرين وبياء واحدة بالتنوين في رواية الكشميهني وفي رواية الاسود تكون بعدي ائمة يهتدون بهديي ولا يستنون بسنتي قوله تعرف منهم اي من القوم المذكورين وتنكر يعني من اعمالهم وقال القاضي الخير بعد الشر ايام عمر بن عبد العزيز رضي الله تعالى عنه والذي تعرف منهم وتنكر هم الامراء بعده ومنهم من يدعو الى بدعة وضلالة كالخوارج وقال الكرماني يحتمل أن يراد بالشر زمان قتل عثمان رضي الله تعالى عنه وبالخير بعده زمان خلافة علي رضي الله تعالى عنه والدخن الخوارج ونحوهم والشر بعده زمان الذين يلعنونه على المنابر قوله «دعاة» بضم الدال جمع داع على أبواب جهنم قال ذلك باعتبار ما يؤول اليه حالهم قوله «من جلدتنا» أي من قومنا ومن أهل لساننا وملتنا وفيه اشارة الى انهم من العرب وقال الداودي أي من بني آدم وقال القاضي معناه انهم في الظاهر على ملتنا وفي الباطن مخالفون وجادة الشيء ظاهره وهي في الاصل غشاء الجلد قوله «وامامهم» بكسر الهمزة أي اميرهم وفي رواية الاسود تسمع وتطيع وان ضرب ظهرك وأخذ مالك قوله «وان تعض» بفتح العين المهملة وتشديد الضاد المعجمة من عضض يعضض من باب علم يعلم أي ولو كان الاعتزال من تلك الفرق بالعض فلا تعدل عنه ولفظ تعض منصوب عند الرواة كلهم وجوز بعضهم

صحيح البخاري

بشرح الكرماني

الجزء الرابع والعشرون

حقوق الطبع محفوظة للناشر

طبعة أولى : ١٣٥٦ هـ - ١٩٣٧ م
طبعة ثانية : ١٤٠١ هـ - ١٩٨١ م

دار إحياء التراث العربي
بيروت - لبنان

فَمَا تَأْمُرُنِي إِنْ أَدْرَكَنِي ذَلِكَ قَالَ تَلْزَمُ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِينَ وَإِمَامَهُمْ قُلْتُ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُمْ جَمَاعَةٌ وَلَا إِمَامٌ قَالَ فَاعْتَزِلْ تِلْكَ الْفِرَقَ كُلَّهَا وَلَوْ أَنْ تَعَضَّ بِأَصْلِ شَجَرَةٍ حَتَّى يُدْرِكَكَ الْمَوْتُ وَأَنْتَ عَلَى ذَلِكَ

٦٦٥٩ **بَابُ** مَنْ كَرِهَ أَنْ يُكَثِّرَ سَوَادَ الْفِتَنِ وَالظُّلْمِ **حَدَّثَنَا** عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَزِيدَ حَدَّثَنَا حَيْوَةُ وَغَيْرُهُ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو الْأَسْوَدِ وَقَالَ اللَّيْثُ عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ قَالَ قُطِعَ عَلَى أَهْلِ الْمَدِينَةِ بَعْثٌ فَاكْتُتِبْتُ فِيهِ فَلَقِيتُ عِكْرِمَةَ فَأَخْبَرْتُهُ فَنَهَانِي أَشَدَّ النَّهْيِ ثُمَّ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ عَبَّاسٍ أَنَّ أُنَاسًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ كَانُوا مَعَ الْمُشْرِكِينَ يُكَثِّرُونَ سَوَادَ الْمُشْرِكِينَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَأْتِي السَّهْمُ فَيُرْمَى فَيُصِيبُ أَحَدَهُمْ فَيَقْتُلُهُ أَوْ يُضْرَبُ فَيُقْتَلُ فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى إِنَّ الَّذِينَ تَوَفَّاهُمُ

عثمان وبالخير بعد زمان خلافة علي رضي الله عنه وبالدخن الخوارج ونحوهم والشر بعده زمان الذين يلعنونه على المنابر قوله ولو أن تعض أي ولو كان الاعتزال بأن تعض وفيه الاشارة إلى مساعدة الامام بالقتال ونحوه إذا كان امام وإن كان ظالما فيلزم الاعتزال اذا لم يكن ومر الحديث في علامات النبوة وفيه لزوم الجماعة. قوله عبد الله بن يزيد من الزيادة المقرئ بفاعل الاقراء وحيوة بفتح المهملة واسكان التحتانية وبفتح الواو ابن شريح مصغر الشرح بالمعجمة والراء والمهملة التجيبي بضم الفوقانية وكسر الجيم والتحتانية والموحدة وغيره في بعضها عبدة ضد الحرة والاول أصح وأبو الأسود ضد الأبيض محمد بن عبد الرحمن الأسدي يتيم عروة بن الزبير وبعث أي جيش يبعث الى الحرب وإذا اكتتبت بلفظ المجهول وبالمعروف يقال اكتتبت أي كتبت نفسي في ديوان السلطان. قوله فيرمى فان قلت المعنى على أن تقدم لفظ فيرمى على

تاریخ ملت

مفید

تاریخ عالم قبل از اسلام سے لے کر مغلیہ سلطنت کے آخری تاجدار بہادر شاہ ظفر تک ملت اسلامیہ کی تیرہ سو سالہ مکمل تاریخ، ڈھائی ہزار سے زائد صفحات پر، افراد اور اقوام کے نشیب و فراز اور عروج و زوال کی داستانوں پر مشتمل مفید عام کتاب جو تاریخ اسلام کی بے شمار کتب سے بے نیاز کر دیتی ہے۔ سلیس زبان، عام فہم اور آسان طرز بیان۔ مدارس، سکولوں، کالجوں اور جامعات کے اساتذہ و طلباء کے لیے یکساں فائدہ مند۔ ایک ایسی منفرد تاریخ جس کا ہر اچھی لائبریری اور پڑھے لکھے گھرانے میں ہونا ضروری ہے۔

تالیف

جناب مفتی زین العابدین سجاد میرٹھی ○ جناب مفتی انتظام اللہ شہابی اکبر آبادی

جلد اوّل

① نبی عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
② خلافت راشدہ
③ خلافت بنی اُمیہ
④ خلافت ہسپانیہ
⑤ خلافت عباسیہ: اوّل
⑥ خلافت عباسیہ: دوم
⑦ تاریخ مصر و مغرب اقصیٰ
⑧ خلافت عثمانیہ
⑨ تاریخ صقلیہ
⑩ سلاطین ہند: اوّل
⑪ سلاطین ہند: دوم

ادارہ اسلامیات ○ انارکلی لاہور

عمر بن عبدالعزیز کے دور میں حضرت علیؓ پر سب و شتم کا سلسلہ بند ہوا

۶۵۹

فوراً اس پر عمل کیا اور پھر فرمایا "اے اللہ! تیرا شکر ہے تُو نے مجھے ایسی اولاد دی جو دینی کاموں میں میری مددگار رہے۔" [1]

سبِ علیؓ کا انسداد لیکن اصلاحات کے سلسلہ میں سب سے بڑی اصلاح جو اُن کے نامۂ اعمال میں سنہری حروف سے ثبت ہے، حضرت علیؓ کی شان میں بدگوئی کا انسداد ہے۔ عرصہ سے یہ دستور چلا آرہا تھا کہ خلفاء بنی اُمیہ اور اُن کے عمال خطبوں میں حضرت علیؓ پر لعن وطعن کیا کرتے تھے۔ حضرت عمرؒ بن عبدالعزیز کے والد بزرگوار عبدالعزیز بھی مصر کے والی کی حیثیت سے اس تکلیف دہ فرضِ منصبی کو ادا کرنے پر مجبور تھے۔ لیکن چونکہ دل زبان کا ہمنوا نہ تھا اس لئے اس موقع پر آپ کی آواز پست پڑ جاتی تھی۔ بیٹے نے باپ کی اس کمزوری کو بھانپ لیا اور ان سے اس کی وجہ پوچھی۔ امیر عبدالعزیزؒ نے کہا۔

"بیٹا! جو لوگ ہمارے ساتھی ہیں اگر انہیں علیؓ کے فضائل معلوم ہو جائیں تو کوئی ہمارے ساتھ نہ رہے اور سب ان کی اولاد کے حامی بن جائیں۔"

پھر مدینہ منورہ کے دورانِ قیام میں عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود نے جن کا حضرت عمر بن عبدالعزیز بڑا احترام کرتے تھے انہیں سمجھایا کہ اللہ تعالیٰ نے اہلِ بدر و اصحابِ بیعتِ رضوان سے اپنی رضامندی کا اعلان فرمایا ہے۔ پھر کیا حضرت علیؓ ان میں شامل نہیں؟ اگر شامل ہیں اور یقیناً شامل ہیں تو اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے مقابلہ میں تمہاری ناراضی کے کیا معنی؟

یہ بات حضرت عمرؒ کے دل میں گھر کر گئی۔ انہوں نے فرمایا میں اس ناروا حرکت سے توبہ کرتا ہوں۔ پھر جب آپ مسندِ خلافت پر متمکن ہوئے تو آپ نے عمال کے نام حکم جاری فرمایا کہ خطبوں میں سے حضرت علیؓ پر لعن وطعن کو خارج کر دیا جائے اور اس کی بجائے یہ آیۃ کریمہ پڑھی جائے۔

---

[1] ابن اثیر جلد ۵ ص ۲۴۔

إِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهُۥ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ ۚ يَٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا

کتاب مستطاب

سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم

یعنی

سوانح اقدس حضرت سرور عالم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

حصہ اوّل

از ولادت تا ختم سلسلۂ غزوات مع مقدمہ مشتمل بر نقد فن سیر و تاریخ عرب قبل ظہور و بعثت

حجۃ الملۃ والدین علامہ شبلی نعمانی رحمۃ اللہ علیہ

دینی کتب خانہ، اردو بازار لاہور پاکستان

یعنی یہ کہ منافقین نے ان کی طرف منسوب کر دیئے ہوں گے، پھر تمام مسلمانوں میں پھیل گئے،

تاریخ پر خارجی اسباب کا اثر:

۸۔ فنِ تاریخ و روایت پر جو خارجی اسباب اثر کرتے ہیں، ان میں سب سے بڑا قوی اثر حکومت کا ہوتا ہے، لیکن مسلمانوں کو ہمیشہ اس پر فخر کا موقع حاصل رہے گا کہ ان کا قلم تلوار سے نہیں دبا، حدیثوں کی تدوین بنو امیہ کے زمانہ میں ہوئی جنہوں نے پورے ۹۰ برس تک سندھ سے ایشیا کوچک اور اندلس تک مساجد جامع میں آلِ فاطمہ کی توہین کی اور جمعہ میں سرِ منبر حضرت علیؓ پر لعن کہلوایا، سینکڑوں ہزاروں حدیثیں امیر معاویہؓ وغیرہ کے فضائل میں بنوائیں، عباسیوں کے زمانہ میں ایک ایک خلیفہ کے نام بنام پیشین گوئیاں حدیثوں میں داخل ہوئیں، لیکن نتیجہ کیا ہوا، میں اسی زمانہ میں محدثین نے علانیہ منادی کر دی کہ یہ سب جھوٹی حدیثیں ہیں، آج حدیث کا فن اس خس و خاشاک سے پاک ہے، اور بنو امیہ اور عباسیہ جو رسول اللہ اور جانشینِ پیغمبر تھے، اسی مقام پر نظر آتے ہیں جہاں ان کو ہونا چاہیئے تھا۔

ایک دفعہ ایک شاعر نے مامون الرشید کے دربار میں قصیدہ پڑھا کہ "امیر المومنین! اگر تو حضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کے انتقال کے وقت موجود ہوتا تو خلافت کا جھگڑا سرے سے پیدا ہوتا، دونوں فریق تیرے ہاتھ پر بیعت کر لیتے"۔ وہیں سرِ دربار ایک شخص نے اٹھ کر کہا جھوٹ کہتا ہے، امیر المومنین کا باپ (حضرت عباسؓ) جو عباسیوں کے مورثِ اعلیٰ ہیں) وہاں موجود تھا، اس کو کس نے پوچھا؟ مامون الرشید کو بھی اس گستاخانہ لیکن سچ جواب کی تحسین کرنی پڑی۔

تاہم یہ عالمگیر مؤثر بالکل بے اثر نہیں رہ سکتا تھا، اس لیے مغازی میں اس کے نشانات پائے جاتے ہیں، تاریخ نگاری کا قدیم طریقہ یہ تھا کہ فتوحات اور رزمیہ کارناموں کو نہایت تفصیل سے لکھتے تھے، ملکی نظم و نسق اور تمدن و معاشرت کے واقعات یا تو بالکل قلم انداز کر جاتے تھے، یا اس طرح پراگندہ اور بے اثر لکھتے تھے کہ اُن پر نگاہ نہیں پڑتی تھی، اسلام میں جب تالیف و تصنیف کی ابتداء ہوئی تو یہی نمونے پیش نظر تھے، اس کا پہلا نتیجہ یہ تھا کہ سیرت کا نام مغازی کہا گیا،

آلِ فاطمہ کی توہین، حضرت علیؓ پر تبرا بازی، فضائل معاویہؓ گھڑے گئے

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ (الرعد: ۱۱)

واقعی اللہ تعالیٰ کسی قوم کی حالت میں تغیر نہیں کرتا جب تک وہ لوگ خود اپنی حالت کو نہیں بدلتے

تاریخ اسلام

مؤلف

شاہ معین الدین احمد ندوی

حصہ دوم

عہد رسالت و خلافت راشدہ تقلیس پس

آغاز اسلام سے لے کر خلافت راشدہ کے اختتام

تک اسلام کی مذہبی سیاسی تمدنی اور علمی تاریخ

ناشر

محمد سعید اینڈ سنز تاجران کتب قرآن محل

مقابل بولٹن مارکیٹ کراچی

امیر معاویہؓ نے کوفہ کی ولایت بھی زیاد سے متعلق کر دی۔ زیاد پہلا شخص ہے جو کوفہ اور بصرہ دونوں شہروں کا حاکم ہوا، چھ چھ مہینہ وہ ہر مقام پر رہتا تھا، کوفہ آنے کے بعد اس نے بصرہ کی طرح جامع کوفہ میں بھی اپنے آئندہ طرز عمل کے متعلق ایک تقریر کی، اہل کوفہ نے اس پر کنکریاں پھینکیں، اس نے فوراً مسجد کے دروازے بند کرا دیئے اور چار چار آدمیوں کو بلوا کر ان سے قسم لے کر پوچھتا کہ کس نے کنکریاں پھینکی تھیں، جو قسم کھا کر برأت ظاہر کرتا اسے چھوڑ دیتا، اور جو قسم نہ کھاتا اسے قید کر دیتا۔ ایسے تیس آدمی نکلے۔ زیاد نے ان کے ہاتھ کٹوا دیئے۔

حجر بن عدیؓ اور ان کے ساتھیوں کا قتل

کوفہ کے ایک صحابی حجر بن عدیؓ حضرت علیؓ کے بڑے فدائیوں میں تھے، حضرت علیؓ کی وفات کے بعد حضرت امام حسنؓ کے ویسے ہی جاں نثار رہے، آپ کی دست برداری سے حجر بن عدیؓ کو بڑا صدمہ پہنچا تھا، اور انھوں نے حضرت امام حسنؓ و حسینؓ کو امیر معاویہؓ کے مقابلہ پر اکسایا، لیکن یہ حضرات آمادہ نہ ہوئے[1]

امیر معاویہؓ نے اپنے زمانہ میں برسر منبر حضرت علیؓ پر سب و شتم کی مذموم رسم جاری کی تھی اور ان کے تمام عمال اس رسم کو ادا کرتے تھے، مغیرہ بن شعبہ بڑی خوبیوں کے بزرگ تھے لیکن امیر معاویہؓ کی تقلید میں یہ بھی اس مذموم بدعت سے نہ بچ سکے، حجر بن عدیؓ اور ان کی جماعت کو قدرۃً اس سے تکلیف پہنچتی تھی، اس کے جواب میں وہ بھی مغیرہ اور امیر معاویہؓ کو برا بھلا کہہ کر اپنے دل کی بھڑاس نکال لیتے تھے، مغیرہ اس پر باز پرس نہ کرتے تھے[2]

ایک مرتبہ حسب معمول مغیرہؓ بن شعبہ خطبہ میں امیر کو برا بھلا کہہ رہے تھے، اس پر حجر بن عدی نے کنکریاں پھینکیں، زبانی بھی نامناسب الفاظ کہے، اور لوگ بھی ان کے ہمنوا ہو گئے، مغیرہ بالکل خاموش رہے اور پانچ ہزار درہم سے کر حجرؓ کو راضی کیا[3]

معاویہ نے اپنے زمانہ میں حضرت علیؓ پر سب و شتم کی مذموم بدعت جاری کی

[1] اخبار الطوال ص ۲۲۰، ۲۲۱ [2] تہذیب التہذیب ج ۲ ص ۲۰۱ و ابن الاثیر ج ۳ ص ۱۸۱
[3] اخبار الطوال ص ۲۲۶ و ابن اثیر ج ۳ ص ۱۸۸

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مُسلمانوں کا عُروج و زوال

یعنی

مسلمانوں کے حیرت انگیز عروج اور عبرت خیز زوال کی داستان تاریخی حقائق کی روشنی میں جس میں خلافتِ راشدہ کے دَور سے لیکر مسلمانوں کی حکومتوں، ان کی سیاسی حکمت عملیوں اور مختلف دَوروں میں اُن کے عام اجتماعی، معاشرتی اور تمدّنی احوال و واقعات پر تبصرہ کرکے اُن اسباب و عوامل کا تجزیہ کیا گیا ہے۔ جو مسلمانوں کے غیر معمولی عروج اور عروج کے بعد لرزہ خیز انحطاط و زوال میں مؤثر ہوئے ہیں۔ تاریخ اسلام کی حیرت انگیز داستان گردشِ ایام کی روشنی میں:

تالیف

پروفیسر مولانا سعید احمد صاحب اکبرآبادی ایم اے
پروفیسر علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، و ایڈیٹر ماہنامہ برہان دہلی

ناشر

اِدارۂ اسلامیات ۱۹۰ انارکلی لاہور

ہو، یزید سے لیکر آخری اموی خلیفہ مروان تک بجز دو ایک کے سب اموی خلفاء میں یہ بات مشترک طور پر پائی جاتی ہے کہ وہ خلافِ طبع بات پر بیجا تشدد اور ناروا جبر سے کام لیتے تھے۔ ہشام بن عبدالملک نسبتاً بہتر تھا۔ اس لئے پہلے خلفاء بنی امیہ کے زمانوں میں منبروں پر علی الاعلان حضرت علیؓ پر جو سب وشتم کیا جاتا تھا۔ اس نے اسے بند بھی کرا دیا تھا۔ لیکن اس کے باوجود عصبیت کا یہ حال تھا کہ خاندانِ علیؓ میں سے کسی ایک کی تعریف نہیں سُن سکتا تھا۔

چنانچہ ایک مرتبہ امام زین العابدینؒ (امام حسینؓ کے صاحبزادہ) طوافِ کعبہ کر رہے تھے جب وہ حجرِ اسود کو بوسہ دینے کے لئے آگے بڑھے تو فرطِ ادب و احترام سے لوگوں کا ہجوم چھٹ گیا لیکن جب ہشام بن عبدالملک بوسہ کے لئے آگے بڑھا تو مجمع میں سے ایک شخص نے بھی راستہ نہیں چھوڑا۔ یہ دیکھ کر ایک شامی نے امام زین العابدینؒ کی طرف اشارہ کرکے پوچھا من ھذا یہ کون ہیں؟ ہشام امام سے اچھی طرح واقف تھا مگر اس وقت ازراہِ تجاہلِ عارفانہ بولا "میں نہیں جانتا"۔ عربی کا مشہور شاعر فرزدق اس وقت موجود تھا۔ ہشام کی زبان سے امام عالی مقام کی شان میں یہ گستاخی برداشت نہ کر سکا اور اس نے برجستہ ایک قصیدہ پڑھا۔ یہ قصیدہ جو کم و بیش عربی ادب و تاریخ کی تمام کتابوں میں مذکور ہے، خلوص و محبتِ اہلِ بیت کے ایسے پاکیزہ جذبات سے پُر ہے کہ اربابِ ذوق اس کو پڑھتے ہیں اور وجد کرتے ہیں[1]

---

[1] اس قصیدہ کا پہلا شعر یہ ہے۔

ھذا سلیل حسین وابن فاطمہ　　بنت الرسول من انجابت بہ الظلم

ترجمہ:۔ یہ (امام زین العابدینؒ) حسینؓ کے فرزند دلبند ہیں اور فاطمہؓ کے لختِ جگر کون فاطمہؓ؟ جو رسول اللہ کی دخترِ نیک اختر تھیں۔ جن کے ذریعہ تاریکیاں چھٹ گئیں۔

قصیدہ بہت طویل ہے۔ لیکن اس کے بعض چیدہ چیدہ اشعار آپ بھی سن لیں تو فائدہ سے خالی نہ ہوگا۔

(۱) ھذا الذی تعرف البطحاء وطأتہ　　والبیت یعرفہ والحل والحرم

(۲) اذا رأت قریش قال قائلھم　　الی مکارم ھذا ینتھی الکرم

(باقی صفحہ ۵۵ پر ملاحظہ ہو)

٦

ہو المستعان

سیرۃ النعمان

یعنی

امام ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ کی سوانح عمری

کا

حصہ اوّل

مولفہ

مولانا محمد شبلی نعمانی

افضل المطابع دھلی مین چھپا

سلیمان بن عبدالملک نے مسندِ خلافت کو زینت دی جسکی نسبت مورخین کا بیان ہے کہ خلفائے بنی امیہ میں سب سے افضل تھا۔ سلیمان نے اسلامی دنیا پر سب سے بڑا یہ احسان کیا کہ عمر بن عبدالعزیز کو شیرِ سلطنت بنایا اور مرنے سے قبل تحریری وصیت کی کہ "میرے بعد عمر بن عبدالعزیز تخت نشین ہوں" سلیمان نے ۹۹ھ میں وفات پائی اور وصیت کے موافق عمر بن عبدالعزیز مسندِ خلافت پر بیٹھے۔ انکی خلافت نے دفعتہً حکومتِ مروانی کا رنگ بدل دیا۔ اور تمام ملک میں عدل و انصاف، علم و عمل، خیر و برکت کی جان تازہ ڈالدی ایک مدت سے حضرت علیؓ پر خطبوں میں جو لعن پڑھا جاتا تھا یکلخت موقوف کردیا شہر و دکان بنو امیہ کے ہاتھوں سے جاگیریں چھین لیں۔ جہاں جہاں ظالم عمال تھے یک قلم معزول کردیئے سب سے بڑھکر یہ کہ علوم مذہبی کو وہ رونق دی کہ گھر گھر یہی چرچے پھیل گئے امام زہری کو حکم دیا کہ حدیثوں کو یکجا کریں۔ یہ مجموعہ طیار ہوا تو ممالکِ اسلامیہ میں اسکی نقلیں بھجوائیں۔ غرض حجاج اور ولید کے عہد تک تو امام ابوحنیفہ کو تحصیل علم کیطرف متوجہ ہونے کی نہ رغبت ہوسکتی تھی نہ کافی موقع مل سکتا تھا۔ تجارت باپ دادا کی میراث تھی اسلیئے خزانہ کا کارخانہ قائم کیا۔ اور حسنِ تدبیر سے اسکو بہت کچھ ترقی دی۔ لیکن سلیمان کے عہدِ خلافت میں جب درس و مدرسین کے چرچے زیادہ عام ہوئے تو انکے دل میں بھی ایک تحریک پیدا ہوئی۔ حسنِ اتفاق یہ کہ ان ہی دنوں میں ایک اتفاقی واقعہ پیش آیا۔ جس سے انکے ارادہ کو اور بھی استحکام ہوا۔

تحصیل علم کی تحریک

ایک دن بازار جارہے تھے۔ امام شعبی۔ جو کوفہ کے مشہور امام تھے ان کا مکان راہ میں تھا۔ دروازے سے نکلے تو انھوں نے یہ سمجھکر کہ کوئی نوجوان طالب علم ہے پاس بلالیا اور پوچھا کہ "کہاں جارہے ہو؟" انہوں نے ایک سوداگر کا نام لیا۔ امام شعبی نے کہا "میرا مطلب یہ نہ تھا تم پڑھتے کس سے ہو؟" انھوں نے افسوس کے ساتھ جواب دیا کہ "کسی سے بھی نہیں" شعبی نے کہا کہ "مجکو تم میں قابلیت کے جوہر نظر آتے ہیں تم علماء کی صحبت میں بیٹھا کرو"[1] اس نصیحت نے انکے دل میں گھر کرلیا اور نہایت اہتمام سے تحصیلِ علم پر متوجہ ہوئے۔ اس وقت تک علم جس چیز کا نام تھا وہ ادب۔ انساب ایام

[1] تواریخ حبیب السیر باب سادس ص ۱۲۰

ایک مدت سے حضرت علیؓ پر خطبوں میں لعن پڑھا جاتا تھا

حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
و
استخلاف یزید

بجواب

تحقیق مزید علی خلافۃ معاویہ و یزید

مصنفہ

سید لعل شاہ بخاری تجاوزعن ذنبہ الباری
خطیب مدنی مسجد لائق علی چوک واہ کینٹ

شمار ہوتا تھا۔ بہت سے محدثین نے لکھا ہے کہ یہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنے بھائی کے ساتھ حاضر ہوئے تھے بنا بریں صحابی تھے اور بہت سے محدثین ان کی صحبت کے قائل نہیں۔ شاید اسکی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے آنحضورؐ سے براہ راست کوئی حدیث روایت نہیں کی صفین میں حضرت علیؓ کے ساتھ تھے اور محبان علیؓ میں سے مشہور ترین شخص ہیں۔ ان کی صحبت نبوی میں اگرچہ بعض لوگوں نے اختلاف کیا ہے۔ لیکن زاہد متقی۔ پرہیزگار ہونے کا کسی نے انکار نہیں کیا، کوفہ میں بڑے رسوخ کے حامل تھے۔ کوفہ چونکہ شیعان علیؓ کا مرکز تھا، اس مقام کی اہمیت متقاضی تھی کہ یہاں کا گورنر نہایت جابر بنی امیہ کا زبردست حامی اور شیعان علیؓ کا سخت دشمن ہو۔ اتفاق سے کوفہ کی ولایت حضرت مغیرہ ابن شعبہ کی قسمت میں آئی۔ وہ ایک جلیل القدر اور عظیم المرتبت صحابی اور مبایعین حدیبیہ علیہم الرضوان میں سے ہیں۔ ہر موقعہ پر نہایت اہم خدمت انجام دی اور نہایت جانثاری کا ثبوت دیا لیکن ان کا دل حضرت علی المرتضےٰ کی طرف سے صاف نہیں تھا۔ کیونکہ حضرت علی المرتضےٰ نے ان کا ایک مشورہ قبول نہیں کیا تھا۔ حضرت مغیرہؓ کو حضرت معاویہؓ کی طرف سے ہدایت تھی کہ وہ خطبہ جمعہ میں مدح عثمانؓ اور مذمت علیؓ کا التزام کریں چنانچہ وہ حضرت علیؓ پر خطبہ جمعہ میں تعریض کرتے تھے۔ تعریض قابل تعزیر جرم نہیں لیکن ایذا رسانی میں تصریح سے بڑھ کر ہے۔ حجر بن عدیؓ اور اسکے ساتھی برملا مغیرہ ابن شعبہؓ کو جواب دیتے تھے، بسا اوقات سخت سست کہنے میں حدود سے متجاوز بھی ہو جاتے۔

کہنے والے حضرت مغیرہ کو کہتے ہیں کہ حجر ابن عدی سنگین سزا کا مستحق ہے۔ اگر تو چاہے تو ہم اسے قتل کر دیں۔ لیکن حضرت مغیرہؓ اس سے درگذر کرتے تھے

شیعان علی کا حضرت علیؓ کے بارے میں مغالطہ

اس روایت سے یہ حقیقت نمایاں ہو کر سامنے آجاتی ہے کہ سب علیؓ کا کم از کم درجہ جس کا حضرت سہلؓ ابن سعدؓ سے مطالبہ کیا گیا وہ "لعن اللہ ابا تراب" کی گالی ہے اگر کوئی تاویل اس سنت کے وزن کو کم کر سکتی ہے تو بسم اللہ پیش کیجئے ؎

ابھی ابتدائے عشق ہے روتا ہے کیا آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا

صحیح بخاری و صحیح مسلم و دیگر صحاح کی کتابوں میں صحیح روایت سے ثابت ہے کہ مروان ابن الحکم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین کی سنت کے برعکس خطبہ عید کو نماز پر مقدم کر دیا تھا صحابہ کرام نے اس پر نکیر بھی کی کہ (خالفت السنۃ) تو نے سنت کی خلاف ورزی کی تو اس نے جواب دیا ان الناس لا یجلسون لنا بعد الصلوۃ فجعلتھا قبل الصلوۃ) کہ لوگ ہمارے لئے نماز کے بعد نہیں بیٹھتے پس میں نے خطبہ کو نماز پر مقدم کر دیا۔

شیخ شیخنا الانور نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں :-

لانہ کان یسب علیا رضی اللہ عنہ وکان الناس یقومون عنھا فقدمھا

چونکہ وہ مروان حضرت علی کو خطبہ میں سب کرتا اور لوگ خطبہ سے کھڑے ہو جاتے پس اس نے خطبہ نماز سے مقدم کر دیا۔

فیض الباری ص ۴۶۹ ج ۲ العرف الشذی ص ۲۳۰

علامہ ذہبی اور حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں کہ مروان جمعہ کے خطبہ میں حضرت علیؓ کو سب کرتا تھا۔ (تاریخ الاسلام الذہبی ص ۲۸۸ ج ۲ البدایہ النہایہ ص ۸۲ ج ۸)

امام ابن تیمیہؒ لکھتے ہیں کہ حضرت معاویہؓ کے اتباع بکثرت حضرت علیؓ پر سب کرتے تھے

(فتاوی ابن تیمیہ ص ۴۰۸ ج ۳ و ص ۲۳۵ ج ۴)

علامہ ذہبی لکھتے ہیں کہ عثمان ابن صالح الہمی کہتے ہیں کہ اہل حمص حضرت علیؓ کی تنقیص کرتے تھے حتی نشاء فیھم اسماعیل ابن عیاش فحدثھم بفضائلہ فکفوا عن ذالک کہ اسماعیل ابن عیاش جب ان میں پیدا ہوئے تو انہیں حضرت علیؓ

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ (الرعد: ۱۱)
واقعی اللہ تعالیٰ کسی قوم کی حالت میں تغیر نہیں کرتا جب تک وہ لوگ خود اپنی حالت کو نہیں بدلتے

تاریخ اسلام

مؤلفہ

شاہ معین الدین احمد ندوی

حصہ دوم

عہد رسالت و خلافت راشدہ بقلیں پس

آغاز اسلام سے لے کر خلافتِ راشدہ کے اختتام
تک اسلام کی مذہبی سیاسی تمدنی اور علمی تاریخ

ناشر
محمد سعید اینڈ سنز تاجران کتب قرآن محل
مقابل بولٹن مارکیٹ کراچی

بیان ہے کہ ولید عمارتوں کا بانی تھا، اس لئے اس کے زمانہ کا عام مذاق یہی ہو گیا تھا، اور لوگ آپس میں صرف تعمیر اور عمارتوں پر گفتگو کرتے تھے، سلیمان کو عورتوں اور نکاح سے دلچسپی تھی، اس لئے اس کے زمانہ میں اسی کا چرچا تھا، اور لوگوں کا موضوعِ بحث شادی اور لونڈیاں تھیں، لیکن جب عمرؒ بن عبدالعزیز نے تختِ خلافت پر قدم رکھا تو مذہب، عبادت اور اس کی تفصیلات موضوع بن گئیں[1]

غرض حضرت عمر بن عبدؒ العزیز نے احیائے شریعت کے ساتھ مسلمانوں کی اخلاقی نگہداشت بھی فرمائی۔

ایک بری بدعت کا خاتمہ اموی خلفاء نے ایک بری بدعت یہ جاری کی تھی، کہ وہ خود اور ان کے تمام عمال خطبہ میں حضرت علیؓ پر لعن طعن کیا کرتے تھے، اور اسے خطبہ کا جزو بنا دیا تھا۔ حضرت عمر بن عبدؒ العزیز نے اسے بالکل بند کر دیا، اور تمام عمال کے نام فرمان جاری کر دیا کہ حضرت علیؓ کے متعلق جو ناخوشگوار الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں، وہ بند کر دیے جائیں اور اس کی جگہ کلام اللہ کی یہ آیت داخل کی۔

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ	اللہ تعالیٰ عدل، احسان اور
وَاِيْتَآءِ ذِي الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ	قرابت داروں کو دینے کا حکم دیتا
الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ	ہے۔ اور فحش، برائی اور ظلم
يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ	سے منع کرتا ہے کہ شاید تم سمجھو

جو آج تک جاری ہے[2]

اشاعتِ اسلام اسلامی حکومت کی حدود میں توسیع کے بجائے اسلام کی توسیع و اشاعت کو مقصد قرار دیا، اور اپنی ساری توجہ اس کی تبلیغ میں صرف کر دی، اور اس کے

---

[1] طبری ص ۱۲۷۳ و ص ۱۲۷۳ [2] تاریخ الخلفاء ص ۲۳۶ و ابن سعد ۲۹۱

عادلانہ دفاع

اور

علمائے اہل سنّت

مرتبہ

جمیل احمد رانا

ملنے کا پتہ :- ۱- رانا پبلیکیشنز میانوالی
۲- مکتبہ "آئین" نسیم مارکیٹ
۲۱- ریلوے روڈ لاہور

نفرت تھی۔ امیر معاویہؓ کو اس کا اندازہ تھا۔ اس لئے حضرت علیؓ کی شہادت کے بعد اُن کو دیرینہ تمنا پوری کرنے کا موقع ملا۔ چنانچہ انہوں نے فوراً عراق پر فوج کشی کر دی۔ . . . . . .
. . . . . گو تاریخوں میں اس کی تصریح نہیں ملتی لیکن واقعات و قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ عراقی فوج میں امیر معاویہؓ کا مخفی اثر کام کر رہا تھا۔ اور اس کا ایک حصہ ان کے اُفسوں کا شکار ہو چکا تھا چنانچہ جب شامیوں سے مقابلہ کا موقع آیا عراقیوں نے غداری کا ثبوت دیا۔ . . . . . "

ملخص بلفظہٖ صفحہ ۳۸۰ تا صفحہ ۳۸۲ جلد ۱

○

کوفہ کے ایک صحابی حجر بن عدیؓ حضرت علیؓ کے بڑے فدائیوں میں تھے۔ . . . . . امیر معاویہ نے اپنے زمانہ میں برسر منبر حضرت علیؓ پر سب و شتم کی مذموم رسم جاری کی تھی۔ اور ان کے تمام عمال اس رسم کو ادا کرتے تھے۔ مغیرہ بن شعبہ بڑی خوبیوں کے بزرگ تھے لیکن امیر معاویہؓ کی تقلید میں یہ بھی اس مذموم بدعت سے نہ بچ سکے۔ . . . . . حضرت حجر بن عدی بڑے رتبے کے صحابی تھے۔ اس لئے ان کے قتل

معاویہ علی الاعلان حضرت علیؑ کی توہین کرتا تھا

حکومت کے لئے ناموزوں ہو۔ یزید سے لے کر آخری اُموی خلیفہ مروان تک بجز دو ایک کے سب اُموی خلفا میں یہ بات مشترک طور پر پائی جاتی ہے کہ وُہ خلافِ طبع بات پر بے جا تشدد اور ناروا جبر سے کام لیتے تھے۔ ہشام بن عبدالملک نسبتہً بہتر تھا۔ اس سے پہلے خلفاء بنی اُمیّہ کے زمانوں میں منبروں پر علی الاعلان حضرت علیؑ پر جو سب وشتم کیا جاتا تھا اِس نے اُسے بھی بند کرا دیا تھا۔ لیکن اس کے باوجود عصبیت کا یہ حال تھا کہ خاندانِ علیؑ میں سے کسی ایک کی تعریف نہیں سُن سکتا تھا۔"

ص ۵۰ تا ص ۵۲

منقول از: "مسلمانوں کا عروج و زوال"
تالیف پروفیسر مولانا سعید احمد ایم اے فاضل دیوبند
شائع کردہ ندوۃ المصنفین دھلی سن اشاعت ۱۹۴۷ء

○

اِسلامی مذاہب

تصنیف

شیخ محمد ابوزہرہ

پروفیسر لاء کالج جامعۃ القاہرہ

مصر

ترجمہ و تحشیہ

پروفیسر غلام احمد حریری ایم۔اے

صدر شعبۂ اسلامیات و عربی

زرعی یونیورسٹی فیصل آباد

ناشرین

مکتبہ سنت تاجران کتب، کارخانہ بازار، فیصل آباد

فون نمبر [illegible] قیمت :- [illegible] روپے صرف

وہ زمان و مکان جہاں شیعہ مذہب پروان چڑھا:

۲۳۔ خلافت عثمانی کے اواخر میں شیعہ مذہب معرض ظہور میں آیا۔ اور حضرت علی کے عہد میں پروان چڑھا۔ بغیر اس کے کہ آپ نے اس کی نشوونما تقاد میں کوئی حصہ لیا ہو۔ البتہ آپ کی خداداد صلاحیتیں از خود شیعہ مذہب کی جانب دعوت دیتی تھیں۔ جب آپ اپنے رب سے جا ملے تو شیعہ مذہب کئی فرقوں میں بٹ گیا۔ بعض غالی تھے اور بعض اعتدال پسند۔ مگر دونوں قسم کے شیعہ اہل بیت سے شدید محبت رکھنے اور ان کی طرفداری میں ایک دوسرے کے ہمنوا تھے۔ اموی دور خلافت حضرت علی کے اعزاز و احترام میں مزید اضافہ کا موجب ہوا۔ اس کی وجہ یہ ہوئی کہ حضرت معاویہ نے اپنے عہد خلافت میں ایک بدترین سنت کو ایجاد کیا جو ان کے بیٹے یزید اور ان کے بعد آنے والے خلفاء میں حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ تک باقی رہی۔ وہ سنت قبیحہ یہ تھی کہ خطبہ پڑھنے کے بعد حضرت علیؓ پر لعنت بھیجی جاتی تھی جو صحابہ اس وقت بقید حیات تھے انہوں نے اسے نفرت و حقارت کی نگاہ سے دیکھا اور حضرت معاویہ اور اموی خلفاء کو اس سے منع کیا۔ ام المومنین حضرت سلمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت معاویہ کو اس مضمون پر مشتمل ایک خط لکھا۔

> جب تم منبر پر کھڑے ہو کر حضرت علی اور ان کے احباب پر لعنت بھیجتے ہو تو اس کا مطلب یہ ہے کہ تم اللہ و رسول کو ملعون قرار دیتے ہو۔ میں گواہی دیتی ہوں کہ نبی کریم حضرت علیؓ کو چاہتے تھے۔"

اس سے بڑھ کر یزید کے عہد خلافت میں حضرت حسین بن علیؓ شہید کر دیئے گئے جن کے بارے میں آنحضورؐ نے فرمایا تھا کہ حسنؓ اور حسینؓ نوجوانان جنت کے سردار ہیں۔ آپ کا خون ضائع گیا۔ اور قصاص بھی نہ لیا گیا۔ نہ دین متین کی حرمت کا کچھ خیال رکھا گیا۔ حضرت حسین و علی کی بیٹیاں قیدی ہو کر دربار یزید میں پہنچائی گئیں۔ حالانکہ یہ آپ کی نواسیاں ہونے کے اعتبار سے خانوادۂ نبوت میں داخل تھیں۔

لوگوں نے یہ مظالم اپنی آنکھوں سے ملاحظہ کیئے مگر مجبوراً خاموش ہو رہے۔ اور اہل بیت کی امداد کے لیے کچھ نہ کر سکے۔ تاہم ان کے غم و رنج کا پیمانہ لبریز ہو گیا اور وہ

معاویہ نے اپنے عہد خلافت میں بدترین سنت قبیحہ حضرت علیؓ کی توہین ایجاد کی

خلافت و مُلوکیّت

سیّد ابُوالاعلیٰ مودُودیؒ

اِدارہ ترجُمانُ القرآن (پرائیویٹ) لمیٹڈ، اردو بازار، لاہور

نہایت مکروہ بدعت معاویہ کے عہد میں، حضرت علیؓ پر سب و شتم کی بوچھاڑ

۱۷۴

نصف کر دیا اور باقی نصف خود لینا شروع کر دی۔[۲۶]

ایک اور نہایت مکروہ بدعت حضرت معاویہؓ کے عہد میں یہ شروع ہوئی کہ وہ خود، اور ان کے حکم سے ان کے تمام گورنر خطبوں میں سرِ منبر حضرت علی رضی اللہ عنہ پر سب و شتم کی بوچھاڑ کرتے تھے، حتیٰ کہ مسجد نبوی میں منبرِ رسولؐ پر عین روضۂ نبوی کے سامنے حضورؐ کے محبوب ترین عزیز کو گالیاں دی جاتی تھیں اور حضرت علیؓ کی اولاد اور ان کے قریب ترین رشتہ دار اپنے کانوں سے یہ گالیاں سنتے تھے۔[۲۷] کسی کے مرنے کے بعد اس کو گالی دینا، شریعت تو درکنار، انسانی اخلاق کے بھی خلاف تھا اور خاص طور پر جمعہ کے خطبے کو اس گندگی سے آلودہ کرنا تو دین و اخلاق کے لحاظ سے سخت گھناؤنا فعل تھا۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے آکر اپنے خاندان کی دوسری غلط روایات کی طرح اس روایت کو بھی بدلا اور خطبۂ جمعہ میں سبِّ علی کی جگہ یہ آیت پڑھنی شروع کر دی: اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآئِ ذِي الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ (النحل - ۹۰)۔

مالِ غنیمت کی تقسیم کے معاملہ میں بھی حضرت معاویہؓ نے کتاب اللہ و سنتِ رسول اللہ کے صریح احکام کی خلاف ورزی کی۔ کتاب و سنت کی رُو سے پورے مالِ غنیمت کا پانچواں حصہ بیت المال میں داخل ہونا چاہیے اور باقی چار حصے اُس فوج میں تقسیم کیے جانے چاہئیں جو لڑائی میں شریک ہوئی ہو۔ لیکن حضرت معاویہؓ نے حکم دیا کہ مالِ غنیمت میں سے چاندی سونا اُن کے لیے الگ نکال لیا جائے، پھر باقی مال شرعی قاعدے کے مطابق تقسیم کیا جائے۔[۲۸]

---

[۲۶] البدایہ والنہایہ، ج ۸، ص ۱۳۹۔ ابن کثیر کے الفاظ یہ ہیں: وکان معاویۃ اول من قصرھا الی النصف واخذ النصف لنفسہ۔

[۲۷] الطبری، جلد ۴، ص ۱۸۸۔ ابن الاثیر، ج ۳، ص ۲۳۴۔ ج ۴، ص ۱۵۔ البدایہ، ج ۸، ص ۲۵۹۔ ج ۹، ص ۵۔

[۲۸] طبقات ابن سعد، ج ۷، ص ۲۸ - ۲۹۔ الطبری، ج ۴، ص ۱۸۷۔ الاستیعاب، ج ۱، ص ۱۱۸۔ ابن الاثیر، ج ۳، ص ۲۳۳۔ البدایہ والنہایہ، ج ۸، ص ۲۹۔

كِتابُ
العِقدُ الفَرِيدُ
الجزء الثالث

تأليف

أبي عمر أحمد بن محمّد بن عبد ربّه الأندلسيّ

شرحه وضبطه وعنون موضوعاته

أحمد أمين ، أحمد الزين ، إبراهيم الأبياري

دار الأندلس
للطباعة والنشر والتوزيع

معاویہ کے دربار میں خدا و رسولؐ اور حضرت علیؑ کو گالیاں دی جاتی تھیں

كتاب العسجدة الثانية

صاحبُ الموكب آنفاً مع ما بلغني من وقُوف ذوي الحاجات ببابك؟ قال: نعم يا امير المؤمنين. قال: ولم ذلك؟ قال: لأنّا في بلاد لا يُمتنع فيها من جواسيس العدوّ، فلا بُدّ لهم مما يُرهبهم من هيبة السلطان، فإن أمرتني بذلك أقمتُ عليه، وإن نَهيتني عنه انتهيت. قال: لئن كان الذي قلتَ حقاً فإنه رأيٌ أريب، ولئن كان باطلاً فإنها خُدعة أديب، ولا آمرك به ولا أنهاك عنه. فقال عبدُ الرحمن بن عوف: لحسنٌ ما صدر من هذا الفتى عما أوردتَه فيه. قال: لحُسن مَصادرِه وموارده جشّمناه ما جشمناه.

وقال معاوية لابن الكَوّاء: يابن الكواء، أنشدك الله، ما عِلْمُك فيّ؟ قال: أنشدتَني الله! ما أعلَمُكَ إلا واسع الدُّنيا ضيّق الآخرة.

ولما مات الحسنُ بن عليّ حجّ معاوية، فدخل المدينة وأراد أن يَلْعن عليًّا على منبر رسول الله ﷺ. فقيل له: إن ها هنا سعدَ بن أبي وقاص، ولا نراه يرضى بهذا، فابعث إليه وخُذ رأيه. فأرسل إليه وذكر له ذلك. فقال: إن فعلتَ لأخرُجن من المسجد، ثم لا أعود إليه. فأمسك معاوية عن لعنه حتى مات سعد. فلما مات لَعنه على المنبر، وكتب إلى عُماله أن يَلعنوه على المنابر، ففعلوا. فكتبتْ أم سَلمة زوج النبيّ ﷺ إلى معاوية: إنكم تلعنون الله ورسولَه على منابركم، وذلك أنكم تلعنون عليّ بن أبي طالب ومن أحبّه، وأنا أشهد أن الله أحبّه ورسوله، فلم يلتفت إلى كلامها.

وقال بعضُ العلماء لولده: يابُنيّ، إن الدنيا لم تَبْنِ شيئاً إلا هَدمه الدِّين، وإنّ الدين لم يبْنِ شيئاً فهدمتْه الدنيا، ألا ترى أنّ قوماً لعنوا عليًّا ليَخْفِضوا منه فكأنما أخذوا بناصيته جرّاً إلى السماء.

ودخل صعصعةُ بن صُوحان على مُعاوية ومعه عمرو بن العاص جالسٌ على سريره، فقال: وَسِّع له على تُرابيّة فيه. فقال صعصعةُ: إني والله لَتُرابيّ، منه خُلقت، وإليه أعود، ومنه أبعث، وإنك لمارجٌ من مارج من نار.

العُتبي عن أبيه، قال: قال معاويةُ لعمرو بن العاص: ما أعجبُ الأشياء؟ قال غَلبة مَن لا حقّ له ذا الحقّ على حقّه. قال معاوية: أعجبُ من ذلك أن يُعطى من لا حقّ له ما ليس له بحق من غير غَلبة.

وقال معاويةُ: أُعنت على عليّ بأربعة، كنت أكتم سرّي وكان رجلاً يُظهره، وكنتُ في أصلح جُند وأطوعه وكان في أخْبَث جُند وأعْصاه، وتركتُه وأصحابَ الجمل وقلتُ: إن ظَفروا به كانوا أهونَ عليّ منه، وإن ظَفِر بهم اغترّ بها في دينه، وكنتُ أحبُّ إلى قُريش منه. فبالك من جامع إليّ ومُفرّق عنه!

عمرؓ بن عبدالعزیز

تصنیف ——— احمد زکی صفوت مصری
ترجمہ ——— عبدالصمد صارم الازہری

مکتبہ میری لائبریری لاہور ۲

۵۴

اللہ کے مالِ غنیمت کو روک لیا ہے جو غریبوں مسکینوں اور بیواؤں کا حق ہے۔ مجھ سے بڑا ظالم اور عہدِ خداوندی کو جھوڑنے والا وہ شخص تھا جس نے آپ کو جب آپ ابھی الھڑ نوجوان ہی تھے مسلمانوں کے لشکر کا سپہ سالار بنا دیا تھا اور آپ اپنی من مانی کرتے تھے۔ یہ سب کچھ صرف اس لیے ہوا تھا کہ باپ کو اپنے بیٹے سے محبت ہوتی ہے۔ آپ پر اور آپ کے باپ پر افسوس ہے قیامت کے دن آپ دونوں سے کتنے لوگ جھگڑیں گے اور آپ کے والد اس دن اپنے جھگڑنے والوں سے کیسے چھٹکارا حاصل کر سکیں گے!

مجھ سے بڑا ظالم اور عہدِ خداوندی کا پاس نہ کرنے والا وہ شخص تھا جس نے حجاج بن یوسف کو عرب کا والی بنایا تھا، جو حرمت والے خون کو بہاتا تھا اور حرام مال لیتا تھا۔

مجھ سے بڑا ظالم اور عہدِ خداوندی کا لحاظ نہ کرنے والا وہ شخص تھا جس نے قرہ بن شریک جیسے اکھڑ بدو کو مصر کا گورنر بنا دیا تھا اور اُسے لہو و لعب اور شراب کی اجازت دے رکھی تھی

مجھ سے بڑا ظالم اور تارکِ عہدِ الٰہی وہ شخص تھا جس نے محالیہ بربریہ کو خمس میں سے حصہ دیا تھا

اے ابنِ بنانہ! ذرا توقف فرمائیں، اگر میں مالِ غنیمت کے معاملات سے فارغ ہو چکا ہوتا تو آپ کی اور آپ کے خاندان والوں کی خبر لیتا اور انھیں سیدھی راہ پر ڈال دیتا۔ آپ لوگوں نے اکثر و بیشتر حق کو ٹھکرایا ہے اور اس کے راستے میں دیواریں کھڑی کی ہیں۔ آپ کے غلام اور اموال کو میں یتیموں، مسکینوں اور بیواؤں میں تقسیم کر دیتا کیونکہ ہر شخص آپ کے خلاف دعویدار ہے اور حقوق کا طالب ہے۔ ہم پر سلامتی ہو اور اللہ کی سلامتی ظالموں کو نہیں پہنچتی۔

حضرت علیؓ پر تبرا بازی

جناب عمر نے منبروں پر حضرت علیؓ پر تبرا کہنا ممنوع قرار دیا، امیر معاویہ کی خلافت کے بعد سے تبرا کا طریقہ چلا آ رہا تھا۔

مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ امیر معاویہ نے ۴۱ھ میں اپنے گورنروں کو لکھا کہ میں اس شخص

سے بری الذمہ ہوں جس نے علیؓ یا ان کے گھرانے کے بارے میں کسی قسم کے فضائل بیان کیے لہٰذا ہر گاؤں اور ہر منبر پر خطیب حضرت علیؓ کو لعن طعن کرنے لگے ان سے برأت کا اظہار کرنے لگے اور ان کے اور ان کے گھرانے کے بارے میں زبان درازی کرنے لگے۔

امیر معاویہؓ نے تمام اطراف مملکت میں لکھ بھیجا تھا کہ شیعان علیؓ میں سے اور ان کے خاندانوں میں سے کسی شخص کی گواہی کو نہ مانا جائے۔ پھر اس کے بعد ایک اور چٹھی میں لکھا۔ دیکھو جس کسی کے بارے میں یہ معلوم ہو جائے کہ وہ علیؓ اور ان کے اہل بیت سے محبت کرتا ہے اس کا نام دفتر سے خارج کر دو اور اس کا وظیفہ بند کر دو، ایک دوسری چٹھی میں لکھا جس کسی کو ان لوگوں کا دوست پاؤ اس کو سخت سزائیں دو اور اس کا گھر ڈھا دو۔

حضرت امیر معاویہ حج کے لیے گئے تو مدینہ بھی گئے، انہوں نے چاہا کہ رسول اللہؐ کے منبر پر کھڑے ہو کر حضرت علیؓ کے بارے میں اپنی اختلافی رائے بیان کریں تو ان سے لوگوں نے کہا، یہاں سعدؓ بن ابی وقاص ہیں، وہ اس بات کو گوارا نہیں کر سکیں گے پہلے ان کے پاس کسی کو بھیج کر ان کی رائے دریافت کیجئے۔ معاویہ نے ان کے پاس قاصد بھیجا اور اس امر کا تذکرہ کیا تو انھوں نے فرمایا، اگر آپ نے ایسا کیا تو میں مسجد سے نکل جاؤں گا اور دوبارہ مسجد میں قدم نہیں رکھوں گا۔ لہٰذا معاویہ اس سے باز رہے حتیٰ کہ ۵۵ھ میں سعدؓ کا انتقال ہو گیا جب ان کا انتقال ہو گیا تو معاویہ نے حضرت علیؓ کی منبر پر چڑھ کر مذمت کی اور اپنے تمام عمال کو لکھا کہ وہ منبروں پر ان کی مذمت کریں چنانچہ انھوں نے حکم کی تعمیل کی حضرت ام المومنین ام سلمہ نے حضرت معاویہ کو لکھا کہ تم اللہ اور رسولؐ کو منبروں پر لعن طعن کرتے ہو کیونکہ تم علی بن ابی طالب اور ان کے دوستوں پر لعن کرتے ہو، میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کا رسولؐ ان سے محبت کرتا تھا۔ امیر معاویہ نے ان کی بات کی طرف کچھ بھی دھیان نہ دیا۔

جواب

محاضرات
تاريخ الأمم الإسلامية

تأليف المرحوم
الشيخ محمد الخضري بك المفتش بوزارة المعارف
ومدرس التاريخ الإسلامي بالجامعة المصرية

الجزء الثاني

الطبعة الثامنة : سنة ١٣٨٢ هجرية

(حقوق الطبع محفوظة)

يطلب من
المكتبة التجارية الكبرى
بمصر ص. ب ٥٧٨

تحقيق وستاور

لا أعمل بسنة رسول الله ولكن القوم أسرفوا على أنفسهم على علم منهم أنه محرم عليهم ولكن غلب عليهم الشقاء ـ قال الخارجي فأبرأ مما خالف عملك ورد أحكامهم قال عمر أخبرني عن أبي بكر وعمر أليسا على حق، قال بلى قال أتعلم أن أبا بكر حين قاتل أهل الردة سفك دماءهم وسبى الذراري وأخذ الأموال قال بلى قال أتعلم أن عمر رد السبايا بعده إلى عشائرهم بغدية، قال نعم قال فهل برئ عمر من أبي بكر قال لا قال أفتبرءون أنتم من واحد منهما قال لا قال فأخبرني عن أهل النهروان وهم أسلافكم هل تعلم أن أهل الكوفة خرجوا فلم يسفكوا دما ولم يأخذوا مالا وأن من خرج إليهم من أهل البصرة قتلوا عبدالله بن خباب وجاريته وهي حامل قال نعم ـ قال فهل برئ من لم يقتل ممن قتل واستعرض قال لا قال أفتبرءون أنتم من إحدى الطائفتين قال لا قال أفيسعكم أن تتولوا أبابكر وعمر وأهل البصرة وأهل الكوفة وقد علمتم اختلاف أعمالهم ولا يسعني إلا البراءة من أهل بيتي والدين واحد، فاتقوا الله فإنكم جهال تقبلون من الناس ما رد عليهم رسول الله صلى الله عليه وسلم وتردون عليهم ما قبل، وتأمن عندكم من خاف عنده، ويخاف عندكم من أمن عنده، وإنكم يخاف عندكم من يشهد أن لا إله إلا الله وأن محمداً عبده ورسوله، كان من فعل ذلك عند رسول الله آمنا وحقن دمه وماله وأنتم تقتلونه، وتأمن عندكم سائر أهل الأديان فتحرمون دماءهم وأموالهم فقال الخارجي أرأيت رجلا ولي قوما وأموالهم فعدل فيهم أتسير ها بعده إلى رجل غير مأمون أتراه أدى الحق الذي يلزمه الله عزوجل أو تراه قد سلم قال عمر لا، قال أفتسلم هذا الأمر إلى يزيد من بعدك وأنت تعرف أنه لا يقوم فيه بالحق قال إنما ولاه غيري والمسلمون أولى بما يكون منهم فيه بعدي قال أفترى ذلك من صنع من ولاه حقا. وكان هذا السؤال الأخير محرجا لعمر فطالب النظرة في الإجابة عنه

وكانت هذه المناظرة سببا لأن أحد الرسولين شهد أن عمر على حق وأقام عنده فأمر له بالعطاء، أما الثاني فقال ما أحسن ما وصفت ولكني لا أفتات على المسلمين بأمر أعرض عليهم ما قلت، وأعلم ما حجتهم. فانظروا كيف فعل مع عمر هؤلاء الناس لما علم أنهم إنما خرجوا طلبا للآخرة ولكنهم أخطأوا طريقها فانه طلبهم وناظرهم ليعلمهم الحق ويكشف لهم عن أمره. وهذا من نهاية الرفق على أمته.

ومن أعماله العظيمة تركه لسب علي بن أبي طالب على المنابر وكان بنو أمية يفعلونه

فتركه وكتب إلى الأمصار بتركه وكان الذى وقر ذلك فى قلبه أنه لما ولى المدينة كان من خاصته عبيدالله بن عبدالله بن عتبة بن مسعود من فقهاء المدينة فبلغه عن عمر شىء عما يقول بنو أمية فقال عبيدالله متى علمت أن الله غضب على أهل بدر وبيعة الرضوان بعد أن رضى عنهم فقال لم أسمع ذلك قال فما الذى بلغنى عنك فى على فقال عمر معذرة إلى الله وإليك وترك ما كان عليه فلما استخلف وضع مكان ذلك ﴿ إن الله يأمر بالعدل والإحسان وإيتاء ذى القربى وينهى عن الفحشاء والمنكر والبغي يعظكم لعلكم تذكرون ﴾. فأى شر رفع وأى خير وضع وقال فى ذلك كثير عزة .

وليت فلم تشتم عليا ولم تخف ... بريا ولم تتبع مقالة مجرم
تكلمت بالحق المبين وإنما ... تبين آيات الهدى بالتكلم
وصدقت معروف الذى قلت بالذى ... فعلت فأضحى راضيا كل مسلم
ألا إنما يكفى الفتى بعد زيغه ... من الأود البادى نقاف المقوم

ومن إصلاحه أمره بعمل الخانات فى البلدان القاصية فقد كتب إلى سليمان بن أبى السرى أن اعمل خانات فمن مر بك من المسلمين فأقروه يوما وليلة وتعهدوا دوابهم ومن كانت به علة فأقروه يومين وليلتين وإن كان منقطعا فأبلغه بلده

ومما ذكر به أنه أبطل مغارم كثيرة كانت قد استحدثت فى عهد الحجاج بن يوسف فقد كتب إلى أمير العراق (أما بعد : فإن أهل الكوفة قد أصابهم بلاء وشدة وجور فى أحكام الله وسنة خبيثة سنها عليهم عمال السوء وإن قوام الدين العدل والإحسان فلا يكون شىء أهم إليك من نفسك فلا تحملها قليلا من الإثم ولا تحملها خرابا على عامر وخذ منه ما طاق وأصلحه حتى يعمر ولا يؤخذ من العامر الا وظيفة الخراج فى رفق وتسكين لأهل الأرض ولا تأخذن أجور الضرابين ولا هدية النوروز والمهرجان ولا ثمن الصحف ولا أجور النتوح ولا أجور البيوت ولا درهم النكاح ولا الخراج على من أسلم من أهل الذمة فاتبع فى ذلك أمرى فإنى قد وليتك من ذلك ما ولانى الله)

ومما فعله أنه نهى عن تنفيذ حكم بقتل أو قطع إلا بعد أن يراجع فيه بعد أن كانت الدماء قبله تراق من غير حساب بل على حسب هوى الأمير وماذا كر الحجاج عنكم ببعيد. ومن الحكمة أن لا يتساهل فى مثل هذه الحدود وضم رأى الخليفة إلى رأى القاضى الذى حكم ضمان كبير لأن يكون الحكم قد وقع موقعه .

البداية والنهاية

في التاريخ

للامام الحافظ المفسر المؤرخ عماد الدين ابى الفداء اسماعيل

ابن عمر بن كثير القرشى الدمشقى المتوفى سنة ٧٧٤ هـ

الجزء الثامن

مطبعة السعادة بجوار محافظة مصر

خلافة الحسن بن على رضى الله عنه وعن أبيه وأمه

قد ذكرنا أن عليا رضى الله عنه لما ضربه ابن ملجم قالوا له : استخلف يا أمير المؤمنين فقال : لا ولكن أدعكم كما تركـكم رسول الله ﷺ - يعنى بغير استخلاف - فان يرد الله بكم خيرا يجمعكم على خيركم كما جمعكم على خيركم بعد رسول الله ﷺ ، فلما توفى وصلى عليه ابنه الحسن - لأنه أكبر بنيه رضى الله عنهم - ودفن كما ذكرنا بدار الامارة على الصحيح من أقوال الناس ، فلما فرغ من شأنه كان أول من تقـدم إلى الحسن بن على رضى الله عنـه قيس بن سعد بن عبادة فقال له : ابسط يدك أبايعك على كتاب الله وسنة نبيه ، فسكت الحسن فبايعه ثم بايعه الناس بعده ، وكان ذلك يوم مات على ، وكان موته يوم ضرب على قول وهو يوم الجمعة السابع عشر من رمضان سنة أربعين ؛ وقيل إنما مات بعد الطعنة بيومين ، وقيل مات فى العشر الأخير من رمضان ، ومن يومئذ ولى الحسن ابن على ، وكان قيس بن سعد على إمرة أذربيجان حال ، تحت يده أربعون ألف مقاتل ، قد بايعوا عليّ على الموت ، فلما مات على ألح قيس بن سعد على الحسن فى التغيير لقتال أهل الشام ، فعزل قيساً عن إمرة أذربيجان ، وولى عبيد الله بن عباس عليها ، ولم يكن فى نية الحسن أن يقاتل أحداً ، ولكن غلبوه على رأيه ، فاجتمعوا اجتماعا عظيما لم يسمع بمثله ، فأمر الحسن بن على قيس بن سعد بن عبادة على المقدمة فى اثنى عشر ألفاً بين يديه ، وسار هو بالجيوش فى أثره قاصداً بلاد الشام ، ليقاتل معاوية وأهل الشام فلما اجتاز بالمدائن نزلها وقدم المقدمة بين يديه ، فبينما هو فى المدائن معسكراً بظاهرها إذ صرخ فى الناس صارخ : ألا إن قيس بن سعد بن عبادة قد قتل ، فثار الناس فانتهبوا أمتعة بعضهم بعضاً حتى انتهبوا سرادق الحسن ، حتى نازعوه بساطا كان جالساً عليه ، وطعنه بعضهم حين ركب طعنة أثبتوه وأشوته فكرههم الحسن كراهية شديدة ، وركب فدخل القصر الأبيض من المدائن فنزله وهو جريح ، وكان عامله على المدائن سعد بن مسعود الثقفى - أخو أبى عبيد صاحب يوم الجسر. فلما استقر الجيش بالقصر قال المختار بن أبى عبيد قبحه الله لعمه سعد بن مسعود : هل لك فى الشرف والغنى ؟ قال : ماذا ؟ قال : تأخذ الحسن بن على فتقيده وتبعثه إلى معاوية ، فقال له عمه : قبحك الله وقبح ما جئت به ، أغـدر بابن بنت رسول الله ﷺ ؟ ولما رأى الحسن بن على تفرق جيشه عنه مقتهم وكتب عنـد ذلك إلى معاوية بن أبى سفيان - وكان قد ركب فى أهل الشام فنزل مسكن يراوضه على الصلح بينهما ، فبعث إليه معاوية عبد الله بن عامر وعبد الرحمن بن سمرة ، فقدما على الكوفة فبـذلا له ما أراد من الأموال ، فاشترط أن يأخـذ من بيت مال الكوفة خمسة آلاف ألف درهم ، وأن يكون خراج دار أبجرد له ، وأن لا يسب على وهو يسمع ، فاذا فعل ذلك نزل عن الامر

نشريات المعهد الهولندي للآثار المصرية والبحوث العربية
القاهرة : ١

الإنبـاء في تاريخ الخلفاء

جمع

محمد بن علي بن محمد المعروف بابن العمراني

المتوفى في حدود سنة ٥٨٠ هجرية

تحقيق

وتقديم ودراسة

الدكتور قاسم السامرائي

ليدن

١٩٧٣

السيرة عادلا فى الرعية ، يعود المرضى ، ويشيّع الجنائز ويأخذ مال الله من وجهه ويصرفه فى حقه . وكان عمر بن الخطاب ـ رضوان الله عليه ـ جده لأمه . وكان قبل خلافته يلبس الحلة بألف دينار ويقول : ما أخشنها ، وحين ولى الخلافة كان قميصه وعمامته وجميع ما يكون على بدنه من ثوب واحد خشن وتحته جبّة صوف تلاقى جلده على بدنه ويقول : هذا لمن يموت كثير . وبعد وفاته رُئى فى المنام وهو على حلة حسنة وعليه ثياب فاخرة وهو جالس فى روضة نزهة فقيل له الرائى له فى المنام: يا أمير المؤمنين قل لى ما أعيده عنك إلى أهلك ورعيتك . فقال له عمر : قل لهم : « لمثل هذا فليعمل العاملون » [٦ ب] ثم تلا بعد ذلك قول الله تعالى : « تلك الدار الآخرة نجعلها للذين لا يريدون علوًا فى الأرض ولا فسادا والعاقبة للمتقين » . وكان بنو أمية يلعنون عليًّا ـ صلوات [الله] عليه وسلامه ـ على المنبر ثم ولى عمر بن عبد العزيز فقلع تلك اللعنة وبقيت هذه السنة بعده إلى اليوم[٣٥] . ومات يوم جمعة لخمس بقين من رجب سنة إحدى ومائة ، وكانت خلافته سنتين وخمسة أشهر وأربعة أيام ـ رضى الله عنه وقدس روحه ـ .

يزيد بن عبد الملك ، بويع له لخمس بقين من رجب سنة إحدى ومائة ، وتوفى يوم الخميس لخمس بقين من شعبان سنة خمس ومائة . فكانت خلافته أربع سنين وشهرا واحدا .

هشام بن عبد الملك ، أبو الوليد ، ويعرف بهشام الأحول ، بويع له بالخلافة فى رمضان سنة خمس ومائة وكانت وفاته لعشر خلون من ربيع الآخر سنة خمس وعشرين ومائة ، وكانت خلافته تسع عشرة سنة وسبعة أشهر وخمسة عشر يوما .

الوليد بن يزيد بن عبد الملك ، كنيته أبو العباس ، بويع له فى جمادى الأولى سنة خمس وعشرين ومائة . وحين بلغته وفاة هشام كان يقرأ فى المصحف فوضعه من يده وقال : هذا فراق بينى وبينك[٣٦] ثم قال : والله لأتلقين هذه النعمة بسكرة قبل الظهر فأخذ رطلا وشربه وثنّى وثلّث حتى سكر ونام ، وكان فاجرا [٧ أ] فاسقا

الصواعق المحرقة

في

الرد على أهل البدع والزندقة

ويليه كتاب

تطهير الجنان واللسان

عن الخطور والتفوه بثلب سيدنا معاوية بن أبي سفيان

كلاهما تأليف

المحدث أحمد بن حجر الهيتمي المكي

٨٩٩ — ٩٧٤ هـ

خرج أحاديثه وعلق حواشيه وقدم له

عبد الوهاب عبد اللطيف

الأستاذ المساعد بكلية أصول الدين بجامعة الأزهر

حق الطبع محفوظ للناشر

مكتبة القاهرة

لصاحبها: علي يوسف سليمان

شارع الصنادقية - بميدان الأزهر بمصر

شركة الطباعة الفنية المتحدة

بنی امیہ حضرت علیؓ کی تنقیص اور ان کو گالی گلوچ کرتے تھے

أكثر ما جاء في علي (١) وقال بعض المتأخرين من ذرية أهل البيت النبوي وسبب ذلك والله أعلم أن الله تعالى أطلع نبيه على ما يكون بعده مما ابتلي به علي وما وقع من الاختلاف لما آل إليه أمر الخلافة ، فاقتضى ذلك نصح الأمة باشهاره بتلك الفضائل لتحصل النجاة لمن تمسك به ممن بلغته ثم لما وقع ذلك الاختلاف والخروج عليه نشر من سمع من الصحابة تلك الفضائل وبثها نصحا للأمة أيضا ، ثم لما اشتد الخطب واشتغلت طائفة من بني أمية بتنقصه وسبه على المنابر ووافقهم الخوارج لعنهم الله بل قالوا بكفره اشتغلت جهابذة الحفاظ من أهل السنة ببث فضائله حتى كثرت نصحا للأمة ونصرة للحق .

ثم اعلم أنه سيأتي في فضائل أهل البيت أحاديث مستكثرة من فضائله فلتكن منك على ذكر فانه مر في كثير من الأحاديث السابقة في فضائل أبي بكر جمل من فضائل عليؓ واقتصرت هنا على أربعين حديثا لانها من غرر فضائله (الحديث الأول) أخرج الشيخان عن سعد بن أبي وقاص وأحمد والبزار عن أبي سعيد الخدري والطبراني عن أسماء بنت عميس وسلمة وحبشي بن جنادة وابن عمر وابن عباس وجابر بن سمرة وعلي والبراء بن عازب وزيد بن أرقم أن رسول الله صلى الله عليه وسلم خلف علي بن أبي طالب في غزوة تبوك فقال يا رسول الله تخلفني في النساء والصبيان ؟ فقال أما ترضى أن تكون مني بمنزلة هرون من موسى غير أنه لا نبي بعدي ، ومر الكلام على هذا الحديث مستوفى في الثاني عشر من الشبه (الحديث الثاني) أخرج الشيخان أيضا عن سهل بن سعد والطبراني عن ابن عمر وابن أبي ليلى وعمران بن حصين ، والبزار عن ابن عباس أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال يوم خيبر لأعطين الراية غدا رجلا يفتح الله على يديه يحب الله ورسوله ويحبه الله ورسوله ، فبات الناس يذكرون - أي يخوضون ويتحدثون ليلتهم - أيهم يعطاها فلما أصبح الناس غدوا على رسول الله صلى الله عليه وسلم كلهم يرجو أن يعطاها فقال أين علي بن أبي طالب فقيل يشتكي عينيه قال فأرسلوا إليه فأتي به فبصق رسول الله عليه وسلم في عينيه ودعا له فبرىء حتى كان كأن لم يكن به وجع فأعطاه الراية . وأخرج والترمذي عن عائشة رضي الله عنها كانت فاطمة أحب الناس إلى رسول الله ﷺ وزوجها علي أحب الرجال إليه (الحديث الثالث) أخرج مسلم عن سعد بن أبي وقاص قال لما نزلت هذه الآية . ندع أبناءنا وأبناءكم . دعا رسول الله ﷺ عليا وفاطمة وحسنا فقال اللهم هؤلاء أهلي

---

(١) وقال الذهبي في تلخيص الموضوعات لم يرو لاحد من الصحابة في الفضائل أكثر مما روى لعلي رضي الله عنه وهي ثلاثة أقسام صحاح وحسان وقسم ضعاف وفيها كثرة وقسم موضوعات وهي كثيرة إلى الغاية ولعل بعضها ضلال وزندقة انتهى وفي كتاب تنزيه الشريعة المرفوعة . قال الخليلي في الارشاد قال بعض الحفاظ تأملت ما وضعه أهل الكوفة في فضائل علي وأهل بيته فزاد على ثلاثمائة ألف والله أعلم .

خلافت و ملوکیت اور علمائے اہلِ سنت

ابو خالد محمد سلیم ایم اے

مکتبہ اہلِ سنت گوجرانوالہ

معاویہ نے نوے برس تک آل فاطمہؑ کی توہین حضرت علیؑ پر برسر منبر لعن کہلوایا

نہیں دیا۔ حدیثوں کی تدوین بنو امیہ کے زمانہ میں ہوئی۔ جنہوں نے پورے نوے برس تک سندھ سے اسپین تک کو یک اور اُندلس تک مساجد جامع میں آلِ فاطمہ کی توہین کی اور جمعہ میں سرِ منبر علیؑ پر لعن کہلوایا۔ سینکڑوں ہزاروں حدیثیں امیر معاویہ وغیرہ کے فضائل میں بنوائیں۔ عباسیوں کے زمانہ میں ایک ایک خلیفہ کے نام بنام پیش گوئیاں حدیثوں میں داخل ہوئیں لیکن نتیجہ کیا ہوا۔ عین اسی زمانہ میں محدثین نے علانیہ منادی کر دی کہ یہ سب جھوٹی روایتیں ہیں۔"

(سیرت النبیؐ حصہ اوّل ص ۶۶-۶۷)

لیجیے مؤرخ اسلام مولانا شبلی نعمانی بھی وہی بات فرماتے ہیں کہ (خلفائے) بنو امیہ نے پورے نوے برس پورے عالمِ اسلام میں جامع مساجد میں آلِ فاطمہ کی توہین کی اور جمعہ میں سرِ منبر (حضرت) علیؑ پر لعن کہلوایا۔

شاہ اسماعیل شہیدؒ
مولانا اشرف علی تھانویؒ

مولانا اشرف علیؒ تھانوی، حکایات الاولیاء میں شاہ اسماعیل شہیدؒ کے لکھنؤ میں کیے گئے ایک وعظ کا ذکر کرتے ہیں جس میں ان کا ایک مکالمہ ایک شیعہ سبحان خاں سے ہوا:

"شاہ شہیدؒ نے سبحان خاں سے پوچھا "کیا حضرت علیؓ کے دربار میں امیر معاویہؓ پر تبرّا ہوتا تھا؟" اُس نے کہا "نہیں۔ حضرت علیؓ

عہد معاویہ میں حضرت علیؓ کی شان میں بدگوئی ہوتی تھی

۱۲۱

کا دربار ہجو گوئی سے پاک تھا۔ پھر پوچھا کہ حضرت معاویہؓ کے یہاں حضرت علیؓ پر تبرا ہوتا تھا؟ کہا کہ بے شک ہوتا تھا۔ اس پر مولانا شہیدؒ نے فرمایا کہ اہلِ سنت الحمدللہ حضرت علیؓ کے مقلد ہیں اور روافض حضرت معاویہ کے۔" (حکایات الاولیاء ص ۱۲۴)

اس مکالمہ سے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ شاہ اسماعیل شہیدؒ اور ——— مولانا اشرف علی تھانوی اس امر واقعہ سے متفق ہیں کہ حضرت حضرت معاویہ کے دربار میں حضرت علیؓ کے خلاف تبرا بازی ہوتی تھی۔ اب اگر کوئی شخص ہٹ دھرمی کا ثبوت دے اور سبِ علیؓ کے امرِ واقعہ کا سرے سے انکار کر دے اور اس سلسلہ میں وارد روایات، اقوال اور تحریروں کو خرافات اور ہکواس قرار دینے سے بھی اجتناب نہ کرے تو اس کا علاج جوابِ ہا ہاں باشد نا موشتی کے سوا کیا ہو سکتا ہے۔ لیکن اسے نوٹ کر لینا چاہیے کہ اس بدزبانی اور گالیوں کی زد میں کون کون سی بزرگ ہستیاں آ رہی ہیں۔

قاضی زین العابدین سجاد میرٹھی

قاضی زین العابدین سجاد میرٹھی تاریخ ملت میں لکھتے ہیں:

"عمر بن عبدالعزیز کی اصلاحات کے سلسلہ میں سب سے بڑی اصلاح جو ان کے نامۂ اعمال میں سنہری حروف سے ثبت ہے۔ حضرت علیؓ کی شان میں بدگوئی کا انسداد ہے۔ عرصہ سے یہ دستور چلا آ رہا تھا کہ خلفاء بنی امیہ اور ان کے عمال خطبوں میں حضرت

عہد معاویہ میں حضرت علیؓ پر سب و شتم کرنا اکابر علماء کی آراء سے ثابت ہے

علیؓ پر لعن طعن کیا کرتے تھے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ مسندِ خلافت پر متمکن ہوئے تو آپ نے عمال کے نام حکم جاری فرمایا کہ خطبوں سے حضرت علیؓ پر لعن طعن کو خارج کر دیا جائے اور اس کی بجائے یہ آیۂ کریمہ پڑھی جائے ۔

اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ (تاریخِ ملت حصہ سوم ص ۲۶۴)

مولانا شاہ معین الدین احمد ندوی

مولانا شاہ معین الدین احمد ندوی "تاریخ اسلام" میں تحریر فرماتے ہیں :

"امیر معاویہ نے اپنے زمانہ میں برسرِ منبر حضرت علیؓ پر سب و شتم کی مذموم رسم جاری کی تھی ۔ اور ان کے تمام عمّال اس رسم کو ادا کرتے تھے ۔ مغیرہ بن شعبہ بڑی خوبیوں کے بزرگ تھے ، لیکن امیر معاویہ کی تقلید میں یہ بھی اس مذموم بدعت سے نہ بچ سکے ۔"

(تاریخ اسلام حصہ اول و دوم ص ۱۳-۱۴)

عباسی و بخاری صاحبان فرمائیں کہ گزشتہ صفحات میں جن اکابر علماء کی آراء سبِ علیؓ کے سلسلہ میں پیش ہوئی ہیں وہ علمائے اہلِ سنت ہیں یا کہ نہیں ؟ اگر یہ سب حضرات مسلّمہ علمائے اہلِ سنت ہیں تو ان کے خلاف رائے رکھنے والے کو کیا حق ہے کہ وہ اپنے آپ کو اہلِ سنّت میں شمار کرے ۔ اس کے لیے مناسب راستہ یہ ہے کہ وہ اپنے طبعی رجحان کے مطابق یزیدیت اور ناصبیت کا علم سنبھال لے اور لوگوں کو اپنی جدتِ فکر سے محظوظ کرے ۔

خلافت و ملوکیت
پر
اعتراضات کا تجزیہ

ملک غلام علی

اسلامک پبلیکیشنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ
۱۳۔ ای، شاہ عالم مارکیٹ، لاہور (پاکستان)

(۲) مسئلہ سبّ وشتم

میں نے ضروری آثار وشواہد کے ساتھ اس امر کا پورا ثبوت فراہم کر دیا تھا کہ سبِّ علی کی رسم کا آغاز امیر معاویہؓ نے کیا تھا اور حضرت عمر بن عبدالعزیز کے عہد تک یہ پورے زور شور سے جاری رہی تھی۔ مگر مجھے سخت حیرت ہے کہ مدیر البلاغ نے پھر میری باتوں کو غلط قرار دینے کی کوشش کی ہے اور میں بڑے دکھ اور افسوس کے ساتھ دوبارہ مجبوراً اس تکلیف دہ موضوع پر کلام کر رہا ہوں۔ انہوں نے میری تردید کرتے ہوئے پہلے اس روایت کا حوالہ دیا ہے جو میں نے البدایہ سے نقل کی تھی اور جس میں یہ مذکور ہے کہ امیر معاویہؓ نے حضرت سعدؓ ابن ابی وقاص کے سامنے حضرت علیؓ کے حق میں بدگوئی اور سبّ وشتم کا آغاز کر دیا۔ اس کے بعد مسلم کی جو روایت میں نے درج کی ہے، اُسے دوبارہ نقل کیا ہے جو یوں ہے:

"امر معاویة بن ابی سفیان سعداً فقال ما منعك ان تسب اباتراب۔ فقال اما ما ذکرت ثلاثا قالهن رسول الله صلے الله علیه وسلم فلن اسبه۔"

اس روایت کا ترجمہ بھی میرے الفاظ میں مولانا محمد تقی صاحب نے دے دیا ہے اور وہ یہ ہے:

"حضرت معاویہؓ نے حضرت سعدؓ کو حکم دیا، پھر کہا کہ آپ کو کس چیز نے روکا ہے کہ آپ ابوتراب (حضرت علیؓ) پر سبّ وشتم کریں۔ انہوں نے جواب دیا کہ جب میں ان تین ارشادات کو یاد کرتا ہوں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کے متعلق فرمائے تھے تو میں ہرگز ان پر سبّ وشتم نہیں کر سکتا۔"

اس پر مولانا عثمانی صاحب فرماتے ہیں کہ "سب سے پہلا سوال تو یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر اس ترجمہ کو درست مان لیا جائے، تب بھی اس کی روشنی میں اس قول کی دلیل کیسے مل گئی کہ "حضرت معاویہؓ خطبوں میں برسرِ منبر حضرت علیؓ پر سبّ وشتم کی بوچھاڑ کرتے تھے۔" بہتر ہوتا کہ عثمانی صاحب میرے غلط ترجمے کے ساتھ اپنا درست ترجمہ بھی درج فرما دیتے، اس کے بغیر آخر میری غلطی کی اصلاح کیسے ہو سکتی ہے؟ پھر میری اس ایک پیش کردہ روایت پر یہ سوال کتنا عجیب وغریب ہے کہ اس میں خطبوں میں برسرِ منبر سبّ وشتم کا ثبوت کیسے

سبِّ علیؓ کی رسم کا آغاز امیر معاویہؓ نے کیا تھا

روایاتِ الطّیّب

بُزرگانِ دارالعلوم کے
ایمان افروز، نادر واقعات

از

حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب
مہتمم دارالعلوم دیوبند

ادارۂ اسلامیات، ۱۹۰ انارکلی۔ لاہور

معاویہ کے دربار میں حضرت علیؓ پر تبرا ہوتا تھا

۸۷

اس نے کہا کہ نہیں۔ حضرت علی کا دربار ہجو گوئی سے پاک تھا۔
پھر پوچھا کہ حضرت معاویہ کے یہاں حضرت علی پر تبرا ہوتا تھا کہا بے شک تھا۔

اس پر مولانا شہیدؒ نے فرمایا کہ اہل سنت الحمد للہ حضرت علیؓ کے مقلد ہیں اور روافض حضرت معاویہؓ کے۔ اور پھر خود ہی اپنے امام کے حق میں زبانِ تنقیص بھی کھولتے ہیں اور ہم اپنے امام کے مقلد ہیں۔ کہ ان کو اور ان کے سوا سب صحابہ کو اپنا مقتدا جانتے ہیں۔

حکایت ۵۳

مولانا اسمٰعیل شہیدؒ جب سید صاحب کے قافلہ میں حج سے واپس ہوئے ہیں تو راستہ میں لکھنؤ میں بھی قیام ہوا اور وہیں حضرت شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کی خبر معلوم ہوئی۔ سید صاحب نے فرمایا کہ آپ دہلی ابھی چلے جائیں اور وہاں پہنچ کر تحقیقی اطلاع ہوئی یا نہیں اور مولانا شہیدؒ کو خاص اپنی سواری کا نقرئی رنگ کا گھوڑا سواری کے لیے دیا۔ مولانا شہید ادب کی وجہ سے گھوڑے پر سوار نہیں ہوئے کہ سید صاحب کا خاص گھوڑا ہے بلکہ لکھنؤ سے دہلی تک اس کی لگام تھام کر آئے۔

کتاب و سنّت کی روشنی میں ایک دستاویز

معیارِ صحابیّت

رافضیّت کی تاریکی میں لکھی گئی باتوں کا جواب

تالیف

الحاج ڈاکٹر علامہ خالد محمود زید مجدہم

ڈائریکٹر اسلامک اکیڈمی مانچسٹر

نائب امیر مرکزی جمعیّۃ علماء اسلام پاکستان

مرکز تحقیقات اسلامیہ

جامعہ علیہ اسلامیہ، امامیہ کالونی، لاہور

حضرت علیؓ مرتضیٰ نے شراب پی کر نماز پڑھائی

۱۵

اس پر مروج الذہب کا حوالہ دیا گیا ہے جو خالصتہً شیعوں کی کتاب ہے۔ پھر جمعہ کے دن کی قضا ہوئی نماز کسی نے اگلے بدھ پڑھی تو اس میں کون سی نیکی اور بدی کی تقسیم ہے۔ اور اس میں کیا حرج ہے؟

(۴) پھر یہ بھی جھوٹ ہے کہ حضرت طلحہؓ نے حضورؐ کے بعد آپ کی ازواج سے نکاح کا قصد کیا ہو۔ جب اللہ تعالیٰ نے انہیں امت کی مائیں کہہ دیا تو اب کوئی بدبخت حضورؐ کی وفات کے بعد ان ماؤں کے بارے میں اس طرح کی بات نہیں سوچ سکتا۔ ہاں اس آیت کے نازل ہونے سے پہلے کسی نادان نے نادانی میں ایسی بات کہی تو اب اللہ جل عزت نے اسے حرام ٹھہرایا۔ پیغمبر کی بیویوں کو مومنین کی مائیں کہا تو کیا اب یہ آیت نادانی میں ایسی بات کہنے والوں کے مومن ہونے کی شہادت نہیں ہاں اس آیت کے نازل ہونے کے بعد جو شخص اس کا قصد تک کرے وہ جیسا کافر ہوگا صحابی نہ ہوگا۔

بشیر حسین مذکور نے حدیث پر تفسیر کبیر سے جو عبارت نقل کی اس کے ان الفاظ کو دیکھیں:۔

ان بعض الناس قیل ھو طلحۃ بن عبید اللہ قال ... الخ

اہل علم سے مخفی نہیں کہ حضرت طلحہؓ کا نام لفظ قیل سے ذکر کیا گیا ہے جو ضعف منقولہ پر دلالت کرتا ہے کسی سند صحیح سے ثابت نہیں کہ حضرت طلحہؓ نے یہ بات کہی ہو۔ پھر بشیر حسین موصوف اسے اس طرح نقل کرتا ہے گویا یہ بات کسی صحابیؓ نے حضورؐ کی وفات کے بعد کہی ہے وہ لکھتا ہے:۔

"ایسے صحابی بھی تھے جنہوں نے حضورؐ کے بعد آپ کی ازواج سے نکاح کے ارادے کیئے" ص ۱۴

یہ کھلا جھوٹ ہے اور صحابہؓ پر افتراء ہے۔ کتاب کا حوالہ غلط پیش کیا ہے۔ کسی شخص نے حضورؐ کی وفات کے بعد نہ اس کا ارادہ کیا نہ یہ بات کہی نہ کوئی مسلمان یہ بات کہہ سکتا ہے۔ ازواج مطہرات کے اُمہات المومنین قرار دیئے جانے سے پہلے کسی نے یہ کہا ہو تو یہ البتہ گذرا ہوگا۔

(۵) خلفائے راشدینؓ میں سے ایک نے حضورؐ کی حیات میں شراب پی نشہ کی حالت میں نماز پڑھائی۔ اس میں سورۃ کافرون پڑھی اور اس میں وہ چار لا بھول گئے۔ اس پر یہ آیت اتری کہ اے مومنون نشہ کی حالت میں نماز کے قریب نہ جاؤ۔

فقدموا علیاً یصلی بھم المغرب فقرأ قل یاایھا الکافرون اعبد ما تعبدون۔ (ابن جریر جلد ۷ ص ۳۴)

ترجمہ۔ سو انہوں نے انہیں آگے کیا کہ مغرب کی نماز پڑھائیں۔ آپ نے قرأت اس طرح کی اور لا بھول گئے قل یاایھا الکافرون اعبد ما تعبدون ـــــ (لا چھوڑ دیا)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

صراطِ مستقیم

سیّد احمد شہیدؒ
شاہ اسمٰعیل شہیدؒ

ترجمہ
مولانا محمد اکرم بی اے جامعی

اسلامی اکیڈمی
۴۰ اردو بازار لاہور

الشیخ عبدالعزیز متع اللہ المسلمین بطول بقائہ و اعزنا وسائر المسلمین بمجدہ وعلائہ کی اور آپ کو آنجناب کے ساتھ طریقہ نقشبندیہ میں بیعت حاصل ہوئی اور حصول بیعت کے یمن اور آنجناب کی توجہات کی برکت سے آپ کو نہایت عجیب عجیب معاملات ظاہر ہونے کہ انہیں وقائع عجیبہ کے سبب طریق نبوت کے کمالات جو ابتدائے فطرت میں مندرج تھے۔ ان کی اب تفصیل اور شرح کی نوبت پہنچی اور مقامات طریق ولایت بھی اچھی جگہ پر جلوہ گر ہوئے۔ ان سب معاملات سے اوّل اور بہتر یہ ہے کہ آپ نے جناب رسالتمآب صلوات اللہ وسلامہٗ علیہ کو خواب میں دیکھا اور آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عدد چھوہارے اپنے ہاتھ مبارک سے آپ کو کھلائے۔ اس طرح سے کہ ایک ایک چھوہارا اپنے ہاتھ مبارک سے لے کر حضرت سیّد صاحب کے منہ میں رکھتے تھے اور بعد ازاں کہ آپ بیدار ہوئے آپ کے رویائے حقہ کا اثر ظاہر باہر اپنے نفس میں پاتے تھے اور اسی خواب کی بدولت ابتدائے سلوک نبوت حاصل ہو گیا۔ بعد ازاں ایک دن جناب ولایت مآب حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور سیدۃ النساء حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہما کو خواب میں دیکھا۔ پس جناب علی مرتضیٰؓ نے آپ کو اپنے دست مبارک سے غسل دیا اور آپ کے بدن کو خوب اچھی طرح شست و شو کی۔ جس طرح والدین اپنے بچوں کو شست و شو کرتے ہیں۔ اور جناب فاطمۃ الزہراؓ رضی اللہ عنہ نے نہایت عمدہ اور نفیس قیمتی لباس اپنے مبارک ہاتھوں سے آپ کو پہنایا۔ پس اس واقعہ کے سبب سے کمالات طریق نبوت نہایت جلوہ گر ہوئے۔ اور اجتبائے ازلی جو کہ ازل الآزال سے شیرہ تھی منصۂ شہود پر جلوہ گر ہوئی۔ اور عنایت ربانی اور تربیت رحمانی بلا واسطہ آپ کے حال کے متکفل ہوئی اور پے در پے معاملات اور بے شمار واقعات وقوع میں آئے۔ یہاں تک کہ ایک دن حضرت حق جلّ و علا نے آپ کا داہنا ہاتھ خاص اپنے دست قدرت میں پکڑ لیا اور کوئی چیز امور قدسیہ سے جو کہ نہایت رفیع اور

حیاتِ سیّد احمد شہید

حضرت مولانا سیّد احمد صاحبؒ بریلوی کے
حالات

از

محمد جعفر تھانیسریؒ

نفیس اکیڈمی
بلاسس اسٹریٹ ـــــــــــــــ کراچی ۱
قیمت :- بارہ روپے

[illegible] کے جماعت میں شریک ہوگیا اور جب بعد ادائے شرائط بخدمت مولانا صاحب کے تمام لوگ سلام علیک کیا تو بہت مسرور اور محظوظ ہو کر آپ نے فرمایا کہ باری تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ آپ آج کی شب اپنی مراد کو پہنچ گئے پس اس روز کے بعد سے آناً فاناً مراتب ترقیات و علوم [illegible] و حالات عجیب واردات غریب آپ پر ظاہر ہونے لگیں۔

حضرت علیؓ کی زیارت اس معاملۂ عجیبہ کے بعد صاحب مخزن بحوالۂ راہ مستقیم لکھتا ہے کہ ایک خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین چھوارے اپنے دست مبارک سے سید صاحب کے منہ میں ایک دوسرے کے بعد رکھ کر بہت پیار محبت سے کھلائے اور جب آپ بیدار ہوئے تو ان چھواروں کی ٹیپ ابھی آپ کے دہان مبارک سے جویدا تھی۔ اس کے بعد ایک دن حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور جناب سیدہ [illegible] رضی اللہ عنہا کو سید صاحب نے خواب میں دیکھا۔ اس رات کو حضرت علیؓ نے اپنے دست مبارک سے آپ کو نہلایا اور حضرت فاطمہؓ نے ایک لباس اپنے ہاتھ سے آپ کو پہنایا۔ اس واقعات کے بعد کمالات طریقۂ نبوت کے نہایت آب و تاب کے ساتھ آپ پر جلوہ گر ہونے لگے اور وہ عنایات ازلی جو مکنون اور محجوب تھی ظاہر ہو گئی اور تربیت [illegible] بواسطہ کسی کے مشکل حال آپ کے ہو گئی اور نہایت عجیب و غریب معاملات آپ [illegible] ہونے لگے یہاں تک کہ ایک دن ایک رویاء صادقہ میں اللہ رب العزت نے اپنے دست [illegible] سے سید صاحب کا ہاتھ پکڑ کر ایک چیز نہایت متبرکہ سے جو نہایت رفیع [illegible] آپ کے سامنے رکھ کر فرمایا کہ تجھ کو یہ چیز اب عنایت ہوتی ہے اور اس کے [illegible] چیزیں تجھ کو عنایت فرماویں گے۔

سید صاحب کو بیعت لینے کی اجازت انھیں ایام میں ایک شخص نے سید صاحب سے درخواست بیعت کی تھی۔ مگر ان ایام [illegible] سید صاحب علی العموم ہر کسی کی بیعت نہ لیتے تھے اس واسطے اس شخص کی درخواست [illegible] فرمایا۔ تب وہ شخص نہایت عجز و انکساری سے عرض کرنے لگا اس وقت [illegible] ایک روز اور توقف کرو اس کے بعد جو مناسب وقت ہوگا کیا جائے گا اس کے بعد سید صاحب نے برائے استخارہ اور طلب اذن بیعت کے جناب [illegible] سے التجائی کہ ایک سادہ کاغذ سے لیا اور اس پر سے [illegible]

تتمة المختصر في أخبار البشر

(تاريخ ابن الوردي)

للأستاذ العلّامة الشيخ
زين الدين عمر بن الوردي

اشراف وتحقيق
أحمد رفعت البدراوي

الجزء الأول

الناشر
دار المعرفة
بيروت - لبنان

سنة إحدى وأربعين :

قيل : ان علياً تجهز قبل موته لقتال معاوية وبايع أربعين ألفاً على الموت فاتفق قتله ، فلما بويع الحسن بلغه مسير أهل الشام مع معاوية لقتاله ، فتجهز الحسن في ذلك الجيش وسار عن الكوفة في لقاء معاوية ووصل المدائن ، وجعل على مقدمته قيس بن سعد في اثني عشر ألفاً وقيل : بل عبيد الله بن عباس ، وجرى في عسكره فتنة قيل : نازعوا الحسن بساطاً تحته فدخل المقصورة البيضاء بالمدائن ونفر قلبه من ذلك العسكر ، فكتب إلى معاوية واشترط شروطاً إن أجابه اليها سمع وأطاع ، فأجابه معاوية إليها . والشروط : أن يحكم بما في بيت مال الكوفة ، وخراج دار ابجرد من فارس ، وأن لا يسب علياً . فلم يجب إلى الكف عن السب ، فطلب أن لا يسب وهو يسمع ، فأجابه وما وفى به ، وقيل : أنه وصله بأربعمائة ألف درهم ولم يصله شيء من خراج دار أبجرد .

ودخل معاوية الكوفة وبايعه الناس ، وجرت بين قيس بن سعد بن عبادة وعبيد الله بن عباس وبين معاوية مراسلات آخرها المبايعة بمن معهما وشرطا أن لا يحاربا بقتال ولا دم ، ووفى لهما معاوية ، ولحق الحسن بالمدينة واهل بيته .

وقيل : سلم الأمر الى معاوية في ربيع الأول سنة احدى وأربعين، وقيل: في ربيع الآخر ، وقيل : في جمادي الاولى . وعلى هذا فخلافته[1] على القول الأول ستة أشهر ونحو نصف شهر وعلى الثاني ستة أشهر وكسر .

وأقام الحسن بالمدينة إلى أن توفي بها في ربيع الأول سنة تسع وأربعين[2] ، وسنه بالمدينة ستة ثلاث من الهجرة ، وهو أكبر من الحسين بسنة وكان مطلقاً

---

(1) لحديث سفينة : أن النبي صلى الله عليه وسلم قال : الخلافة بعدي ثلاثون سنة ثم تكون ملكاً عضوضاً . وكان آخر الثلاثين يوم خلع الحسن نفسه من الخلافة .

(2) وقيل أن زوجته جعدة بنت الاشعث سمته . قيل : بأمر معاوية وقيل : بأمر يزيد لطمعها بالتزوج بها ولم يف .

شرائط صلح کی خلاف ورزی امیر معاویہ نے حضرت علیؑ پر تبرا کا سلسلہ جاری رکھا

مجموع فتاوى
شيخ الاسلام احمد بن تيمية

قدس الله روحه

جمع وترتيب الفقير إلى الله

عبد الرحمن بن محمد بن قاسم العاصمي النجدي الحنبلي

وساعده ابنه محمد وفقهما الله

المجلد الرابع

الطبعة الثالثة ١٤٠٣ هـ

مكتبة ابن تيمية
الجامعة لنشر الكتب السلفية

محبان عثمانؓ حضرت علیؓ سے منحرف، ان سے بغض، اور ان پر سب و شتم کرتے تھے

أوساخ الناس، وقد قال بعض السلف: حب أبي بكر وعمر إيمان، وبغضهما نفاق. وفي المسانيد والسنن أن النبي صلى الله عليه وسلم قال للعباس — لما شكا اليه جفوة قوم لهم قال: «والذي نفسي بيده لا يدخلون الجنة حتى يحبوكم من أجلي».

وفي الصحيح عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه قال: «ان الله اصطفى بني اسماعيل، واصطفى بني كنانة من بني اسماعيل، واصطفى قريشا من كنانة، واصطفى بني هاشم من قريش، واصطفاني من بني هاشم».

وقد كانت الفتنة لما وقعت بقتل عثمان وافتراق الامة بعده، صار قوم ممن يحب عثمان ويغلو فيه ينحرف عن علي رضي الله عنه، مثل كثير من أهل الشام، ممن كان اذ ذاك يسب علياً رضي الله عنه ويبغضه.

وقوم ممن يحب علياً رضي الله عنه ويغلو فيه ينحرف عن عثمان رضي الله عنه، مثل كثير من أهل العراق، ممن كان يبغض عثمان ويسبه رضي الله عنه.

ثم تغلظت بدعتهم بعد ذلك، حتى سبوا أبا بكر وعمر رضي الله عنهما وزاد البلاء بهم حينئذ.

والسنة محبة عثمان وعلي جميعا، وتقديم أبي بكر وعمر عليهما رضي الله

كِتابُ
العِقدُ الفَرِيدُ
الجزء الثالث

تأليف

أبي عمر أحمد بن محمد بن عبد ربه الأندلسي

شرحه وضبطه وعنون موضوعاته

أحمد أمين ، أحمد الزين ، إبراهيم الابياري

دار الأندلس
للطباعة والنشر والتوزيع

حضرت علیؑ کو مست اونٹ کی طرح پکڑ کر لایا جاتا تھا

ولا قائد يُرشده، دعاه الهوى فأجابه، وقاده فاتبعه. زعمتَ أنك إنما أفسد عليك بعني خُفُوري[1] لعثمان. ولعمري ما كنتُ إلا رجلاً من المهاجرين أوردتُ كما أوردوا، وأصدرتُ كما أصدروا. وما كان الله ليجمعهم على ضلالة ولا ليضربهم بالعمى. وما أمرتُ فلزمتني خطيئةُ الأمر، ولا قتلتُ فأخاف على نفسي قصاص القاتل. وأما قولُك إن أهل الشام هم حُكام أهل الحجاز. فهات رجلاً من أهل[2] الشام يُقبل في الشورى او تحلّ له الخلافة، فإن سَمَّيتَ تكذّبك المهاجرون والأنصار. يبقى تأتيك به من أهل[2] الحجاز. وأما قولُك: ادفع إليّ قتلة عثمان. فما أنت وذاك؟ وها هنا بنو عثمان، وهم أولى بذلك منك. فإن زعمتَ أنك أقوى على طلب دم عثمان منهم، فارجع إلى البيعة التي لزمتك وحاكم القومَ إليّ. وأما تمييزك بين أهل الشام والبصرة، وبينك وبين طلحة والزبير. فلعمري ما الأمر هناك إلا واحد. لأنها بيعة عامة لا يثنّى فيها النظر ولا يُستأنف فيها الخيار. وأما قرابتي من رسول الله ﷺ وسابقتي في الإسلام، فلو أستطعت دفعه لدفعته.

وكتب معاويةُ إلى عليّ: أما بعد. فإنك قتلتَ ناصرك، واستنصرت واتركَ. فلم تُرمِ بسهام تُزكيه الريح ولا يُطفئه الماء. فإذا وقع وقب[3]، وإذا مسّ تقصّد. فلا تحسبني كسُحيم أو عبد القيس أو حُلوان الكاهن.

فأجابه عليّ: أما بعد. فوالله ما قتل ابنَ عمّك غيرُك، وإني أرجو أن أُخفك به على مثل ذنبه وأعظم من خطيئته. وإن السيف الذي ضربتُ به أهلك[4] لمعي دائم. والله ما استحللتُ ذنباً، ولا استبدلتُ نبيّاً، وإني على المِنهاج الذي تركتُموه طائعين، وأقمتم فيه كارهين.

وكتب معاوية إلى عليّ بن أبي طالب: أما بعد. فإن الله أصطفى محمداً وجعله الأمين على وحيه، والرسول إلى خلقه، وآختار له من المسلمين أعواناً أيّده بهم، وكثّرهم في صوارهم عنده على قدر فضائلهم في الإسلام، فكان أفضلهم في الإسلام وأشبههم بالله ورسوله الخليفةُ، وخليفةُ الخليفة، والخليفة الثالث، فكلّهم حسدْتَ، وعلى كلهم بغيتَ. عرفنا ذلك في نظرك الشَّزر، وتنفُّسك الصُّعداء، وإبطائك على

---

[1] في بعض الأصول: «أخفر الذمة، إذا لم يف بها: والخفور، هو الإخفار نفسه من قبل المخفر، من غير فعل». ويقال: خفرت الذمة خفرا (البناء للمجهول) خفورا، إذا لم يوف بها ولم تتم. وفي بعض الأصول: «خفرتي».

[2] في بعض الأصول: «قريش».

[3] في بعض الأصول: «وقب».

[4] في بعض الأصول: «أبيك وأهلك».

الخلفاء، وأنت في كل ذلك تُقاد كما يُقاد البعير المَخْشوش[1]، حتى تُبايع وأنت كاره.

ولم تكن لأحد منهم أشدَّ حسداً منك لابن عمك عثمان، وكان أحقهم أن لا تفعل ذلك في قرابته وصِهْره. فقطعتَ رحمه، وقبَّحت محاسنه، وألَّبت عليه الناس، حتى ضُربت إليه آباطُ الإبل، وشُهر عليه السلاح في حَرم الرسول، فقُتل معك في المحلَّة وأنت تسمع في داره الهائعة[2]، لا تُؤدِّي عن نفسك في أمره بقَوْلٍ ولا فعل برّ. أقسم قسماً صادقاً لو قمتَ في أمره مقاماً واحداً تنهى الناس عنه ما عَدل بك ممن قبلنا من الناس أحد ولَمحا ذلك عنك ما كانوا يعرفونك به من المجانبة لعثمان، فهم بطانتك وعَضُدك وأنصارك. فقد بلغني أنك تَنْتفي من دمه، فإن كنت صادقاً فادفع إلينا قتلته نَقتلهم به، ثم نحن أسرعُ الناس إليك، وإلا فليس لك ولا لأصحابك عندنا إلا السَّيف. والذي نفسُ معاوية بيده لأطلبنَّ قتلةَ عثمان في الجِبال والرِّمال والبَرّ والبحر حتى نقتلهم أو تَلحقَ أرواحُنا بالله.

فأجابه عليّ: أما بعد. فإنَّ أخا خَوْلان قَدِم عليّ بكتاب منك تَذكر فيه محمداً ﷺ وما أنعم الله به عليه من الهُدى والوَحْي. فالحمدُ لله الذي صَدقه الوعد، وتَمم له النصر، ومكَّنه في البلاد، وأظهره على الأعادي من قومه، الذين أظهروا له التَّكذيب، ونابذوه بالعداوة، وظاهروا على إخراجه وإخراج أصحابه، وألَّبوا عليه العرب، وحَزَّبوا الأحزاب، حتى جاء الحق وظهر أمر الله وهم كارهون. وذكرتَ أن الله اختار من المسلمين أعواناً أيَّده بهم، فكانوا في منازلهم عنده على قدر فضائلهم في الإسلام، فكان أفضلهم في الإسلام[3] وأنصحه لله ولرسوله الخليفةُ من بعده. ولعمري إن كان مكانُها[4] في الإسلام لعظيما، وإن كان المُصاب بهما[5] لجُرْحا في الإسلام شديداً، فرحمهما الله وغفر لهما. وذكرتَ أنَّ عثمان كان في الفضل ثالثاً، فإنْ كان مُحسناً فسيلقى ربّاً شكوراً يُضاعف له الحسنات ويُجزيه الثوابَ العظيم، وإن يك مُسيئاً فسيلقى ربّاً غفوراً، لا يتعاظمه ذنبٌ يغفره. ولعمري إني لأرجو إذا الله أعطى الأشبه[6] أن يكون سَهْمُنا أهلَ البيت أوفرَ نصيب. وأيم الله، ما رأيتُ ولا سمعتُ بأحد كان

(١) يقال: حششت البعير فهو مخشوش، إذا جعلت في أنفه خشاشا، وهو ما يدخل في عظم أنف البعير من خشب.

(٢) الهائعة: الصوت الشديد تفزع منه.

(٣) في بعض الأصول: «أفضلهم ابن عمك في الإسلام».

(٤) في بعض الأصول: «مكانهم».

(٥) في بعض الأصول: «بهم».

(٦) في بعض الأصول: «الإسلام».

فيض الباري

على صحيح البخاري

من إملاء الفقيه المحدث الأستاذ الكبير

إمام العصر الشيخ محمد أنور الكشميري ثم الديوبندي

المتوفى سنة ١٣٥٢ هـ

مع حاشية البدر الساري إلى فيض الباري

من صاحب الفضيلة الأستاذ محمد بدر عالم الميرتهي

من أساتذة الحديث بالجامعة الإسلامية بديوبند

٢

طبع على نفقة

« إدارة جمعية علماء الترانسفال » في جوهانسبرج (أفريقية الجنوبية)

تحت إشراف « المجلس العلمي » بديوبند - سهارنفور (الهند)

حقوق الطبع محفوظة للإدارة المذكورة

الطبعة الأولى

١٣٥٧ هـ - ١٩٣٨ م

مطبعة حجازي بالقاهرة

باب (الخروج إلى المصلى) واعلم أن السنة أن يخرج الإمام بدون منبر فإن النبي ﷺ هكذا كان يخرج ولم يكن منبر بالمصلى أيضاً نعم يعلم من الروايات أنه كان هناك موضع مرتفع يخطب عليه لما فى البخارى « ثم نزل » ثم بناه كثير بن الصلت فى عهد الخلفاء من ابن وطين ثم إن من السنة تقديم الصلاة على الخطبة وإنما قدمها مروان على الصلاة لأنه كان يسب علياً رضى الله عنه وكان الناس يقومون عنها فقدمها على الصلاة لهذا وأما تقديم عثمان رضى الله عنه فكان لمصلحة أخرى (١)

قوله : « أحب إلى من شاتين » أى إحداهما التى ذبحتها ولم تعتبر والثانية هذه كانت تلك أحب شاتيه لا أن تلك كانت أسمن وأحب من الشاتين

باب (المشى والركوب الخ) واعلم أنه لم يثبت الأذان والإقامة للعيدين فى عهد النبى ﷺ وإنما تفرد به ابن الزبير رضى الله عنه وكم له مثل هذه التفردات كما مر من قبل ، نعم كان بلال ينادى بالصلاة جامعة ولذا أجيز بنحوه فى الكسوف أيضاً ونعم ما قال أحمد رحمه الله تعالى الأصل فى العبادات أن لا يشرع منها إلا ما شرعها الله والأصل فى المعاملات أن لا يحذر منها إلا ما حذر الله منه

باب (الخطبة بعد الصلاة) حدثنا أبو عاصم أنا ابن جريج قال أخبرنى حسن بن مسلم عن طاوس — واعلم أن الحسن هذا من أخص تلامذة طاوس وهو يسأل عن رفع اليدين ويحققه عن طاوس فعلم أن رفع اليدين ليس شيئاً بديهيا كما فهمه الخصوم ثم الحسن هذا من رواة البخارى

قوله : « لم يصل بعدها » وفى البحر لا يصلى فيه صلاة الضحى أيضا وإن اعتاد بها وعن على رضى الله عنه أنه رأى رجلا يصلى بالمصلى فقال له الناس ألا تنهى عنها قال لم أر النبى ﷺ يصليها فى ذلك اليوم إلا أنى لا أمنعه خشية أن أدخل فى قوله أرأيت الذى ينهى عبداً إذا صلى . وقال

حكم عام كما خص هذا الرجل ههنا وعند الترمذى أنه أباح لامرأة النياحة لما استأذنته فيها وأصرت عليه أن يؤذن لها فى النياحة مرة قضاء عما كانت عليها لأحد فى زمن الجاهلية وقوله لرجل جاءه يستخبره عما يجب عليه وجوابه اياه والله لا أزيد على هذا ولا أنقص فقال له أفلح الرجل وأبيه ان صدق على ما مر تقريره وقوله لرجل ظاهر من امرأته ثم واقعها فى رمضان ولم يستطع أداء الكفارة على وجه — وقوله لرجل لم يبق عنده الاعتود فى الأضحية ضح به أنت ولا تجزى لأحد بعدك .

(١) يقول العبد الضعيف قال الحافظ رحمه الله تعالى إن عثمان راعى مصلحة الجماعة فى إدراكهم الصلاة وروى مثله عن عمر وضعفوه ونظر فيه الحافظ رحمه الله تعالى وجمع بوقوعه عنه نادراً أو الترجيح بما روى عن ابن عباس رضى الله تعالى عنه فى الصحيحين وسيأتى عند البخارى بعد حديث .

مروان بن حكم حضرت علی رضی اللہ عنہ کو سب و شتم کرتا تھا

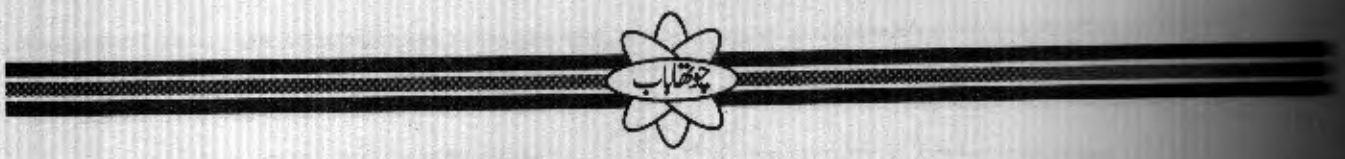

البداية والنهاية

في التاريخ

للامام الحافظ المفسر المؤرخ عماد الدين ابى الفداء اسماعيل

ابن عمر بن كثير القرشى الدمشقى المتوفى سنة ٧٧٤ هـ

الجزء الثامن

مطبعة السعادة بجوار محافظة مصر

ذو التاج ، لأنه كان إذا اعتم لا يعتم أحد يومئذ إعظاما له ، وكان سعيد هذا من عمال عمر على السواد ، وجعله عثمان فيمن يكتب المصاحف لفصاحته ، وكان أشبه الناس لحية برسول الله ﷺ وكان فى جملة الاثنى عشر رجلا ، الذين يستخرجون القرآن و يعلمونه و يكتبونه ، منهم أبى بن كعب وزيد بن ثابت . واستنابه عثمان على الكوفة بعد عزله الوليد بن عقبة ، فافتتح طبرستان وجرجان ونقض العهد أهل أذربيجان فغزاهم ففتحها ، فلما مات عثمان اعتزل الفتنة فلم يشهد الجمل ولا صفين فلما استقر الأمر لمعاوية وفد إليه فعتب عليه فاعتذر إليه فعذره فى كلام طويل جداً ، وولاه المدينة مرتين ، وعزله عنها مرتين بمروان بن الحكم ، وكان سعيد هذا لا يسب عليا ، ومروان يسبه وروى عن النبى ﷺ ، وعن عمر بن الخطاب ، وعثمان ، وعائشة ، وعنه ابناه عمرو بن سعيد الاشدق وأبو سعيد وسالم بن عبد الله بن عمر ، وعروة بن الزبير ، وغيرهم ، وليس له فى المسند ولا فى الكتب الستة شئ . وقد كان حسن السيرة ، جيد السريرة ، وكان كثيراً ما يجمع أصحابه فى كل جمعة فيطعمهم ويكسوهم الحلل ، ويرسل إلى بيوتهم بالهدايا والتحف والبر الكثير ، وكان يصر الصرر فيضعها بيدى المصلين من ذوى الحاجات فى المسجد . قال ابن عساكر : وقد كانت له دار بدمشق نعرف بعده بدار نعيم ، وحمام نعيم ، بنواحى الديماس ، ثم رجع إلى المدينة فأقام بها إلى أن مات ، وكان كريما جواداً ممدحاً . ثم أورد شيئاً من حديثه من طريق يعقوب بن سفيان : حدثنا أبو سعيد الجدى ثنا عبد الله بن الاجلح ثنا هشام بن عروة عن أبيه أن سعيد بن العاص قال : إن رسول الله ﷺ قال : « خياركم فى الاسلام خياركم فى الجاهلية » وفى طريق الزبير بن بكار : حدثنى رجل عبد العزيز بن أبان حدثنى خالد بن سعيد عن أبيه عن ابن عمر قال : جاءت امرأة إلى رسول الله ﷺ ببرد . فقالت : إنى نذرت أن أعطى هذا الثوب أكرم العرب ، فقال : « اعطه هذا الغلام » - يعنى سعيد بن العاص - وهو واقف ، فلذلك سميت الثياب السعيدية وأنشد الفرزدق قوله فيه

ترى الغُرَّ الجحاجح من قريش * إذا ما الخطب فى الحدثان عالا
قياماً ينظرون إلى سعيد * كأنهم يرون به هلالا

وذكر أن عثمان عزل عن الكوفة المغيرة وولاها سعيد بن أبى وقاص ، ثم عزله وولاها الوليد ابن عتبة ، ثم عزله وولى سعيد بن العاص ، فأقام بها حينا ، ولم تحمد سيرته فيهم ولم يحبوه ، فركب مالك بن الحارث - وهو الأشتر النخعى - فى جماعة إلى عثمان وسألوه أن يعزل عنهم سعيدا ليعزله ، وكان عنده بالمدينة فبعثه إليهم ، وسبق الأشتر إلى الكوفة فخطب الناس وحثهم على منعه الدخول إليهم ، وركب الأشتر فى جيش يمنعوه من الدخول ، قيل تلقوه إلى العذيب ، - وقد سعيد بالرعنة - فمنعوه من الدخول إليهم ، ولم يزالوا به حتى ردّوه إلى عثمان ، وولى الأشتر أبا موسى

مروان بن حکم نے حضرت علی کی توہین کرنا

نحمد ونصلی

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ

فقد اختص سبحانہ وتعالیٰ بغایۃ رحمت

امام الواصلین قدوۃ المحدثین قطب زمانہ وجہبذ اوانہ العارف باللہ

مولانا الحاج ابا محمد رشید احمد الانصاری الانگوہی قدس اللہ سرہ العزیز

فقد کان من ذوات الحدیث ورواستہ وفقہ الدین ودراستہ ما قد نخ عنہ عامۃ الخلف والاکثر

عاکفین ببابہ قد ضربوا اکباد الابل من اعماق الغبراء یردون اعتابہ طمشی فیرتودن حتی تخرج الری من ظفارہم

ویقصدون بابہ حیاری تائہین فیرجعون ائمۃ ہداۃ یزورون العالم بانوارہم اعنی قلل المعارف فلا تبین

منزلۃ بین مرتبۃ اہل التحقیق الاکارفع علم بین الشواح الراسیات وہذا افادۃ علی الجامع للامام الترمذی

ان تتوای عرفتہا الارض

الکوکب الدری

الجزء الاول

الغابر فی افق السموات

جہبذ اہل الفقہا وصدر الحکماء العلامۃ اتقی الباع الذکی الحافظ اللوذعی العلامۃ الشیخ مولانا محمد یحییٰ الکاندھلوی

درس سرا لدی قرأۃ ابہات الحدیث علی حضرۃ الامام ونظم المطلوب بنجلۃ العلامۃ الحافظ الحاج محمد زکریا

شیخ الحدیث بمظاہر العلوم (رزقہ اللہ علی قلل المرادات ورزقہ من فضلہ اسنی المقامات) لطبعہا ونشر علم تیسیر

لتلامذہ ساعۃ بساعۃ بلوامع عظیمۃ وصرف لہ دہرہ ثم لما اشتد من الاخوان والاکابر الالحاح والاصرار ولم

یقبلوا منہ شیئا من وجوہ التوقف والاعتذار بادر الی اسعاف ما مولہم فشمر عن ساق الجد

واسہر اللیالی بالسعی والکد فارتفع المشکلات وفتح المغلقات وزین الحواشی

بغرر البیان وطرزہا بجواہر التبیان فجاء بحمد اللہ علی احسن ما یرام وانفع شیٔ

للانام فقام بطبعہ ونشرہ الراجی فلاح یوم الدین

غفرلہ لوالدیہ ولمشائخہ اجمعین) الناظم المکتبۃ الیحیویہ سہارنپور

علیہ التکلف فی تحصیل الطیب بسئلۃ عن احد او بشراء ونحوہ وانما ذلک لو کان الطیب فی اہلہ وان لم یکن الطیب الخ

ابواب العیدین

محا بعض طلبۃ العوام لفظ الیاء والنون الذی ہو علامۃ التثنیۃ لما رأی الاحادیث الواردۃ بعد ہذا لیست فی الاضحی والصحیح خلافہ اذ اکثر احکام الاحادیث الآتیۃ مشترکۃ بینہما ومع ذلک فقد قال فی الباب الاخیر ولا یطعم یوم الاضحی حتی یرجع ص۲۵۲ قولہ من السنۃ ان الخ ہذا اذا اعتیاد وہو الظاہر فترکہ خلاف لما ہو اولی لہ واما عبادۃ فترکہ مکروہ تنزیہا یعنی بہ انہ من سنن الہدی او من السنن الزوائد فان قولہ من السنۃ شامل لہما والوجہ فی الامر بالاکل قبل الخروج الی المصلی قطع العرق مما یلزم من صورۃ الزیادۃ علی ما فرضہ اللہ تعالی من الصیام فان امساک ہذا القدر من الوقت صوم ظاہرا وان لم یعتبرہ الشارع مالم یتم مع النیۃ باب فی صلوۃ العیدین قبل الخطبۃ ہذا دفع لما لعلہم یتوہمون من تقدیم مروان الخطبۃ سنیۃ ولما لعلہم یقیسون العیدین علی الجمعۃ ولیس کذلک لان خطبۃ الجمعۃ شرط لہا والشرط مقدم علی ما ہو شرط لہ ولا کذلک فی العید قولہ ویقال ان اول من خطب قبل الصلوۃ مروان بن الحکم ای بنیۃ فاسدۃ والا فقد فعل ذلک قبلہ عثمان بن عفان رض فاما عثمان رضی اللہ تعالی عنہ فانما قدم الخطبۃ لما کثر الناس وازدحم المسلمون فکان یری فی خطبتہ افواج الناس یاتون الی المصلی فقدم الخطبۃ لئلا تفوت المسلمین صلوتہم فکان فعلہ ذلک حسنا لم ینکرہ علیہ احد من الصحابۃ والتابعین وامامروان فکان یعرض فی خطبتہ باہل بیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم ویسیئ الادب بہم فلما رأی الناس ذلک وان لیس لہم صبر علی استماع اذاہم رضی اللہ عنہم جاوا یذہبون اذا فرغوا من الصلوۃ وترکوا خطبۃ مروان ان یسمعوہا فقدم مروان الخطبۃ علی الصلوۃ لیلجئہم الی سماعہا فکان فعلہ ذلک خبثا ظاہرا فانکروا علیہ باب ان صلوۃ العیدین بغیر اذان ولا اقامۃ ہذا لیس نفیا للاعلام مطلقا بل ہذا نفی للاعلام بطریق مخصوص لکنہ یعلم من بعض الروایات انہ

ف۱ وفی الدر المختار ندب یوم الفطر اکلہ حلوا وتمرا قبل الصلوۃ واستیاکہ وانتضاحہ قال ابن عابدین الندب قول البعض وعد الصنف افضل بقاعا من السنن والصحیح ان الکل سنۃ اھ ۱۲۔ ف۲ بل ہی سنۃ قال الشامی عن البحر حتی لو لم یخطب اصلا صح واساء لترک السنۃ ولو قدمہا علی الصلوۃ صحت واساء ولا تعاد الصلوۃ اھ ۱۲۔ ف۳ فقد اخرج السیوطی فی اولیات عثمان من تاریخ الخلفاء انہ اول من قدم الخطبۃ فی العید علی الصلوۃ واخرج ایضا قال الزہری اول من احدث الخطبۃ قبل الصلوۃ فی العید معویۃ اخرجہ عبد الرزاق اھ قلت والجمع بینہما غیر متعذر اذا ثبت ذلک والا فانکر ابو الطیب شارح الترمذی لروایۃ البخاری عن ابی سعید الخدری فلم یزل الناس علی ذلک ای علی ابتداء الصلوۃ قبل الخطبۃ حتی خرجت مع مروان الحدیث ۱۲۔ ف۴ ما افادہ الشیخ رح من جواز الاعلام بغیر الاذان صرح بذلک الشیخ سراج شارح الترمذی فقال یندب عند الائمۃ الاربعۃ ان ینادی لہا بالصلوۃ جامعۃ وکذا حکی غیرہ عنہم کما فی الاوجز وحکی الزرقانی عن المالکیۃ والجمہور ان لا ینادی لہا بشیٔ وعلی ہذا فلا یصح قیاسہا علی الکسوف وغیرہ لان صلوتہ غیر معلومۃ للناس ووقتہا لم یتعین بخلاف صلاۃ العید فان وقتہا معلوم متعین والتکبیر لہما سنۃ فتامل وشکل ان الشیخ قدس سرہ تعقب فی لامع الدراری فی ابواب الکسوف علی النداء فی العیدین اھ

وھو الشفوع بالبرکۃ

نحمدہ علی ما من علینا النشر تعلیقات مستفادۃ من
الدروس الحدیثیۃ للعلامۃ خاتم المحدثین والمفسرین
الفقہاء والمتکلمین مولانا السید محمد انور شاہ
شیخ الحدیث وصدر المدرسین بدار العلوم الدیوبندیۃ

أنعم

العرف الشذی
علی جامع الترمذی

وأھم

بدائعہ الأخضر الأفنان الحاوی لزھر جل یروق ساق الماء

المکتبۃ الرحیمیۃ الواقعۃ بدھنہ من مضافات سہارنپور

اما المسئلة فاختلف فيها الصحابة رضوان الله عليهم اجمعين۔

باب ماجاء في السفر يوم الجمعة لو اراد المقيم السفر فان خرج قبل الزوال فيها وان تاخر الى ما بعد الزوال فلا يجوز له السفر بدون اداء الجمعة۔

باب ماجاء في الطيب والسواك يوم الجمعة نسب الى مالك وجوب الغسل كما مر منا آنفا قول فالمراد له طيب اى الغسل كاف وهذا ان قبيل ع تحية بينهم ضرب وجيع لا كما زعمه رجل عجمي

ابواب العيدين

باب في صلوة العيدين قبل الخطبة السنة الخطبة بعد العيدين وتلقاه الامة بالقبول وخالفها فان فاتته كان يجوي خطبته عليا رضي الله عنه واستنكره الناس وكانوا لا يسمعون الخطبة فقدم الخطبة ليستمعوا وكانت خطبة الجمعة ايضا بعدها الا انه عليه السلام كان يخطب فنفر الناس كلهم زعما منهم ان سمع الخطبة ليس بحتم فبقي اثنا عشر نفسا حوله عليه السلام فقدمها النبي صلى الله عليه وسلم كما في مراسيل ابي داؤد وثبت عن عثمان ايضا تقديم الخطبة على صلوة العيد ليدرك الناس صلوة العيد۔

باب ان صلوة العيد بلا اذان واقامة هكذا عمل الامة المحمدية ولا يقال ان الاذان والاقامة امران حسنان فاي حرج فيهما فانه قد ثبت منه عليه السلام صلوة العيدين تسع سنة وما نهتا عنه وشبيه من هذا ما روى ان عليا رضي الله عنه اتى المصلى فوجد رجلا يتطوع فنهاه فقال الرجل اتعذب على صلوتي قال علي انك تعذب على خلاف السنة وفي كتب الشافعية يجوز في صلوة العيد ان ينادي في الاسواق بالصلوة جامعة قاسوا على ثبوتها في صلوة الكسوف اخرجه مسلم ص٢٩٦ بعث النبي صلى الله عليه وسلم مناديا بالصلوة جامعة فاجتمعوا الخ وليس هذا في كتبنا واذان واقام ابن الزبير وما وافقه الامة ف قال الحذاق ان البدعة ليست الا سيئة

باب ماجاء في القراءة في العيدين حديث الباب يفيد في مقابلة من يدعي العمل بالحديث فانه يقول اذا اجتمع العيد والجمعة فالجمعة عفو ومرفوع الباب يرد عليهم والمرفوع لهم نعم ثبت ما قالوا عن ابن الزبير وبعض التابعين كما مافي البخاري عن عثمان انه صلى العيد ثم قال للناس من اراد ان يذهب فقد ذهب فليس مراده العفو عن اهل المصر بل الاجازة لاهل القرى الذين جمعوا۔

باب ماجاء في التكبير في العيدين قال ائمتنا الثلاثة وسفيان الثوري ان التكبير الزوائد ستة ثلثة في الاولى قبل القراءة وثلثة في الثانية بعدها وقال مالك واحمد والشافعي الزوائد اثنتي عشر تكبيرة قبل القراءة

مروان بن حکم خطبوں میں حضرت علی کی توہین کرتا تھا

چوتھا باب

من سب اصحابی فعلیہ لعنۃ اللہ والملٰئکۃ والناس اجمعین

ترجمہ: ارشادِ نبوی ہے کہ جو شخص میرے اصحاب کو
برا کہے اس پر اللہ ملائکہ اور تمام لوگوں کی لعنت ہو۔ (طبرانی)

تنویر الایمان

ترجمہ

تطہیر الجنان

مصنفہ

علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۹۹۵ھ

مترجم

علامہ محمد عبد الشکور فاروقی لکھنوی رحمۃ اللہ

المتوفی ۱۷ ذی قعدہ ۱۳۸۱ھ مطابق ۲۳ اپریل
۱۹۶۲ء

تحقیقی دستاویز

ایک اور روایت جس کی سند میں عطا بن سائب ہیں اور ان کی عقل میں فتور آگیا تھا مروی ہے کہ حسین بن علی رضی اللہ عنہما کو مروان نے گالیاں دیں حتیٰ کہ یہ بھی کہا کہ خدا کی قسم تم بیشک ملعون گھرانے کے ہو اسپر حضرت حسین کو غصہ آیا اور فرمایا کہ تو یہ کہتا ہے تو ہم سے بھی سن لے خدا کی قسم خدائے تعالیٰ نے اپنے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی زبانی تجھ پر لعنت فرمائی ہے حالانکہ تو اسوقت اپنے باپ کی پشت میں تھا پس مروان چپ ہو گیا۔

اور ایک روایت میں جس کے راوی ثقہ ہیں مروی ہے کہ مروان جب حاکم مدینہ ہوا تو ہر جمعہ کو منبر پر حضرت علی مرتضیٰ کو برا کہنے لگا پھر اسکے بعد سعید بن عاص والی مدینہ ہوئے تو وہ کچھ نہ کہتے تھے پھر مروان والی ہوا تو بدستور سابق خرافات بکنے لگا حضرت حسن رضی اللہ عنہ اس سے واقف تھے خاموش رہتے تھے اور مسجد میں تکبیر ہی کے وقت تشریف لاتے تھے، مگر مروان حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے اس تحمل پر بھی راضی نہ ہوا اور آپ کے گھر میں آپ کو اور آپ کے والد ماجد رضی اللہ عنہ کو بہت کچھ برا بھلا کہلوا بھیجا۔ منجملہ اُس کی خرافات کے ایک جملہ یہ بھی تھا کہ تمہاری مثال خچر کی سی ہے کہ اُس سے پوچھو کہ تیرا باپ کون ہے تو کہے گا کہ گھوڑا۔ حضرت حسن نے قاصد سے فرمایا کہ لوٹ جا اور مروان سے کہدے کہ ہم تجھے گالیاں دے کر جو کچھ تو نے کہا ہے اُسکو مٹانا نہیں چاہتے، ہاں میری اور تیری بیٹی خدا کے سامنے ہو گی اگر تو جھوٹا نکلا تو خدا سخت انتقام لینے والا ہے۔ بیشک مروان نے میرے جد امجد محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑی تنظیم کی کہ میری مثال خچر کے مثل بیان کرتا ہے قاصد جب وہاں سے چلا تو حضرت حسین رضی اللہ عنہ ملے اور اُنکے بہت ڈرانے دھمکانے پر مروان کا مقولہ اُس نے انہیں سنایا۔ حضرت امام حسین نے فرمایا مروان سے کہنا کہ تو ہی اپنے باپ اور قوم کی خبر لے اور میرے، تیرے درمیان میں علامت یہ ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی لعنت تیرے دونوں شانوں کے درمیان میں چمٹ گئی ہے۔

اور نیز بسند حسن مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت قائم نہ ہو گی جب تک تین شخص ایسے پیدا نہ ہوں کہ منجملہ ان کے مسیلمہ اور عنسی اور مختار ہوں گے مسیلمہ آنحضرت صلی اللہ وسلم کے انتقال کے بعد ظاہر ہوا۔ آپ کی حیات شریف میں نہ تھا اور بدترین عرب کے بنی امیہ اور بنی حنیفہ اور ثقیف ہیں۔ اور ابو برزہ رضی اللہ عنہ سے بطریق صحیح جس کی نسبت حاکم علی

جوهاب

مجموع فتاوى
شيخ الإسلام أحمد بن تيمية

قدس الله روحه

جمع وترتيب الفقير إلى الله

عبد الرحمن بن محمد بن قاسم العاصمي النجدي الحنبلي

وساعده ابنه محمد وفقهما الله

المجلد الرابع

الطبعة الثالثة ١٤٠٣

مكتبة ابن تيمية
الإدارة ونشر الكتب السلفية

تحقيق وتنسيق

شائعاً فى اتباع معاوية ، ولهذا كان على وأصحابه أولى بالحق وأقرب الى الحق من معاوية وأصحابه . كما فى الصحيحين عن أبى سعيد عن النبى صلى الله عليه وسلم قال : « تمرق مارقة على حين فرقة من المسلمين فتقتلهم أولى الطائفتين بالحق » وروى فى الصحيح أيضاً : « أدنى الطائفتين الى الحق »

وكان سب على ولعنه من البغى الذى استحقت به الطائفة أن يقال لها : الطائفة الباغية ، كما رواه البخارى فى صحيحه عن خالد الحذاء عن عكرمة قال : قال لى ابن عباس ولابنه على : انطلقا إلى أبى سعيد واسمعا من حديثه ! فانطلقنا ، فإذا هو فى حائط يصلحه فأخذ رداءه فاحتبى به ثم أنشأ يحدثنا ، حتى اذا أتى على ذكر بناء المسجد فقال : كنا نحمل لبنة لبنة وعمار لبنتين لبنتين ، فرآه النبى صلى الله عليه وسلم فجعل ينفض التراب عنه ويقول : « ويح عمار ! تقتله الفئة الباغية ، يدعوهم الى الجنة ويدعونه الى النار » قال : يقول عمار : أعوذ بالله من الفتن .

ورواه مسلم عن أبى سعيد أيضاً قال : أخبرنى من هو خير منى أبو قتادة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لعمار - حين جعل يحفر الخندق - جعل يمسح رأسه ويقول : « بؤس ابن سمية تقتلك فئة باغية » . ورواه مسلم أيضاً عن أم سلمة عن النبى صلى الله عليه وسلم أنه قال : « تقتل عماراً الفئة الباغية » .

وهذا أيضاً يدل على صحة امامة على ، ووجوب طاعته ، وأن الداعى الى طاعته داع الى الجنة والداعى الى مقاتلته داع الى النار - وان كان متأولا - وهو

چوتھا باب

جوامع السيرة

وخمس رسائل أخرى

لابن حزم

الإمام الحافظ، أبي محمد، علي بن أحمد
بن سعيد بن حزم

٣٨٤ — ٤٥٦

تحقيق

الدكتور إحسان عباس　　الدكتور ناصر الدين الأسد

ومراجعة

أحمد محمد شاكر

دار إحياء السنة النبوية
كراتشي
باكستان

تحقيق وتدوين

والعزل فى أقاصى البلاد ، فكانوا يعزلون العمّال ، ويولّون الآخر ، فى الأندلس ، وفى السِّنْد ، وفى خُراسان ، وفى إرمينية ، وفى اليمن ، فما بين هذه البلاد .

ولاية السَّفّاح أبى العبّاس

وانتقل الأمر إلى بنى العبّاس بن عبد المطلب رضوان الله عليه .

وكانت دولتهم أعجمية ، سقطت فيها دواوين العرب ، وغلب عَجَمُ خُراسان على الأمر ، وعاد الأمر مُلكاً عَضُوضاً مُحَقَّقاً كِسْرَوِيًّا ، إلا أنهم لم يُعْلِنوا بسبّ أحد من الصحابة ، رضوان الله عليهم ، بخلاف ما كان بنو أمية يستعملون من لعن علىّ بن أبى طالب رضوان الله عليه ، ولعن بنيه الطاهرين بنى الزهراء ؛ وكلّهم كان على هذا حاشا عُمَرَ بنَ عبد العزيز ويزيدَ بنَ الوليد رحمهما الله تعالى ، فإنهما لم يستجيزا ذلك .

وافترقت فى ولاية أبى العباس[1] كلمة المسلمين ، فخرج عنهم من منقطع الزابين دون إفريقيّة إلى البحر وبلاد السودان ، فتغلب فى هذه البلاد طوائف من الخوارج وجماعيّة وشيعة ومعتزلة من ولد إدريس وسليمان ابنى[2] عبد الله بن الحسن بن الحسن بن على بن أبى طالب ، ظهروا فى نواحى بلاد البربر ، ومنهم من ولد معاوية بن هشام بن عبد الملك بن مروان ، تغلبوا على الأندلس ، وكثير من غيرهم . وأيضاً فى خلال هذه الأمور تغلب الكَفَرة على نصف الأندلس وعلى نحو نِصْف السِّنْد .

---

(١) لعلها « بنى العباس » إذ أن ما يذكره بعد لم يحدث زمن أبى العباس السفاح وإنما حدث فى زمن أبى جعفر المنصور ومن بعده .

عکمران فی امیہ حضرت علیؓ اور ان کی اولاد پر لعنت کرتے تھے

چوتھا باب

عادلانہ دفاع

اور

علمائے اہل سنّت

مرتبہ

جمیل احمد رانا

ملنے کا پتہ:- ۱- رانا پبلیکیشنز میانوالی

۲- مکتبہ "آئین" نسیم مارکیٹ

۲۱- ریلوے روڈ- لاہور

تحقیقی دستاویز

نفرت تھی۔ امیر معاویہؓ کو اس کا اندازہ تھا۔ اس لئے حضرت علیؓ کی شہادت کے بعد اُن کو دیرینہ تمنا پوری کرنے کا موقع ملا۔ چنانچہ انہوں نے نورِ عراق پر فوج کشی کر دی۔ . . . . . .

. . . . . گو تاریخوں میں اس کی تصریح نہیں ملتی لیکن واقعات و قرائن سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ عراقی فوج میں امیر معاویہؓ کا مخفی اثر کام کر رہا تھا۔ اور اس کا ایک حصہ ان کے اُقسول کا شکار ہو چکا تھا چنانچہ جب شامیوں سے مقابلہ کا موقع آیا عراقیوں نے غداری کا ثبوت دیا۔ . . . . . "

ملخص بلفظہٖ صفحہ ۳۸۰ تا صفحہ ۳۸۲ جلد ا

○

کوفہ کے ایک صحابی حجر بن عدیؓ حضرت علیؓ کے بڑے فدائیوں میں تھے۔ . . . . . امیر معاویہ نے اپنے زمانہ میں برسرِ منبر حضرت علیؓ پر سب و شتم کی مذموم رسم جاری کی تھی۔ اور ان کے تمام عمّال اس رسم کو ادا کرتے تھے۔ مغیرہ بن شعبہ بڑی خوبیوں کے بزرگ تھے لیکن امیر معاویہؓ کی تقلید میں یہ بھی اس مذموم بدعت سے نہ بچ سکے۔ . . . . . حضرت حجر بن عدی بڑے رتبے کے صحابی تھے۔ اس لئے ان کے قتل

چهقلاب

مروج الذهب

ومعادن الجوهر

تصنيف الرحالة الكبير ، والمؤرخ الجليل
أبي الحسن علي بن الحسين بن علي المسعودي
المتوفى في عام ٣٤٦ من الهجرة

بتحقيق
محمد محيي الدين عبد الحميد
عفا الله تعالى عنه !

الجزء الثالث

١٩٦٧

تحقیق دستاویز

معاویہ نے سعد بن ابی وقاصؓ کے سامنے حضرت علیؑ کو گالیاں دیں

لم نبلغها بعدُ ، فأما طلبك منى الشام فإنى لم أكن أعطيك اليوم ما منعتك أمس ، وأما استوائنا فى الخوف والرجاء فلست بأمضى على الشك منى على اليقين ، وليس أهل الشام على الدنيا بأحرَصَ من أهل العراق على الآخرة ، وأما قولك نحن بنو عبد مناف فكذلك نحن ، وليس أمية كهاشم ، ولا حرب كعبد المطلب ، ولا أبو سفيان كأبى طالب ، ولا الطليق كالمهاجر ، ولا المُبطِل كالمحِقّ ، وفى أيدينا فضل النبوة التى قَتَلْنا بها العزيز ، وبعنا بها الحر ، والسلام .

بين سعد ومعاوية

وحدث أبو جعفر محمد بن جرير الطبرى ، عن محمد بن حميد الرازى ، عن أبى مجاهد ، عن محمد بن إسحاق ، عن ابن أبى نجيح[1] ، قال : لما حج معاوية ، لقى بالبيت ومعه سعد ، فلما فرغ انصرف معاوية إلى دار النَّدْوة ، فأجلسه معه على سريره ، ووقَعَ معاوية فى على وشَرَعَ فى سَبِّه ، فرجف سعد[2] ثم قال : أجلستنى معك على سريرك ثم شرعت فى سب على ، والله لأن يكون فىَّ خصلة واحدة من خصال كانت لعلى أحب إلى من أن يكون لى ما طلعت عليه الشمس ، والله لأن أكون صهراً لرسول الله صلى الله عليه وسلم وأن لى من الولد ما لعلى أحب إلى من أن يكون لى ما طلعت عليه الشمس ، والله لأن يكون رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لى ما قاله يوم خيبر : « لأعطينَّ الراية غداً رجلا يحبه الله ورسوله [ويحب الله ورسوله][3] ليس بفرّار ، يفتح الله على يديه » أحبُّ إلى من أن يكون لى ما طلعت عليه الشمس ، والله لأن يكون رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لى ما قال له فى غزوة تبوك : « ألا ترضى أن تكون منى بمنزلة هارون من موسى ، إلا أنه لا نبى بعدى » أحبُّ إلى من أن يكون لى ما طلعت عليه الشمس ، وأيم الله لا دخلت لك داراً ما بقيت ، ثم نهض .

(١) فى ا ، ب « عن محمد بن إسحاق بن أبى نجيح » وليس بذاك .
(٢) فى ا « فرجف سعد » . (٣) زيادة فى ب وحدها

چوتھا طبع

الجزء السابع

من

فتح الباري

بشرح صحيح الإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل
البخاري لشيخ الإسلام قاضي القضاة الحافظ
أبي الفضل شهاب الدين أحمد بن علي بن
محمد بن حجر العسقلاني الشافعي
نزيل القاهرة رحمه الله

التزام عبد الرحمن محمد

بميدان الجامع الأزهر بمصر
سنة ١٣٤٨ هجرية
المطبعة البهية المصرية لصاحبها عبد الرحمن محمد

الطبعة الرابعة ١٤٠٨ هـ ١٩٨٨ م
دار
احياء التراث العربي
بيروت

تحقیق دستاویز

باب مَنَاقِبِ عَلِيِّ ابْنِ أَبِي طَالِبٍ القُرَشِيِّ الهَاشِمِيِّ أَبِي الحَسَنِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِعَلِيٍّ أَنْتَ مِنِّي وأَنَا مِنْكَ. وقَالَ عُمَرُ تُوُفِّيَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وهُوَ عَنْهُ رَاضٍ **حدثنا** قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حدثنا عَبْدُ العَزِيزِ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ لأُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ غَدًا رَجُلاً يَفْتَحُ اللهُ عَلَى يَدَيْهِ قَالَ فَبَاتَ النَّاسُ يَدُوكُونَ لَيْلَتَهُمْ أَيُّهُمْ يُعْطَاهَا فَلَمَّا أَصْبَحَ النَّاسُ غَدَوْا عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ كُلُّهُمْ يَرْجُو أَنْ يُعْطَاهَا. فَقَالَ أَيْنَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ. فَقَالُوا يَشْتَكِي عَيْنَيْهِ يَارَسُولَ اللهِ. قَالَ فَأَرْسِلُوا إِلَيْهِ فَأْتُونِي بِهِ. فَلَمَّا جَاءَ بَصَقَ فِي عَيْنَيْهِ وَدَعَا لَهُ. فَبَرَأَ حَتَّى كَأَنْ لَمْ يَكُنْ بِهِ وَجَعٌ. فَأَعْطَاهُ الرَّايَةَ فَقَالَ عَلِيٌّ يَارَسُولَ اللهِ أُقَاتِلُهُمْ حَتَّى يَكُونُوا مِثْلَنَا. فَقَالَ انْفُذْ عَلَى رِسْلِكَ حَتَّى تَنْزِلَ بِسَاحَتِهِمْ. ثُمَّ ادْعُهُمْ إِلَى الإِسْلاَمِ. وأَخْبِرْهُمْ بِمَا يَجِبُ عَلَيْهِمْ مِنْ حَقِّ اللهِ

وقد اشارة بذلك الي قوله لأتقلدها حيا وميتا لان الذى يقع ممن يستخلف بهذه الكيفية انما ينسب اليه بطريق الاجمال لا بطريق التفصيل فعينهم ومكنهم من المشاورة فى ذلك والمناظرة فيه لتقع ولاية من يتولى بعده عن اتفاق من معظم الموجودين حينئذ ببلده التى هي دار الهجرة و بها معظم الصحابة وكل من كان ساكنا غيرهم فى بلد غيرها كان تبعا لهم فيما يتفقون عليه * (قوله باب مناقب على بن أبى طالب) أى ابن عبد المطلب (القرشى الهاشمي ابى الحسن) وهو ابن عم رسول الله ﷺ شقيق ابيه واسمه عبد مناف على الصحيح ولد قبل البعثة بعشر سنين على الراجح وكان قد رباه النبي ﷺ من صغره لقصة مذكورة فى السيرة النبوية فلازمه من صغره فلم يفارقه الى ان مات وامه فاطمة بنت اسد بن هاشم وكانت ابنة عمة ابيه وهى أول هاشمية ولدت لهاشمى وقد اسلمت وصحبت ومانت في حياة النبي ﷺ قال احمد واسمعيل القاضى والنسائى وابو على النيسابوري لم يرد فى حق احد من الصحابة بالاسانيد الجياد اكثر ماجاء فى على وكان السبب في ذلك انه تأخر ووقع الاختلاف فى زمانه وخروج من خرج عليه فكان ذلك سببا لانتشار مناقبه من كثرة من كان بينهما من الصحابة ردا على من خالفه فكان الناس طائفتين لكن المبتدعة قليلة جدا ثم كان من امر على ما كان فنجمت طائفة اخرى حاربوه ثم اشتد الخطب فتنقصوه واتخذوا لعنه على المنابر سنة ووافقهم الخوارج على بغضه وزادوا حتي كفروه مضموما ذلك منهم الى عثمان فصار الناس فى حق على ثلاثة أهل السنة والمبتدعة من الخوارج والحار بين له من بنى امية واتباعهم فاحتاج اهل السنة الى بث فضائله فكثر الناقل لذلك لكثرة من يخالف ذلك والا فالذي فى نفس الامر ان لكل من الاربعة من الفضائل اذا حرر بميزان العدل لا يخرج عن قول أهل السنة والجماعة اصلا وروى يعقوب بن سفيان باسناد صحيح عن عروة قال اسلم على وهو ابن ثمان سنين وقال ابن اسحق عشر سنين وهذا ارجحها وقيل غير ذلك (قوله وقال النبي ﷺ أنت مني وأنا منك) هو طرف من حديث البراء بن عازب فى قصة بنت حمزة وقد وصله المصنف فى الصلح وفى عمرة القضاء مطولا و يأتي شرحه فى المغازي مستوفى ان شاء الله تعالى ثم ذكر المصنف فى الباب سبعة احاديث * أولها حديث سهل بن سعد في قصة فتح خيبر وسيأتى شرحه فى المغازى * ثانيها حديث سلمة بن الاكوع فى المعنى و يأتى هناك ايضا مشروحا وقوله فى الحديثين ان عليا يحب الله ورسوله اراد بذلك وجود حقيقة المحبة والا فكل مسلم يشترك مع على فى مطلق هذه الصفة وفى الحديث تلميح بقوله تعالى قل ان كنتم تحبون الله فاتبعوني يحببكم الله فكانه اشار الى ان عليا تام الاتباع لرسول الله ﷺ حتي اتصف بصفة محبة الله له ولهذا كانت محبته علامة الايمان و بغضه علامة النفاق كما أخرجه مسلم من حديث على نفسه قال والذى فلق الحبة و برأ النسمة انه لعهد النبي ﷺ أن لا يحبك الا مؤمن ولا يبغضك الا منافق وله شاهد من حديث ام سلمة عند أحمد * ثالثها حديث سهل بن سعد ايضا (قوله وقال عمر توفى رسول الله ﷺ وهو عنه راض) تقدم ذلك فى الحديث الذى قبله موصولا

امیر معاویہ اور ان کا گروہ مناقب حضرت علی کی تین کرتے تھے

الكامل في التاريخ

للامام العلامة عمدة المؤرخين أبي الحسن علي بن أبي الكرم
محمد بن محمد بن عبد الكريم بن عبد الواحد
الشيباني المعروف بابن الاثير
الجزري الملقب بعز الدين
المتوفى سنه ٦٣٠ هـ

الجزء الثالث

(عنيت بنشره لأول مرة سنه ١٣٥٦ هـ)
ادارة الطباعة المنيرية
اصححه وراجعه ومديره محمد منير الدمشقي
صحح أصوله وكساه ملاحظات مفيدة المؤرخ الكبير فضيلة الاستاذ
الشيخ عبد الوهاب النجار المدرس بقسم التخصص في الازهر

حقوق الطبع محفوظة الى ادارة الطباعة المنيرية بدرب الاتراك رقم ١ بمصر

ومع المسلمين بالشام وسأردهما فردهما فوجه اليه المغيرة جابراً البجلي فقاتله فقتل أبو مريم وأصحابه ببادوريا *

﴿ ذكر خروج أبي ليلى ﴾

وكان أبو ليلى رجلا أسود دميما فاخذ بعضادتي باب المسجد بالكوفة وفيه عدة من الأشراف وحكم بصوت عال فلم يعرض له أحد فخرج وتبعه ثلاثون رجلا من الموالي فبعث فيه المغيرة معقل بن قيس الرياحي فقتله بسواد الكوفة سنة اثنتين وأربعين *

﴿ ذكر استعمال المغيرة بن شعبة على الكوفة ﴾

وفيها استعمل معاوية عبد الله بن عمرو بن العاص على الكوفة فاتاه المغيرة بن شعبة فقال له : استعملت عبد الله على الكوفة وأباه على مصر فتكون اميرا بين نابي الأسد فعزله عنها . واستعمل المغيرة على الكوفة، وبلغ عمرا ماقال المغيرة فدخل على معاوية فقال : استعملت المغيرة على الخراج فيغتال المال ولا تستطيع ان تأخذه منه استعمل على الخراج رجلا يخافك ويتقيك فعزله عن الخراج واستعمله على الصلاة (١) ، وللمولى المغيرة الكوفة استعمل كثير بن شهاب على الرى ، وكان يكثر سب علي على منبر الري ويقنى عليها إلى أن ولى زياد الكوفة فأقره عليها، وغزا الديلم ومعه عبدالله بن الحجاج التغلبي وقتل ديلميا وأخذ سلبه فاخذه منه كثير فناشده الله فى رده عليه فلم يفعل فاختقى له وضربه على وجهه بالسيف أو بعصا هشم وجهه فقال :

من مبلغ أبناء خندف انني ... أدركت طائلتي من ابن شهاب
أدركته ليلا بعقوة داره ... فضربته قدما على الانياب
هلا خشيت وأنت عاد ظالم ... بقصور أبهر أسرتي وعقابي

﴿ ذكر ولاية بسر على البصرة ﴾

فى هذه السنة ولى بسر بن أبي ارطاة البصرة ، وكان السبب فى ذلك أن الحسن لما صالح معاوية أول سنة احدى وأربعين وثب حمران بن أبان على البصرة فأخذها وغلب عليها فبعث اليه معاوية بسر بن أبي ارطاة وأمره بقتل بني زياد بن أبيه ، وكان زياد على فارس قد أرسله اليها على بن أبي طالب ، فلما قدم بسر البصرة خطب على منبرها وشتم عليا ثم قال : أنشدت الله رجلا يعلم انى صادق الا صدقني أو كاذب الا كذبني فقال أبو بكرة: اللهم انا لا نعلمك الا كاذبا قال : فامر به فخنق فقام أبو لؤلؤة الضبي فرمى بنفسه عليه فمنعه ، واقتطعه أبو بكرة [بعد ذلك] مائة جريب ، وقيل : لأبي بكرة : ماحملك على ذلك فقال : يناشدنا بالله ثم لا نصدقه ، وأرسل معاوية إلى زياد إن فى يدك مالا من مال الله فاد ماعندك منه فكتب اليه زياد انه لم يبق عندى شيء [من المال] ولقد صرفت ما كان عندي فى وجهه واستودعت بعضه النازلة ان نزلت . وحملت مافضل إلى أمير المؤمنين رحمة الله عليه ، فكتب اليه معاوية أن أقبل [إلى] نظر فيما وليت فان استقام بيننا أمر [فهو ذاك] والا رجعت إلى مأمنك فامتنع فاخذ بسر أولاد زياد الأكابر . منهم عبد الرحمن . وعبيد الله . وعباد ، وكتب إلى زياد

(١) فى الطبرى . فلقى المغيرة عمرا فقال . أنت المشير على أمير المؤمنين بما أشرت به فى عبد الله ؟ قال : نعم قال : هذه بتلك *

چوتھا باب

حضرت علی رضی اللہ عنہ

تاریخ اور سیاست کی روشنی میں

مصر کے مشہور نقاد اور نامور محقق

ڈاکٹر طٰہٰ حسین

کے قلم سے

اردو ترجمہ

علامہ عبدالحمید نعمانی

نفیس اکیڈمی
اردو بازار، کراچی

تحقیقی دستاویز

مارے گئے، جس کی ایک طویل داستان ہے۔ غالب گمان ہے کہ اسی طرح حضرت حسنؓ بھی امیر معاویہؓ اور عمرو بن عاصؓ کے درمیان زہر دے کر مارے گئے، جس سے ان کے بیٹے کے لئے خلافت کا راستہ صاف ہو گیا۔

یہاں حسینؓ ابن علیؓ کا تذکرہ ضروری نہیں، اس لئے کہ انھوں نے نہ اپنے کو بیعت کے لئے مقرر کیا نہ وہ مسلمانوں کے امام تھے اور نہ معاویہؓ نے ان سے کوئی صلح کی تھی، نہ وعدہ نہ شرط، مگر پھر بھی امیر معاویہؓ نے چاہا کہ حضرت حسینؓ کو ان کی جگہ سے دور ہٹا دیں تاکہ فاطمہؓ کے دونوں بیٹوں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسوں سے فرصت مل جائے۔ چنانچہ ایک دن عبداللہ بن عباسؓ سے مذاق کے رنگ میں حقیقت پیش نظر رکھتے ہوئے کہا، "تو حسنؓ کے بعد اپنی قوم کے سردار آپ ہی ہیں؟" لیکن عبداللہ فریب میں نہیں آئے اور دو ٹوک جواب دیا کہ "جب تک ابو عبداللہ زندہ ہیں ایسا نہیں ہو سکتا۔"

اس کے باوجود معاویہؓ نے بلاذری کے بیان کے مطابق ہمیشہ کہ آپ آگے بڑھیں گے، اپنے بیٹے یزید کے لئے ولیعہدی کی بیعت لینی شروع کر دی۔ اور حضرت حسینؓ کو اور دوسرے مہاجر نوجوانوں کو مجبور کیا کہ اس بیعت کے بارے میں خاموشی اختیار کریں، جس کو وہ اپنے دل سے بڑی مذموم حرکت خیال کرتے ہیں۔

بالآخر شیعوں کی سربراہی بھائی کی وفات کے بعد حسینؓ ابن علیؓ تک پہنچی۔ اللہ ان پر اپنی رحمت کی بارش برسائے۔

الحسنؓ والحسینؓ

تصنیف: محمد رضا (مصری)

ترجمہ: محمد وجیہ السماء عرفانی

مکتبۂ پاکستان ○ چوک انارکلی لاہور

باقی نہیں رہا۔

حضرت حسنؓ نے حضرت معاویہ سے جو کچھ طلب کیا وہ یہ تھا کہ (۱) جو کچھ کوفہ کے بیت المال میں ہے وہ مجھے دیدیا جائے۔ یہ رقم اس وقت پچاس لاکھ درہم تھی۔ (۲) فارس کے علاقہ داراب گرد کا خراج مجھے دے دیا جائے (۳) یہ کہ حضرت علیؓ کو گالی نہ دی جائے۔

حضرت علیؓ کو گالی دینے سے رُکنے کی بات معاویہؓ نے قبول ہی نہ کی۔ اس کے بعد آپ نے یہ مطالبہ کیا کہ ان کے سامنے حضرت علیؓ کو بُرا بھلا نہ کہا جائے معاویہ نے یہ بات قبول تو کر لی۔ لیکن اس پر کبھی قائم نہ رہے۔

یہ حیرت ہے کہ معاویہ نے حضرت علیؓ کو گالی دینا کیسے جائز سمجھ لیا۔ بالخصوص ان کے شہید ہو جانے کے بعد تو گالی دینے کا کوئی جواز ہی نہ تھا۔ اس میں شک نہیں کہ حضرت علیؓ نے ان کے ساتھ جنگ کی کیونکہ انہوں نے بیعت سے انکار کیا تھا اور حضرت عثمانؓ کے قتل کا بہانہ لینے کا بہانہ بنا کر ایک لشکر منظم کر کے حضرت علیؓ کے مقابل ہوئے تھے لیکن حضرت علیؓ اپنے آپ کو معاویہ کی نسبت خلافت کے لئے زیادہ حق دار سمجھتے تھے۔ ان تمام باتوں کے باوجود معاویہؓ کا حضرت امیر المومنین علیؓ کو گالی دینا کسی طرح جائز نہ تھا۔ معاویہ کے لئے یہ بات بھی ہرگز شایان نہ تھی کہ وہ ایک ایسی شخصیت کو گالی دینا جائز سمجھتے جو باعزت تھے اور بچپن میں ہی اسلام لے آئے تھے۔ جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں پرورش پائی۔ اسلام کی سربلندی کے لئے زبردست جہاد کئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنہیں اپنی تمام بیٹیوں سے پیاری بیٹی نکاح کر کے دی۔

معاویہ نے حضرت علیؓ کو علی الاعلان گالیاں دیں

امیر معاویہ کی اطاعت میں ہر جھوٹے بڑے کی زبان پر حضرت علیؑ کے لئے گالیاں تھیں

امیر معاویہ کی سمجھ یا دوسرے اوصاف سے خوب واقف ہوتے ہوئے بھی بیشمار موقعوں پر حضرت علیؑ کی مدح اور تعریف کی۔

مسعودی نے لکھا ہے کہ اہل شام نے اس بات میں معاویہ کی اطاعت و پیروی کی اور بہت آگے بڑھ گئے۔ یہاں تک کہ ہر چھوٹے بڑے کی زبان پر حضرت علیؑ کے لئے برائی کے الفاظ تھے۔ اور گالیاں تھیں۔ بتایا گیا ہے کہ ایک مرتبہ ایک شخص بہت سیانے اور باشعور شرار کے پاس گیا اور اس سے کہا کہ امام منبر پر بیٹھ کر ابوتراب کو گالی دیتا ہے۔ یہ ابوتراب ہے کون؟ اس نے جواب دیا۔ میرا خیال ہے کہ یہ کوئی چور اچکا ہوگا (اس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ یہ گالیاں لوگوں سے دلوائی جاتی تھیں لیکن ان میں سے بہت کم کو یہ بتایا گیا تھا کہ یہ کسی بڑی شخصیت کو گالی دلواتے ہیں)

جب زیاد اراب جرد سے خراج کا مسئلہ تو اہل بصرہ نے حضرت حسنؑ کو اس کی وصولی سے روک دیا اور کہا کہ یہ ہمارے لئے غنیمت کا مال ہے ہم یہ کسی کو بھی نہیں دیں گے۔ اس کے علاوہ معاویہ نے بھی انہیں حکم دیا تھا کہ یہ رقم حضرت حسنؑ کو نہ دیں۔ اسی سال ربیع الاوّل کے پانچ دن باقی تھے کہ معاملہ خلافت حضرت حسنؑ کے سپرد کیا گیا۔ اس موقع پر حضرت حسنؑ نے لوگوں سے خطاب کرتے ہوئے کہا: "لوگو! الیقیناً ہم تمہارے حاکم اور مہمان ہیں۔ ہم تمہارے پیغمبر کے اہلبیت ہیں کہ جن سے اللہ تعالیٰ نے ہر ناپاکی کو دور کیا اور ہر طرح پاکیزہ بنایا۔" یہ بات بار بار کہی حتیٰ کہ مجلس میں بیٹھے ہوئے ہر شخص کے آنسو نکل آئے اور وہ مار مار کر رونے لگے۔

لَقَدْ كَانَ فِي قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ

تاریخ الخلفاء

تالیف

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ

کا ترجمہ مسمّٰی

بیان الامرا

مترجم

مولانا حکیم شبیر احمد صاحب انصاری

مکہ پبلشنگ کمپنی ۴۰ - اردو بازار * لاہور

بردبار صاحب وقار اور سکینہ صاحب حشمت اور اعلیٰ درجہ کے سخی تھے۔ فتنوں اور لڑائیوں کو نہایت بُرا سمجھتے تھے۔ شادیاں آپ زیادہ کرتے تھے آپ کی سخاوت اس سے معلوم ہو سکتی ہے کہ آپ ایک ایک شخص کو لاکھ لاکھ درہم عطا فرماتے تھے۔

حاکم عبداللہ بن عبید بن عمیر سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے پاپیادہ حالانکہ آپ کے ساتھ اونٹ چلا کرتے تھے پچیس حج کئے۔

ابن سعد عمیر بن اسحٰق سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے ایسی شیریں کسی کے کلام میں نہیں پائی جیسی کہ حضرت حسنؓ کے کلام میں تھی۔ جب آپ بات کرتے تھے تو یہی دل چاہتا تھا کہ آپ کلام ختم نہ کریں میں نے آپ کی زبان سے کبھی کوئی فحش کلمہ نہیں سُنا مگر ایک مرتبہ آپ کی اور عمرو بن عثمان کی کچھ زمین کے متعلق ان بن ہو گئی۔ آپ نے عمرو بن عثمان کو کچھ فیصلہ کن بات فرمائی مگر عمرو بن عثمان نے نہ قبول کی۔ اس پر حضرت حسنؓ نے فرمایا کہ وہ اگر اس کو نہیں مانتے تو ہمارے پاس اس کے سوا کچھ نہیں ہے کہ ان کی ناک خاک آلود کی جائے بس یہی ایک سخت کلمہ آپ کی زبان سے سننے میں آیا ہے۔

ابن سعد نے عمیر بن اسحٰق سے روایت کی ہے کہ جب مروان ہم پر حاکم تھا تو ہر جمعہ کو منبر پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بُرا بھلا کہا کرتا تھا اور حضرت حسنؓ بیٹھے سنا کرتے تھے اور کبھی جواب نہیں دیتے تھے۔ ایک دن اس کمبخت نے آپ سے کہلا بھیجا کہ علی ایسا۔ علی ویسا۔ علی کی ایسی تیسی۔ اور تو ایسا تو ویسا تیری ایسی تیسی میرے نزدیک تیری مثال (صاف اللہ خاکش بدہن۔ مترجم) خچر جیسی ہے کہ اگر اس سے کہا جائے کہ تیرا باپ کون تھا تو کہتا ہے کہ میری ماں گھوڑی ہے حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس قاصد سے کہا کہ تو اس سے کہہ دے کہ واللہ میں تجھ کو گالیاں دیکر تیرے گناہ کم نہ کروں گا۔ لیکن ایک چیز جو دونوں کو خداوند تعالیٰ کے سامنے بھی حاضر ہونا ہے اگر تو نے سچ بولا ہے تو خداوند تعالیٰ تجھے سچ بولنے کی جزاء خیر دیں اور اگر تو جھوٹا ہے تو وہ قادر مطلق سب سے بدلہ انتقام لینے والے ہیں۔

ابن سعد نے زریق بن سوار سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ مروان نے حضرت

مروان نے حضرت امام حسنؓ اور ان کے والد کی توہین کی

قال علیہ السلام من سب اصحابی فعلیہ لعنۃ اللہ والملئکۃ والناس اجمعین

ترجمہ: ارشادِ نبوی ہے کہ جو شخص میرے اصحاب کو
برا کہے اس پر اللہ ملائکہ اور تمام لوگوں کی لعنت ہو۔ (طبرانی)

تنویر الایمان

ترجمہ

تطہیر الجنان

مصنفہ

علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۹۹۵ھ

مترجم

علامہ محمد عبد الشکور فاروقی لکھنوی رحمہ اللہ

المتوفی ۱۷ ذی قعدہ ۱۳۸۱ھ مطابق ۲۳ اپریل
۱۹۶۲ء

ایک اور روایت جس کی سند میں عطا بن سائب ہیں اور ان کی عقل میں فتور آگیا تھا مروی ہے کہ حسین بن علی رضی اللہ عنہما کو مروان نے گالیاں دیں حتیٰ کہ یہ بھی کہا کہ خدا کی قسم تم بیشک ملعون گھرانے کے ہو اس پر حضرت حسین کو غصہ آیا اور فرمایا کہ تو یہ کہتا ہے تو ہم سے بھی سن لے خدا کی قسم خدائے تعالیٰ نے اپنے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی زبانی تجھ پر لعنت فرمائی ہے حالانکہ تو اسوقت اپنے باپ کی پشت میں تھا پس مروان چپ ہو گیا۔

اور ایک روایت میں جس کے راوی ثقہ ہیں مروی ہے کہ مروان جب حاکم مدینہ ہوا تو ہر جمعہ کو منبر پر حضرت علی مرتضیٰ کو برا کہنے لگا پھر اسکے بعد سعید بن عاص والی مدینہ ہوئے تو وہ کچھ نہ کہتے تھے پھر مروان والی ہوا تو بدستور سابق خرافات بکنے لگا۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ اس سے واقف تھے خاموش رہتے تھے اور مسجد میں تکبیر ہی کے وقت تشریف لاتے تھے، مگر مروان حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے اس تحمل پر بھی راضی نہ ہوا اور آپ کے گھر میں آپ کو اور آپ کے والد ماجد رضی اللہ عنہ کو بہت کچھ برا بھلا کہلوا بھیجا۔ منجملہ اُس کی خرافات کے ایک جملہ یہ بھی تھا کہ تمھاری مثل تو فجر کی سی ہے کہ اُس سے پوچھو کہ تیرا باپ کون ہے تو کہے گا کہ گھوڑا۔ حضرت حسن نے قاصد سے فرمایا کہ لوٹ جا اور مروان سے کہدے کہ ہم تجھے گالیاں دے کر جو کچھ تو نے کہا ہے اُسکو مٹاتا ہے تو ہاں میری اور تیری پیشی خدا کے سامنے ہو گی اگر تو جھوٹا نکلا تو خدا سخت انتقام لینے والا ہے بیشک مروان نے میرے جد امجد محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑی تنظیم کی کہ میری مثال سے تمثیل بیان کرتا ہے۔ قاصد جب وہاں سے چلا تو حضرت حسین رضی اللہ عنہ ملے اور اُنکے سامنے پھر مروان کا مقولہ اُس نے انہیں سنایا۔ حضرت امام حسین نے فرمایا مروان تو نے اپنے باپ اور قوم کی خبر لے اور میرے تیرے درمیان میں علامت یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لعنت تیرے دونوں شانوں کے درمیان میں چمٹ گئی ہے۔

حضرت حسن سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت قائم نہ ہو گی جب تک کہ تیس کذاب نہ ہوں کہ منجملہ ان کے مسیلمہ اور عنسی اور مختار ہوں گے۔ مسیلمہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ظاہر ہوا۔ آپ کی حیات شریف میں نہ تھا اور بدترین عرب کے نبی مانے گئے ہیں۔ اور ابو برزہ رضی اللہ عنہ سے بطریق صحیح جس کی نسبت حاکم ملی

امام حسن کی مثال فجر کے مثل بیان کی گئی (العیاذ باللہ)

دراسات اللبيب

في الأسوة الحسنة بالحبيب

للعلامة البارع المتكلم الأديب المناظر محمد الملقب بالمعين، ابن
محمد الملقب بالأمين السندي المتوفى ١١٦١هـ

تقديم وتحقيق
محمد عبدالرشيد النعماني

قامت بنشرها وطبعها
لجنة إحياء الأدب السندي بكر اٹشي
THE SINDHI ADABI BOARD
Karachi

امام حسنؓ ایک چنگارہ تھے جس کو اللہ نے خاموش کر دیا

علمت أن الحسن بن على رضى الله تعالى عنهما توفى فترجع المقدام رضى الله تعالى عنه فقال له يافلان أتعدها مصيبة فقال له ولم لا أراها مصيبة وقد وضعه رسول الله صلى الله عليه وسلم فى حجره فقال هذا منى وحسين من على رضى الله تعالى عنهما، قال فقال الأسيدى جمرة أطفأها الله تعالى، قال فقال المقدام رضى الله تعالى عنه أما أنا فلا أبرح اليوم حتى أغيظك وأسمعك ماتكره ثم قال لمعاوية إن صدقت فصدقنى وإن كذبت فكذبنى قال افعل قال أنشدك بالله هل سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم نهى عن لبس الذهب قال نعم، قال فأنشدك بالله هل تعلم أن رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم نهى عن لبس جلود السباع والركوب عليها قال نعم، قال فوالله لقد رأيت هذا كله فى بيتك يامعاوية فقال معاوية قد علمت انى لن أنجومنك يامقدام، قال خالد فأمر له معاوية بمائة ألف لصاحبه وفرض لإبنه فى المائتين ففرقها المقدام على أصحابه فرجع الأسيدى أحدا شيئاً مما أخذ فبلغ ذلك معاوية فقال أما المقدام فرجل كريم لبسط يده وأما الأسيدى فرجل حسن الإمساك

الذى يظهر من تصفح أحوال الصحابة رضى الله عنهم أنه لم يسمعوا شيئ عن رسول الله صلى الله عليه وسلم فمع مجرد سماعه من خلافه عنه صلى الله تعالى عليه وسلم لا يتركون ما سمعوا لاحتمال أمر السماع والرواية منه على السماع عن غيره صلى الله

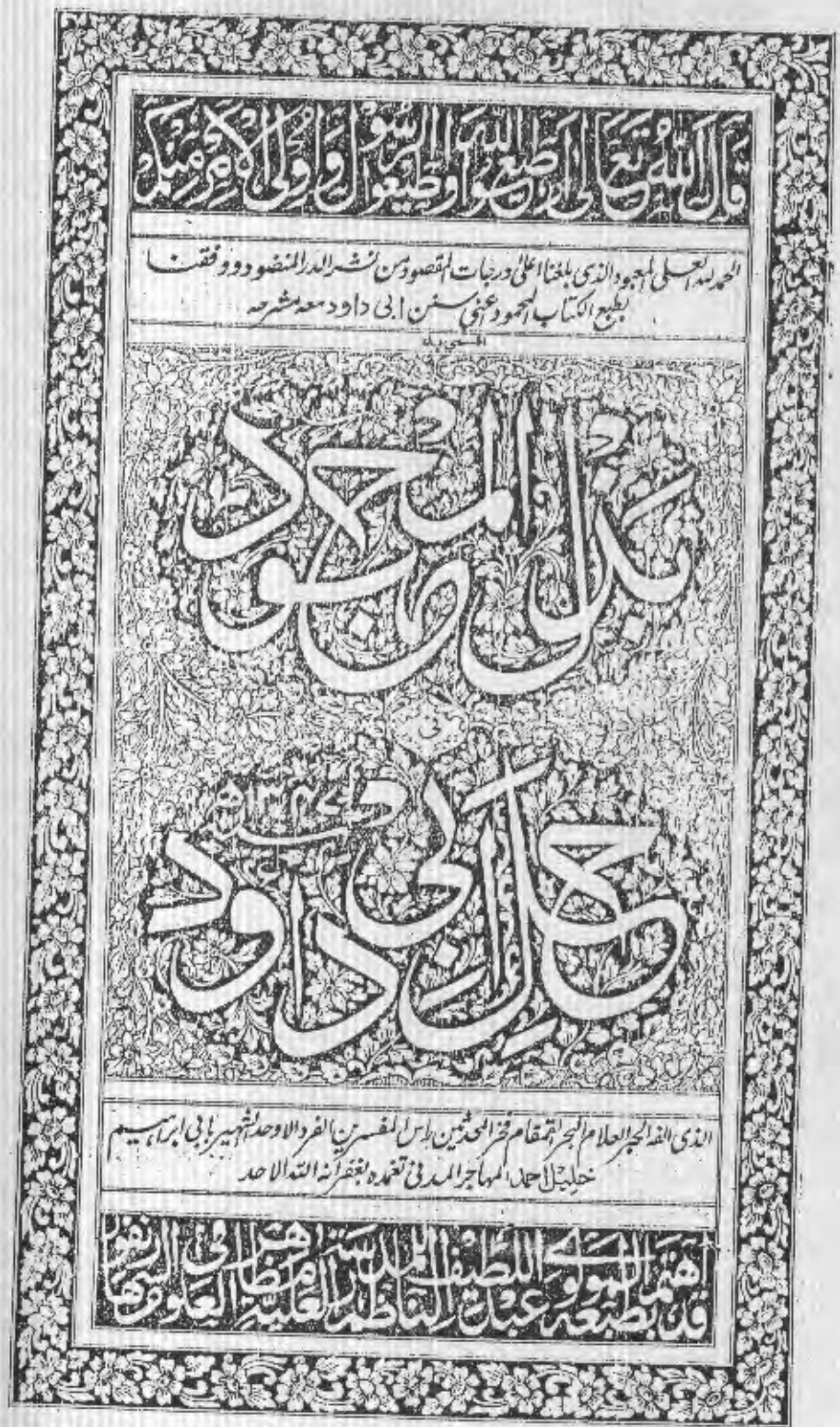
قال اللہ تعالیٰ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم

الحمد للہ العلی المعبود الذی بلغنا اعلی درجات المقصود من نشر الدر المنضود ووفقنا بطبع الکتاب المحمود عنی سنن ابی داود مع شرحہ

المسمی بہ

بذل المجہود

فی

حل سنن ابی داود

الذی الفہ الحبر العلام البحر الہمام فخر المحدثین راس المفسرین الفرد الاوحد الشہیر بابی ابراہیم خلیل احمد المہاجر المدنی تغمدہ بغفرانہ اللہ الاحد

اتفق ہذا الحبر وعبد اللطیف الناظم العلیہ مطالعہ العلوم الراشدہ

معاویہ کی خوشامد کے لئے امام حسن کی توہین کرنا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا

البیان الاظہر

لکشف

مکائد المظہر

مصنف

سید لعل شاہ بخاری

تجاوز عن ذنبہ الباری

مدنی مسجد لائق علی چوک ۔ واہ کینٹ

راقم آثم نے تو دعویٰ کیا ہے کہ عہدِ معاویہؓ میں ناصبیت کو فروغ حاصل ہوا اور حضرت علیؓ پر برملا سب وشتم کیا جانے لگا۔ اور اس دعویٰ کو کتب سیر واحادیث کے حوالہ جات اور اکابرِ امت کی تحریرات سے مزین کیا ہے۔

قاضی صاحب کو یہ کہتے ہوئے شرم نہیں آتی کہ نقی صاحب نے پانچ روایات اس سلسلہ میں پیش کی تھیں۔ مولانا لعل شاہ نے ایک کا جواب دیا۔ چار روایات کا جواب نہیں دیا۔

حضرت جی آپ تسلیم کرتے ہیں کہ بندہ نے کتب احادیث سے سات روایات پیش کی ہیں۔ کیا آپ نے ان کا جواب دیا ہے؟ شرم تمکو مگر نہیں آتی۔ ان کردہ روایات سے آپ مطمئن نہیں ہوئے تو مزید سنیے۔

مصالحت کی دستاویز میں حضرت حسن ابن علیؓ نے یہ شرط بھی لکھوائی تھی۔ [illegible] لیکن علیؓ وغیرہ کہ حضرت علیؓ کو سب نہ کیا جائے۔ اس حال میں [illegible] رہے ہوں۔

البدایہ والنہایہ ص۱۴ جلد ۸ تھذیب ابن عساکر ص۳۲۱ جلد ۴

[illegible] قبل ازیں سب وشتم ہوتا تھا۔ پھر کیا اس معاہدہ کا الغا ہوا۔

[illegible] میں ہے کہ مروان ابن الحکم حضرت حسن ابن علیؓ کے سامنے [illegible] تھا۔ اس لیے حضرت حسن ابن علیؓ اختتام خطبہ کے وقت [illegible] ہوتے۔

تاریخ الخلفاء ص۱۵ تطہیر الجنان ص۶۲

[illegible] جو زبان نے اسی پر اکتفا نہ کیا۔ لباسِ تقویٰ سے عریاں ہو کر [illegible] کو پیغام بھیجا اور کہا۔

[illegible] میں نے تیری مثال نہیں پائی مگر مثال خچر کے

عہد معاویہ میں ناصبیت کو فروغ حاصل ہوا کہ حضرت علی پر برملا سب وشتم کیا جانے لگا

198

یقال لھا من ابوک فتقول الذی ۔ اسے کہا جاتا ہے۔ تیرا باپ کون ہے؟ وہ کہتی، میری ماں گھوڑی ہے۔

تطہیر الجنان ص ۶۲ تاریخ الخلفاء ص ۱۴۵

حضرت سعد ابن ابی وقاص رضؓ کا ایک واقعہ بحوالہ صحیح مسلم، استخلاف یزید ص ۲۲۵ / ۲۲۶ ساتویں روایت کے عنوان سے درج کیا جا چکا ہے۔ حضرت سعد رضؓ ہی کا ایک دوسرا بحوالہ البدایہ والنہایہ سماعت فرمائیں۔

حافظ ابن کثیر نے ایک باسند روایت پیش کی ہے کہ حضرت معاویہ رضؓ اپنی خلافت کے زمانہ میں جب حج پر تشریف لائے۔ حضرت سعد ابن ابی وقاص رضؓ بھی حج کیلئے مکہ مکرمہ پہنچے ہوئے تھے۔ ملاقات ہو گئی۔ حضرت معاویہ رضؓ نے حضرت سعد رضؓ کا ہاتھ پکڑا اور کہا کہ ہم جنگوں میں مشغول تھے اور حج نہیں نہیں کر سکے۔ اور بعض سنن مناسک بھی فراموش ہو گئے۔ چلئے آپ طواف کریں۔ میں بھی آپ کے ساتھ طواف کرتا ہوں۔ جب طواف سے فارغ ہوئے۔ تو معاویہ رضؓ انہیں دار الندوہ میں اپنے ساتھ لے گئے۔ اور اپنے ساتھ چارپائی پر بٹھایا (ثم ذکر علیاً فوقع فیہ) پھر حضرت علی رضؓ کا ذکر کیا۔ اور اُنکی برائی بیان کی۔ پس حضرت سعد رضؓ نے ناراض ہو کر کہا (ادخلتنی دارک واجلستنی علی سریرک ثم وقعت فی علی تشتمہ) کہ تو نے مجھے اپنے گھر میں داخل کر کے اپنی چارپائی پر بٹھایا۔ اور پھر حضرت علی المرتضےٰ رضؓ کی برائی کرنے لگ گیا اور اسے گالیاں دینی شروع کر دیں۔

اللہ کی قسم وہ بڑی منقبت کے مالک ہیں۔ پھر حضرت علی رضؓ کے مناقب بیان فرمائے اور پھر فرمایا (لا ادخل علیک دارا بعد ھذا الیوم ثم نفض رداءہ ثم خرج) میں تجھ پر آج کے بعد کسی دار میں داخل نہیں

چوتھا باب

افادات و ملفوظات

حضرت مولانا عبید اللہ سندھی رح

مرتبہ

محمد سرور، سابق استاذ جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی

سندھ ساگر اکادمی

۲۰ ۔۔ ربیع گن ۔ روڈ ۔ لاہور

تحقیقی دستاویز

امام حسینؑ نے خروج کرنے میں بہت بڑی غلطی کی (العیاذ باللہ)

۴۷۷

ہوتیں۔ لطف یہ ہے کہ بنو امیہ کی ان فتوحات کو تو اسلام کے کارناموں میں سے سمجھا جاتا ہے اور مخالفین کے سامنے انہیں اسلام کی حقانیت کے ثبوت میں پیش کیا جاتا ہے لیکن بنو امیہ کو گالیاں دی جاتی ہیں آخر یہ کیا تماشا ہے۔ خدا کے بندو! اس نفاق سے باز آؤ دنیا کو کب تک دھوکا دو گے۔

مولانا نے فرمایا:۔ امام حسینؑ کی عظمت سے مجھے انکار نہیں لیکن ان کی ناکامی یقینی تھی۔ ان کے فرستادہ مسلم بن عقیل کوفہ جاتے ہیں اور کوفہ کے سردار ہانی بن عروہ کے ہاں جاکر ٹھہرتے ہیں۔ مسلم کو کہا جاتا ہے کہ کوفہ کے اموی والی کو معزول کرنے دارالامارت پر قبضہ کرلو لیکن وہ اس میں پس و پیش کرتے ہیں اس دوران میں وہاں یزید کا مقرر کردہ نیا والی عبیداللہ بن زیاد پہنچتا ہے۔ جاتے ہی مخالفوں کے خلاف سخت کارروائی کرتا ہے اور امام حسینؑ کے حامی ڈر جاتے ہیں اب کوئی مسلم بن عقیل سے پوچھے کہ تم جو یزید کی حکومت میں آکر اس کے خلاف اہل کوفہ کو بغاوت پر آمادہ کر رہے ہو تو یہ کس قانون کی رو سے جائز ہے تم جو یہاں اپنی حکومت بنانے آئے ہو تو اپنی مخالف حکومت کے اہل کاروں کو کیوں چھوڑتے ہو۔ آخر مسلم بن عقیل اور ان کے ساتھ ہانی اور پھر امام حسینؑ کو اس غلطی کا خمیازہ بھگتنا پڑا۔

مولانا، راقم الحروف کو مخاطب کرتے ہوئے فرمانے لگے "ابومسلم (خراسانی) کو جانتے ہو انہوں نے بڑے جلال میں آکر پوچھا، جانتے ہو اس نے کیا کیا۔ کیا اس نے ہزاروں کو قتل نہیں کیا۔ کیا اس کی تلوار ہر اس شخص کی گردن پر نہیں پڑی جو اس کی راہ میں حائل تھا۔ یہ سفاکی، یہ قتل اور اس طرح کا اقدام انقلاب کے لیے ضروری ہوتا ہے۔ ایک زمانے میں میں نے سوچا تھا کہ اپنی کنیت ابومسلم رکھوں لیکن مصلحت کے تحت اس خیال کو چھوڑ دیا اس کے بجائے اپنے نام کے ساتھ

متی اضع العمامۃ تعرفونی[1] (میں جب عمامہ اتاروں گا تو تم مجھے پہچان لو گے)۔

---

[1] کوفہ میں خلفشار برپا تھا اور لوگ بغاوت کی تیاریاں کر رہے تھے اموی خلیفہ عبدالملک بن مروان

الصواعق المحرقة

في

الرد على أهل البدع والزندقة

ويليه كتاب

تطهير الجنان واللسان

عن الخطور والتفوه بثلب سيدنا معاوية بن أبي سفيان

كلاهما تأليف

المحدث أحمد بن حجر الهيتمي المكي

٨٩٩ — ٩٧٤ هـ

خرج أحاديثه وعلق حواشيه وقدم له

عبد الوهاب عبد اللطيف

الأستاذ المساعد بكلية أصول الدين بجامعة الأزهر

حق الطبع محفوظ للناشر

مكتبة القاهرة

لصاحبها، علي يوسف سليمان

شارع الصنادقية - بميدان الأزهر بمصر

شركة الطباعة الفنية المتحدة

عمرو فقلت لسعيد بن المسيب ، أى الوليد هو ، قال ان استخلف الوليد بن يزيد فهو هو وإلا فالوليد بن عبدالملك ويسند فيه راو لم يسم عن أبي هريرة قال سمعت رسول الله ﷺ يقول ليرعفن على منبرى هذا جبار من جبابرة بنى أمية فيسيل رعافه ، فقد نمى من رأى عمرو بن سعيد بن العاص رعف على منبر رسول الله ﷺ حتى سال رعافه على درج المنبر ويسند فيه عطاء بن السائب وقد تغير أى اختلط ، أن مروان سب الحسين بن على رضى الله عنهما وكرم الله وجههما سبا قبيحا حتى قال والله انكم أهل بيت ملعونون ، فغضب الحسين وقال لئن قلت هذا فوالله لقد لعنك الله على لسان نبيه ﷺ وأنت فى صلب أبيك ، فسكت مروان . وبسند رجاله رجال الصحيح عن ابن الزبير رضى الله عنهما أنه قال : ورب هذه الكعبة لقد لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم فلانا وما ولد من صلبه . وفى رواية للبزار لقد لعن الله الحكم وما ولد على لسان نبيه صلى الله عليه وسلم . وبسند رجاله ثقات أن مروان لما ولى المدينة كان يسب عليا على المنبر كل جمعة ثم ولى بعده سعيد بن العاص فكان لا يسب ثم أعيد مروان فعاد للسب وكان الحسن يعلم فسكت ولا يدخل المسجد إلا عند الإقامة ، فلم يرض بذلك مروان حتى أرسل للحسن فى بينه بالسب البليغ لأبيه وله ، منه ما وجدنى مثلك إلا مثل البغلة يقال لها من أبوك فتقول أبى الفرس ، فقال للرسول ارجع اليه فقل له والله لا أمحو عنك شيئا مما قلت بأنى أسبك ولكن موعدى وموعدك الله فان كنت كاذبا فالله أشد نقمة ، قد أكرم جدى أن يكون مثلى مثل البغلة ، فخرج الرسول فاتى الحسين فأخبر بذلك السب بعد مزيد تمنع وتهديد من الحسين إن لم يخبره فقال بل !!! ويتأمل بأبيك وقومك وآية ما بينى وبينك أن تمسك منكبيك من لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم . وفى رواية أنه اشتد جدا على مروان قول الحسين أن تمسك منكبيك الخ . وجاء بسند حسن أنه صلى الله عليه وسلم قال لا تقوم الساعة حتى يخرج ثلاثون رجلا منهم مسيلمة ، أى تنسب دعوته النبوة إلى دعوته ، وهذا إنما كان بعد وفاته صلى الله عليه وسلم لا فى حياته ، والعنسى والمختار ، وشر العرب بنو أمية وبنو حنيفة وثقيف . وصح قال الحاكم على شرط الشيخين عن أبى برزة رضى الله عنه قال : كان أبغض الأحياء أو الناس إلى رسول الله ﷺ بنو أمية . وبسند رجاله رجال الصحيح إلا واحدا ففيه ضعف أنه صلى الله عليه وسلم قال . إذا بلغ بنو فلان وفى رواية عند البزار إذا بلغ بنو أبى العاص ثلاثين رجلا كان دين الله دخلا ومال الله دولا وعباد الله خولا . وبسند رجاله رجال الصحيح عن عبد الله بن عمر رضى الله عنه أنه صلى الله عليه وسلم قال : ليدخلن الساعة عليكم رجل لعين ، فوالله مازلت أتشوف داخلا وخارجا حتى دخل فلان يعنى الحكم كما صرحت به رواية أحمد . وبسند قال الحافظ الهيثمى فيه من لم أعرفه ، أن الحكم مر على النبى ﷺ بالحجر فقال ويل لامتى بما فى صلب هذا . وبسند حسن أن مروان قال لعبد الرحمن بن ابى بكر رضى الله عنهما ، أنت الذى نزل فيك والذى قال لوالديه أف لكما الآية ، فقال له عبد الرحمن كذبت ولكن رسول الله ﷺ لعن

الفصل الثالث

فى بعض مآثره

كان رضى الله عنه سيدا كريما حليما زاهدا ذا سكينة ووقار وحشمة ، جوادا ممدوحا ميالا بسط شيء من ذلك (أخرج) أبو نعيم فى الحلية أنه قال : إنى لاستحيي من ربي أن ألقاه ولم أمش إلى بيته فمشى عشرين حجة (وأخرج) الحاكم عن عبد الله بن عمر قال : لقد حج الحسن خمسا وعشرين حجة ماشيا وإن النجائب لتقاد بين يديه (وأخرج) أبو نعيم أنه خرج من ماله مرتين وقاسم الله تعالى ماله ثلاث مرات حتى إنه كان ليعطى نعلا ويمسك نعلا ورجل خفا ويمسك خفا ، وسمع رجلا يسأل ربه عز وجل عشرة آلاف درهم فبعث بها إليه وسمع رجل يشكو عليه حاله وفقره وقلة ذات يده بعد أن كان مثريا . فقال ماهذا حق سؤالك ولكن إن عرفتنى بما يجب لك ويكبر على ويدى تعجز عن نيلك ما أنت أهله والكثير فى ذات الله قليل ومالى ملكى وفاء لشكرك بل إن قلت الميسور ورفعت عنى مؤنة الاحتفال والاهتمام لما أتكلفه فعلت فقال : يا ابن بنت رسول الله أهل القليل وأشكر العطية وأعذر فى المنع فأحضر الحسن وكيله وحاسبه وقال : هات الفاضل . فأحضر خمسين ألف درهم وقال خذها فى الحسابة دينار التى معك ؟ فقال : هى عندى ، قال أحضرها ، فأحضرها . فدفعها والحسين الى الرجل واعتذر . وأضافه هو والحسين وعبد الله بن جعفر عجوز فأعطاها أله شاة وأعطاها الحسين مثل ذلك وأعطاها عبد الله بن جعفر مثلهما ألفى شاة (وأخرج) البزار وغيره عنه أنه لما استخلف . بينما هو يصلى إذ وثب عليه رجل فضربه بخنجر وهو ساجد ، ثم خطب الناس . فقال يا أهل العراق اتقوا الله فينا فإنا أمرائكم وضيفانكم ونحن أهل البيت الذين قال الله فيهم ، إنما يريد الله ليذهب عنكم الرجس أهل البيت ويطهركم تطهيرا ، فما زال يقولها حتى مابقى أحد فى المسجد إلا وهو يبكى (وأخرج) ابن عساكر عن عمير بن إسحاق أنه لم يسمع منه كلمة فحش إلا مرة كان بينه وبين عمرو بن العاص خصومة فى أرض فقال : ليس له عندنا إلا ما أرغم أنفه قال . فهذه أشد كلمة سمعت منه . وأرسل إليه مروان يسبه وكان عاملا على المدينة ويسب عليا كل جمعة على المنبر فقال الحسن لرسوله : ارجع إليه فقل له : إنى والله لا أحوجك شيئا مما قلت بأن أسبك على رءوس الناس وموعدك الله فإن كنت صادقا فجزاك الله خيرا بصدقك وإن كنت كاذبا فالله أشد نقمة عليك . فلما خلا عليه مروان مرة وهو ساكت ثم امتخط بيمينه فقال له الحسن : ويحك ما أحسن اليمين للوجه والشمال للفرج ؟ أف لك . فسكت مروان . وكان رضى الله عنه مطلاقا للنساء وكان لا يفارق امرأة إلا وهى تحبه وأحصن تسعين امرأة (وأخرج) ابن سعد عن على أنه قال : يا أهل الكوفة لا تزوجوا الحسن ، فإنه رجل مطلاق ، فقال رجل من همدان .

التفسير المظهري

للعلامة الكبير القاضي محمد ثناء الله العثماني المظهري النقشبندي
الفاني في المتوفى ١٢٢٥ھ

٥

طبع على نفقة الشيخ نياز محمد كواستي وعزيز الرحمن فاتي
يطلب من
بلوچستان بک ڈپو
مسجد روڈ ٥ کوئٹہ

اٰیٰتِہٖ وَیُزَکِّیْہِمْ وَیُعَلِّمُہُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ - وجعل سائر الناس تبعًا لهم فكفروا تلك النعمة وعادوا محمدًا صلى الله عليه وسلم واستحبوا العمى على الهدى - فقحطوا سبع سنين وأسروا وقتلوا يوم بدر وصاروا أذلاء ، فية وامسلوبي النعمة موصوفين بالكفر حتى ماتوا او قتلوا وَاَحَلُّوْا قَوْمَہُمْ الذين تبعوهم في الكفر دَارَ الْبَوَارِ ۝ اى دار الهلاك بحملهم على الكفر جَہَنَّمَ عطف بيان لها يَصْلَوْنَہَا حال منها او من القوم اى داخلين فيها مقاسين حرها وجاز ان يكون جهنم منصوبًا بفعل مضمر يفسره ما بعدها وَبِئْسَ الْقَرَارُ ۝ اى بئس المقر جهنم - اخرج ابن مردويه عن ابن عباس انه قال لعمر يا امير المؤمنين هذه الاية الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ كُفْرًا قال هم كفار قريش بنو المغيرة وبنو امية - اما بنو امغيرة فكفيتموه يوم بدر واما بنو امية فمتعوا حتى حين - وكذا ذكر البغوى قول عمر رضى الله عنه - واخرج ابن جرير وابن المنذر وابن ابي حاتم والطبراني في الاوسط والحاكم وصححه وابن مردويه من طرق عن علي بن ابي طالب رضى الله عنه مثله - قلت اما بنو امية فمتعوا الى حين كفر حتى اسلم ابو سفيان ومعاوية وعمرو بن العاص وغيرهم - ثم كفر يزيد ومن بعده بما انعم الله عليهم وانتصبوا العداوة لآل النبي صلى الله عليه وسلم وقتلوا حسينًا رضى الله عنه ظلمًا وكفر يزيد بدين محمد صلى الله عليه وسلم حتى انفذ ابياتًا حين قتل حسينًا رضى الله عنه - مضمونها ان اشياخي ينظرون انتقامي بآل محمد وامثالها وآخر الابيات - ٥ ولست من خندف ان لم انتقم من بني احمد + وايضًا احل الخمر وقال - ٥ مدام كنز في اناء كفضة + وساق كاحور وشمسه كرم برجها ثغرها + ومشرقها الساق ومغربها الفم + ثلثها على دين احمد + ثلثها على دين المسيح بن مريم + وثلثها على دين محمد صلى الله عليه وسلم على للتناوب فمتعوا بهذه الضلالة الف شهر فانتقم الله منهم لعنهم الله وَجَعَلُوْا لِلّٰہِ اَنْدَادًا اى امثالا في العبادة او التسمية لِّيُضِلُّوْا اللام لام العاقبة اذ ليس غرضهم من اتخاذ الاند اد

تفسیر ابنِ کثیر

آٹھویں صدی ہجری کے عظیم مفسر امام ابو الفداء عماد الدین اسمٰعیل ابن کثیر دمشقی رحمۃ اللہ علیہ
کی بلند پایہ عربی تفسیر کا بہترین اردو ترجمہ

جلد چہارم

پارہ ۱۹ تا ۲۴

ابن کثیر اکادمی
اُردو بازار ○ لاہور

حضرت ابو طالبؑ کفر پر مرے

تفسیر ابن کثیر ۹۳ قصص

کرتا رہتا تھا اور آپ کا ساتھ دیتا تھا۔ اور دل سے محبت کرتا تھا لیکن یہ محبت باوجود رشتہ داری کے جسمی نہیں تھی بلکہ ایمانی تھی جب اس کی موت کا وقت قریب آیا تو حضورؐ نے اسے اسلام میں آنے کی دعوت دی اور ایمان لانے کی رغبت دلائی لیکن تقدیر کا لکھا اور خدا کا چاہا غالب آیا یہ باتوں میں سے پھسل گیا اور بے کہے پر اڑا رہا جسے حضورؐ اس کے انتقال کے وقت اس کے پاس آئے ابو جہل عبداللہ بن ابی امیہ بھی اس کے پاس بیٹھے ہوئے تھے آپ نے فرمایا اے چچا لا الہ الا اللہ کہو میں اس کی وجہ سے خدا کے ہاں تیرا استغفار شروع کر دونگا۔ ابو جہل اور عبداللہ کہنے لگے ابو طالب کیا تو اپنے باپ عبدالمطلب کے مذہب سے پھر جائیگا؟ اب حضورؐ بھی اور دونوں بھی اسے روکتے رہے یہاں تک کہ آخری کلمہ اس کی زبان سے یہی نکلا کہ میں یہ کلمہ نہیں پڑھتا اور عبدالمطلب کے مذہب پر موت آنے فرمایا بہتر میں تیرے لئے رب سے استغفار کرتا رہونگا یہ اور بات ہے کہ میں روک دیا جاؤں۔ خدا نے یہ منع فرما دیے۔ یہی وقت آیت اتری کہ مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَن يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ تو کو کانوا اولی قربی یعنی نبی کو اور مومنوں کو ہرگز یہ بات سزاوار نہیں کہ وہ مشرکوں کے لئے استغفار کریں گو وہ ان کے قریبی قرابتدار ہی کیوں نہ ہوں۔ اور اسی ابو طالب کے بارے میں آیت إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ بھی نازل ہوئی (صحیح مسلم وغیرہ) ترمذی وغیرہ میں ہے کہ ابو طالب کے مرض الموت میں حضورؐ نے اس سے کہا کہ چچا لا الہ الا اللہ کہو میں اس کی گواہی قیامت کے دن دونگا تو اس نے کہا اگر مجھے اپنے خاندان قریش کے اس طعنے کا خوف نہ ہو کہ اس نے موت کی گھبراہٹ کی وجہ سے یہ کہہ لیا تو میں سے کہہ کر تیری آنکھوں کو ٹھنڈی کر دیتا مگر میں ایسے وقت تیری خوشی کے لئے کہنا۔ اس پر یہ آیت اتری دوسری روایت میں ہے کہ آخر میں اس نے کلمہ پڑھنے سے انکار کر دیا اور صاف کہہ دیا کہ میرے بھتیجے میں تو اپنے بڑوں کی مرضی پر ہوں اور اسی بات پر اس کی موت آئی کہ وہ عبدالمطلب کے مذہب پر تھا۔ بہت سے علماء کا قول ہے جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور قبر کا حال دریافت ہوا تو میں نے کہا آپ نے اسے آگ کا گڑھا دیکھ کر اس میں سے نکالا تو اس لیے ہے۔ اور بعض نے کہا تبع نے نسبت کی وجہ سے آگ میں

شرح

مُلّا علي القارِي

المتوفى سنة ١٠١٤ هـ

على

الفِقْهِ الأَكْبَر

للإمام الأعظم أبي حنيفة النعمان بن ثابت الكوفي

(٨٠ - ١٥٠ هـ)

تمتاز هذه الطبعة بوضع الفقه الأكبر بأعلى الصحائف مضبوطا بالشكل

النَاشِر

قَدِيمي كُتُب خَانَه - آرام باغ كراچي

رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَاتَ عَلَى الإِيمَانِ ، وَأَبُو طَالِبٍ عَمُّهُ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ مَاتَ كَافِرًا

حضرت ابوطالب کفر کی موت مرے ہیں

نصرة المكلف وفي جبره على المخالفة . قال : ومن فروعه أيضا وهو أن الله إيلام الخلق وتعذيبهم من غير جرم سابق ولا ثواب لاحق خلافا للمعتزلة حيث لم يجوّزوا ذلك إلا بعوض أو جرم ، وإلا لكان جرما غير لائق بالحكمة ، ولذا أوجبوا أن يقتص لبعض الحيوانات من بعض انتهى . وقد سبق أن الظلم في حقه تعالى محال ، وأنه سبحانه لا يجب عليه شيء تعالى ، فعله إما عدل وإما فضل ، وفي نسخة : زيد قوله (ورسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم مات على الإيمان) وليس هذا في أصل شارح تصدّر لهذا الميدان لكونه ظاهرا في حوزة البيان ، ولا يحتاج إلى ذكره لعلوّه صلى الله تعالى عليه وسلم في هذا الشأن ، ولعل من زاده الإمام على تقدير صحة ورود هذا الكلام أنه صلى الله تعالى عليه وعلى آله وسلم من حيث كونه نبيا من الأنبياء عليهم السلام وهم كلهم معصومون عن الكفر في الابتداء والانتهاء فقد مات على الإيمان . وأما غيره من الأولياء والعلماء والأصفياء بالأعيان فلا نجزم بموتهم على الإيمان وإن ظهر منهم خوارق العادات وكمال الحالات وجمال أنواع الطاعات ، فالسر فيه خفي على العيان ، وهو مستور عن أفراد الإنسان ، ولهذا كانت العشرة المبشرة بالجنة خائفين من انقلاب أحوالهم وسوء مآلهم في مآلهم . واعلم أن للسلف رحمهم الله في الشهادة بالجنة ثلاثة أقوال : أحدها : أن لا يشهد لأحد إلا للأنبياء عليهم السلام ، وهذا هو مذهب الحنفية والأوزاعي وهذا أمر قطعي لا نزاع فيه . والثاني : أن يشهد لكل من جاء فيه نص في حقه ، وهذا قول كثير من العلماء لكنه حكم ظني . والثالث : أن يشهد بالجنة لمن شهد له المؤمنون كما في الصحيحين « أنه عليه الصلاة والسلام مرّ بجنازة فأثنوا عليها خيرا فقال النبي صلى الله تعالى عليه وعلى آله وسلم : وجبت ، ومرّ بأخرى فأثنى عليها بشرّ ، فقال عليه الصلاة والسلام : وجبت فقال عمر رضي الله تعالى عنه : يارسول الله ماوجبت ؟ فقال رسول الله صلى الله تعالى عليه وعلى آله وسلم : هذا أثنيتم عليه خيرا وجبت له الجنة ، وهذا أثنيتم عليه شرا وجبت له النار ، أنتم شهداء الله في الأرض » وهذا أمر ظاهري غالبي ، فالمصيب فيه بالصواب (وأبو طالب عمه) أي عمّ النبي (صلى الله تعالى عليه وعلى آله وصحبه وسلم رضي الله عنه مات كافرا) ولم يؤمن به ، فقد ورد « أنه لما حضر أباطالب الموت دخل عليه رسول الله صلى الله تعالى عليه وعلى آله وسلم فوجد عنده أبا جهل وأضرابه ، فقال صلى الله تعالى عليه وعلى آله وسلم ياعمّ قل كلمة أحاج لك بها عند الله ، فقال أبو جهل وعبد الله بن أبي أمية من ملة عبد المطلب ؟ وتكرّر هذا الكلام في ذلك المقام ، حتى قال أبو طالب آخر ما كلمهم به : أنا على ملة أبي عبد المطلب ، وأبى أن يقول : لا إله إلا الله ، فقال صلى الله تعالى عليه وعلى آله وسلم : والله لأستغفرنّ لك مالم أنه عنك ، فأنزل الله تعالى « ما كان

جلد سوم

تَبٰرَكَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰی عَبْدِهٖ لِیَكُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرًا

مُصنفہ فخر المفسرین بدۃ المحدثین عمدۃ المتکلمین فاضل اجل حضرت

مولانا ابو محمد عبد الحق الحقانی الدہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ،

تفسیر فتح المنان

المشہور بہ

تفسیر حقانی

اس بے نظیر تفسیر میں جس طرح بے شمار دریائے علوم کو کوزے میں بند کیا ہے
اسی طرح اس کی زبان عام فہم سلیس اور صاف ہے تاکہ ہر خاص و عام
استفادہ کرے اور لطائف و حقائق و نکات قرآنیہ سے
فیض یاب ہو

ناشر میر محمد کتب خانہ مرکز علم و ادب آرام باغ کراچی

لیے اور ہمارے اعمال ہمارے لیے۔ ہم تم سے لڑنا تکرار کرنا نہیں چاہتے۔ یہ چوتھا وصف ہے۔ فرماتا ہے کہ یہ کوئی تعجب کی بات نہیں کہ دور کے ان اجنبیوں کو کیوں ہدایت ہوگئی اور ان لوگوں کو کیوں نہ ہوئی کہ جن کی ہدایت کی تجھے بڑی کوشش ہے کس لیے کہ انك لا تهدی من احببت ولٰكن الله يهدی من يشاء ہدایت تیرے قبضہ میں نہیں اللہ جس کو چاہے ہدایت دیتا ہے۔

مجاہد کہتے ہیں تمام اہل اسلام متفق ہیں کہ یہ آیت ابو طالب کے بارے میں ہے۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہت کچھ چاہا کہ ایمان لاویں پر وہ ایمان نہ لائے۔ اس آیت میں کچھ منافات نہیں وانك لتهدی الخ اس آیت میں نفی کیوں کر نفی جو ہے تو ایصال الی المقصود کی نفی ہے جو ہے تو ارشاد الطریق کا یعنی آپ رستہ بتلاتے ہیں مگر اس پر چلنا اور مقصد تک پہنچنا اللہ کے بس میں ہے۔

حضرت ابو طالب کفر کی موت مرے ہیں

شَيْءٍ رِّزْقًا مِّن لَّدُنَّا وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ	
تے ہیں جو ہماری طرف سے روزی ہے لیکن ان میں سے اکثر	
لَا يَعْلَمُونَ ﴿٥٧﴾ وَكَمْ أَهْلَكْنَا مِن	
نہیں جانتے اور ہم نے بہت سی ایسی بستیوں ہلاک	
قَرْيَةٍ بَطِرَتْ مَعِيشَتَهَا ۖ فَتِلْكَ	
کر ڈالیں کہ جو عیش میں حد سے بڑھ گئی تھیں سو دیکھو ان کے	
مَسَاكِنُهُمْ لَمْ تُسْكَن مِّن بَعْدِهِمْ	
یہ گھر ہیں کہ ان میں جو ان کے بعد بہت ہی کم آباد	
إِلَّا قَلِيلًا ۖ وَكُنَّا نَحْنُ الْوَارِثِينَ ﴿٥٨﴾	
ہوئے ہیں اور آخر کو ہم ہی ان کے وارث بنے۔	
وَمَا كَانَ رَبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرَىٰ	
اور آپ کا رب ایسا بھی نہ تھا کہ بستیوں کو بغیر اس کے کہ ان کی	
حَتَّىٰ يَبْعَثَ فِي أُمِّهَا رَسُولًا يَتْلُو	
بڑی بستی میں کوئی بھیجے جو ان کو ہماری آیتیں سنائے رہوں کی۔	

ان نتبع الهدٰی معك نتخطف	
کے ساتھ ہدایت پر چلیں تو اپنے ملک	
عَلَيْهِمْ آيَاتِنَا ۚ وَمَا كُنَّا مُهْلِكِي	
غارت کر دے اور ہم بستیوں کو بغیر اس کے	
الْقُرَىٰ إِلَّا وَأَهْلُهَا ظَالِمُونَ ﴿٥٩﴾ وَ	
کہ وہاں کے لوگ ظالم ہوں ہم ان کو ہلاک نہیں کیا کرتے اور	
مَا أُوتِيتُم مِّن شَيْءٍ فَمَتَاعُ الْحَيَاةِ	
تم کو جو کچھ بھی دیا گیا ہے سو وہ دنیا کی زندگی کا	

روایت کیا ہے کہ جب ابی طالب کا وقت موت قریب آیا تو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس آئے وہاں ابوجہل اور عبداللہ بن ابی امیہ بھی موجود تھے آپ نے فرمایا اے چچا کلمہ لا الٰہ الا اللہ کہہ لے میں اس سے تیرے لیے اللہ کے ہاں سند پکڑوں گا۔ ان دونوں نے کہا اے ابوطالب عبدالمطلب سے پھرتا ہے؟ حضرتؐ بار بار وہی بات فرماتے تھے اور وہ بھی اپنی وہی کہتے رہے آخر ابی طالب نے یہی کہہ دیا کہ میں تو عبدالمطلب کے مذہب پر ہوں اور کلمہ طیبہ نہ پڑھا جس پر یہ آیت نازل ہوئی ۱۲ منہ

قال اللہ تعالیٰ ان علینا جمعہ وقرآنہ فاذا قرأناہ فاتبع قرآنہ ثم ان علینا بیانہ

حقائق و معارف کلام اللہ اور علوم قرآن کا جامع ذخیرہ

تفسیر

معارف القرآن

از

شیخ التفسیر والحدیث حضرت مولانا الحافظ محمد ادریس کاندھلوی
نور اللہ مرقدہ وقدس سرہ

جلد پنجم

تفسیر سورہ الحج تا سورۃ الصافات

شائع کردہ

مکتبہ عثمانیہ بیت الحمید دافع جامعہ اشرفیہ ○ لاہور

ہم جاہلوں سے واسطہ رکھنا نہیں چاہتے۔ اس جگہ سلام سے سلام تحیت مراد نہیں بلکہ سلام متارکت اور سلام مسالمت مراد ہے تم ہماری طرف سے امن اور سلامتی میں ہو اور ہم تمہاری طرف سے امن اور سلامتی میں ہیں۔ ہم تم سے الجھنا نہیں چاہتے اور تمہارے لغو کا لغو سے مقابلہ نہیں کرتے جاہلوں سے مقابلہ بے سود ہے خاص کر جو جہل مرکب میں مبتلا ہو اس کی ہدایت اور اصلاح تو نہایت دشوار ہے جس کی دلیل یہ ہے کہ تحقیق اے کہ اللہ نے آپ کو ہادی عالم اور رحمت مجسم بنا کر بھیجا ہے مگر ہدایت اور توفیق آپ کے قبضۂ قدرت میں نہیں کہ جس کو چاہیں ہدایت دے دیں ولیکن اللہ ہی اس بات پر قادر ہے کہ جس کو چاہے راہ دکھا دے اور راہ پر چلا دے اور وہی خوب جانتا ہے راہ پانے والوں کو۔ اللہ ہی کو معلوم کہ کون ہدایت پائے گا۔ غیب کی کنجیاں اور تمام خزانے اسی کے دست قدرت میں ہیں۔ زجاج کہتے ہیں کہ یہ آیت باجماع مفسرین نازل ہوئی۔ حضرت شاہ عبدالقادرؒ لکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا ابوطالب کی مرتے وقت ایک مرتبہ کلمہ پڑھنے کی درخواست کی مگر اس نے قبول نہ کیا اس پر یہ آیت اتری (موضح القرآن) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تبلادے کہ حق کی راہ یہ ہے باقی حق کا دل میں اتار دینا یہ اللہ کا کام ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہدایت پر مامور تھے مگر ہدایت دینے پر قادر نہ تھے۔

حضرت ابوطالب کفر کی موت مرے ہیں

تم جس کو ہدایت نہ دے سکے اور نوح اپنے بیٹے کو ہدایت نہ دے سکے اور لوط اپنی بیوی کو ہدایت نہ دے سکے۔ ہدایت بمعنی دعوت اور ہدایت بیان تو آپ کی قدرت میں ہے۔ مگر ہدایت توفیق آپ کی قدرت میں نہیں

خلاصہ کلام

اس آیت کے نازل کرنے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلی مقصود ہے کہ آپ رنجیدہ اور غمگین نہ ہوں ہدایت اللہ کے ہاتھ ہے اور اسی کو معلوم ہے کہ کس میں ہدایت قبول کرنے کی صلاحیت اور استعداد ہے اور کس میں نہیں انک لا تھدی من احببت میں قدرت اور اختیار کی نفی کی گئی نہ ہدایت کسی کے قدرت اور اختیار میں نہیں اس آیت میں علم کی نفی کی گئی کہ کسی کو اس کا علم بھی نہیں کہ کون راہ یاب ہوگا۔

اتمام حجت و قطع معذرت

(یعنی)

ہدایت کے بارہ میں کافروں کے ایک حیلہ اور بہانہ کا ذکر اور اس کا جواب

قال اللہ تعالیٰ انک لا تھدی من احببت وقال تعالیٰ فی آیۃ اخریٰ وانک لتھدی الی صراط مستقیم فاضاف الیہ الدعوۃ والبیان والذی نفی عنہ ھدایۃ التوفیق وشرح الصدر الذی بیدہ القلب کما قال تعالیٰ اومن کان میتا فاحییناہ وجعلنا لہ نورا یمشی بہ فی الناس۔ تفسیر کبیر ۴۸۵/۲۔

خیر الفتاوی

جلد اوّل

استاذ العلماء حضرت مولانا خیر محمد جالندھری رحمۃ اللہ علیہ
و دیگر مفتیان خیر المدارس کے علمی و تحقیقی فتاوی کا منتخب مجموعہ

مرتبہ
مفتی محمد انور

باہتمام
حضرت مولانا محمد حنیف جالندھری مدظلہ
مہتمم جامعہ خیر المدارس ○ ملتان
پاکستان

جواب حدیث درست ہے اور حدیث مذکور میں نجد سے مراد "عراق" اور اس کے گرد کا علاقہ ہے۔ اس وقت وہاں کے لوگ کافر تھے۔ نیز بعد میں وہاں سے بہت سے فتنوں کا ظہور ہوا اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جگہ کے لئے دعا نہیں مانگی۔

اللھم بارک لنا فی شامنا اللھم بارک لنا فی یمننا قالوا یا رسول اللہ وفی نجدنا فاعرض عنہ او قال ان بھا الزلازل والفتن وبھا یطلع قرن الشیطان (بخاری ص ۱۰۵۱ ج ۲)

فقط واللہ اعلم۔ بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ ۱۲/۱۱/۱۳۹۷ھ۔

سوال ابوطالب ایمان لے آئے تھے؟ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے والد ماجد حضرت ابوطالب نے اسلام قبول کر لیا تھا، حدیث صحیح سے ثابت ہے؟ بعض یہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو قبر سے زندہ کر کے ایمان قبول کرایا تھا۔ بعض نے کہا کہ جمہور کا مسلک یہ نقل نہیں کیا۔ نیز جو ایمان کے قائل ہیں وہ اہلسنت میں سے ہیں یا رافضی؟

مولانا عبدالشکور صاحب

ابوطالب کفر پر مرے (الجواب)

جواب اہلسنت والجماعت کا متفقہ عقیدہ یہی ہے کہ ابوطالب کفر پر مرا ہے۔ جیسا کہ آیات و احادیث سے واضح ہوتا ہے۔ حافظ تورپشتی لکھتے ہیں کہ ابوطالب کا کفر حد تواتر کو پہنچ چکا ہے۔ اہل دین کا یہی مسلک ہے۔ مسند احمد، بخاری، مسلم اور نسائی میں ہے۔ کہ ابوطالب کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے پاس آئے۔ ابوجہل، عبداللہ بن امیہ آپ نے فرمایا کہ اے چچا تم ایک مرتبہ "لا الہ الا اللہ" کہہ لو تاکہ خدا کے سامنے قریش کے لئے تمہیں کو ایک حجت اور دلیل مل جائے۔ ابوجہل، عبداللہ بن امیہ عبدالمطلب کی ملت کو چھوڑتے ہو؟ ابوطالب نے لا الہ الا اللہ کہنے سے زبان سے نکلا وہ یہ تھا کہ علی ملۃ عبد المطلب یعنی عبدالمطلب کے دین پر مر گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں برابر ابوطالب کے لئے دعا کرتا رہوں گا جب تک کہ خدا کی طرف سے منع نہ کیا جاؤں۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

ما کان للنبی والذین امنوا ان یستغفروا للمشرکین ولو کانوا الی الجحیم (سورۃ توبہ)

نیز آیت انک لا تھدی الآیۃ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابوطالب

معارف القرآن عکسی

جلد ششم

سورۂ مریم ○ سورۂ طٰہٰ ○ سورۂ انبیاء ○ سورۂ حج
سورۂ مؤمنون ○ سورۂ نور ○ سورۂ فرقان ○ سورۂ شعراء
سورۂ نمل ○ سورۂ قصص ○ سورۂ عنکبوت ○ سورۂ روم

از تصانیف
حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب مدظلہ

ناشر
ادارۃ المعارف کراچی نمبر ۱۴

یہ کسی جاہل دشمن سے فضول بات سنتے ہیں تو اس کا جواب دینے کے بجائے یہ کہہ دیتے ہیں کہ ہمارا اسلام تو ہم جاہل لوگوں سے اُلجھنا پسند نہیں کرتے۔ امام جصاص نے فرمایا کہ سلام کی دو قسمیں ہیں، ایک سلام تحیہ جو مسلمان باہم ایک دوسرے کو کرتے ہیں، دوسرا سلام متارکت یعنی اپنے حریف کو یہ کہہ دینا کہ ہم تمہاری فضول باتوں کا کوئی انتقام نہیں لیتے۔ یہاں سلام اسی دوسرے معنے مراد ہیں۔

إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَنْ

آپ راہ پر نہیں لاتا جس کو چاہے پر اللہ راہ پر لاتے جس کو

يَشَاءُ ۚ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ (۵۶)

چاہے اور وہ ہی خوب جانتا ہے جو راہ پر آنے والے ہیں

خلاصۂ تفسیر

آپ جس کو چاہیں ہدایت نہیں کر سکتے بلکہ اللہ جس کو چاہے ہدایت کر دیتا ہے (اور ہدایت کرنے کی قدرت تو کسی کو کیا ہوتی اللہ کے سوا کسی کو اس کا علم تک بھی نہیں کہ کون کون ہدایت کے قابل ہے بلکہ) ہدایت پانے والوں کا علم اُسی کو ہے۔

معارف و مسائل

لفظ ہدایت کئی معنوں کے لئے استعمال ہوتا ہے، ایک معنے صرف راستہ دکھا دینے کے ہیں، اس میں یہ ضروری نہیں کہ جس کو راستہ دکھایا گیا وہ منزل مقصود پر پہنچے اور ایک معنی ہدایت کے یہ ہیں کہ کسی کو منزلِ مقصود پر پہنچا دیا جائے۔ پہلے معنے کے اعتبار سے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء کا ہادی ہونا اور یہ ہدایت اُن کے اختیار میں ہونا ظاہر ہے کیونکہ یہ ہدایت تو تبلیغ ہے اگر اس کی اُن کو قدرت نہ ہو تو فریضہ رسالت و نبوت کیسے ادا کریں، اس ہدایت پر قادر نہ ہونا جو بیان فرمایا ہے اس سے مراد دوسرے معنے کی ہدایت ہے، یعنی پہنچا دینا۔ اور مطلب یہ ہے کہ اپنی تبلیغ و تعلیم کے ذریعہ آپ کسی کے دل میں ایمان نہیں اتار سکتے یہ آپ کا کام نہیں یہ تو براہِ راست حق تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ ہدایت کی اس قسم کی مکمل تحقیق سورۂ بقرہ کے شروع میں گزر چکی ہے۔

یہ بھی معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابو طالب کے بارے میں نازل ہوئی ہے اس میں یہ بھی تھا کہ وہ کسی طرح ایمان قبول کر لیں اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بتایا گیا

ابو طالب دین اسلام قبول کئے بغیر دنیا سے رخصت ہوئے

إعلاء السنن

تالیف

المحدث الناقد العلامة مولانا ظفر أحمد العثماني التهانوي رحمه الله

۱۳۱۰ھ - ۱۳۹۴ھ

حسبما وساعده

حكيم الأمة الإمام الفقيه المجدد الكبير مولانا الشيخ أشرف علي التهانوي

۱۲۸۰ھ - ۱۳۶۲ھ

الجزء ۸

من سورة

إدارة القرآن والعلوم الإسلامية

د ۱۳۷ جی رای کراچی ۵ پاکستان

حضرت علیؑ کے والد ابوطالبؑ گمراہ اور بے ایمان ہو کر مرے (العیاذ باللہ)

باب ما يفعل المسلم إذا مات له قريب كافر

عن: علي رضي الله عنه قال: لما مات أبو طالب أتيت رسول الله ﷺ فقلت: "يا رسول الله! إن عمك الشيخ الضال قد مات". قال: "إذهب، فواره". قال علي رضي الله عنه: فلما واريته جئت إليه، فقال لي: "اغتسل". رواه ابن حبان في صحيحه. كذا في السيرة الحلبية (١-٣٨١). و في سنن أبي داؤد (٣-٢٠٦): حدثنا مسددنا يحيى عن سفيان حدثني أبو إسحاق عن ناجية بن كعب عن علي رضي الله عنه فذكر نحوه، و سكت عنه هو، والمنذري. و في سنن النسائي (١-٢٨٣): أخبرنا عبيدالله بن سعيد قال: حدثنا يحيى فذكره.

وقال الحافظ ابن حجر نور الله تعالى مرقده في التلخيص الحبير (١-١٥٧ و ١٥٨): رواه أحمد، و أبو داؤد، والنسائي، و ابن أبي عائشة، و أبو يعلى، والبزار، و البيهقي، و مدار كلام البيهقي على أنه ضعيف، ولا يتبين وجه ضعفه.

قلت: وقع عند ابن أبي شيبة في مصنفه بلفظ: فقلت: "إن عمك الشيخ الكافر قد مات، فما ترى فيه؟" قال: "أرى أن تغسله و تجنه (تستره)" اهـ. و الزيلعي (١-٣٥٤) عزى الحديث إلى أبي داؤد، و النسائي، ثم قال: و روى ابن أبي شيبة في مصنفه بسند السنن، فذكره بلفظ التلخيص عن ابن أبي شيبة.

باب ما يفعل المسلم إذا مات له قريب كافر

قوله: "عن علي رضي الله عنه" الخ. دلالته على ما فيه ظاهرة.

فائدة: روى الحاكم، و الطبراني، والبيهقي عن أبي رافع رفعه "من غسل ميتا فليغتسل، و من حمله فليتوضأ". الحديث إسناده قوي، كذا في الدراية. و في الترغيب للمنذري: رواه الطبراني في الكبير، و رواته محتج بهم في الصحيح اهـ.

قال بعض الناس: و فيه دليل على غفران الكبيرة بغير التوبة خلافا لأكثر أهل السنة، حيث قالوا: إن قولهم "إن الكبيرة لا تمحوها إلا التوبة" مقصور على المواضع التي لم يرد فيها التصريح بغفران الكبائر بغير التوبة من الحسنات.

قلت: وهذا إذا ثبت لفظ الكبيرة في الحديث، ولم يكن فيه تصحيف، فإني رأيت الحديث في مستدرك الحاكم في موضعين (١-٣٥٤ و ٣٦٢)، و فيه "غفر له أربعين مرة".

مَنْ يُرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ (الحدیث)

الحمد للہ

کتاب مستطاب مسمّٰی ب

التعلیق الفصیح

علی

مشکوۃ المصابیح

الجزء الثانی

لاحقر عباد اللہ ابی عبداللہ المرحوم شمس الدین بن الشیخ محمد سید المرحوم

ادارہ اشاعۃ التوحید والسنۃ جامعہ صدیقیہ محمد پورہ جڑانوالہ (پاکستان)

رضی اللہ عنہما ولہم ایضاً حدیث عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ قال قال نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم التکبیر فی الفطر سبع فی الاولیٰ وخمس فی الاخرۃ والقراءۃ بعدہما کلتیہما رواہ ابوداؤد ص۱۷۰ واجاب عنہ الطحاوی ص۳۹۹ ج۱ بانہ یدور علی عبدالرحمن بن عبدالرحمن ولیس عندہم بالذی یحتج بروایتہ ثم ہو ایضاً عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ وذلک عندہم ایضاً لیس بشیء یکاد یکفی یحتجون علی خصمہم بما لو احتج بہ علیہم لم یسعوہ ذلک قلت وایضاً عمرو بن شعیب یضطرب فیہ فمرۃ یقول قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم التکبیر فی الفطر تسع الحدیث فیجعلہ قولیاً ومرۃ یقول ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کبر فی الفطر فی الاولیٰ سبعاً الحدیث فیجعلہ فعلیاً ولہم ایضاً حدیث ابن عمرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال فی تکبیر العیدین فی الرکعۃ الاولیٰ سبعاً وفی الثانیۃ خمس تکبیرات واجاب عنہ الطحاوی ص۳۹۹ ج۱ بانہ یدور علی عبدالرحمن عامر وہو عندہم ضعیف وانما اصل ہذا الحدیث عن ابن عمر نفسہ (الخ موقوف علیہ لیس بمرفوع) الحاصل ثنا یحییٰ بن عثمان قال حدثنا ابوالاسود النضر بن عبدالجبار قال حدثنی عبدالرحمن بن القاسم عن نافع بن ابی نعیم عن نافع عن ابن عمر مثلہ ولم یرفعہ فہذا ہو اصل الحدیث قلت فاذا کان ہذا حال روایات الباب فالاخذ بالاقل المتیقن بہ اولیٰ واذا اجتمع علیہ الصحابۃ رض فی زمن عمر رضی اللہ عنہ۔

قولہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم وابا بکر وعمر کبروا فی العیدین الخ قلت نعم ولکن لا بد لاجتماعہم علی الاربع من مرجح سنح لہم قولہ تکبیر اربعاً تکبیرۃ علی الجنازۃ یفید انا معشر الاحناف فی تکبیرات العید والجنازۃ قولہ کقول الخ اولی قولہ فخطب علیہ الخ فخطب منکئاً علیہ قولہ یعتمد علی عنزتہ بفتح النون عصا لہ زج قولہ فی المسجد لعذر المطر والا فالافضل الجبانۃ قولہ ان عجل الاضحی واخر الفطر لیفرغوا للتضحیۃ یوم الاضحی قولہ یبدء بالصلوٰۃ ویثنی بالخطبۃ بلا منبر قائما علی الارض قولہ حتی کان مروان کان ہذہ تامۃ قولہ فخاصر امروان الخ آخذا بیدہ بحیث یکون علی خاصرتہ ویدہ علی خاصرتی قولہ قد بنا منبرا لعید بالمصلی فینبغی ان لا یتخذ المصلی لما عرفت من قولہ فی نحو المنبر لیخطب قبل الصلوٰۃ علی خلاف السنۃ المستمرۃ قولہ وانا اجرہ نحو الصلوٰۃ لیصلی قبل الخطبۃ کما ہو قولہ لا ندری ما تعلم کان بنو امیۃ یسیئون فی خطبتہم اہل البیت فکان الناس لا یجلسون لخطبتہم فجعلوہا قبل الصلوٰۃ قولہ ثم انصرف ابوسعید ولم یشہد الجماعۃ اذ تم انصرف مروان نحو المنبر لیخطب قبل الصلوٰۃ کما ہو دابہ ولم ینکر ابوسعید فی تقدیم الصلوٰۃ علی الخطبۃ۔

باب فی الاضحیۃ

قولہ ضحی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بکبشین لعلہ ذبح احدہما عن نفسہ وثانیہما عن امتہ واللہ اعلم قولہ املحین الاملح ہو الذی فیہ سواد قولہ اقرنین الاقرن مالہ قرنان قولہ علی صفاحہما ای علی جنبیہما قولہ یطأ فی سواد ای کانت قوائمہ

عمران نبی ایسے معلمین وغیرہ خطبوں میں آل بیت رسول کو گالیاں دیتے تھے

محاضرات
تاريخ الأمم الإسلامية

تأليف المرحوم
الشيخ محمد الخضري بك المفتش بوزارة المعارف
ومدرس التاريخ الإسلامي بالجامعة المصرية

الجزء الثاني

الطبعة الثامنة : سنة ١٣٨٢ هجرية

(حقوق الطبع محفوظة)

يطلب من
المكتبة التجارية الكبرى
بمصر ص. ب ٥٧٨

امام حسینؑ کی ناکامی یقینی تھی پس آپ کا خیال درست تھا یا

فلم يقبلوا منه ذلك العودة وعرضوا عليه أن ينزل على حكم ابن زياد ومثل هذا الطلب لا يقبله الحسين مهما يكن من الامر فلم يكن إلا القتال وفي عاشر المحرم سنة ٦١ انتشب القتال بين هاتين الفئتين جيش العراق الذي لم يكن فيه أحد من أهل الشام وهذه الفئة القليلة ممن معه . وهم لا يزيدون عن ٨٠ رجلا ولم يكن إلا قليل وقت حتى قتل الحسين وسائر من معه ، وعدة من قتل اثنان وسبعون رجلا وقتل من أصحاب ابن سعد ٨٨ رجلا ثم أخذوا رأس الحسين وحملوها إلى ابن زياد ومعها بنات الحسين وإخوته وبنوهم على بن الحسين صغير مريض فأمر ابن زياد بحمل الرأس ومعها النساء والصبيان إلى يزيد فلما بلغوا الشام وأخبر يزيد بالخبر دمعت عيناه وقال كنت أرضى من طاعتكم كل شيء دون قتل الحسين لعن الله ابن مرجانة أما والله لو أني صاحبه لعفوت عنه ، ثم قال لبنات الحسين من أين أتى هذا؟ قال أبي خير من أبيه ، وأمي خير من أمه وجدي رسول الله خير من جده ، وأنا خير منه ، وأحق بهذا الأمر ، فأما قوله أبوه خير من أبي فقد حاج أبي وأبوه إلى الله وعلم الناس أيهما حكم له ، وأما قوله أمه خير من امي فما عسى فاطمة بنت رسول الله خير من أمي ، وأما قوله جده خير من جدي فلعمري ما أحد يؤمن بالله واليوم الآخر ، يرى لرسول الله فينا عدلا ولا ندا ، ولكنه إنما أتي من قبل فقهه ولم يقرأ ﴿قل اللهم مالك الملك تؤتي الملك من تشاء﴾ ثم أمر بالنساء فأدخلن على يزيد فلم تبق امرأة من آل يزيد إلا انتهبن واقتسمن المأتم وساهمن عما أخذ منهن فأنصفهن ، ثم قرب إليه علي ابن الحسين وجهزهن بعد ذلك إلى المدينة وقال علي ابن الحسين كاتبني بكل حاجة تكون لك .

لقد كان لكل المحن التي مرت هذه الحادثة التي أثارها عدم الأناة والتبصر في العواقب على الحسين بن علي يقول مشيريه جميعا عرض الحائط وظن بأهل العراق خيرا وبأصحاب أبيه فقد كان أبوه خيرا عنه وأكثر عند الناس وجاهة وكانت له بيعة في أعناقهم فلم يكن كل ذلك لينفعوه حتى تمضي في آخر حياته الخلاص منهم ، أما الحسين فلم يكن له بد وكان في العراق عماله وأمراؤه فاغتر ببعض كتب كتبها دعاة الفتن وعزم أن يحمل أهله وأولاده وسار إلى قوم ليس لهم عهد وانظروا كيف تألف الحسين الذي حاربه هل كان إلا من أهل العراق وحدهم الذين يرفعون عقيرتهم بأنهم أنصار علي وشيعته ، وعلى الجملة فإن الحسين أخطأ خطأ عظيما في خروجه هذا الذي

وَيُرِيدُ اللّٰهُ اَنْ يُّحِقَّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَيَقْطَعَ دَابِرَ الْكٰفِرِيْنَ ۝۸

اور اللہ چاہتا ہے کہ حق کو اپنی باتوں سے ثابت کر دے اور کافروں کی جڑ کاٹ دے

لِيُحِقَّ الْحَقَّ وَيُبْطِلَ الْبَاطِلَ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ۝۹

تاکہ حق ثابت کر دے اور باطل کو مٹا دے اگرچہ (اس سے) گنہگار ناخوش ہوں +

۲۰۵

کتاب شہادت

اس کتاب میں اسلام کے ان عظیم الشان واقعات پر جن پر پردہ پڑا ہوا تھا پوری روشنی ڈالی گئی ہے اور یہ ثابت کیا گیا ہے کہ جس طرح جنگ صفین و جمل ایک بے بنیاد افسانہ اور بعد کی گھڑنت ہیں اسی طرح امام حسین علیہ السلام کی شہادت کا واقعہ بالکل غلط اور محض بے بنیاد ہے

مصنفہ

مرزا حیرت دہلوی

کرزن پریس دہلی

۱۰ جولائی ۱۹۱۳ء سے یہ کتاب چھپنی شروع ہوئی

خانہ کعبہ میں پیدا ہوئے اسوقت حضرت علی کی عمر ۲۰ برس کی تھی آپ کی والدہ بنت اسد کو جب بیچینی شروع ہوئے اور درد کی زیادہ شدت ہوگئی تو ابوطالب بمعہ اس خیال سے کہ بت خانے میں لیجاکے کسی بت سے التجا کی جائے کہ ان کی بیوی کی یہ تکلیف رفع ہوجائے جس طرح ہوا انہیں اس بتخانے میں لے گئے جو کعبہ کے اندر بنا ہوا تھا جہاں ۳۶۰ بت رکھے ہوئے تھے اور لوگ ان بتوں سے اپنی منتیں اور مرادیں مانگنے کے لئے ہر وقت موجود رہتے تھے اسی طرح ابوطالب بھی اپنی بیوی فاطمہ بنت اسد کو ایک خاص بت کے آگے لے گئے چونکہ درد کی بیچینی بہت شدت پر پہنچ گئی تھی ادھر گھر سے اس بتخانے میں پہنچنے تک پیٹ کو ضرورت سے زیادہ حرکت ہوئی تو ابھی فاطمہ بنت اسد بت کے آگے کھڑی ہی ہوئی تھیں کہ فوراً انہیں شدت کے درد لگے اور ان کے ہاں بچہ پیدا ہوگیا جسکا نام ابوطالب نے علی رکھا اس طرح بتخانے میں پیدا ہونا بعض لوگوں نے حضرت علی کے لئے باعث فخر کیا ہے مگر یہ کچھ فخر کی بات نہیں ہے خانہ کعبہ جب حضرت علی پیدا ہوئے ہیں بتوں کا گھر بن رہا تھا وہ خدا کا گھر نہیں تھا اسکے ایک عرصے کے بعد جب وہ بتوں کی نجاست سے پاک کیا گیا تو اسے چوتھے گھر کو خانہ خدا بننے کا شرف حاصل ہوا لہٰذا ایسے نجس مقام پر جہاں ۳۶۰ بت موجود ہوں اور جہاں خداوند قدوس کے مشرکین عرب ان بتوں کی پرستش کرتے ہوں وہاں کسی شخص کا اتفاقیہ پیدا ہوجانا باعث فخر کسی صورت سے نہیں بن سکتا۔

حضرت علی کی پرورش

آپ نے چند سال تک اپنے والدین کے آغوش محبت میں پرورش پائی مگر چند سال کے بعد ابوطالب کی پریشانی سے ایک تو مکہ میں سخت قحط پڑا دوسرے ان کی

حضرت علی بت خانہ اور نجس مقام پر پیدا ہونے کا الزام

فتاوی رشیدیہ
کامل
محبوب لطائف مفید
از افاضات مبارک
حضرت مولانا الحاج الحافظ رشید احمد صاحب گنگوہی رح
ناشران
محمد علی کارخانہ اسلامی کتب دوکان ۲
اردو بازار کراچی ۱

محرم میں ذکر شہادت حسینؓ کرنا حرام ہے

ایصال ثواب وصدقات کرنا اور تعین آب وطعام بھی مثل شربت ہے یا کچھ جدا ہے اور ہر غنی اور فقیر کو اس کا لینا اور تبرک جاننا اور ہر غنی یا سید اس کو نہ لیوے تو ملعون کریں اور برا جانیں اور فی الجملہ ریا کو اس میں بہت دخل ہوتا ہے تو ایسی صورت میں امید ثواب کی ہو سکتی ہے یا نہیں اور یہ کل امور بدعات ومعصیت ہیں یا نہیں۔

جواب:۔ ذکر شہادت کا ایام عشرۂ محرم میں کرنا بمشابہت روافض کے منع ہے اور ماتم نوحہ کرنا حرام ہے۔ فی الحدیث نہی عن المراثی الحدیث[1] اور خلاف روایات بیان کرنا سب ابواب میں حرام ہیں۔ تقسیم صدقات بتخصیص ان ایام کرنا اگر یہ جانتا ہے کہ آج ہی زیادہ ثواب ہے تو بدعت ضلالہ ہے علی ہذا تخصیص کسی طعام کی کسی یوم کے ساتھ کرنا لغو ہے اور صدقہ کا طعام غنی کو مکروہ اور سید کو حرام ہے اس پر لعن کرنا فسق ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

پیران پیر کی گیارہویں

سوال:۔ تبارک اور رجبی اور گیارہویں پیران پیر کی کرنا درست ہے یا نہیں۔

جواب:۔ تبارک ورجبی بدعت ہیں ان کی کوئی اصل شرع میں نہیں اور ایصال ثواب بروح حضرت قدس سرہٗ درست ہے اور تعین تاریخ کو پس وپیش نہ کرے بدعت ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

ایام محرم میں کتب شہادت کا پڑھنا

سوال:۔ کتاب ترجمہ سر الشہادتین یا دیگر کتب شہادت خاص شہادت کی رات کو پڑھنا کیسا ہے حسب خواہش نازیان مسجد یا کسی کے مکان پر۔

جواب:۔ ایام محرم میں سر الشہادتین کا پڑھنا منع ہے حسب مشابہت مجالس روافض کے۔

محرم میں سبیل لگانا دودھ کا شربت پلانا

سوال:۔ محرم میں عشرہ وغیرہ کے روز شہادت کا بیان کرنا مع اشعار بروایت صحیح یا بعض ضعیفہ بھی ونیز سبیل لگانا اور چندہ دینا اور شربت دودھ بچوں کو پلانا درست ہے یا نہیں۔

جواب:۔ محرم میں ذکر شہادت حسین علیہ السلام کرنا اگرچہ بروایات صحیحہ ہو یا سبیل لگانا شربت پلانا یا چندہ سبیل اور شربت میں دینا یا دودھ پلانا سب نادرست اور تشبہ روافض کیونکہ ہے حرام ہیں فقط

[1] حدیث میں ہے کہ آپ نے مرثیوں سے منع فرمایا ہے

الحسنؓ والحسینؓ

تصنیف: محمد رضا (مصری)

ترجمہ: محمد وجیہ السماء عرفانی

مکتبۂ پاکستان ○ چوک انارکلی لاہور

فتنہ انگیزی کا الزام لگایا اور بہت سی برائیاں بیان کیں۔ اور کہا اے بنی عبدالمطلب یہ نہیں ہو سکتا تھا کہ تم تو خلفا کو قتل کرو جو خون بہانا تم پہ حرام تھا وہ تم بہاتے رہو ملک گیری کی ہوس پوری کرنے کی سعی کرو۔ اور جو جو باتیں تمہارے لئے جائز نہ تھیں وہ سب کرتے رہو۔ اور اس سب کچھ کے باوجود تمہیں ملک و حکومت مل جائیں پھر اے حسنؑ تو نے اپنے دل میں یہ سوچنا شروع کر دیا کہ خلافت کا منصب تجھے ملنے والا ہے حالانکہ تیرے پاس نہ عقل ہے۔ اور نہ شعور۔ پھر تو کیسے پاتا ہے اللہ تعالیٰ کو کہ اس نے تیری عقل کو سلب کیا اور تجھے قریش کا احمق آدمی بنا کر چھوڑا۔ ہر جگہ تیرا مذاق اڑایا جاتا ہے اور تیری بے عزتی کی جاتی ہے۔ سب کچھ تیرے بُرے اعمال کی وجہ سے ہے۔ اور ہم نے تجھے اس لئے بلوایا ہے کہ ہم تیری اور تیرے باپ کی برائی بیان کریں۔ جہاں تک تیرے باپ کا تعلق ہے سو اللہ تعالیٰ نے اس کو تنہا کر دیا۔ اور ہمیں اس کی حکومت اور اختیار سے بچا لیا۔ اور تُو تو ہمارے ہاتھوں میں ہے اگر ہم تجھے قتل کر ڈالیں تو ہم پر نہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کچھ گناہ ہے نہ لوگ ہی اسے معیوب سمجھیں گے۔ کیا تجھے ہمت ہے کہ تو ہماری باتوں کو غلط کہہ سکے؟ اگر تیرے نزدیک ہم نے جھوٹ کہا ہے تو جو باتیں ہم نے کہی ہیں ان کا جواب دے۔ ورنہ جان لے کہ تو اور تیرا باپ دونوں ظالم ہو۔"

حضرت امام حسنؑ حضرت علیؑ دونوں ظالم ہیں

اس کے بعد ولید بن عتبہ بن ابو معیط بولا۔ اُس نے کہا "اے بنو ہاشم! تم عثمان کے ننھیال تھے۔ وہ تمہارا بڑا اچھا بیٹا تھا۔ اُس نے تمہارے حق کو پہچانا پھر تم اُس کے سسرال بنے۔ تو وہ تمہارا بہترین داماد تھا۔ تمہاری عزت کرتا تھا پھر تمہی نے اس کے ساتھ پہلے پہل حسد کیا اور تیرے باپ نے اس کو ظلم سے قتل کیا۔

جس کے لیے نہ کوئی جواز تھا نہ کوئی وجہ تمہارے پاس تھی
اب تم نے اللہ تعالیٰ کو کیسا پایا کہ اس نے اس کا خون طلب کیا اور تمہیں اپنے ٹھکانے پر پہنچا دیا۔ قسم خدا کی بنو ہاشم نے بنو امیہ کے ساتھ بہت برا سلوک کیا ہے لیکن بنو امیہ، بنو ہاشم کے حق میں ہمیشہ اچھے رہے ہیں۔ اور یہ کہ معاویہؓ تیرے لیے تیری اپنی جان سے بھی بہتر ہے۔"

پھر عتبہ بن ابوسفیان بولا: "اے حسنؓ تیرا باپ قریش میں سے تھا لیکن قریش ہی کے لیے بُرا تھا کیونکہ اُس نے قریش کا خون بہایا اور اُن سے تعلقات منقطع کیے۔ اس کی تلوار اور زبان دونوں تیز تھیں۔ زندہ کو قتل کرتا اور میت کی غیبت کرتا تھا۔ اور تو ان لوگوں سے ہے جنہوں نے عثمانؓ کو قتل کیا اور ہم اسی وجہ سے تجھے قتل کر دیں گے۔ رہا تیرا خلافت کی امید رکھنا سو تجھے اس میں سے ایک بال برابر بھی کچھ نہ ملے گا۔ اور اے بنی ہاشم! تمہی نے عثمان کو قتل کیا ہے اب حق یہ ہے کہ ہم تجھے اور تیرے بھائی کو اس کے بدلہ میں قتل کر دیں تیرا باپ سو اللہ تعالیٰ نے اُس کے اختیارِ حکومت سے ہمیں بچا لیا اور تُو ہے سو قسم خدا کی اگر ہم تجھے عثمانؓ کے بدلے قتل کر ڈالیں تو ہم پر نہ کوئی گناہ ہے اور نہ ملامت۔"

اس کے بعد مغیرہ بن شعبہ بولا۔ اس نے حضرت علیؓ کو گالی دی اور کہا قسم خدا کی میں نہ یہ کہتا ہوں کہ اس نے فلاں معاملے میں خیانت کی ہے نہ یہ کہتا ہوں کہ اس نے فلاں حکم میں کسی کی طرف داری کی ہے میں تو یہ کہتا ہوں کہ اس نے عثمانؓ کو قتل کیا ہے۔"

اتنا کہہ کر سب خاموش ہو گئے۔ اب حضرت حسنؓ کی باری آئی انہوں نے

مغیرہ بن شعبہ نے حضرت علیؓ کو گالی دی اور قتل عثمانؓ کا الزام لگایا

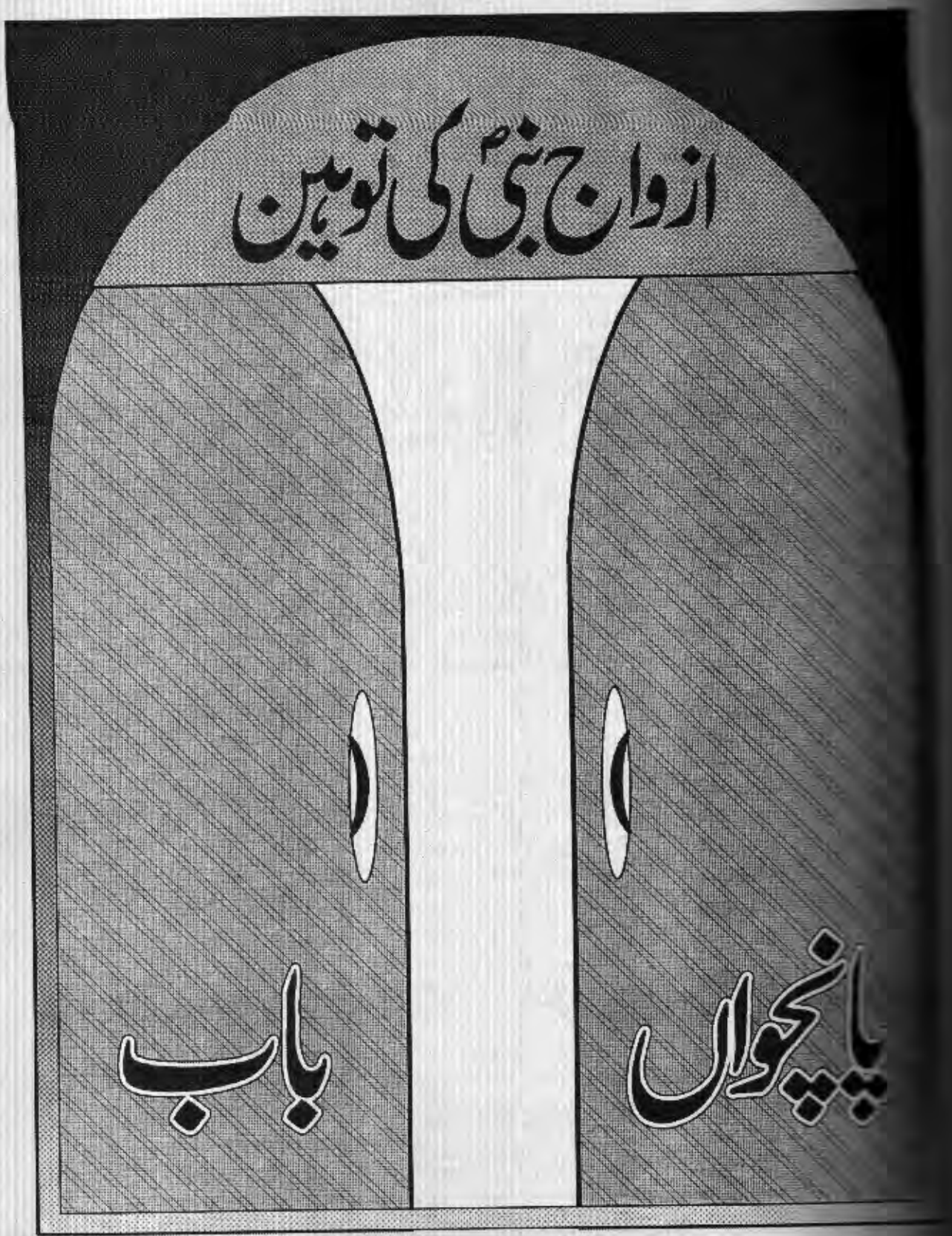
ازواج نبیؐ کی توہین
پانچواں
باب

الدر المنثور
في
التفسير بالمأثور

للإمام جلال الدين السيوطي
رحمه الله تعالى.

وبهامشه القرآن الكريم
مع تفسير ابن عباس رضي الله عنه

الجزء الأول

دار المعرفة
للطباعة والنشر
بيروت - لبنان

منهم بدعا عائشة رضي الله عنها فذكره ذلك النبي صلى الله عليه وسلم فنزلت آية الحجاب * وأخرج ابن جرير عن عائشة رضي الله عنها ان أزواج النبي صلى الله عليه وسلم كن يخرجن بالليل اذا ذهبن الى المناصع وهو صعيد افيح وكان عمر بن الخطاب رضي الله عنه يقول للنبي صلى الله عليه وسلم احجب نساءك فلم يكن رسول الله صلى الله عليه وسلم يفعل فخرجت سودة رضي الله عنها بنت زمعة ليلا من الليالي عشاء وكانت امرأة طويلة فناداها عمر رضي الله عنه بصوته الاعلى قد عرفناك يا سودة حرصا على ان ينزل الحجاب فانزل الله تعالى الحجاب قال الله تعالى يا أيها الذين آمنوا لا تدخلوا بيوت النبي الآية * وأخرج ابن أبي شيبة وعبد بن حميد وابن جرير وابن المنذر وابن أبي حاتم عن مجاهد رضي الله عنه في قوله غير ناظرين اناه قال غير منتظرين نضجه ولا مستأنسين لحديث بعد ان تأكلوا * وأخرج عبد بن حميد وابن أبي حاتم عن الضحاك رضي الله عنه في قوله اناه قال نضجه * وأخرج ابن أبي حاتم عن سليمان بن أرقم رضي الله عنه في قوله ولا مستأنسين لحديث قال نزلت في الثقلاء * وأخرج الحاكم عن أنس رضي الله عنه قال كانوا اذا طعموا جلسوا عند النبي صلى الله عليه وسلم رجال ان يجيء منهم فنزلت فاذا طعمتم فانتشروا ولا مستأنسين لحديث * وأخرج عبد بن حميد وابن المنذر وابن أبي حاتم عن مجاهد رضي الله عنه في قوله واذا سألتموهن متاعا قال أزواج النبي صلى الله عليه وسلم عليهن الحجاب * وأخرج ابن أبي حاتم عن السدي رضي الله عنه في قوله واذا سألتموهن متاعا قال حاجة * وأخرج ابن مردويه عن ابن مسعود رضي الله عنه قال فضل الناس عمر بن الخطاب رضي الله عنه بار بع بذكره الاسارى يوم بدر أمر بقتلهم فانزل الله لولا كتاب من الله سبق الآية وبذكره الحجاب أمر نساء النبي صلى الله عليه وسلم ان يحتجبن فقالت له زينب رضي الله عنها وانك لتغار علينا يا ابن الخطاب والوحي ينزل في بيوتنا فانزل الله واذا سألتموهن متاعا الآية وبدعوة النبي صلى الله عليه وسلم اللهم أيد الاسلام بعمر وبرأيه في أبي بكر كان أول الناس بايعه * وأخرج ابن سعد عن محمد بن كعب رضي الله عنه قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا تغدى في بيته بادر وفاخذوا المجالس فلا يعرف ذلك في وجه رسول الله صلى الله عليه وسلم ولا يعاود الى الطعام مستحيا منهم فتوبوا في ذلك فانزل الله يا أيها الذين آمنوا لا تدخلوا بيوت النبي الآية * وأخرج ابن سعد عن أنس رضي الله عنه قال نزل الحجاب بمبنى رسول الله صلى الله عليه وسلم بزينب بنت جحش رضي الله عنها وذلك سنة خمس من الهجرة وجب نساؤه من يومئذ وأنا ابن خمس عشرة * وأخرج ابن سعد عن صالح بن كيسان قال نزل حجاب رسول الله صلى الله عليه وسلم على نسائه في ذي القعدة سنة خمس من الهجرة * قوله تعالى (وما كان لكم) الآية * أخرج ابن أبي حاتم وابن مردويه عن ابن عباس رضي الله عنهما في قوله وما كان لكم أن تؤذوا رسول الله الآية قال نزلت في رجل هم أن يتزوج بعض نساء النبي صلى الله عليه وسلم بعده قال سفيان ذكروا أنها عائشة رضي الله عنها * وأخرج ابن مردويه عن ابن عباس رضي الله عنهما قال قال رجل لئن مات محمد صلى الله عليه وسلم لأتزوجن عائشة فانزل الله وما كان لكم أن تؤذوا رسول الله الآية * وأخرج ابن جرير وابن أبي حاتم عن عبد الرحمن بن زيد بن أسلم قال راع النبي صلى الله عليه وسلم ان رجلا يقول ان توفي رسول الله صلى الله عليه وسلم تزوجت فلانة من بعده فكان ذلك يؤذي النبي صلى الله عليه وسلم فنزل القرآن وما كان لكم أن تؤذوا رسول الله الآية * وأخرج ابن أبي حاتم عن السدي رضي الله عنه قال لعنا ان طلحة بن عبد الله قال أما لئن حجبنا محمد عن بنات عمنا ليتزوجن نساءنا من بعدنا لئن حدث به حدث لنتزوجن نساءه من بعده فنزلت هذه الآية * وأخرج عبد الرزاق وعبد بن حميد وابن المنذر عن قتادة رضي الله عنه قال قال طلحة بن عبد الله لو قبض النبي صلى الله عليه وسلم تزوجت عائشة رضي الله عنها فنزلت وما كان لكم أن تؤذوا رسول الله الآية * وأخرج ابن سعد عن أبي بكر بن محمد بن عمرو بن حزم في قوله وما كان لكم ان تؤذوا رسول الله قال نزلت في طلحة بن عبد الله لانه قال اذا توفي رسول الله صلى الله عليه وسلم تزوجت عائشة رضي الله عنها * وأخرج البيهقي في السنن عن ابن عباس رضي الله عنهما قال قال رجل من أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم لو قد مات رسول الله صلى الله عليه وسلم تزوجت عائشة أو أم سلمة فانزل الله وما كان لكم ان تؤذوا رسول الله الآية * وأخرج ابن جرير عن ابن عباس رضي الله عنهما ان رجلا أتى بعض أزواج النبي صلى الله عليه وسلم فكلمها وهو ابن عم لها فقال النبي صلى الله عليه وسلم لا تقومن هذا المقام بعد يومك هذا فقال يا رسول الله انها ابنة عمي والله

طاہر بن عبید اللہ نے ام المومنین عائشہ سے شادی کی خواہش کی

الجزء السادس من مفاتيح الغيب المشتهر بالتفسير
الكبير للامام فخر الدين محمد الرازى
ابن العلامة ضياء الدين عمر
المشتهر بخطيب الرى
نفع الله به المسلمين
آمين

م

ه(وبهامشه تفسير العلامة أبى السعود)ه

لامانع فى بيت عائشة من بيوت النبى عليه السلام من تكشف او حضور غير محرم عندها او علم خلو الدار من الاهل اوهى محتاجة الى اطفاء حريق فيها او غير ذلك جاز الدخول (المسئلة الرابعة) قوله تعالى فاذا طعمتم فانتشروا كان بعض الصحابة اطال المكث يوم وليمة النبى عليه السلام فى عرس زينب والنبى عليه السلام لم يقل له شيأ فوردت الآية جامعة لآداب (منها) المنع من اطالة المكث فى بيوت الناس وفى معنى البيت موضع مباح اختاره شخص لعبادته او اشتغاله بشغل فيأتيه احد و يطيل المكث عنده وقوله تعالى ولا مستأنسين لحديث قال الزمخشرى هو عطف على غير ناظرين مجرور و يحتمل ان يكون منصوبا عطفا على المعنى فان معنى قوله تعالى لاتدخلوا بيوت النبى الاان يؤذن لكم لاتدخلوها هاجمين فعطف عليه ولامستأنسين ثم ان الله تعالى بين كون ذلك ادبا و كون النبى حليما بقوله ان ذلكم كان يؤذى النبى فيستحيى منكم والله لايستحيى من الحق اشارة الى ان ذلك حق وادب وقوله تعالى كان اشارة الى تحمل النبى عليه السلام ثم ذكر الله ادبا آخر وهو قوله تعالى واذا سألتموهن متاعا فاسألوهن من وراء حجاب لما منع الله الناس من دخول بيوت النبى عليه السلام و كان فى ذلك تعذر الوصول الى المباحون بين ان ذلك غير ممنوع منه فليسأل وليطلب من وراء حجاب وقوله تعالى ذلكم اطهر لقلوبكم وقلوبهن يعنى العين رائدة القلب فاذا لم تر العين لايشتهى القلب اما ان رأت العين فقد يشتهى القلب وقد لايشتهى فالقلب عند عدم الرؤية اطهر وفيه دفع الفتنة حينئذ اظهر ثم ان الله تعالى لما علم المؤمنين الادب أكده بما يحملهم على محافظته فقال تعالى وما كان لكم ان تؤذوا رسول الله و كل مامنعتم عنه مؤذ فامتنعوا عنه و قوله تعالى ولا ان تنكحوا ازواجه من بعده أبدا قيل سبب نزوله ان بعض الناس قيل هو طلحة ابن عبيدالله قال لئن عشت بعد محمد لانكحن عائشة وقد ذكرنا ان اللفظ العام لايغير معناه سبب النزول فان المراد ان ايذاء الرسول حرام والتعرض لنسائه فى حياته ايذاء فلايجوز ثم قال لابل ذلك غير جائز مطلقا ثم أكده بقوله تعالى ان ذلكم كان عندالله عظيما اى ايذاء الرسول * ثم قال تعالى (ان تبدوا شيأ او تخفوه فان الله كان بكل شئ عليما) يعنى ان كنتم لاتؤذونه فى الحال وتعزمون على ايذائه او نكاح ازواجه بعده فالله عليم بذات الصدور * ثم ان الله تعالى لما انزل الحجاب استثنى المحارم بقوله (لاجناح عليهن فى آبائهن ولا أبنائهن ولا اخوانهن ولا أبناء اخوانهن ولا أبناء اخواتهن ولا نسائهن ولا ماملكت أيمانهن) وفى الآية مسائل (المسئلة الاولى) فى الحجاب اوجب السؤال من وراء الحجاب على الرجال فلم لم يستثن الرجال عن الجناح ولم يقل لاجناح على آبائهن فنقول قوله تعالى فاسألوهن من وراء حجاب امر بسدل الستر عليهن وذلك لايكون الابكونهن مستورات

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے پردہ نہ فرمانے پر حضرت عائشہ سے شکوہ کرنے کی وجوہات

فتح القدير

الجامع بين فني الرواية والدراية من علم التفسير

للقاضي الحافظ الضابط المحدث الفقيه الشهير محمد بن علي بن محمد الشوكاني اليماني الصنعاني صاحب (نيل الأوطار وغيره) المتوفى بمدينة صنعاء في جمادى الآخرة سنة ١٢٥٠ هـ عن ست وسبعين سنة وسبعة أشهر رحمه الله تعالى وإيانا والمؤمنين آمين

الطبعة الأولى

على النسخة الوحيدة بقلم المؤلف الامام الشوكاني رحمه الله تعالى أدن لنا بإذن عليها من الشجرة النبوية حضرة صاحب الفضيلة العلامة السيد محمد بن محمد زبارة الحسني الصنعاني أحد علماء رجال الدولة الاسلامية اليمانية الشوكانية أدام عصرها رب البرية آمين

تنبيه — لا يجوز لأحد أن يطبع كتاب «فتح القدير» للشوكاني من هذه الطبعة وكل من طبعها يكون ملكا بإزاء أصل قديم يثبت أنه طبع منه وإلا فيكون مسئولا عن التعويض قانونا

الجزء الرابع

طبع بمطبعة

مصطفى البابي الحلبي وأولاده بمصر

وناشر طبعه — محمد أمين عمران

رمضان ١٣٥٠ هجرية رقم ٤٤٦